فاعتبروا یا اولی الابصار

جلد اول

خلافت اندلس

ملک اسپین میں عربوں کی ہشت صد سالہ حکومت

من تصنیف عالی جناب مستطاب نواب ذوالقدر جنگ بہادر ایم اے بیرسٹرایٹ لا
ناظم اول فوجداری بلدۂ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مترجم کتاب تکمیل علم سیاست

باہتمام محمد قاسم

قاسم پریس حیدرآباد دکن میں رونق طبع پائی

جملہ حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہیں

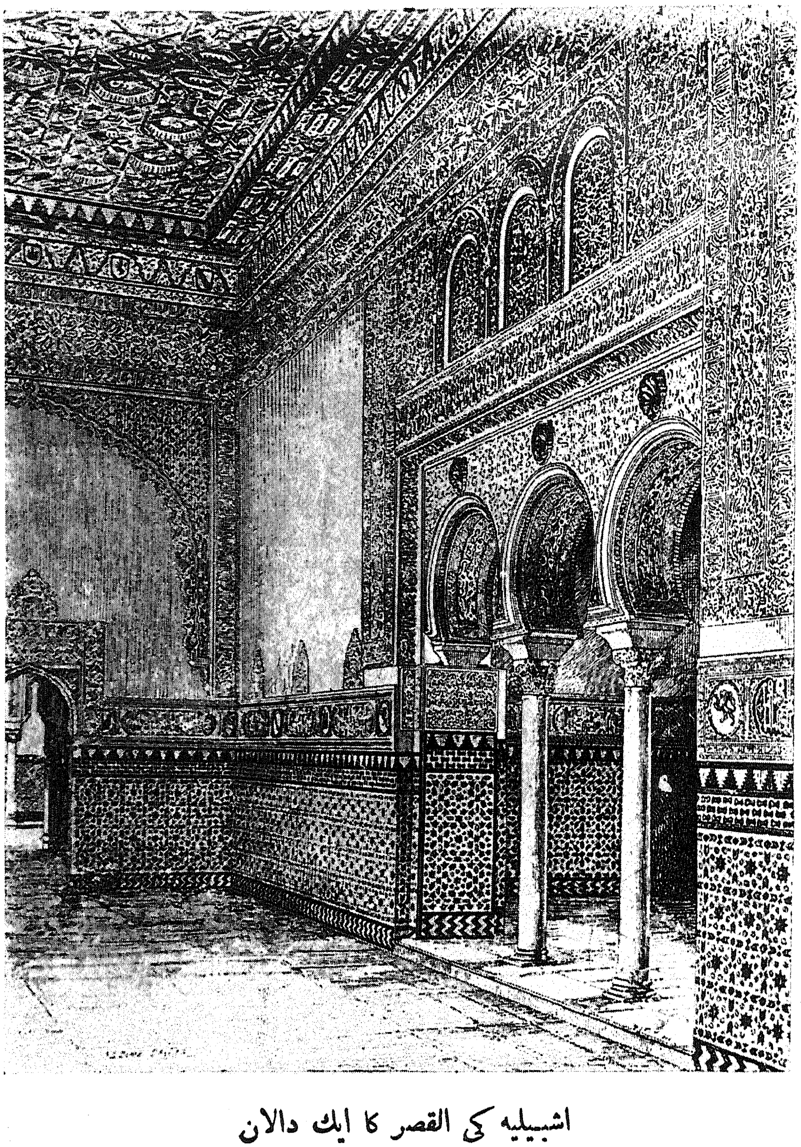

اشبیلیہ کی القصر کا ایک دالان

فاعتبروا یا اولی الابصار

جلد اول

خلافت اندلس

یعنی

ملک اسپین مین عربون کی ہشت صد سالہ حکومت

من تصنیف عالی جناب مستطاب نواب ذوالقدر جنگ بہادر ایم اے بیرسٹر ایٹ لا

ناظم اول فوجداری بلدۂ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مترجم کتاب کیاولی و علم سیاست

باہتمام محمد قاسم

قاسم پریس حیدرآباد دکن مین رونق طبع پائی

فہرست مضامین خلافت اندلس حصہ اول

مضامین	نمبر صفحہ
دیباچہ	۱ تا ۲۰
باب اول	
اندلس کی ابتدائی حالت مختلف اقوام۔ اون کا عروج اور تنزل۔ عربون کی آمد۔	۱ تا ۸
باب دوم	
عیسائیون کا موسیٰ ابن نصیر کے پاس آنا۔ اندلس کی فتح کا قصد۔ طارق کا اندلس مین داخل ہونا۔ تدمیر کے ساتھہ جنگ۔ جنگ الجہزار۔ جنگ وادی لکہ۔ جولین۔ عربون کی فتوحات۔	۹ تا ۲۹
باب سوم	
موسیٰ ابن نصیر کا اندلس مین داخل ہونا اوسکی فتوحات۔ طارق سے ملاقات۔ طارق کی معزولی۔ طارق کا بحال ہونا۔ عربون کا فرانس مین داخل ہونا۔ عبد العزیز کی فتوحات۔ خلیفہ کا حکم موسیٰ کے نام۔ موسیٰ کا شام واپس ہونا۔ خلیفہ سلیمان کی تخت نشینی۔ موسیٰ کا انتقال۔ عبد العزیز کا قتل۔ خلیفہ عمر ابن عبد العزیز۔ ایوب اور الحر اور السمح کا یکے بعد دیگرے والی مقرر ہونا۔ عبد الرحمن عنبسہ کا والی مقرر ہونا۔ امیر عذرہ وغیرہ	۳۰ تا ۷۴
باب چہارم	
قوم بربر کا افریقہ اور اندلس مین بغاوت کرنا۔ عبد الملک ابن قطن کا اون سے شکست کہانا۔ جنگ امراء ابن سلامتہ۔ یوسف الفہری کا انتظام۔ خلیفہ مروان بن محمد بن مروان۔ بنی عباسیہ کی بغاوت۔	۷۵ تا ۹۱
باب پنجم	
بنی عباسیہ کی کامیابی۔ سلطنت امیہ کا خاتمہ۔ مروان کے انتقال کے بعد عبد الرحمن بن معاویہ کا فرار ہونا۔ اس کا تعاقب کیا جانا۔ اس کا مغرب الاقصیٰ مین داخل ہونا۔ بدر کو اندلس روانہ کرنا۔ اس کے طرفدارون کی کامیابی۔ عبد الرحمن کا اندلس روانہ ہونا۔ امیر یوسف کی تیاری۔ عبد الرحمن کا جانب قرطبہ جانا۔ جنگ مصارہ۔ اسکی کامیابی۔ امیر یوسف کا فرار تعاقب اور گرفتاری	۹۲ تا ۱۰۵

صحت نامہ کتاب خلافت اندلس حصہ اوّل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱۱	۱۲	کو	کی	۱۵	۱	صاجب	صاحب
۱۷	۵	۱۷	۱۸	۲	۴	جبوب	جنوب
۲	۹	۰	قوم	۳	۵	روزبی گاتہہ	وزبی گاتہہ
۴	۱۲	غرضیکہ	غرضکہ	۱۳	۱۳	یا آسمان سے	۰
۲۶	۱۴	الوادیٔ	الوادی	۲۷	۲	شئ	شیٔ
۲۷	۳	یہان	جہان	۲۷	۶	ماجہ	باجہ
ایضاً	۱۵	گوادہرسٹ	گواڈیلسٹ	۳۰	۵	ابرغذاة	امیرعذرہ
۳۱	۵	سدراہ	دلیل راہ	۳۱	۱۴	پایہ تخت	پائی تخت
۳۴	۷	شہر	شہر اشبیلیہ	۳۵	۳	کی	کی اور
۳۹	۹	جلفیہ	جلیقیہ	۳۹	۱۵	فصاحت	وضاحت
۴۷	۴	ادسی	اوس	۵۷	۱۲	اس کے	ان کے
۶۰	۹	صلعم سے	صلعم کے حکم سے	۶۰	۱۰	۰	افسوس ہے کہ
۶۴	۱۲	خوشما	خوشنما	۶۶	۵	ہینیے حکومت	ہینیے کی حکومت
۷۶	۱۴	قیاضی	فیاضی	۸۱	۷	پہلے سکونت	پہلے سے سکونت
۹۰	۱۳	بیجستہ	بیجتہ	۹۰	۱۳	سلانیکا	سلائیکا
۹۳	۲	۵۷ھ	۵۷۷ھ	۱۰۱	۱	مورود	مورور

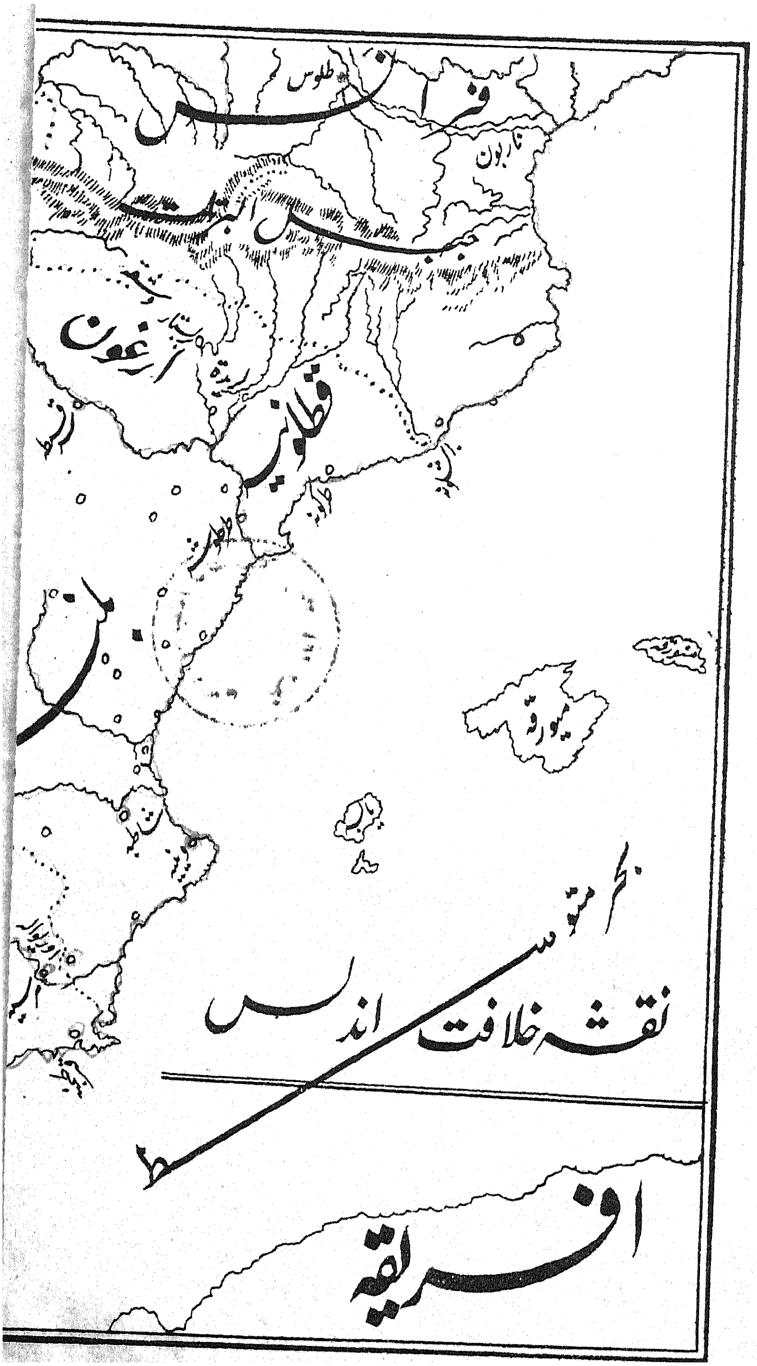

نقشہ خلافت اندلس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

تاریخ ایک دل چسپ فن ہے تجربہ خیز ونصیحت آمیز۔ اہل یونان قدیم نے منجملہ دیگر علوم وفنون کے اس علم کے مبادی کو بھی درست کیا اور ایک یہی قوم قدیم تھی کہ جس نے اس علم کو مروج کیا تھا۔ دوسری قدیم قومون مثل اہلِ ایران اور ہنود بلکہ ان سے بھی بہت پہلے مثل قوم فنیقہ اور بابل اور قبط مصر وغیرہم مین اس علم کا رواج نہین پایا جاتا یونانیون سے یہہ علم رومتہ الکبری والون نے اخذ کیا اور کچھ ترقی بھی اس علم مین کی۔

بنی اسرائیل مین یہہ علم دوسرے طرز پر جاری ہوا جو اب بشکل صحائف انبیا عہد قدیم مین مندرج ہے۔ ان صحائف کو یہود اور نصاری اب کلام خدا کہتے ہین مگر طرز عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ یہہ صحائف مختلف آدمیون نے بطور تاریخ

براہی یادگار خلف تحریر کیے تھے جن کو پس آیندگان نے بغیر تحقیق و دریافت مُنزّل من اللہ قرار دیدیا۔ ان صحائف کی اسقدر قدر کی گئی کہ اصل کلام خدا گم ہوگیا پس یہہ صحائف جو کلام انسان ہین فی الحقیقت قومی تاریخین بنی اسرائیل کی ہین جو مختلف زمانون مین مختلف مورخین نے لکھی ہین جن کا نام اب مفقود ہے۔ اسی وجہ سے جس نبی کا حال جس صحیفہ مین مذکور رہے خلف نے اوس ہی نبی کو مصنف اوس صحیفے کا گمان کرلیا اور اوس کے کلام کو منزل من اللہ یقین کرلیا مثلاً کتاب التوراۃ و کتاب الثنیہ وغیرہما صحائف جو حضرت موسیٰ کی طرف منسوب اور منزل من اللہ سمجھے جاتے ہین اصل مین کسی عبری مورخ کی تصنیف ہے جو حضرت موسیٰ کے انتقال کے بعد بطور یادگار تاریخ لکھی گئی تھی ـــ یہہ مورخ حضرت موسیٰ کا ذکر بصیغہ غائب ہی نہین لکھتا بلکہ اون علیہ السلام کے تفصیلی حالات بھی بیان کرتا ہے۔ مثلاً موسیٰ نے خدا سے کلام کیا۔ خدا نے موسیٰ سے چار چشم ہوکر کلام کیا۔ موسیٰ بندۂ خدا نے وفات پائی۔ مثل موسیٰ کے کوئی دوسرا نبی بنی اسرائیل مین نہین ہوا۔ علاوہ اس کے موسیٰ کی وفات کے حالات اور تجہیز و تکفین اور عبریون کے ایک ماہ کے ماتم کی کیفیت اس مین مندرج ہے اور اون کے مدفن کی نسبت یہہ تحریر ہے کہ آج تک اس کا علم کسی کو نہین ہے

کیا یہہ سب باتین حضرت موسی اپنی نسبت آپ لکھ گئے تھے یا بعد موت قبر مین سے لکھکر بہیجدی تہین - جہان تک ہم غور کرتے ہین صحائف عہد عتیق و قدیم مین صرف اوس قدر کلام خدا باقی رہ گیا ہے جو ان مورخین نے اپنی اپنی تصانیف مین لطور اسناد مختلف مقامات پر درج کردیا ہے -

الغرض عربون یونانیون اور رومیون کے بعد علم تاریخ کو عربون نے مروج کیا اور اوس کو بہت کچھ ترقی بہی دی اور عربون کی پیروی مین دیگر عجمی اقوام مثل اہل ایران و ترکستان و ہندوستان نے جو مشرف بدین اسلام ہوئے اس علم کو اپنی اپنی زبانون مین جاری کیا مگر محض پیروئین مصنّفین عرب رہے اور کسی قسم کی ترقی اس فن مین نہین کرسکے اس واسطے کہ مسلمانون مین علمائی متاخرین نے اپنا دل و دماغ اور کامل وقت دینیات کی تعلیم و تعلم مین صرف کیا اور حدیث و فقہ و تفسیر وغیرہ علوم مین اس قدر جد و جہد کی کہ ہزارون بلکہ لاکہون کتابین ان علوم مین لکھڈالین - اور بحر تصوف مین ایسے مستغرق ہوئے کہ اور علوم جو معاشرت اور تمدن مین معین و ممد ہین نظر انداز کردیئے گئے -

عربون کے بعد اس علم کا شوق یورپ مین پیدا ہوا اور اہل یورپ نے یونانیون اور رومیون کی قدیم اور عربون کی جدید تصانیف سے پورا فائدہ اوٹھایا - حال کی دو صدیون مین

جہان دیگر علوم کو ترقی دی گئی علم تاریخ کی بھی اصول قائم کیئے گئے اور عمدہ تصانیف جرح و قدح اور تحقیق و تدقیق کے بعد یورپ مین شایع کی گیئن۔

واضح باد کہ قوم اور قومیت کی پاسداری اور وطن کی محبت کسی قوم مین بغیر اس علم کے مستحکم نہین ہوسکتی۔ قدیم اقوام مین جن مین یہہ علم مروج نہ تھا تو دوسرے طریقے صفات متذکرہ بالا کے قائم رکھنے کے واسطے جاری تھے۔ ہندوستان مین بالخصوص قوم راجپوت مین ہر خاندان کے بھاٹ اوس کے گذشتہ بزرگون کی جرأت اور حمیت کی یادگار مین گیت بنا کر شادی بیاہ وغیرہ مواقع پر گایا کرتے تھے۔ تاکہ بزرگون کے صفات حمیدہ سُن کر خوردون کو بھی جوش حمیت پیدا ہو اس ہی طرح اور اقوام قدیمہ مین بھی اس قسم کے ذرایع چھوٹون کو بڑون کی اور خلف کو سلف کی پیروی کی تحریص و ترغیب کے واسطے جاری تھے حتیٰ کہ گھر کی بڑی بوڑھی عورتین بچون کے سامنے اون کے دادا پردادا کی کارگزاریان بطور قصص و حکایات بیان کیا کرتی تھین۔ یہہ ابتدا اس علم کی تھی جو آج اکمل علوم مین شمار کیا جاتا ہے۔ اِس ابتدائی حالت سے اس علم نے نظم کی شکل مین ترقی کی اور ہر قوم کے شعرا نے مثنوی اور قصاید اور ڈراما کی اقسام نظم مین اپنی طبع آزمائیان کر کے خلف مین جوش سلف کی پیروی اور حب وطن اور قومی جوش پیدا کرنا شروع کیا۔ یونانیون نے شاید سب سے

پہلے اس درجہ سے آگے قدم بڑہایا اور حالات قدیمیہ کو نثر کے ہارین گوندہنا شروع کیا اور پہر اس سے زیادہ اس ہی قوم نے یہہ ترقی کی کہ ہمعصر حالات کو بہی قلمبند اور اپنے وقت کے مشاہیر اور گزشتہ نامور لوگون کے ترجمے اور تذکرے بہی تصنیف اور تالیف کرنے لگے۔ اس کے بعد رومیون نے تصانیف کثیرہ اس فن مین نظم و نثر مین لکہین اور باہمی اخوت اور مودت اور حب الوطن یعنی عصبیت قوم اور ملت کا جوش ایسا قائم کیا کہ دیگر اقوام عالم پر جو اس فن سے محروم تہین چند صد سال حکومت کرتے رہے اور یہہ ثابت کر دیا کہ عَصَبِیَّتُ قوم و مِلَّتُ بنا رترقی دولت و حکومت ہے۔ چنانچہ اقوام موجودۂ یورپ نے یہہ واجب القدر مسئلہ اہل یونان و رومتہ الکبریٰ کی تاریخون سے اخذ کیا جس کی بدولت آج یہ لوگ تمام عالم پر حکومت کر رہے ہین ــ

تاریخ دراصل مجموعہ ہے اون اولوالعزم اور صاحب کمال لوگون کے واقعات اور سرگذشت کا جو ہمیشہ کے لیئے اپنا نام نامی صفحۂ ہستی پر ثبت کر گئے ہین۔ وہ لوگ جن پر اون کے ہمقوم کمال ناز اور اون کی تقلید کو باعث فخر و سعادت اور ذریعہ اپنی دینی اور دنیوی ترقی کا تصور کرتے ہین۔ اور اون کے بے نظیر اور قابل قدر کارنامون کو آب زر سے لکہکر اپنی اپنی قوم اور ملک کی تاریخ کی نام سے

موسوم کرتے ہین۔

اہل روما اور یونان نے جو نامورہی علوم و فنون اور طرز حکومت و وسعت مملکت مین حاصل کی تہی اوس سے اہل علم خوب واقف ہین اگرچہ ان عظیم الشان سلطنتون کو نیست و نابود ہوئے ہزارہا سال گذر گئے و نیز بوجہ امتداد زمانہ ان قومون کے حالات کا ایک بڑا حصّہ قصّہ اور کہانی سے زیادہ وقعت نہین رکہتا تاہم ارسطو و افلاطون۔ اسکندر یونانی اور قیصر روما کے نام بچہ بچہ کی زبان پر بلالحاظ قوم و ملّت جاری ہین۔ مگر افسوس تو یہہ ہے کہ روما اور یونان کی شمع علم ہنوز کاشانۂ دہر کو اچہی طرح روشن کرنے نہ پائی تہی کہ باد تند نکبت نے دفعتاً اوس کو خاموش کردیا اور ظلمت جہل نے جہان کو پہر ایک بار اپنی آغوش مین لے لیا۔ جب تک کہ جمہوری خیالات کا اثر قوم پر باقی رہا علم و ہنر نے بہی ترقی کی۔ مگر جب شخصی سلطنت قایم ہوئی علم کی قدر گہٹنے لگی اور اسکندر یونانی کی تخت نشینی کے بعد ہی دنیا مین دولت علم کا تنزل شروع ہوا۔ اسکندر یونانی اور قیصر روما کو شہاب ثاقب تصور کرنا چاہیئے۔ جو غرب کی جانب سے نکلے اور اپنی تپش تیز رفتار سے باغ علم کو خاکستر کرتے ہوئے مشرق کی طرف غائب ہوگئے۔ ان کے بعد بہی حکومت کا ردو بدل ہوتا رہا لیکن ایک زمانہ دراز تک تو ایسی باشوکت و شان سلطنتین قائم ہوئین اور نہ علم و فضل کمال کو

فروغ حاصل ہوا۔

ہزارون برس لبعد کارکنان قضا وقدر نے دنیا کی تعلیم اور اوس کو سرسبز وشاداب بنانے اور نیز اون لوگون کے خیالات فاسدہ کو باطل کرنیکی غرض سے جو خود علم وہنر سے بے بہرہ تہے لیکن ارسطو اور افلاطون کو اپنا ہم قوم تصور کرکے ہر چیز مین معاذ اللہ دعوی خدائی کا کرتے تہے۔ خانہ بدوش عربون کو انتخاب کیا۔ یہہ ایک سر الہی اور اوس کی قدرت کاملہ کا نمونہ تہا کہ ایسی قوم کو جو یونان اور روما اور مصر کی ترقی اور تنزل سے بالکل بے خبر اپنے گہوڑون اور اونٹون کو لیئے عربستان کے جلتے ہوئے ریگستان مین سبزہ اور پانی کی جستجو مین پڑے پہرتے تہے وہ عروج عطا فرمایا جو اس وقت تک کسی قوم کو نصیب نہین ہوا۔ عرب اپنی آنے والی خوش قسمتی اور روز بہ ترقی سے لاعلم جاہلیت کے اندہیرے مین بہٹکتے پہر رہے تہے کہ

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت

بڑہا جانب بوقبیس ابر رحمت

ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت

چلے آتے تہے جس کی دیتے شہادت

یعنی اس جاہل قوم کی رہنمائی اور تعلیم و تربیت کے لیئے ہادی برحق کو بہیجا جسکی بدولت عرب سوہی برس کے اندر تہذیب اور اخلاق بلکہ اون تمام جوہرونسے جن کی وجہ سے یہہ مصداق اشرف المخلوقات کے ہوئے آراستہ ہوکر مشرق سے مغرب تک پہیل گئے اور متاع علم و ہنر سے تمام دنیا کو مالامال کردیا۔ چنانچہ ٹامس[ل] کارلائیل اس زمانہ مین نہایت نامور عالم گزرا ہے لکہتا ہے کہ "اسلام کا عربون کے حق مین گویا تاریکی مین روشنی کا آنا تہا۔ ملک عرب نے اس ہی کے ذریعہ نشو و نما حاصل کی۔ عرب گلہ بانون کی ایک غریب قوم تہی جو ابتدائی آفرینش سے یہان کے شعلہ فشان ریگستان مین پہرا کرتی تہی۔ اس خانہ بدوش قوم مین ایک اولوالعزم نبی اوس کی تعلیم اور رہنمائی کے لیئے نہیجے گئے۔ یہہ ایک امر قابل غور ہے کہ ایک چہوٹی سی چیز جس سے کوئی واقف ہی نہ تہا قلیل عرصہ مین تمام دنیا مین مشہور اور معروف ہوگئی اور عرب کے ایک طرف غرناطہ اور ایک طرف دہلی ہوگئی۔ عرب کا آفتاب عقل و شجاعت و عظمت زمانہ دراز تک دنیا کے ایک بڑے حصہ پر تابان و درخشان رہا۔ سچا اعتقاد عجب روح افزا شئے ہے۔"

[ل] اس مشہور مصنف کی کتاب ہیروز اور ہیرو ورشپ سے ہم نے یہہ مضمون اخذ کیا ہے۔ تمام مضمون جو اوس نے رسول خدا صلعم پر لکہا ہے پڑہنے کے قابل ہے۔

یہی عرب اور یہی پیغمبر برحق اور یہی ایک صدی کا زمانہ ایک چنگاری ایسے ملک مین پڑی جو ظلمت مین ایک گمنام ریگستان تہا مگر یہہ ریگستان باروت کا اثر رکہتا تہا۔ چنگاری کے گرتے ہی وہ شعلے آسمان تک بلند ہوئے جنہون نے غرناطہ سے دہلی تک تمام دنیا کو روشن کردیا۔"

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ایسی بے مثل قوم کے حالات کو فراہم اور اوس کے مشہور علماء کی تصانیف کو اپنی اپنی زبانون مین ترجمہ کرکے اہل یورپ اون سے فائدہ اوٹہائین اور اہل مشرق عربون کی تاریخ اور تصانیف سے بالکل بے خبر اور بے بہرہ رہین مسلمانون کے اکابر و اسلاف کی عظمت و سطوت اور میدان جنگ مین جو مردانہ کارنمائیان اون سے ظہور مین آئی تہین بیان کردینا کوئی مشکل امر نہین۔ ہند کے بعض مشہور علماء نے ان ہی باتون کے یاد دلانے سے مسلمانون کے نیم مردہ دلون کو تازہ کرنے کی کوشش مین بہت کچہہ خامہ فرسائی کی ہے مگر قوم کی اپنے کام کے ساتہہ ہمدردی اور دلچسپی پیدا کرنے اور اوس کے خیالات کو راہ راست پر لانیکے لیئے صرف اکابر و اسلاف کی فتوحات اور اسلامی سلطنت کی ظاہری نمایش و شوکت کا بیان کافی نہین بلکہ اون واقعات کے ساتہہ عربون کی طرز ریاست و سیاست اون کا حسن معاشرت اور رسودمندی اور علوم و فنون کی ترقی المختصر اون تمام

باتون کی جن سے عربون کے اندرونی اور ذاتی حالات کا اندازہ ہوسکتا ہے ایک تصویر کھینچنی ضرور اور ہر مورخ کا فرض ہے ۔

اس تاریخ خلافت اندلس کے لکھنے سے جس کو اس نمکخوار قدیم نے بکمال ادب وعجز وانکسار معنون بنام نامی واسم گرامی آقای ولی نعمت ظل اللہ قدر قدرت قضا صولت اعلیحضرت حضرت بندگان عالی متعالی **میر محبوب علی خان بہادر** آصفجاہ سادس مدظلہ العالی کیا ہے ۔ ہمارا دلی مقصود یہ ہے کہ عربون کی حیرت انگیز ترقی نہ صرف ملکگیری مین بلکہ اصول سلطنت اور تدبیر مملکت اور ہر قسم کے علم وکمال مین جس سے اس قوم کے ذاتی حالات وصفات اور پہر اس کا عبرت انگیز تنزل مثل آئینہ ظاہر و ہویدا او رجن لوگون کو علم تاریخ سے خاص مناسبت اور تحقیق وتدقیق کا شوق ہو اون کے واسطے عمدہ مواد ایک ہی کتاب مین جمع ہوجائے ۔ عربون کی تاریخ بلکہ اقوام غیر کی تاریخ سے بہی ہر ذی فہم یہہ دریافت کرسکتا ہے کہ دنیوی حکومت مین تغیر وتبدل ایک لازمی چیز ہے لیکن اگر کوئی قوم اپنا نام نگینۂ دنیا پر کندہ کرنا چاہے اوس کو چاہئے کہ اپنی سلطنت کی بنیاد علم اور روشن خیالی پر قایم کرے اور یہی ایک ذریعہ بقائے حکومت اور عظمت کا ہے جب تک مسلمان جویائے علم وہنر رہے اور علوم وفنون کو روز افزون ترقی رہی تمام دنیا غرناطہ اور دمشق اور بغداد اور دہلی کے سامنے

سرجہکاتی رہے -

بعض مخالفین اسلام یہہ بیان کرتے ہین کہ عربون مین ایک بڑا نقص جو اور اسلامی قومون مین بہی پایا جاتا ہے یہہ تہا کہ انہون نے محض مذہبی جوش مین یہ عروج اور مرتبہ حاصل کیا - قومی حمیت اور ہمدردی جسکو آج ہم اقوام یورپ اور ملک ایشیا مین جاپان مین دیکہتے ہین عربون مین بظاہر نام کو نہتی اور یہی بڑی وجہ انکی بلکہ تمام مسلمانون کے تنزل کی ہوئی - علاوہ اس خیالی نقص کے یہہ لوگ ایک سخت حملہ عربون پر یہہ بہی کرتے ہین کہ ان کی حکومت تعصب مذہبی اور جبر و تعدی پر مبنی تہی اس کے ثبوت مین حسب ذیل واقعات پیش کیئے جاتے ہین -

یہہ کہ عرب مفتوحہ قومون کو اپنے سے ہر طرح کم بلکہ بنظر حقارت دیکہا کرتے تہے عرب عیسائی عورتون کو بلا تامل اپنے نکاح مین لے آتے تہے لیکن کبہی اپنی عورتونکو عیسائیون کے نکاح مین نہین دیا - علاوہ برین انہون نے ملک اندلس مین ایک نہایت مذموم طرز یہہ جاری کیا تہا کہ عیسائیون کو یہہ حکم تہا کہ ہر سال ایک سو باکرہ لڑکیان خلیفہ کو خدمت مین پیش کیا کرین - یہہ لڑکیان امراے عرب مین تقسیم کردیجاتی تہین -

اعتراضات متذکرۂ بالا بادی النظر مین نہایت اہم ہین یہہ باتین ایسی تہین کہ غیر قوم جس کو عربون نے بزور شمشیر فتح کیا ہو ان سے خوش رہے اولاً جس گروہ مین

قومی محبت اور حمیت نہ ہو اوس کا زندہ رہنا ممکن نہین اس مین شک نہین کہ مذہب بہی قوم کے ہر فرد مین یک دلی اور یک جہتی پیدا کرنے مین بہت کچہہ مدد دیتا ہے لیکن جب تک کہ قوم کی سچّی محبت اوس کی ہر فرد کے دل مین موجود نہ ہو یا یون کہو کہ جس قوم مین اجتماعی عصبیت غائب اور انفرادی عصبیت موجود ہے وہ قوم کبہی آزاد اور خودمختار نہین رہ سکتی پس ایسی حالت مین ان سخت حملون کا جواب تاریخی واقعات کے ذریعہ سے دینا اور عربون کے قیام سلطنت اور استحکام مملکت کی وجہ دریافت کرنا معترضین کے لیئے جواب مدلل اور ناظرین کے لیئے خالی از دلچسپی نہوگا

اس اعتراض کو ہم تسلیم کرتے ہین کہ مسلمانون کی ترقی اور کامیابی کی بنیاد سچے اعتقاد اور مذہبی ولولون پر قایم تہی اور اس قسم کا قومی جوش جو آج کل یورپ کی مختلف قومون مین پایا جاتا ہے اونمین بظاہر نہ تہا۔ لیکن یہہ کہدینا کہ مسلمان قومی حمیت اور ہمدردی سے بالکل معرّا تہے صحیح نہین ہوسکتا اگر کوئی شخص اسلام کی تاریخ کو بنظر تعمق اور اصلی واقعات کے دریافت کرنے کی غرض سے دیکہے تو اوس پر یہہ امر پوشیدہ نہین رہ سکتا کہ جن معنون مین لفظ قومیت یورپ مین مستعمل ہے اون مین اور جو معنی کہ ہر مسلمان کے ذہن مین اس لفظ کے موجود ہین زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ اقوام نصاریٰ اہل یورپ مین قومیت مذہب پر اس قدر غالب ہوئی ہے کہ باوجودیکہ اہل فرانس

اور جرمن اور روس وغیرہ ایک ہی مذہب کے پیرو ہین لیکن پہر بہی ایک دوسرے پر بہروسہ نہین کرتے بلکہ ایک دوسرے کو اپنا دشمن جانی تصور کرتے ہین اور ایک دوسرے کی تذلیل و تنزل کے ہمیشہ خواہان و ساعی رہتے ہین - برعکس اس کے مذہب نے اہل اسلام پر ایسا زبردست اثر ڈالا ہے کہ جہان مختلف خیال و طرز و قوم کے لوگون نے دائرہ اسلام مین قدم رکہا تو یہہ سب فوراً قوم اسلام مین داخل ہوجاتے ہین[۱] - چنانچہ ترک اور عرب اور ہند اور چین کے مسلمان قوم اور زبان اور خیالات اور ایک حد تک طرز معاشرت مین بہی ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہین لیکن اسلام نے ان سب کے دلون مین ایسا غیر معمولی اور تعجب خیز جوش بلکہ بظاہر بعید القیاس اور غیر ممکن اثر پیدا کیا ہے کہ یہہ سب اہم اختلافات مذکورہ بالا کو یکلخت قطع نظر کرکے اپنے کو ایک ہی قوم یعنی قوم اسلام کا رکن سمجھتے ہین - ترک اور عرب اور ہند کے مسلمانون سے اگر کوئی یہہ سوال کرے کہ تم کون ہو تو یہہ سب یہہ جواب دینگے کہ ہم مسلمان ہین - برخلاف اس کے اگر یہی سوال اہل جرمن و فرانس اور انگلنڈ سے

---

[۱] قوم اسلام کے اہم مسئلہ کو عیسائی مورخین نے عموماً نظرانداز کردیا ہی بعض کی طرز عبارت سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ سمجھے ہین لیکن پوری طور پر نہین چنانچہ دیکہو فرڈ ناند اور ازابلا مصنفہ پرسکاٹ صفحہ ۱۸ اباب (۸) - جہان وہ بیان کرتا ہی کہ جب مختلف اقوام مشرف بدین اسلام ہوتین تو اون پر اسلام نے ایسا زبردست اثر ڈالا کہ یہہ سب قوم مین ایک وسیع لیکن با قاعدہ قوم جو ایک دینی کمیٹی معلوم ہوتی تہی

کیا جائے تو یہہ جواب ملے گا کہ ہم جرمنی اور فرانسیسی اور انگلش ہین ۔ الغرض جو معنی قومیت کے مسلمان لیتے ہین اون کے لحاظ سے ان مین مذہبی جوش کے ساتہہ قوم اسلام کی بہی سچّی محبت اور ہمدردی بدرجہ اتم موجود تہی ۔

ان ہی واقعات کے ضمن مین اگر ہم اقوام نصاریٰ کے زمانہ ماضی کی تاریخ پر سرسری نظر بہی ڈالین تو یہہ صاف ظاہر ہو جائے گا کہ عربون کے زمانہ عروج مین یہہ قومین مذہبی جوش اور قومی ہمدردی سے بالکل عاری تہین ۔ جنگ ہای صلیبی کے حالات اور واقعات جن کی قصّہ اور کہانیان ہم اس قدر سنتے ہین اگر بنظر تحقیق دیکہے جائین تو یہہ اچہی طرح ثابت ہو جاتا ہے کہ عیسائیون نے ان لڑائیون کو عمدہ ذریعہ دنیاوی شہرت اور ناموری حاصل کرنے کا گردانا تہا ۔ یہی سبب ہے کہ یہہ لوگ میدان بیت المقدس مین ہمیشہ ناکام رہے ۔ مگر جب یہہ ہزیمت خوردہ اپنے اپنے ملک واپس آئے تو وہان کے جہوٹے حالات اور اپنے تہوّر اور شجاعت کی داستان بیان کر کے اپنے ہموطنون کے ساتہہ لسنجتی پیش آنے لگے ۔ چنانچہ جس زمانہ مین عرب ملک اندلس پر حکمران تہے بعض مشہور عیسائی حاکمون مثل ہنری[له] آف برگنڈی وغیرہ نے شام سے اکر سب سے پہلے اپنی تلوار کو اپنے ہمقوم اور ہمذہبون کے خون مین رنگا اور بعض اوقات جب

[له] ان واقعات کی تائید مین کتاب "پرتگال" مصنفہ اسٹیفنز کا پہلا حصّہ دیکہنے کے قابل ہے ۔

اپنے مدمقابل کو اپنے سے زیادہ صاحب قوت پایا تو مسلمانون کو جن کے استیصال
کے لیئے اونہون نے ہزارون میل کی تکلیف سفر گوارا کی ہتی اپنا معاون و مددگار
بنانے مین تامل نہین کیا۔ خودغرضی اور اس ہی قسم کی فرعون بےسامانی نے
عیسائیون کی قوت کو پراگندہ کر رکہا تہا۔ ان کا ہر فرقہ بادشاہت کا دم بہر رہا تہا
جب یہہ مختلف فرقے اپنے مین قوت کامیابی کی نہ پاتے تہے تو ایسی حالت مین
بہ نسبت اپنے ہم مذہبون کے مسلمانون کا محکوم بن کر رہنا ان کو کہین زیادہ مرغوب
تہا پس پہلی وجہ مسلمانون کی کامیابی کی ان کی راسخ الاعتقادی اور قوم کی سچّی
خیرخواہی تہی اور عیسائیون مین یہہ دونون باتین مفقود تہین۔

اب دوسرے الزامون کو لو جو بغیر دریافت مسلمانون پر عائد کیئے جاتے
ہین۔ مفتوحہ قومون کو حقیر سمجہنا تعجب خیز امر نہین بلکہ اس کو مقتضائی بشریت کہنا چاہیئے
کوئی قوم دنیا مین ایسی نہ ملے گی جو اپنی مفتوحہ رعایا کو کسی چیز مین اپنا ہمسر تصور کرتی ہو
لیکن باوجود حقارت و تنفر اور اختلاف مذہب تاریخ اس بات کی شہادت
دے رہی ہے کہ مسلمان ہمیشہ اپنے مذہب اور اپنے پیشواؤن کے قطعی احکام کے
پابند رہے اور اونہون نے کبہی راہ راست سے انحراف نہین کیا۔ اسٹانلی لین پول
اور اسٹیفنز اور بازورتہ اسمتہ وغیرہ ایسے ایسے معتبر عیسائی مورخ و مصنف لکہتے ہین

کہ گو عربون نے شمشیر بکف بغرض اشاعت اسلام اپنا قدم عربستان سے باہر رکہا تہا مگر انہون نے کسی قوم کو اپنے مذہب کے ترک اور اسلام کے اختیار کرنے پر مجبور نہین کیا ملک گیری اور حکمرانی مین جو بیّن فرق ہے اوس کے اظہار اور توضیح کی ضرورت نہین - عرب جوش مذہب در دل اور زرہ فولادی در بر مثل موج دریا شام اور مصر اور افریقیہ اور اندلس کو فتح کرتے ہوئے ملک فرانس کے وسط مین داخل ہو گئے - لیکن جب یہہ ان ممالک مفتوحہ پر اچہی طرح قابض اور متصرف ہو گئے اور تسخیر ملک کا زمانہ ختم اور حکمرانی کا شروع ہوا تو عربون نے اپنے فطرتی مادہ حکمرانی اور نیز جو سبق کہ انہون نے تدبیر مملکت اور اصول ریاست مین اپنے مذہبی پیشوا سے حاصل کیا تہا اوس سے ایک قلیل عرصہ مین وہ فایدہ اوٹہایا کہ بحر ظلمات سے لیکر بحر چین تک ان ہی کی حکومت کا ڈنکا بجنے لگا -

عیسائی عورتون کو نکاح مین لے آنے سے ظلم و زیادتی اور تعصب مذہبی ثابت نہین ہوتا - ہر سال سو باکرہ لڑکیون کا لینا مسیو لیبون مُصنف تمدن عرب نے لکھا ہے لیکن جتنی کتب انگریزی اور عربی ہماری نظر سے گزری ہین ایک سے بہی اس واقعہ کی تصدیق نہین ہوتی - برخلاف اس کے تاریخ عربون کے عدل و روشن خیالی کی داد دے رہی ہے -

چنانچہ اندلس[1] مین خلفای بنی امیّہ کی بے تعصب اور منصفانہ طرز حکومت سے چند ہی روز مین تجارت اور صنعت اور حرفت کو ایسی ترقی اور عیسائیون کو ایسا آرام اور چین حاصل ہوا جو اون کو اپنے ہم مذہب اور ہمقوم بادشاہون کے عہد حکومت مین کبھی نصیب نہوا تہا۔ تجارت اور صنعت نے چھوٹے چھوٹے شہرون اور بنادر کو دنیا کی تجارتگاہین بنادیا بڑے بڑے شہرون کا انتظام وہان کی رعایا کے سپرد کردیا گیا تہا۔ اگر رعایا کو غلامی کے پہندون سے رہائی حاصل کرنیکے لیئے اسلام اختیار کرنیکی ترغیب دیجاتی تہی اوس کے ساتہہ یہہ بہی رعایت کی گئی تہی کہ عیسائیون کے مذہب اور جائداد کی حفاظت ونگرانی کی غرض سے ایک خاص محکمہ قائم کیا گیا تہا جہان عربون کے ساتہہ عیسائی امرا بہی بیٹھکر رعایا کے حقوق کا تصفیہ کیا کرتے تہے ان کی راستبازی اور معدلت گستری نے وہ شہرت پائی تہی کہ وہ عیسائی بہی جو

[1] رائز اینڈ فال آف دی رومن امپائر مصنفہ گبن جلد (٦) صفحہ (٣٦٤) عربون کے زمانہ حکومت مین اندلس کی ترقی وسرسبزی کی نسبت لکہا ہے کہ دو صدیون مین عربون نے خدا تعالی کی عطا کی ہوئی نعمتون سے ایسا کام لیا اور فن زراعت کو وہ ترقی دی کہ اس ملک کی کایہ پلٹ گئی اور تجارت اور صنعت نے ایسی ترقی کی جس کی نظیر مشکل سے ملے گی صرف وادی الکبیر (اندلس کا ایک دریا) کے سرسبز وشاداب کنارون پر بارہ ہزار قصبے اور دیہات اس ملک کی ترقی اور خوشحالی کا ثبوت دیرہے تہے۔ اسی کتاب کے صفحہ (٣٦٦) پر گبن نے (دیکھو صفحہ ١٨)

جوان کے محکوم ہین تھے آپس کی نزاعون کو تصفیہ کی غرض سے خلیفہ وقت کے سامنے پیش کرتے اور جو فیصلہ صادر ہوتا اوس کو بلا عذر منظور کر لیتے تھے۔[لہ]

عربون کے بعد بہی جو اسلامی سلطنتین قائم ہوئین اور نیز جو اس ہمارے زمانہ مین موجود ہین سب تعصب مذہبی اور ظلم و زیادتی سے بالکل پاک و صاف ہین۔ ہندوستان مین جس طرح اکبر بادشاہ اور جہانگیر اور شاہجہان کی نام مسلمانون کی گہر مین عزیز سمجھے جاتے ہین اسی طرح بہی نام ہندؤن کے دلونمین بہی جاگزین ہین اور آج ہمارے

بقیہ حاشیہ صفحہ (١٧) مذہب کی آزادی اور بے تعصبانہ طرز حکومت کی نسبت یہہ لکہا ہے ترغیب و تحریص نہ کہ جبر و اکراہ سے عربون نے اشاعت اسلام مین کوشش کی اور خلفائی وقت نے ہمیشہ اپنی مفتوحہ رعایا کی مذہب و معابد کی نگرانی کی پرتگال مصنفہ اسٹیفنز کے پہلے حصہ مین جہان عربون کا ذکر ہے واقعات مذکورہ کی پوری تائید کی ہے اور لکہا ہے کہ عربون نے رومتہ الکبریٰ کے قدیم طرز کو جاری رکہا اور بڑے شہرون کا انتظام وہین کی رعایا کے سپرد کر دیا

لہ عرب ان اسپین مصنفہ کوند جلد سوم باب (٢٨) صفحہ (٣٠٨) اس مین لکہا ہی کہ یوسف بن یوسف سلطان غرناطہ کے دربار مین ارغون اور قسطلہ کے عیسائی اپنے بادشاہون کے ظلم و ستم سے پناہ گیر ہوتے تہے اور اکثر یہ لوگ اپنے خانگی نزاعون بہی تصفیہ کی غرض سے سلطان کے سامنے پیش کیا کرتے تہے اسی کی تائید مین دیکہو فرڈناند اور ازابلہ مصنفہ پریسکاٹ صفحہ (١٩١) باب (٨) المقری ایک نہایت مشہور اور معتبر عربی مورخ گزرا ہے۔ جس کا حوالہ گبن وغیرہ عیسائی مورخون نے اپنی اپنی کتابون مین دیا ہے وہ لکہتا ہے کہ عیسائیون کے حقوق اور جائداد کی حفاظت کے لیئے ایک خاص محکمہ قائم کیا گیا تہا۔

خداوند نعمت قدر قدرت قضا صولت اعلیٰ حضرت بندگان عالی متعالی میر محبوب علی خان بہادر خلد اللہ ملکہ وابد اللہ سلطنتہٗ بے تعصبی اور انصاف پروری اور فلاح وبہبودی رعایا مین عام اس سے کہ وہ کسی قوم اور ملت کی ہو شاہان پاستان سے بہی گوی سبقت لے گئے ہین۔ دار السلطنت حیدر آباد فرخندہ بنیاد مین مسلمانون کے ساتہہ ہندو بہی عہدہ ہای جلیلہ پر ممتاز ہین۔ چنانچہ مہاراجہ مین السلطنت سرکشن پرشاد بہادر کے سی۔ آئی۔ ای۔ کو جو امرای ہنود ریاست مین سب سے زیادہ مشہور اور ممتاز اور حسن انتظام اور بیدار مغزی مین یکتای زمانہ ہین عہدہ مدار المہامی سے سرفراز فرماکر اپنی بے تعصبانہ طرز حکومت اور روشن خیالی کا بین ثبوت دیا ہے۔ اسی طرح سلطنت روم مین بہی مسلمان اور عیسائیون مین کوئی فرق نہین دونون ایک ہی نظر سے دیکہے جاتے ہین[1]۔ الحاصل انہین وجوہ اور اسی طرز حکومت کی بدولت جس کی تصویر ہم نے اوپر کہینچی ہے عربون نے آٹہہ سو برس اندلس مین حکمرانی کی جس طرح لائق اور بیدار مغز

---

[1] متعصب عیسائی ترکون کی نسبت کچہہ ہی کہین لیکن تمام منصف مصنفین ان کی روشن خیالی کی تعریف مین ہمزبان ہین۔ گبن اپنی کتاب رومن امپائر جلد ۶ صفحہ ۱۷۳ مین لکہتا ہے کہ گیارہ صدیون کے گزر جانے کے بعد سلطنت روم مین یہودی اور نصاری بلا تعرض نہایت آزادی کے ساتہہ اپنے اپنے مذہب کے ارکان اور قواعد کو ادا کرتے ہین جیسا کہ وہ زمانہ قدیم مین خلفای اسلام کے عہد حکومت مین کیا کرتے تہے۔

بادشاہون کے ظل عاطفت مین قوم اور ملک کو ایسا بے مثل عروج حاصل ہوا۔ اسی طرح کوتہ اندیش اور آرام پسند بادشاہون کی حکومت اور امراء اور رؤسا کی خودغرضیون نے عربون کو آن واحد مین اعلیٰ سے اسفل مین لا پہینکا۔ جو ممالک ان کے بزرگون نے لیاقت اور تدبیر اور بزور شمشیر بکمال محنت و عرق ریزی فتح کیے تہے اون کو اس طرح کہویا کہ ان کی یادگارین ملکون مین نہ ہوتین تو آج ہم نہایت مشکل سے اس قوم کی بے نظیر فتوحات اور ملک گیری کو باور کرتے یہی سبق ہے جو صاحب عقل و ہوش تاریخ سے حاصل کرتے ہین اور یہی ایک کارنامہ عبرت خیز ہے جس کے مطالعہ سے ہر ذی فہم اور صاحب ادراک دنیا کے نشیب و فراز سے کما حقہ واقف ہوسکتا ہے۔

روز اس گلشن اوراق سی لیجاتی ہین
اپنا دامان نظر مردم بینا بھر کر

دنیوی حکومت مین ردوبدل قیامت تک ہوتا رہے گا مگر یہ عبرت آمیز اور نصیحت خیز واقعات ابدالآباد تک اپنی جگہہ قایم رہین گے۔

ذوالقدر جنگ

حیدرآباد دکن

یکم رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ مطابق ۹ نومبر ۱۹۰۴ء

حصہ اوّل

باب اوّل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اندلس کی ابتدائی حالت۔ مختلف اقوام۔۔ اون کا عروج اور تنزل۔ عربون کی آمد

قبل اس کے کہ ہم اپنی تاریخ کا سلسلہ شروع کرین اس جزیرہ نما ملک **اندلس** کا جغرافیہ اور تھوڑے سے ابتدائی حالات تحریر کرنا مناسب ہوگا۔ یہہ ملک جو اپنے ابتدائی زمانہ سے اس وقت تک انقلاب کا معدن رہا ہے **یورپ** کے مغربی جنوبی حصّے کی طرف واقع ہے۔ اس کے اور ملک **افریقہ** کے درمیان صرف بارہ میل کا سمندر جو **بحر ظلمات**[1] کو **بحر متوسط** سے ملاتا ہے جسکو آبنائی طارق

[1] اس کو عربی مین بحر محیط بھی کہتے ہین اور بعضے مورخین نے اس کو بحر اقیانوس بھی لکھا ہے لیکن یہہ اس لئے صحیح نہین ہے کہ اقیانوس لفظ یونانی ہے جس کے معنی محض بحر کے ہین جیسے انگریزی مین اوشن کہتے ہین۔ اس بحر ظلمات کو انگریزی مین اٹلانٹک کہتے ہین۔

کہتے ہین حائل ہے۔ اس ملک کے شرق کی جانب بحر متوسط[1] اور شمال کی طرف جبل البرتات[2] جو ملک فرانس کو سرحد اندلس سے جدا کرتا ہے اور بے آف بسکے واقع ہین۔ غرب کی جانب ملک پرتگال اور بحر ظلمات اور جنوب کی طرف آبنائے طارق اور ملک افریقیہ اس کے حدود کو ختم کرتے ہین۔

ملک اندلس کے قدیم باشندے قوم سیلٹ سے تھے جو فرانس کی جانب سے اس ملک مین وارد ہوے تھے اون کے بعد اور اقوام بھی مثل آئی بیری اور فنیقی اور قرطاجنی یکے بعد دیگرے اس ملک پر مسلط ہوتی رہین بالآخر حضرت عیسیٰ کے تین سو برس قبل دوسری جنگ پیونک مین قرطاجنیون نے شکست پائی اور اہل روما ملک پر قابض ہو گئے۔ اس تک سے اندلس پر پانچوین صدی بعد مسیح تک اپنی حکومت کو قایم رکھا۔ یون تو ہر قوم نے اپنے اپنے زمانہ حکومت مین ملک کو بہت کچھ ترقی دی تھی لیکن اہل روما کے زمانہ مین جو فروغ اور رونق اس ملک کو حاصل ہوئی وہ پہلے کبھی نہین ہوئی تھی تمام ملک سرسبز و شاداب اور شہرون سے آباد تھا اور ایسے مشہور شعرا اور علما مثل لوشین اور سینیکا وغیرہ

---

[1] اس کو انگریزی مین مڈاٹرنین سی کہتے ہین۔

[2] اس کو انگریزی مین پرانیز کہتے ہین۔

پیدا ہوئے تھے جو اس سلطنت کے باعث افتخار تھے۔ جب سلطنت روما اپنی عمر طبعی کو پہونچی اور آثار انحطاط اور تنزل نمودار ہونے لگے تو وہ شمالی قومین جو وحشی سمجھی جاتی تھین اس سلطنت پر حملہ آور ہوئین اور ملک **فرانس** کو برباد کرتی ہوئین ملک **اندلس** پر قبضہ حاصل کیا لیکن اس کے تھوڑے روز بعد قوم **گاتھ** کو عروج حاصل ہوا چنانچہ **استروگاتھ** نے ملک **اطالیہ** کو اپنے قبضے مین کیا اور **روزی گاتھ** نے **سویوی** اور دیگر اقوام **جرمن** کو تسخیر کر کے چھٹی صدی عیسوی مین **اندلس** پر جسکو زمانہ سابق مین **آئی بیریا** کہتے تھے قابض و متصرف ہو کر اپنی سلطنت کو قایم کیا یہہ لوگ بہت جلد ان مُہذّب لاطینی اقوام کے ساتھ جو اوس وقت **اندلس** مین موجود تھین مِل جُل گئے اور بہت قلیل عرصے مین ان کی زبان بھی لاطینی ہوگئی اور بت پرستی کو چھوڑ کر عیسائی مذہب اختیار کر لیا اسی قوم **گاتھ** کے زمانہ حکومت مین عربون نے فوج کشی کی تھی اوس وقت اس ملک کی حالت بہت کچھ خراب ہو چکی تھی اور ابتری ہر قسم کی روز بروز بڑھتی جاتی تھی بادشاہ اور امرا کو سوائے لہو لعب اور دولت کی بربادی کے قیام سلطنت اور استحکام مملکت کی طرف بالکل توجہ نہ تھی رعایا غلامی کے پھندون مین پھنسی ہوئی تھی۔

---

[1] اس کو انگریزی مین اسپین کہتے ہین۔

اہل اندلس کا امور سلطنت کی طرف سے اس طرح بیخبر ہوجانا کوئی غیر معمولی بات نہتھی۔ تاریخ کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ جب کسی قوم کو پانچ چار سو برس بادشاہی کرتے ہوئے گزر جاتے ہین تو وہ ولولے اور شوق ملک گیری اور انتظامی امور کی طرف خاص توجہ بلکہ وہ سب چیزین جن پر سلطنت کا قیام اور مملکت کا استحکام منحصر ہے بادشاہ اور رعایا کے دلون سے بالکل مفقود ہوجاتے ہین اون کی جگہہ آرام طلبی خانہ جنگیان اور نا اتفاقیان سلطنت کی جزء اعلی ہوکر اس قدر انحطاط اور کمزوری پیدا کردیتی ہین کہ دوسری قومون کو جو اس وقت کی منتظر رہتی ہین ملک گیری کا عمدہ موقع ملتا ہے اور وہ بآسانی تمام ملک پر قابض اور مُسلّط ہوجاتی ہین۔ دنیا اسی ترقی و تنزل کے سلسلے پر قایم ہے دنیا کسی وقت مین نہین بدلتی بلکہ تغیر و تبدل اقوام کی حالت و حکومت مین ہوتا ہے جو حالت دنیا کی ہزار برس پہلے تھی وہی اب بھی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ عرب اندلس سے نکالدیے گئے اور مغل ہندوستان سے

غرضیکہ **وزی گاتس** نے اندلس کو بآسانی فتح کیا اور اپنی سلطنت قایم کردی۔ لیکن اس قوم کو دو سو برس ہی کا زمانہ گزرا تھا کہ ان مین بھی وہی خرابیان پیدا ہونے لگین آدھی سے زیادہ رعایا غلامی کے سخت پہندون مین پہنسی ہوئی تھی۔ ریاست کے چھوٹے بڑے جاگیردار اور زمیندار غلامون سے کاشت اور

زراعت کا کام مثل جانورون کے لیا کرتے تہے اور ذرا سی خطا یا عدول حکمی پر نہایت بے رحمی سے قتل کیا کرتے تہے۔ ان کے مذہبی پیشوا بہی جو اوائل زمانہ مین سچے عقائد کے ساتہہ اپنے فرائض منصبی کو ادا کیا کرتے تہے متمول اور خوشحال ہوکر ان وحشیانہ مظالم کے مقلد ہو گئے۔

اندلس مین شاہ **وِٹیزا** کو تخت سے اوتار کر **لذریق**[1] بادشاہ بن بیٹھا تہا پہلے پہل اس نے نہایت متانت اور سنجیدگی سے کام کیا لیکن بالآخر دولت اور حکومت نے اس مین بہی وہی خرابیان پیدا کردین جو اس کے قبل کے حاکمون مین تہین جن کا وہ آخر کار نشانہ ہوا اور ملک و تخت و دولت کھو بیٹہا۔ انقلاب کا زمانہ قریب تہا اور اس انقلاب کی بارود بہری ہوا مین صرف اگ لگانے کی دیر تہی اس زمانے مین قاعدہ یہہ تہا کہ شہزادے اور امرائے سلطنت اپنے بچون کو شاہانہ تہذیب و تعلیم دینے کی غرض سے بادشاہ کے سپرد کر دیا کرتے تہے ان ہی معززین مین سے **کونٹ جولین** گورنر **سوطا** نے اپنی لڑکی **فلورنڈا** نامی کو دارالسلطنت **طلیطلہ**[2] مین **رومیر** کی بی بی کے پاس حسب دستور تعلیم کے لیئے بہیجا تہا اس لڑکی

---

[1] اس کو انگریزی مین راڈرک کہتے ہین۔

[2] اس کو انگریزی مین ٹالیڈو کہتے ہین۔

کے حُسن وجمال پر بادشاہ ایسا عاشق ہوا کہ بلا لحاظ قانون تہذیب اور اخلاق مروجہ اوس لڑکی کو جبراً اپنے تصرف مین لایا۔ لڑکی نے بدقت تمام اپنی عصمت کی بربادی کی خبر باپ کے کانون تک پہونچائی جولین چونکہ خاندان وٹیزا کا رکن اعظم تھا۔ اس حرکت سے نہ صرف اسی کی توہین ہوئی بلکہ تمام قوم گاتھ نے اپنی اہانت سمجھی اور یہی وجہ تھی کہ کونٹ جولین اور اشبیلیا[1] کا رئیس الاساقفہ عربون کی فوج کشی کے معاون ہوے تھے۔

ادہر یہہ حالت تھی اور ادہر عربون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے تقریباً ستر برس بعد وہ عروج حاصل ہوا کہ جس کی نظیر دنیا کی تاریخ مین بہت کم ملے گی جس کو آج تمام یورپ نہایت تعجب کی نظرون سے دیکھتا ہے اور اون کی اس بے نظیر کامیابی پر تمام سلطنتین عشعش کرتی ہین۔ اس قلیل عرصہ مین عربون نے شام اور مصر اور افریقیہ کا کامل شمالی حصہ فتح کرلیا تھا اور بحر ظلمات کی قدرتی روانی نے بہادر امیر عقبیٰ کے گھوڑے کی تیز رفتاری کو روک دیا تھا مگر اس نڈر امیر کے دل پر اس دریاے شور کے روکنے کا کب اثر ہوسکتا تھا اوس نے میدان جنگ مین خون کے دریا بہادیے تھے اور اپنی بہادری اور شجاعت کا سکہ

[1] اس کو انگریزی مین سویل کہتے ہین۔

شجاعان عالم کے دلون پر بیٹہادیا تہا امیر عقبیؓ نے بلا تردد اوس طوفان خیز دریا
مین گھوڑا ڈال دیا لیکن **بحر ظلمات** کوئی ایسا معمولی دریا نہ تہا کہ یہہ بآسانی
محض اپنی جوانمردی سے اوس پر قابض ہوجاتا۔ سمندر مین گھوڑے کا ڈال دینا
اور دوسرے کنارے پر اوتر جانا انسانی قوت سے باہر تہا۔ یہان نہ بہادری
کام آسکتی تہی اور نہ شمشیر زنی اپنے جوہر دکہا سکتی تہی۔ الغرض جب روانی آب نے
اس کے گہوڑے کو آگے بڑہنے سے روکا تب اس امیر نے یاس اور حسرت
بھری نگاہون سے آسمان کی طرف دیکھا اور دردآمیز آواز مین سچے دل سے اپنے
معبود سے یہہ التجا کی کہ اے فتح بخش مطلق یہہ تیرا بندہ ناچیز جو کبھی ہزارون بہادران جنگجو
سے مجبور نہ ہوا اب اس سمندر نے مجبور کردیا ورنہ تیری سچے نبی کی اشاعت مذہب مین کبھی دریغ نہ کرتا
ملک اندلس کے فتح کرنے کی خاص وجہ یہہ تہی کہ پچاس برس مین **افریقیہ**
کی تمام قومون پر جو اسلام کے دائرہ حکومت مین آچکی تہین بالخصوص قوم بربر پر اسلامی
تمدن کا ایسا اثر ہوا تہا کہ یہہ اپنے کو عربون کی برابر سمجھنے لگی تہین اور آثار بغاوت اور
فساد کے نمودار ہوتے جاتے تہے۔ عربون کی یہہ اعلی درجہ کی خوش تدبیری تہی
کہ انہون نے بغاوت کے بڑہنے کے قبل ہی ان اقوام کو ملک گیری کی طرف مائل
کردیا۔ پس پہلی فوج جو **آبنائی طارق** کو عبور کر کے **یورپ** مین داخل ہوئی تہی

وہ سب سوائے افسرون کے بربری تھی جب عرب اس جزیرہ نما ملک مین داخل ہوئے اور اس ملک کی سرسبزی اور شادابی اور آب وہوا کی لطافت کو انہون نے دیکھا تو ان کے دلون مین اس تمام ملک کے فتح کرنے کا شوق پیدا ہوا فوج عرب کے سپہ لار نے ایک خط مین جو اس نے خلیفہ **ولید ابن عبدالملک** کے نام لکھا۔اس ملک کی ان الفاظ مین تعریف کی ہے۔

آسمان اور زمین کی خوبصورتی مین یہہ ملک شام ہے۔آب وہوا کی لطافت مین **یمن** اور پھولون اور عطریات مین **ہند** زرخیزی مین **مصر** اور بیش بہا فلزات مین **چین** ہے

باب دوم

عیسائیون کا موسیٰ ابن نصیر کے پاس آنا۔ اندلس کی فتح کا قصد۔ طارق کا اندلس مین داخل ہونا۔ تدمیر کے ساتھ جنگ۔ جنگ الخضراء۔ جنگ وادی لکہ۔ جولین۔ عربونکی فتوحات

موسیٰ ابن نصیر گورنر افریقیہ اور سپہ سالار فوج عرب شہر طنجہ مین لب دریا اپنے امرا فوج کو لیے اندلس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ آثار فکر روز بروز اوس کے بشرے سے عیان ہوتے جاتے تھے وہ ہمت جس کے مضبوط ہاتھون پر تمام ملک افریقیہ فتح ہوچکا تھا اور وہ جرأت جس نے اپنی شمشیر کا سکہ دنیا کے بہادر ترین بہادرون کے دلون پر جما دیا تھا کب اس انقباض اور درماندگی کو خیال مین لاسکتی تھی گو شہر طنجہ[1] اور سرحد اندلس مین صرف بارہ میل کا سمندر آبنائی طارق[2] حائل تھا مگر ابھی عربون کو اندلس فتح کرنے کا خیال تک نہ گزرا تھا۔ لیکن قضا و قدر کو یہہ منظور تھا

---

[1] انگریزی مین اس کو شہر تنجیرز کہتے ہین یہہ شہر آبنائے طارق پر واقع ہے۔

[2] انگریزی مین اسٹریٹس آف جبرالٹر کہتے ہین۔

کہ اس سچے مذہب اور بہادر قوم کے ہاتھون سے اور بھی ممالک فتح ہون اس لیئے کارکنان قدرت نے چند عیسائیون کو سپہ لار موسیٰ کے خیمہ پر حاضر کردیا۔ یہہ وہ وقت تہا کہ امیر موسیٰ عالم بیکاری مین سخت پریشان ہوگیا تھا اور اس فکر مین تہا کہ اب کس ملک پر اسلامی علم نصب کرون ہنوز کوئی راے قرار نہ پائی تھی کہ چند عیسائیون کے حاضر ہونے کی اطلاع ہوئی اس نے باریابی کی اجازت دی جس دم وہ اس کے روبرو آئے یہہ بکمال اخلاق اون سے ساتھ پیش آیا اور اپنے پاس بیٹھنے کی اجازت دی اور حاضری کا سبب پوچھا اونھون نے سر تسلیم خم کرنے کے بعد پہلے اپنے بادشاہ لذریق کے ظلم و ستم کی کیفیت بیان کی پھر وہانکی سرسبزی اور شادابی اور معدنیات اور زرخیزی کا ذکر کرکے یہہ باور کرانا چاہا کہ اگر عرب اندلس کی جانب پیشقدمی کرین تو رعایاے اندلس بھی ہمدردی کے واسطے موجود اور تیار ہے۔ رعایاے اندلس شاہ لذریق کے ظلم و ستم سے اب تنگ آگئی ہے اور شب و روز اسلامی فوج کا انتظار کر رہی ہے۔ اس گفتگو نے اس بہادر کے تمام انقباض و افکار کو دل سے دور کردیا۔ قریب تھا کہ یہہ اس مژدہ کو سنتے ہی فوج کشی کردے لیکن فطرت نے جیسا اس نامور کو فنون جنگ مین بےمثل خلق کیا تھا ویسا ہی یہہ مدبر بھی تھا اس وجہہ سے اس نے تعجیل نہین کی اور اون کو اپنے لشکر مین مہمان کیا اور خفیہ طور پر تحقیقات شروع کردی

جس سے ظاہر ہوا کہ اون کا سب بیان صحیح ہے تب ایک عرضداشت خلیفہ کی
خدمت مین دربارہ تسخیر اُندلس ارسال کی **خلیفہ ولید ابن عبد الملک** جو
ہر وقت ایسے کامون کے لیئے آمادہ رہا کرتا تھا اوس نے بکمال خوشی جنگ کی
اجازت دیدی - اب کیا تھا یہان تو اجازت کے قبل ہی کُل سامان جنگ
مہیّا اور تیار کرلیا گیا تھا اجازت حاصل ہوتے ہی **گورنر شہر طنجہ** یعنی **طارق**
ابن زیاد کو جو حقیقت مین **موسی ابن نصیر** کا داہنا ہاتھ تھا **اندلس** جانیکا
حکم صادر کیا **طارق ابن زیاد** حکم کے پہونچتے ہی سات ہزار سوار اور چند مشہور امرا ے
عرب کو ہمراہ لیکر جن مین زیادہ تر قوم بربر تھی چار بڑی کشتیون مین سوار آبنای طارق
عبور کر کے **جبل الطارق** پر فروکش ہوا فوج کی تعداد مین مورخین کا اختلاف ہے
لیکن **المقری** لکھتا ہے کہ اس امیر کے ساتھ صرف سات ہزار آدمی تھے **طارق**
ہنوز جہاز ہی مین تھا کہ ایک واقعہ عجیب ظہور مین آیا جس نے اس کے اور اسکی فوج
کے دلون کو اور بڑہا دیا اور ان سب کو فتحیابی اور نصرت کا کامل یقین ہوگیا وہ یہہ ہے
کہ ایک شب کو **طارق** نے خواب مین آنحضرت صلعم کو دیکھا کہ آنحضرت صلعم کے
ہمراہ بہت سے لوگ جنگ کے لیئے تیار ہین اور آنحضرت صلعم **طارق** کی جانب
مخاطب ہو کر فرما رہے ہین کہ اے طارق تو اپنے ارادہ پر قائم رہ اور اوس کام کے

کرنے مین سعی اور کوشش کر جس کے لیئے تو منتخب ہوا ہے۔

پھر تو **طارق** اپنی جمعیت کے ہمراہ سرحد **اندلس** پر اوترا اور لب دریا جو جو شہر واقع تھے اونھین فتح کرتا ہوا آگے بڑھا اثناء راہ مین دوسرا واقعہ یہہ پیش آیا کہ ایک بڑھیا نے اس سے کہا کہ اس ملک کا تو ہی فاتح معلوم ہوتا ہے میرا شوہر بڑا کاہن تہا وہ مجھ سے کہا کرتا تہا کہ غیر قوم اندلس قابض ہوگی اوس کے **سالار** کی پیشانی بلند اور اوس کے بائین شانے پر تل ہوگا اور اوس تل کے گرد بال ہون گے۔ مین جہان تک غور کرتی ہون تیری ہی پیشانی بلند پاتی ہون اگر وہ تل بھی تیرے جسم پر ہے تو بیشک تو وہی شخص ہے جس کے متعلق میرے شوہر نے پیشین گوئی کی ہے۔

طارق نے اپنے بائین شانے کا تل اوس بڑھیا کو دکھایا۔ ان واقعات عجیب نے طارق کا حوصلہ زیادہ بڑھا دیا اور اوسے یقین کامل ہوگیا کہ یہہ ملک مین ہی فتح کرون گا **جزیرۃ الخضرا** کو چھوٹی سی جنگ کے بعد عربون نے بآسانی فتح کرلیا پھر اونھون نے اصل زمین **اندلس** پر قدم رکھا لیکن جب آگے بڑھنے کا قصد کیا تو **تدمیر** شاہ اندلس کے بہادر سپہ سالار نے بڑی فوج کے ہمراہ **طارق** کا مقابلہ کیا عربون نے **تدمیر** کی فوج کو پے در پے اس قدر شکستین دین کہ پھر اوس کو تاب مقابلہ باقی نرہی حالت بدحواسی مین میدان جنگ خالی کردیا۔ عیسائی سپہ سالار نے اس متواتر ناکامیابی سے

مایوس ہوکر ایک عرضی اپنے پادشاہ کو لکھی جس کا مضمون یہہ تھا اے **شاہنشاہ** ملک افریقیہ کی جانب سے غیر قوم نے ہمپر فوج کشی کی ہے مین نہین کہہ سکتا کہ یہہ فوج زمین سے اُبلی ہے یا آسمان سے ٹپکی ہے مین نے اوس کے روکنے مین بہت کوشش کی لیکن اوس کے سامنے میری کوئی تدبیر نہ چلی۔ اور اب وہی فوج خاص سرحد **اندلس** پر خیمہ زن ہے اپنی ناکامیابیون سے مجبور مجھے میدان جنگ خالی کر دینا پڑا اور اب مین مدد کا منتظر ہون اگر شاہنشاہ بذات خود اس طرف کا قصد فرماوینگے تو مجھکو ضرور کامیابی ہوگی۔ اس وحشتناک خبر کے سنتے ہی **شاہ لذریق** نے ہراسان اور خوف زدہ ہوکر ریاست کے وزرا اور افسران فوج سے مشورہ لیا اور اون کی راے کے مطابق اپنے خاص سوارون کو جن کی بہادری اور شجاعت ضرب المثل تھی آگے روانہ کر دیا اور خود بھی جانے کے لیے تیاریان کرنے لگا۔ اس کو بھی یقین تھا کہ یہہ تمام فساد باغی رعیت کا برپا کیا ہوا ہے۔ بہرکیف سوارون کے پہونچتے ہی **تدمیر** نے بڑی جوانمردی سے عربون پر پھر ایکبار حملہ کیا عیسائی دل توڑکر لڑے مگر کامیاب نہ ہوے۔

فوج عرب کی پہلی صف کا افسر **مغیث الرومی** تھا یہہ وہ بہادر ہے کہ جس کے زبردست ہاتھون پر جنگ افریقیہ کا خاتمہ ہوا تھا اور اوس کا نام دنیا کی

مشہور سپہ سالارون کی فہرست مین تا قیام دنیا شریک رہے گا۔ اس ناکامیابی کے بعد لذریق نے اپنے صوبون سے مدد فوج چاہی اور تمام فوج کے ساتھ جس کی تعداد نود ہزار کہی جاتی ہے عربون کے مقابلہ مین خیمہ زن ہوا۔ گو اوسوقت بادشاہ کے جلو مین اوس کے تمام نامآور فوجی افسر اپنی اپنی جمعیت کے ہمراہ اور ریاست کے بڑے بڑے امیر اور مُدبّر موجود تھے لیکن ان سب کے دل بادشاہ سے بوجہ ظلم و ستم پھیرے ہوئے تھے ایک روز ان سب امیرون اور افسرون نے یہہ مشورہ کیا کہ اس کمبخت ظالم بادشاہ لذریق نے تخت اور تاج حقدارون سے چھین لیا ہے دراصل یہہ مستحق سلطنت نہین۔ عرب صرف لوٹ مار کی غرض سے اس ملک مین آئے ہین جب ان کا کاسہ طمع بھر جائیگا واپس چلے جائینگے ہنگام آغاز جنگ ہم سب اس سے علٰحدہ ہو جائین اور اوس کو تنہا عربون سے مقابلہ کرنے دین جب یہہ تباہ ہو جائیگا تو ہم مین سے جو حقدار ہوگا اوس کو اندلس کے تخت پر بٹھا دینگے اس پُر آشوب زمانہ مین طارق نے اپنا وقت بیکار صرف نہین کیا بلکہ الجزائر اور شدونہ کے صوبون کو فتح کر کے وادی لکتہ کے کنارے تک پہونچ گیا۔

اب ہم تیسری لڑائی کا ذکر اس مقام پر کرتے ہین یہہ ایک سچی تصویر عربون کی دلیری

اور شجاعت کی ہے اور جو فتوحات اونھون نے میدان جنگ مین حاصل کی ہین
وہ تا قیام قیامت صفحہ ہستی پر قائم رہین گی۔ اس مشہور لڑائی مین خود **شاہ لذریق**
نوے ۹۰ ہزار جمعیت کے ہمراہ شریک تہا **امیر طارق** کو اس ٹڈی دل فوج
کا حال پہلے ہی معلوم ہو چکا تھا اوس نے فوراً **امیر موسی ابن نصیر** سے امداد
کی درخواست کی **امیر موسیٰ** نے قاصد کے پہونچتے ہی پانچہزار سوار اندلس روانہ
کیے۔ لیکن جب دونون کا سامنا ہوا تو عربون کی فوج سے عیسائیون کی فوج تقریباً
پانچ حصہ زیادہ تھی **طارق** کا خواب ہر سپاہی کے پیش نظر تھا زیادتی فوج نے ونکے
دلون پر کچھ بھی اثر نہ کیا۔ یکشنبہ کے دن رمضان کے ختم ہونے مین صرف دو روز
باقی رہ گئے تھے کہ **طارق** اپنی فوج کی صفین جما کر دشمن کے مقابلے مین آیا اسکو
پورا اطمینان تھا کہ عرب دلیری اور سپاہ گری مین اہل اندلس سے کہین زیادہ ہین گو
عیسائیون کی پہلی دو صفین زرہ بکتر زیب تن کیے تھین لیکن عرب بھی تیر اور تلوار اور
نیزون سے اس آہنی دیوار کے توڑنے کیواسطے تیار تھے دونون فوجین اپنے اپنے
افسرون کے حکم کا انتظار عجب بے چینی سے کر رہی تھین گھوڑون کی ٹاپون کی آواز
طبل کی گرج اور بہادرون کے نعرون سے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ آسمان پھٹا پڑتا ہے
غرضکہ **وادی لکۃ** کے میدان جنگ کا سمان بھی قابل دید تھا ہنوز آفتاب پورے

طور سے نکلا بھی نہ تھا کہ جنگ شروع ہوگئی دن بھر وہ لڑائی ہوئی کہ جس کا بیان کرنا احاطہ تحریر سے باہر ہے دونون فوجین تین روز برابر لڑتی رہین لیکن یہہ چند ہزار عرب ایک لاکھ فوج کا کہان تک مقابلہ کرتے تیسرے دن جنگ کا رنگ بدل گیا عربون پر بہت ہی سخت حملہ ہوا فوج کی زیادتی سے میدان جنگ نمونہ قیامت تھا قریب تھا کہ بہادر فاتحان شام و افریقہ میدان چھوڑ دین لیکن لائق امیر طارق بخیال عاقبت اندیشی ہر وقت اپنی فوج کی حالت دیکھ رہا تھا اس شرمناک آنیوالے وقت کا تصور دل مین لاتے ہی بیچین ہوگیا اور بیساختہ اپنے گھوڑے کو آگے بڑھا کر فوج سے یون مخاطب ہوا۔

اے بہادران اسلام و اے فاتحان ملک شام کیا تمھاری رگون مین خون عرب نہین دوڑ رہا ہے کیا تم اپنی ناموری کا خاتمہ اسی مقام پر کیا چاہتے ہو کیا تم اپنے باپ دادا کے نام کو اس گمنامی کے جنگل مین بدنامی کے ساتھ بدلنا چاہتے ہو کیا تم کو گزشتہ واقعات جنگ افریقہ اور شام یاد نہین رہے کیا تم اپنے خدا اور رسول کے قول کو بھول گئے افسوس ہے کہ صرف دشمن کی ٹڈی دل فوج نے تم کو ڈرا دیا تم نے اس ملک مین قدم رکھتے ہی اپنی کشتیون کو جلا دیا تھا اور یہہ قصد کرلیا تھا کہ یا ہم اس ملک کو فتح کرلین گے یا ہوس ملک گیری مین اپنی جان دیدین گے۔ اس وقت تمہارا دشمن

آمادہ جنگ اور تمہاری لشپت پر دریاے شور ہے سواری کے لیئے نہ جہاز ہی ہے نہ کشتی ہان اگر اس وقت تمہارے بچاؤ کی کوئی صورت ہے تو صرف تمہاری مستقل مزاجی اور خدا کی مدد و اعانت - اے اولاد عرب آؤ اور آگے بڑھو اور اپنے امیر کا ساتھ دو - یہہ کہکر امیر طارق نے اپنے گھوڑے کو میدان کارزار کی طرف بڑہایا - اِس کے ساتھ اس کی تمام فوج نے از سر نو ایک حملہ عیسائیون پر کیا جس کی تاب لذریق کی فوج نہ لاسکی - چونکہ فوجی افسر بادشاہ کے ظلم و ستم سے ناخوش تھے اور لڑتے لڑتے تھک گئے تھے اب اونھون نے یکے بعد دیگرے اپنی اپنی فوج کو علیحدہ کرنا شروع کر دیا وٹیزا کے لڑکے جن کا ملک لذریق نے ضبط کر لیا تھا طارق کی فوج مین آکر شامل ہوگئے بقیہ فوج بھاگ گئی عربون نے فوج مخالف کو تباہ و تاراج کر ڈالا - عربون کو یہہ فتح ۵ شوال سنہ ۹۲ ہجری م سنہ ۷۱۱ ع مین حاصل ہوئی -

طارق جب اندلس کی فوج کا قلع قمع کر چکا تو اس نے ایک عرضی اپنے افسر موسیٰ ابن نصیر کو لکھی اور تمام واقعات اس جنگ کے پرجوش الفاظ مین درج کیئے لیکن صرف عرضی پڑہکر موسیٰ کا دل سیر نہ ہوا اور قاصد کو حکم دیا کہ زبانی بھی چشم دید واقعات جنگ بیان کر - قاصد اوسی وقت حکم کی تعمیل بجا لایا - سپہ سالار اثناء بیان مین فتحمندی کی خبر سن کر باغ باغ ہوا جاتا تھا اور جب عربونکی مصیبت کا حال سنتا تھا غم اور رنج کے آثار اس کے

چہرے سے نمایان ہوتے تھے۔ بالخصوص تیسرے روز کے ابتدائی واقعات سنتے ہی بیچین ہوگیا۔ لیکن جب نامہ بر نے طارق کی مشہور تقریر اور فوج کا دوبارہ حملہ کرنا بیان کیا تو یکبارگی سب رنج وغم بھول گیا اور مارے خوشی کے جامہ مین نہ سماتا تھا قاصد کو اس خوش خبری کے صلہ مین مالامال کردیا۔ اور پھر موسیٰ نے ایک تہنیت نامہ اپنے ہاتھ سے لکھکر مع اون تحفون اور ہدیون کے جو نامہ بر لایا تھا خلیفۃ الاسلام کی خدمت مین ارسال کیا اس بہادر مین اتنی تاب کہان تھی کہ خاموش بیٹھا ہوا جواب کا انتظار کرتا اور فتح کی خوش خبری سننے کے بعد خود میدان جنگ مین اپنے قابل قدر ماتحت کی مدد کو نہ پہونچتا اس نے اپنی جگہہ اپنے بیٹے عبدالعزیز کو ولایت افریقیہ پر مامور کیا اور خود دس ہزار سوار اور آٹھ ہزار پیدل کی جمعیت کے ساتھ مع اپنے دونون لخت جگر عبداللہ اور مروان آبنائے طارق کو عبور کرکے آندلس کی سرحد مین داخل ہوا امیر موسیٰ کے ہمراہ اہل قریش کے مشہور اشخاص مثل علی بن ابی لحمی حیات بن تمامی وغیرہ تھے

امیر طارق کو والی آفریقیہ کے آندلس مین آنے کی بالکل خبر نہ تھی بیہہ صوبہ اندلوسیہ کے مشہور شہرون کے فتح کرنے مین مشغول تھا کہ اس اثنا مین اس کے پاس ایک خط سپہ سالار کا بایں مضمون پہونچا کہ تاوقتیکہ لشکر مین داخل نہو جاؤن تم آگے بڑھنے کا قصد نکرو اس حکم کے پہونچنے سے طارق بے حد مشوش ہوا کہ اس خاص وقت مین ایک لحظہ بھی

خاموش بیٹھنا اس کی آیندہ کامیابیون کے لیئے نہایت مضر تہا۔ اس نے اپنے امیرون کو جمع کیا اور سپہ سالار کا حکم اونھین سنا کر رای طلب کی۔ تمام افسرون نے متفق اللفظ عرض کی کہ اس نازک وقت مین اس حکم کی تعمیل کسی طرح ممکن نہین اور اگر بالفرض اس حکم کی تعمیل بھی کی گئی تو پھر ہمکو اس ملک کے فتح کرنے سے ہاتھہ دہونا پڑے گا۔ اوس مجلس مین ایک عیسائی **جولین** نامی سابق حاکم **سوطا** بہی شریک تہا عربون کو اس سے بہت کچھہ مدد ملی تھی اس لیئے عرب اسکی خیرخواہی اور رای پر بہروسا کرتے تہے۔ جب فوجی افسرون نے اپنی تقریر ختم کی تو **جولین** نے **طارق** کی طرف مخاطب ہو کر مندرجہ ذیل راے ظاہر کی۔

جب تو نے **وادی لکتہ** کو فتح کرلیا اور معروف امیر اور افسرون کا قلع و قمع کر ڈالا تو پھر ایسے عمدہ موقع پر تجھکو ہرگز اپنے بیش بہا وقت کو بیکار گنوانا مناسب نہین۔ یہہ وہ زمانہ ہے کہ تمام عیسائی جو تیرے مقابلے سے بھاگ کر دور دور مقامات مین پناہ گزین ہوئے ہین۔ تیری اور تیری فوج کی شجاعت اور بہادری کو اپنے ہموطنون سے بیان کر کے اون کے پژمردہ دلون مین خوف کی مضبوط جڑین جما رہے ہین ایسی حالت مین تجھکو چاہیئے کہ جلد اون کا تعاقب کرے اور قبل اس کے کہ یہہ اپنی پریشان اور منتشر فوج کو فراہم کرین اون کو ایکدم بھی آرام لینے کا موقع نہ دے

اگر تو نے ایک بار بڑے شہرون کو فتح کرلیا تو پھر تجکو کسی قسم کا خوف باقی نرہیگا۔ اگر عیسائیون کو کافی موقع اپنی فوج دوبارہ درست کرنے کا ملا تو تیرے مقابلہ مین پھیر اوسی قدر فوج مہیا ہوجائے گی اور تجکو از سر نو وہی مشکلین پیش آئین گی جن پر تو غالب آچکا ہے اس جادو بھری تقریر کا ایسا اثر حاضرین جلسہ پر ہوا کہ اونھون نے ایک دل اور ایک زبان ہوکر اپنے عزیز امیر سے درخواست کی کہ اسی رای کی پابندی کی جائے اور اپنے گھوڑے کی عنان کو آگے بڑہنے سے نہ روکے **امیر طارق** کا خود دلی منشا یہی تہا اوس نے **جولین** کی رای پسند اور اوس کی خیر خواہی اور دور اندیشی کی تعریف کی اور اپنے افسرونکے اصرار پر فوج کو معائنہ کے واسطے حاضر ہونے کا حکم دیا امیر نے پہلے اپنی فوج کا معائنہ کیا اور پھر پرجوش الفاظ مین عربون کو اون کی فتوحات سابقہ یاد دلاکر آیندہ کامیابی کا یقین دلایا مگر اس کے ساتہہ ہی اپنی فوج کو یہہ بھی اچھی طرح سمجھادیا کہ میدان جنگ مین قواعد اسلام کی پوری پوری پابندی کرنی لازم ہے یعنی عربون کو اوھنین لوگون کا مقابلہ کرنا چاہیے جو ہتہیار اوٹہا کر اون کے سد راہ ہون عورتون اور بچون اور اُن لوگون کو جنھین جنگ سے کوئی تعلق نہین نہ چھیڑین۔ لشکریون کو یہہ امر بہی ملحوظ رہنا چاہیے کہ میدان جنگ یا شہر مین لوٹ مار نہ کرین اگر کوئی سپاہی ایسے ناجائز افعال کا مرتکب ہوگا تو اوسی سزا قتل دیجائیگی پھر **طارق** نے اپنی فوج کو تین حصون مین تقسیم کیا۔ پہلے حصہ کی افسری **مغیث الرومی**

کے سپرد کی اور شہر قرطبہ فتح کرنے کا حکم دیا دوسرے حصۂ پر امیر زید بن قصیری کو مقرر کر کے شہر ملقون کی طرف روانہ کیا۔ تیسرے حصۂ کو اپنے جلو مین رکھا۔ طارق اون الوالعزم امیرون کے رخصت کرنے کے بعد شہر جیان اور اندلس کے پایہ تخت شہر طلیطلہ کو فتح کرتا ہوا شمال کی طرف روانہ ہوا لیکن قبل اس کے کہ طارق پایہ تخت کے قریب پہونچے امیر زید حسب قرارداد شہر استیجہ کو فتح اور اندلس کی رہی سہی قوت برباد کرتا ہوا طارق کی خدمت مین حاضر ہوگیا اسی دورہ مین طارق کی ملاقات سے پہلے شہر ملقون اور شہر البیرہ کو فتح کرلیا تھا ان دونون شہرون کے حاکمون نے بسبب اس کے کہ انھین پہلے ہی سے خبر اس امیر کی فتحیابی کی مل چکی تھی بغیر لڑائی کے صرف عربون کو شہر پناہ کے باہر دیکھکر دروازہ کھولدیا اور خراج دینا قبول کرلیا۔

مغیث الرومی جس کے سپرد فوج کا پہلا حصۂ طارق نے کیا تھا وہی مغیث ہے جو جنگ وادی لکتہ مین صف اول کا افسر تھا۔ منازل طے کرتا ہوا شہر قرطبہ کے سامنے خیمہ زن ہوا۔ حاکم شہر کو اطاعت قبول کرنے کا پیام بھیجا اور اسلامی قواعد کے موافق اہل شہر کو یہ پیغام بھی بھیجا کہ اگر تم فوراً اطاعت قبول کرلوگے اور دروازہ شہر کا کھول دوگے تو پھر تمھین جان اور مال کا کچھ خوف باقی نرہے گا۔ اطاعت کا

قبول کر لینا کہین زیادہ آسان اور مفید ہے بہ نسبت اس کے کہ اہل شہر عربون کو نیام سے تلوارین نکالنے پر مجبور کر دین اور اون کو اس سے مطلع کیا کہ قریب قریب یہہ تمام ملک ہمارے قبضہ مین آچکا ہے جس کی خبر اس شہر کو بھی پہونچ گئی ہوگی ایسی حالت مین ہمارے مقابلے کے واسطے تیار ہونا غریب رعایا کی جانون کو تلف کرنا ہے۔ امیر **مغیث** نے اون کو یہہ بھی اطمینان دلایا کہ مین خود اہل شہر کی جان و مال کا ذمہ دار ہوتا ہون لیکن باوجود ان شرائط اور اس اطمینان کے اہل شہر نے عربون کی اس فہمایش پر توجہ نہین کی اور جنگ پر آمادہ ہو گئے اس بے توجہی کی یہہ وجہ تھی کہ حاکم اور اہل شہر کو بہت کچھ بھروسا اُس بقیہ فوج پر تھا جس کی ایک ٹکڑی میدان **وادی لکّتہ** سے بھاگ کر اس شہر مین پناہ گزین ہوئی تھی اور جب اس کے ہوش و حواس درست و بجا ہو گئے تب اہل شہر کے سامنے اپنی سابقہ بہادری بیان کر کے یہہ اطمینان دلا دیا کہ ہم مسلمانون کو شہر مین قدم رکھنے دین گے۔ مگر یہہ نہ معلوم تھا کہ عربون کا ستارہ اقبال پہلے سے دوچند چمکنے لگا ہے اگر اون کے مقابلہ مین تمام دنیا کی فوج جمع ہو جائے تو بھی میدان جنگ سے منہہ نہ موڑین گے۔

جب **مغیث الرومی** کو یقین ہو گیا کہ حاکم اور رعایا بغیر جنگ ہتھیار نہ رکھین گے اور پیام صلح کو کمزوری پر محمول کرتے ہین۔ اس نے لڑائی کی تیاری

شروع کردی اور موقع کا منتظر رہا۔

ایک شب آندھی اور طوفان اور بادل کی گرج نے آسمان اور زمین کو تاریک کردیا مغیث اپنے خیمے سے باہر آیا اور آفت آسمانی کو اپنے حق مین نیک فال خیال کرکے ایک ہزار سوارون کو تیار ہونے کا حکم دیا قبل ازین اس نے خفیہ طور سے قلعہ کا کمزور اور غیر محفوظ مقام دریافت کرلیا تہا اپنے مسلح سوارون کے ہمراہ اوس دروازے کے قریب جا پہونچا جو دریا کے سامنے واقع تھا اور جسے یہہ کمزور سمجھتا تہا وہان پہونچتے ہی اوس نے حکم دیا کہ ہر سوار اپنے گھوڑے کی پشت پر ایک ایک پیادہ کو بھی سوار کرلے اور دریا کے دوسرے کنارے پر جا اوترے۔ جب تمام فوج دریا کے دوسرے کنارے پر جمع ہو گئی اس کو یقین تھا کہ اہل شہر کو ہمارے قریب پہونچنے کا شبہ تک نہین گزرا ہے دروازے پر فوراً حملہ آور ہوا دربان اور دوسرے اشخاص جو حائل ہوئے اونھین قتل کرکے شہر کے اندر داخل ہوا اور باقی فوج جو شہر کے باہر مستعد اور منتظر حکم کہڑی تھی صبح کو مثل مور و ملخ شہر مین پھیل گئی رعایا نے اطاعت قبول کرلی لیکن حاکم شہر چار سو سوارون کے ہمراہ ایک مضبوط گرجا مین مورچہ بند ہو گیا مغیث نے اپنے پہلو مین اس کانٹا لگا رہنا دانشمندی کے خلاف تصور کیا اور ایک دستہ فوج کا اہل گرجا کے محاصرہ اور شکست کے لیئے روانہ کیا۔ اس چھوٹی سی جنگ مین عیسائیون کی معدودہ چند

جمیعت نے امید سے زاید دلیری اور شجاعت دکھائی حتی کہ اون کے دشمن عرب بھی یک زبان ہوکر اون کی تعریف کرتے تھے۔ ان چارسو آدمیون مین سے بغیر جان دیئے ایک نے بھی ہتھیار نہ رکھا۔ الغرض **مغیث الرومی** نے شہر **قرطبہ** کو فتح کرلیا اور اس کا انتظام کرنے کے بعد قرب وجوار کے شہرون کو فتح کرنے کی نیت سے روانہ ہوا عربون کی اس کامیابی اور تیز رفتاری نے اس خطہ کے عیسائیون کو ایسا بدحواس اور بے بس کردیا تھا کہ جس طرف **مغیث** جانکلتا تھا عیسائی اطاعت اور فرمان برداری اوس کی قبول کرلیتے تھے۔ جس زمانہ کی تاریخ ہم اس وقت لکھہ رہے ہین اندلس تین حصّون مین منقسم تہا۔ شمالی حصّہ وسط کے حصّہ مین شریک تہا اور اس حصّہ مین سب سے بڑے شہر **قرطبہ**[۱] **غرناطہ**[۲] **ملقون**[۳] **طلیطلہ**[۴] **جیان**[۵] **المیریتہ**[۶] تھے اور ان سب شہرون مین تفوق شہر **قرطبہ** کو حاصل تھا جس کو ابھی **مغیث الرومی** نے فتح کیا تہا۔ مسلمانون کے عہد مین اس بےنظیر شہر کی مسجد اور **وادی الکبیر** کا پُل قابل دید تھا۔ یہہ وہ سرزمین ہے کہ جس کی دیوارونکے اندر قوم عرب کے مشہور علماء اور حکماء نے **ارسطو** اور **افلاطون** کے صدہا سال کے مردہ مسائل کو از سر نو زندہ کردیا تہا جن کی تصانیف ابتک یورپ کے بڑے بڑے کتب خانون مین موجود ہین بلکہ اب بھی تمام **یورپ** ان علماء کی تصنیفون سے

فیض اوٹھا رہا ہے ایک دوسرے مورخ نے اس شہر کی یون تعریف کی ہے
Seat of learning
کہ بنی مروان کے عہد حکومت مین قرطبہ اسلام کا دار العلوم تہا اس مین
ہزارون میل سے طالب علم مختلف علوم وفنون حاصل کرنے کے واسطے آیا کرتی
تہے اور علم کی روشنی کو دور دور پھیلایا کرتے تہے بلکہ یون سمجہنا چاہیئے کہ جس طرح
ایک شمع تمام کمرے کو روشن کر دیتی ہے اوسی طرح قرطبہ نے اپنے علم کی روشنی سے
کل اندلس کو منور کر رکھا تھا اور وہ وحشی قومین اوس پر رشک کرتی تھین جو تہذیب
و اخلاق کو عربون سے سیکھنے کی کوشش کر رہی تھین - چنانچہ یہہ وہی وحشی قومین ہین
جو اس وقت تہذیب و اخلاق مین اور ہر ایسے فن مین جس پر قوم کی ترقی منحصر ہے
کوس لمن الملک بجا رہے ہین اور ہر علم و فن کو اطراف و اکناف مین فروغ دے
رہے ہین اس وقت ہم مسلمانون کی موجودہ حالت پر بحث کرنا نہین چاہتے بلکہ جب عربون
نے اندلس کو رشک فردوس اور معدن تہذیب بنا دیا تھا اوس زمانہ کی ایک مختصر
تصویر پیش کر کے اپنا اصل مطلب شروع کرین گے - شہر قرطبہ خود ایک سرسبز اور
پر فزا مقام پر واقع تھا اوس کے مشہور دریا کا پانی کلون اور نلون کے ذریعہ سے دور
دور پہونچایا جاتا تھا - عربون نے اس سرزمین کی سرسبزی اور شادابی کو اپنے علم و کمال
سے اس قدر ترقی دی تھی کہ تمام ملک کو ایک باغ پر بہار ہمیشہ کے لیئے بنا دیا تہا -

ہر طرف درختہای میوہ دار سرسبز و شاداب پانی پر سایہ فگن تھے اور ہر جانب پہولون کی مہک سے ہوائے دشت و کہسار معطر۔ اگر ایک طرف کسانون کی محنت سے سبز کہیت ہوا کے جھوکون سے لہرا رہے تھے تو دوسری جانب ہریالی کا فرش زمردین کوسون تک انسان کی نگاہ کو لبہا رہا تہا۔ ایک روز **سلطان یعقوب المنصور بن سلطان یوسف بن سلطان عبد الصمد بن علی** نے اپنے ایک بڑے امیر سے پوچھا کہ **قرطبہ** کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اگر **قرطبہ و بغداد** کو ہم جنت کہین تو بیجا اور زیبا ہے
تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اندلس کے فتح کرنے کے بعد چند ہی روز مین عربون نے اس سرزمین کی ماہیت کو بدل دیا تہا۔ میوہ جات اندلس کو صرف عربون ہی کی بدولت نصیب ہوئے اور جو دلکش اور حیرت انگیز عمارتین عربون نے اس ملک مین بنائین اور جن کے آثار اب تک موجود ہین تمام دنیا مین اپنا نظیر نہین رکھتی ہین جن کی سیر کے لیے بڑے بڑے سیاح ہر ملک سے تکلیف سفر گوارا کرتے ہین اور عربونکی صنعت اور دستکاری کو دیکھ کر دنگ رہجاتے ہین۔ ایک شاعر اس شہر کی تعریف یون کرتا ہے۔

بأربع[۱] فاقت الأمصار قرطبة

منهن قنطرة الوادي وجامعها

---

۱ شہر قرطبہ چار چیزون کی وجہ سے تمام شہرون پر فوق رکھتا ہے منجملہ اوس کے ایک پل ہے اور دوسری جامع

ہاتان ثنتان والزہراد ثالثتہ

والعلم اعظم ستّۃٌ وہورابعہا

اندلس مین عربون نے حکمت وصنعت وحرفت وعلم کا بازار کھول دیا تھا جہان ہر فرد بشر بلا لحاظ قوم وملت تمدن کے ہر علم وفن کی تعلیم پاتا تھا۔ **یورپ** کے زمانۂ جاہلیت کے اندھیرے مین اگر کہین علم وفن کا چراغ ٹمٹماتا نظر آتا تھا تو وہ ان عربون ہی کے شمع علم کا پرتو تھا **ابن رشد** سا فلاسفر اور **ابو سینہ** اور **ابن باجہ** سے حکماے حاذق اور ان کے ہم فن اور دوسرے علما کی بدولت **یورپ** نے ارسطو اور **افلاطون** کو پہچانا اور **یورپ** کے تمام مشہور ومعروف مورخین مثل **گبن** وغیرہ نے خود یہہ تسلیم کرلیا ہے کہ ہر علم کے موجد عرب کے علما تہے **یورپ** نے ان علوم وفنون کو اس درجہ ترقی دی ہے جس کو آج ہم حیرت سے دیکھ رہے ہین۔

الغرض یہہ جنگ **وادی لکتہ** اوس عظیم الشان سلطنت کی بنیاد تھی جس کو عربون نے سات سو برس تک اس ملک مین قائم رکھا اور یہہ بہت صحیح قول ہے کہ اس فتح کی یادگار مین صرف عربون ہی کو فائدہ نہین پہونچا بلکہ **کل یورپ** اور دوسرے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶۔ تیسرے باغات چوتھی شے جو سب سے افضل ہے وہ علم ہے۔

۱؎ انگریزی مین گوادہرسٹ کہتے ہین۔

ملکون نے اس سے فیض حاصل کیا ہے حالی ہمارے اس مطلب کو اپنی نظم میں یون ظاہر کرتے ہین ؎

وہ تارے جو تھے شرق مین لمعہ افگن
یہ تھا جن کی کرنون سے تا غرب روشن
نوشتون سے جن کے ہین اب تک مزین
کتب خانہ پیرس و روم و لندن

اس مین ذرا بھی شک نہین کہ علم کی تمام دنیا انھین تارون سے روشن ہوئی جس کی روشنی ابتک قائم ہے اور تا قیامت اسی طرح قائم رہے گی۔

اب ہم پھر عنان قلم کو اپنے اصلی مقصود کی طرف منعطف کرتے ہین۔ یہہ تحریر ہو چکا ہے کہ **امیر زید** اور **امیر مغیث الرومی** نے اپنے فرائض منصبی کو کس خوبی سے ادا کیا اور اب دیکھنا یہہ ہے کہ سپہ سالار یعنی **امیر طارق ابن زیاد** جو فوج کا تیسرا حصہ اپنے ہمراہ لیکر اندلس کے وسط مین داخل ہوا تہا اوس نے کیا کیا اور کہانتک پہونچا **امیر طارق** اپنے دونون امیرون کو روانہ کرکے خود راستہ کے شہرون کو فتح کرتا ہوا اور اہل اندلس کی رہی سہی ہمت کو مٹاتا ہوا شہر **طلیطلہ** دارالسلطنت اندلس مین جا پہونچا اور شہر کے دروازے کے روبرو فوج کے ہمراہ خیمہ زن ہوا۔ عربوں کی فتحیابیون نے

دشمنون کا کام تمام کر دیا تہا۔ جب اہل شہر نے **طارق** کے آنے کی خبر سنی فوج کے پہونچنے کے قبل ہی اونھون نے شہر خالی کر دیا تھا **امیر** شہر کو خالی دیکھتے ہی فوراً اوسمین داخل اور قصر شاہی مین لب دریای **ٹیگس** فروکش ہوا۔ اس قصر مین بہت کچہہ سامان از قسم زر وجواہر اس کے ہاتہہ آیا جسمین (۲۵) تاج شاہی بھی شامل تھے ہر تاج پر مختلف بادشاہون کے نام اور اونکی عمر اور زمانہ حکومت کندہ تہا۔ اس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ جلوس کے وقت ہر بادشاہ کے لئے نیا تاج تیار ہوتا تھا اور وہ اوس کے انتقال کے بعد خزانہ مین داخل ہوجاتا تہا اس زمانہ تک پچیس بادشاہون نے اس جزیرہ نما ملک مین حکومت کی تہی **طارق** نے کچہہ فوج شہر کی حفاظت کے لیے متعین کی اور خود مع بقیہ فوج آگے بڑہا **وادی الحجارۃ** اور درہ کوہ سے جواب **فج طارق** کے نام سے مشہور ہے گزر کر **مدینۃ المیدۃ** مین پہونچا اس پہاڑ پر سے ایک منبر ملی جسکے پائے زمرّد کے تہے بیان کیا جاتا ہے کہ یہہ منبر حضرت سلیمان کی تھی علاوہ اسکے اور بہی اسقدر مال اسکو ملا جسکا اندازہ کرنا مشکل ہے اس مال مین نہایت عمدہ اور بکار آمد کتابین علم حکمت اور طب کی شامل تہین جنکے مصنف یونانی تہے بعض مورخین کا قول ہی کہ اس قدر دورہ کے بعد **طارق** طلیطلہ واپس چلا آیا اور بعض یہہ بیان کرتے ہین کہ صوبہ **جلیقیہ** کو فتح کرنے کے بعد واپس آیا تہا۔ بہر کیف **امیر طارق** کا طلیطلہ واپس آنا ثابت ہے۔ اس کے واپس ہوتے ہی اس کو **موسی ابن نصیر** کے اندلس مین داخل ہونیکی خبر ملی

باب سوم

موسیٰ ابن نصیر کا اندلس مین داخل ہونا۔ اوسکی فتوحات۔ طارق سے ملاقات طارق کی معزولی۔ طارق کا بحال ہونا۔ عربون کا فرانس مین داخل ہونا۔ عبدالعزیز کی فتوحات۔ خلیفہ کا حکم موسیٰ کے نام۔ موسیٰ کا شام واپس ہونا۔ خلیفہ سلیمان کی تخت نشینی موسیٰ کا انتقال۔ عبدالعزیز کا قتل۔ خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز۔ ایوب اور الحر اور السمح کا یکے بعد دیگرے والی مقرر ہونا۔ عبدالرحمن۔ عنبسہ کا والی مقرر ہونا۔ ابر غداۃ وغیرہ

موسیٰ ابن نصیر جب **اندلس** مین داخل ہوا اور اوس نے سنا کہ **طارق** باوجود ممانعت اس وقت تک پے در پے فتوحات حاصل کر رہا ہی تو عدم تعمیل حکم کی وجہ سے **موسیٰ** بہت ناراض اور کبیدہ خاطر ہوا اور **طارق** کی تنبیہ کے لیئے خود **طلیطلہ** جانیکا مصمم ارادہ کیا اور اٹھارہ ہزار سوارون کو تیاری کا حکم دیا لیکن اسی اثنا مین **جولین** کے جاسوسون نے سپہ سالار سے عرض کیا کہ ابھی بڑی بڑی شہر باقی رہ گئی ہین جواتبک فتح نہین ہوئے ہو وہ اوس راہ مین پڑتے ہین جو شہر طلیطلہ کو جاتی ہے اور اوس راہ سے جسے **طارق** نے اختیار کیا بہت قریب ہے۔ اگرچہ **موسیٰ ابن نصیر** کی تمام عمر میدان جنگ مین بسر ہوئی تھی اور

اب مُسن ہوگیا تہا لیکن اوس مین ہنوز وہی جوش وخروش اور ہوس فتوحات باقی تہی اس نے ان جاسوسون کی رای پسند کی۔ پہلے شہر **شذونہ**[1] کو فتح کرلیا پہر شہر **قرمونہ** تک جا پہونچا۔ یہہ قلعہ تمام قلعجات اندلس سے زیادہ تر مضبوط او مستحکم تہا۔ اس کی فتح مین عربون کا بہت وقت صرف ہوتا لیکن خوش قسمتی سے وہی لوگ جو امیر **موسیٰ** کی سدراہ تھے اس قلعہ کی فتح کے بہی کفیل ہوگئے۔ یعنی پہلے اس کے کہ فوج عرب شہر کے قریب پہونچتی یہہ لوگ پیشتر ہی سے بہاگ کر شہر کے اندر گہس گئے۔ اور یہہ بیان کیا کہ ہم **موسیٰ** کی فوج سے ڈر کر آئے ہین۔ اہل شہر نے ان کے داخل ہونے کی نسبت مزاحمت نہ کی اسی عرصہ مین عرب بہی قلعہ تک آپہونچے۔ شب کو ان جاسوسون نے موقع پاکر دروازہ کھول دیا **موسیٰ** تو اسی امر کا منتظر تہا فوراً اپنی فوج کے ہمراہ شہر مین داخل ہوگیا۔ اہل شہر ان واقعات سے مطلع نہ تہے اونہون نے خوف کے مارے **موسیٰ** کی اطاعت قبول کرلی۔ اس کے بعد **موسیٰ** نے شہر **اشبیلیہ** کا عزم کیا۔ یہہ شہر اندلس کے مشہور شہرون مین گنا جاتا تہا اور نہایت وسیع تہا اس کی چار دیواری کے اندر خوشنما اور نفیس عمارتین بنی ہوئی تھین جن کی سیر کو دور دور سے لوگ آیا کرتے تہے۔ اس کی شان وشوکت گواہی دیتی تہی کہ کسی زمانہ مین یہہ پایہ تخت تہا

---

[1] انگریزی مین سیدونیا کہتے ہین۔

اور اب تک پوپ کا قائم مقام اسی مین مقیم تہا۔ چند روز اس کی مستحکم دیوارون نے عربون کے حملہ کو روکا لیکن جب اہل شہر کو اپنی کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو اونھون نے شہر کا دروازہ کھول دیا موسیٰ شہر مین داخل ہوا اور شہر مین اوسی قدر فوج جس سے حفظ امن قائم رہے معین کر کے مریدہ آیا۔ یہہ شہر بہی مثل اشبیلیہ عمدگی مین اپنا نظیر نرکہتا تہا اور اس کی فصیل بہی مضبوط اور مستحکم تھی امیر موسیٰ نے متواتر اس پر حملے کیئے لیکن ایک بھی بکار آمد نہوا۔ جب سپہ سالار نے دیکہا کہ یہہ قلعہ معمولی تدبیرون سے مسخر نہین ہوسکتا اس نے دیوار کے توڑنے کے لیئے خاص ایک انجن تیار کیا جس مین سپاہی بیٹہکر دیوار کے قریب پہونچے اور اوسے توڑنا شروع کر دیا مگر اوس کے گرا دینے سے کچھ مقصد نہ بر آیا۔ عیسائی پہلے ہی ہوشیار ہو گئے تھے دیوار کے منہدم ہوتے ہی اونھون نے عربون پر سخت حملہ کیا اور جس قدر عرب کہ اس انجن کے ہمراہ تھے سبکو قتل کر ڈالا چنانچہ اب تک وہ مقام برج شہدا کے نام سے مشہور رہے۔ الغرض جب موسیٰ کی یہہ تدبیر بیکار گئی تو وہ اہل شہر سے صلح کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ شہر کے چند نامآور آدمی موسیٰ کے پاس حاضر ہوئے جب یہہ خیمہ کے اندر داخل ہوے تو انہون نے دیکھا کہ ایک شخص سفید ریش جس کے چہرہ سے آثار دلیری اور شجاعت نمایان ہین خیمہ کے وسط مین بیٹھا ہے اور عرب امراء گرد جمع ہین سپہ سالار کے رعب دار چہرہ نے ان کے

دلون مین خوف پیدا کردیا۔ بہرکیف اوس روز کسی امر کا فیصلہ نہین ہوا اور مجلس دوسرے روز مقرر ہوئی۔ رات کے وقت **موسیٰ** نے اپنی سفید ڈاڑہی مین حنا کا خضاب لگایا صبح کو جب عیسائی پہر حاضر ہوئے تو سپہ سالار کی سُرخ ڈاڑھی دیکھکر نہایت ششدر ہوگئے۔ اس دفعہ بھی مثل روز گزشتہ کچھ تصفیہ نہوا۔ تیسرا روز قرار پایا **موسیٰ** نے پہر اپنی سرخ ڈاڑھی کو خضاب سے بالکل سیاہ کرلیا۔ جب عیسائی امرا اس کے سامنے آئے تو اونھون نے دیکھا کہ سفید ڈاڑہی جو پہلے سُرخ ہوگئی تھی اب وہ سیاہ ہوگئی ہے ایک بال بھی سفید و سُرخ نظر نہین آتا۔ اس مرتبہ بھی یہہ لوگ بغیر فیصلہ واپس گئے۔ لیکن گھبرائے ہوئے تھے۔ اون کے چہرون پر ایک قسم کا خوف بھی طاری ہوگیا تہا شہر مین پہونچنے کے بعد اونھون نے حاکم اور رعایا کے روبرو اس عجیب و غریب قصہ کو بیان کیا اور کہا کہ جس قوم مین بُڈھے سے جوان ہوجانے کی قدرت موجود ہو اوس سے لڑنا محض اپنی جانون کو تلف کرنا ہے مناسب یہی ہے کہ شہر کے دروازے کھول دئے جائین اور ہم ہتھیار رکھکر غیر قوم کی اطاعت قبول کرلین۔ اس تقریر کا سامعین پر بھی ایسا اثر ہوا کہ اونھون نے اپنے پیشواؤن کی رائے بغیر کسی عذر کے تسلیم کرلی۔ یہہ اوسی وقت **امیر موسیٰ** کے پاس واپس آئے اور جو شرائط ذیل **امیر** نے پیش کیئے تھے وہ قبول کرلیئے (۱) یہہ کہ تمام مال از قسم زر و جواہر عربون کو دیدیا جائے (۲) رعایا ہتھیار

رکھدے۔ (۳) جو لوگ بھاگ گئے ہین اون کی جایدادین ضبط کرلی جایئن۔ اور جو
لوگ شہر مین موجود ہین اون کے جان و مال اور مذہب مین عرب کسی قسم کی مزاحمت
نہ کرین سپہ سالار اون کی حفاظت کا خود ذمہ دار ہے (۴) عیسائی اپنے قانون اور
مذہب کے عوض جزیہ دینا قبول کرین۔ اور اگر کوئی عیسائی اسلام اختیار کرنا چاہے
تو اوس کا کوئی مانع اور مزاحم نہوگا اور عیسائی بلا اجازت نئے گرجا نہ بنائین۔ حاکم اور
رعایا نے شروط مذکورہ قبول کرلیئے اور دروازہ کھول دیا **موسیٰ ابن نصیر** اپنے لشکر
کے ہمراہ شہر کے اندر داخل ہوا ہنوز **موسیٰ** نے اس شہر کو فتح ہی کیا تہا کہ اہل شہر
نے بغاوت کا علم بلند کیا **موسیٰ** کے بیٹے **عبد العزیز** کو جو حال ہی مین سات ہزار
سوارون کے ہمراہ **افریقیہ** سے آیا تہا **اشبیلیہ** روانہ کیا مگر اس کے پہونچنے سے پہلے
اسّی عرب عیسائیون کے ہاتھون سے قتل ہوچکے تہے **عبد العزیز** نے عربون کے
خون کا پورا انتقام لیا اور قرب وجوار کے شہرون کو فتح کرتا ہوا **مریدہ** مین اپنے بہادر
باپ سے آملا اس کے بعد **امیر موسیٰ** نے **طلیطلہ** کا عزم کیا اور شوال ۹۴ھ مین
اوس طرف روانہ ہوا۔ جب سپہ سالار کے آنے کی خبر **امیر طارق** کو پہونچی وہ اپنی
فوج ظفر موج کے ہمراہ **موسیٰ** کے استقبال کے لیئے شہر سے باہر آیا اور سپہ سالار
کے سامنے گھوڑے سے اوترکر مودبانہ کھڑا ہوا اور جو مال اوس کے حصہ مین آیا تہا

وہ سب امیر کے پیشکش کر دیا۔ برخلاف اس کے **موسیٰ** اس سے سختی کے ساتھہ پیش آیا اور بحالت غصہ عدول حکمی کا سبب پوچھا۔ اگرچہ تمام فوجی افسر **طارق** کی سفارش کی تعریف مین ہم زبان تھے اور سب نے بیان کیا کہ اسلام کے لیئے اس نے جو مصیبتین اوٹھائی ہین اور میدان جنگ مین جو بہادری اور شجاعت کے جوہر دکہائے وہ نہایت ہی قابل قدر ہین۔ لیکن سپہ سالار نے ایک کی سفارش نہ سنی **طارق** سے تمام مال مع میز **حضرت سلیمان** جس کا ایک پایہ گم ہوگیا تہا لیکر قید کر دیا اور بجای اوس کے **مغیث الرومی** کو مامور کر دیا۔ مگر اوس بہادر کا ستارہ تہوڑے ہی عرصہ مین پھر چمک اوٹھا **موسیٰ ابن نصیر** کا عتاب صرف عدول حکمی کی وجہ سے اوس پر نازل ہوا تہا فوجی قواعد کے موافق عدول حکمی افسران فوج مین خوفناک سمجھی جاتی تھی **موسیٰ** کو اس تنبیہ سے صرف یہہ منظور تہا کہ دوسرون کو عبرت ہو اور وہ **طارق** کی تقلید سے اجتناب کرین۔ فی الحقیقت **موسیٰ** **طارق** کی بے نظیر فتوحات سے بہت خوش تہا جب **موسیٰ** نے دیکھا کہ اس کے عتاب سے دوسرے فوجی افسر متاثر ہوگئے ہین تو اس نے **طارق** کو قید سے رہا کر کے اوسے اپنے لشکر کا افسر اعلیٰ بنایا۔ بعض یورپین مورخین **موسیٰ** کے اس عتاب کا بالکل نیا بلکہ خلاف قیاس نتیجہ نکالتے ہین۔ اون کا خیال ہے کہ سپہ سالار کی

خفگی **طارق** پر بہ سبب عدول حکمی نہین ہوئی تہی بلکہ اس کی مسلسل کامیابیون نے **موسی** کے دل مین حسد اور بغض پیدا کر دیا تہا۔ **موسی** کا یہہ خیال تہا کہ نمایان اور قابل قدر خدمات سے **طارق** کی وقعت بڑہ جائے گی اور میری عزت خاک مین مل جائے گی۔ اسی سبب سے **موسی** نے اپنا حکم امتناعی جاری کیا تہا اور اوس کی تعمیل جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہین **طارق** نہین کر سکا **کونڈ**۔ یہہ بیان کرتا ہی کہ سپہ سالار نے خود اپنی خواہش سے **طارق** کو رہا نہین کیا بلکہ **طارق** نے اپنا مرافعہ خلیفہ وقت کے سامنے پیش کیا اور خلیفہ نے **موسی** کو اس کی رہائی کا حکم دیا۔

ہم یورپین مورخین کے اس بیان کو چند وجوہ سے تسلیم نہین کر سکتے پہلے یہہ کہ اندلس سے **دمشق** کو آنا جانا اوس زمانہ تلاطم اور انقلاب مین ایک دو روز کا کام نہ تہا بلکہ مہینون کا راستہ تہا۔ اور عرب مورخین لکھتے ہین کہ عتاب کے تہوڑے ہی زمانہ بعد **موسی** نے **طارق** کی خطا معاف کر دی۔ دوسرے یہہ کہ اگر **طارق** کی خدمتون نے سپہ سالار کو فی الحقیقت اوس کا دشمن جانی بنا دیا تہا تو پہر **طارق** کے قتل کر دینے مین کون سا امر مانع تہا **دمشق** ہزارون میل پر واقع **افریقیہ** اور **اندلس** کا انتظام **موسی** کے سپرد یہان کی تمام فوج اور افسر **موسی** کے محکوم۔ ان تمام واقعات کو **طارق** اچھی طرح سے جانتا تہا ایسی شکل مین موسیٰ کی شکایت خلیفہ سے کرنا قرین قیاس نہین

یورپ کے مورخین کی تردید اسی سے ہوتی ہے کہ طارق کی رہائی کے
بعد امیر موسی نے اوسے اپنے لشکر کا افسر اعلی بنا دیا موسی کے بعد فوج
اندلس کا اعلی افسر طارق ہی تہا۔ تیسرے یہہ بہی قیاس مین نہین آتا کہ خلیفہ وقت
محض طارق کی سرسری فریاد پر بغیر تحقیقات کامل موسی سے جلیل القدر سپہ سالار
کی توہین گوارا کرتا۔ الغرض ان دونون امیرون کی مصالحت سے تمام لشکر کو مسرت
اور اطمینان ہوا امیر موسی نے طارق کو بڑی فوج کے ہمراہ آگے روانہ کیا اور
آپ خود لشکر اسلام کے ساتہہ اوس کے عقب مین کوچ کیا۔ ان دونون نے شہر ارغون[1]
سے گزر کر شہر اور صوبہ سرقسطیہ[2] کو فتح کر لیا اور ملک اندلس کے وسط مین بہت دور
تک نکل گئے طارق نے جس شہر کا محاصرہ کیا اوس کو فتح ہی کر کے چھوڑا یہہ شہر
اور بلاد فتح کرکے آگے بڑہتا تہا۔ سپہ سالار مقامات مفتوحہ کا انتظام اور جو معاہدے
طارق شہر مفتوحہ کے حاکمون سے کرتا تہا اونہین بغیر کسی ردوبدل کی منظور کرتا ہوا پیچہے آرہا تہا
جب ان امیرون نے تقریباً تمام جزیرہ نما ملک فتح کر لیا اور ہر شہر اور بلاد اور مشہور
قلعون پر اسلامی پہریرہ ہوا مین غرور اور تمکنت سے اڑنے لگا ان دونون کو جبل
البرتات یعنی سرحد ملک فرانس تک پہونچ گئے تہے سرزمین فرانس کے

---

[1] انگریزی مین اراگان کہتے ہین — [2] انگریزی مین سارا گوسا کہتے ہین۔

دیکھنے کا از حد شوق پیدا ہوا سرحد **فرانس** کے قریب سپہ سالار نے چند روز فوج کے انتخاب مین بسر کیئے ۔ جو لوگ ہمراہ چلنے کے لئے تیار تہے اون کو جمع کرکے ملک **فرانس** مین داخل ہوا ۔ اور بغیر کسی تعرض و مزاحمت کے اوس کے بڑے بڑے شہر مثل **برشلونہ**[۳] اور **اربونہ**[۴] فتح کرلیئے پہر دریای **رون** کے ساحل پر پہونچ گیا اور شہر **لیون**[۵] کے مستحکم قلعہ پر اسلامی جھنڈا نصب کردیا ۔

ہم نے متعدد تاریخون کو دیکھا لیکن ٹہیک طور سے پتہ نہین چلتا کہ عرب **فرانس** کی سرزمین مین کہان تک پہونچ گئے تہے کسی مورخ نے مقام کا تعین نہین کیا جن مورخین سے ہم نے مدد لی ہے وہ اسی قدر لکھتے ہین کہ عرب بہت دور تک نکل آئے تہے ۔ یہہ ثابت ہے کہ عرب شہر **اربونہ** تک داخل ہوگئے تہے اور یہہ شہر **قرطبہ**[۶] سے تین سو پچاس فرسخ یعنی ایک ہزار پچاس میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔

ایک مورخ کا قول ہے کہ جب **موسیٰ** اور **طارق** شہر **لیون** سے آگے بڑہے تو اثناء راہ مین بہت سی عمارتون کے کہنڈر دیکھے اس کے وسط مین ایک ستون جس کی بلندی کا ٹہیک اندازہ نہین ہوسکتا نصب تہا اس کے ایک جانب **عجیب و**

---

[۳] انگریزی مین بارسلونا کہتے ہین ـ [۴] انگریزی مین ناربون کہتے ہین ـ [۵] انگریزی مین لائینز کہتے ہین ـ

[۶] انگریزی مین کارڈوا کہتے ہین ـ

غریب عبارت کندہ تہی جس کا مفہوم یہہ تہا "اے اولاد اسمعیل یہان تک تم پہونچ گئے اب واپس ہوجاؤ" - دوسری طرف اوسی عبارت کے سلسلہ مین یہہ الفاظ کندہ تہے کہ "اگر تم اس پتہر کے آگے بڑہے تو یہان سے تم خانہ جنگیون مین مبتلا ہوجاؤ گے اور تمھاری قوت خاک مین ملجائیگی" - موسی اس حیرت انگیز اور پُرخوف واقعہ سے ہراسان ہوا اور فوجی افسرون سے مشورہ کیا وہ مختلف الرائے تہے لیکن امیر موسی کو اس کے بعد آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی اور جمعیت کو واپس ہونیکا حکم دیا مہم فرانس کی نسبت بعض مورخین کا قول ہے کہ عرب اس مین داخل ہی نہین ہوئے بلکہ موسی اندلس کے صوبہ جلفیہ کے فتح کرنے مین مشغول تہا کہ مغیث الرومی جو شہر طلیطلہ کے فتح ہوجانے کے بعد دمشق چلا گیا تہا واپس آیا اور سپہ سالار سے عرض کی کہ خلیفہ ولید ابن عبدالملک نے تمھین شام واپس ہونے کا حکم دیا ہے لیکن ان مورخین کی یہہ رائے صحیح معلوم نہین ہوتی ہے کیونکہ علاوہ مورخین عرب کے بعض نامور مورخین یورپ نے بھی لکھا ہے کہ عرب فرانس مین داخل ہوئے چنانچہ گبن نے اپنی بےنظیر تصنیف جس مین روما کی ترقی اور تنزل کا حال بڑی فصاحت سے تحریر کیا ہے بیان کرتا ہے کہ اگرچہ چارلز مارٹل عربون کو فرانس

کے وسط مین شکست نہ دیتا اور سوبی اسکی شاہ پولنڈ ترکون کا سرحد جرمنی پر مزاحم نہ ہوتا تو اس زمانہ مین یورپ اور انگلستان کے تمام بڑے بڑے مدرسون اور یونیورسٹیز مین بجای انجیل کے قرآن کا درس طلبا کو ملتا۔
تاریخ سے یہہ ثابت ہے کہ عربون نے فرانس کا کچہہ حصہ ضرور فتح کیا تہا لیکن یہہ اس ملک سے تہوڑے ہی عرصے مین نکال دیے گئے یہہ کوئی تعجب خیز امر نہین ہے۔موسی فتح کے شوق مین یہان تک چلا آیا تہا۔ نہ تو اوس نے رسد کے پہونچنے کا راستہ قائم کیا تہا اور نہ امداد کا بندوبست۔

دنیا مین ہر فرد بشر کو لازم ہے کہ ترقی کے ساتہہ تنزل کا بھی خیال رکہے کیونکہ ترقی کے ساتہہ تنزل کا بھی اندیشہ لگا رہتا ہے بلکہ یہہ فطرتی امر ہے جو نہ صرف کسی خاص شخص کو لاحق ہوتا ہے بلکہ ہر قوم وملت کو ناگزیر ترقی کے بعد تنزل نصیب ہوتا ہے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ ترقی وتنزل ہر مخلوق کے ساتہہ توام خلق ہوئے ہین۔خواہ آدمی ہو یا حیوان۔ درخت ہو یا پھول۔موسی سے اللہ تعالی نے وہ کام کرائے جو تا قیام قیامت صفحہ ہستی پر منقش رہین گے۔لیکن یہہ بہادر اور لایق سپہ لار اگرچہ بہادری اور شجاعت اور لیاقت مین اپنا آپ نظیر تہا مگر پھر انسان تہا جب اس کا ستارۂ اقبال کمال اوج پر پہونچا تو پھر اوس مین آثار تنزل نمودار ہونے لگے اس کی عزیز اور جان نثار فوج کو کیا خبر تہی کہ اس

ہر دل عزیز امیر پر مصیبت کا آسمان ٹوٹنے والا ہے اور فوج اندلس جس کے ذریعہ
سے اس نے بڑی بڑی فتوحات حاصل کی تھین اب گویا یتیم ہونے والی ہے
موسیٰ بھی اپنی قسمت کے تنزل سے اور اپنے پولٹیکل زوال سے لاعلم
اپنی جان نثار فوج کی آسایش اور اسلام کی ترقی مین ہمہ تن مصروف تہا قبل اس کے
کہ ہم اس حصہ تاریخ کو جس کا تعلق موسیٰ کی ذات سے ہے ختم کرین مختصر طور پر اس
امیر کے لائق بیٹے **عبد العزیز** کی فتوحات کا ذکر اس مقام پر کرنا مناسب سمجھتے
ہین جس زمانہ مین **موسیٰ** اور **طارق** دونون ملک اندلس اور فرانس کے فتح کرنے مین
مشغول تہے **عبد العزیز** نے بھی اپنے باپ کی تقلید مین کوئی دقیقہ اوٹہا نہین رکہا تہا
ہم یہان پر اونھین واقعات کا ذکر کرتے ہین جو **موسیٰ** کے **دمشق** واپس
جانے کے قبل وقوع مین آئے تہے **موسیٰ طلیطلہ** روانہ ہوا تو **عبد العزیز**
نے اپنی تہکی ماندی فوج کو چند روز آرام دیا بعد ازان غرب کے صوبون کے فتح
کرنے کی جانب متوجہ ہوا اور تہوڑے ہی زمانے مین اس کُل حصّہ کے بڑے
بڑے شہرون پر اوس نے اسلام کے جہنڈے گاڑ دیئے۔ اس کے بعد اس نے
جنوب کا قصد کیا جہان عیسائی ندان اور بہادر سپہ سالار **تدمیر** نے عربون کو آگے بڑہنے
سے روک دیا تہا اور خود جنوبی حصّہ کا بادشاہ بن بیٹہا تہا **تدمیر** کی بہادری اور

شجاعت ضرب المثل تھی قبل اس سے اس نے عربون کا مقابلہ بھی کیا تھا۔
عرب اس کو وقعت کی نظرون سے دیکھتے تھے بالخصوص جو بے نظیر کارنمایان
اس سے جنگ **وادی الکتہ** مین ظہور مین آئے تھے اون سے عرب خوب واقف
تھے۔ جب **تدمیر** کو امیر **عبدالعزیز** کے آنے کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنی
باقی فوج کو درست کیا اور مقابلے کے واسطے بڑھا۔ یہہ عیسائی خوب سمجھا ہوا تھا کہ
کھلے ہوئے میدان مین عربون کا مقابلہ کرنا بیکار ہے۔ عربون کے حملہ سے یہہ بخوبی
واقف تھا۔ یہہ بھی جانتا تھا کہ عیسائی فوج اس سے سر بر نہین ہوسکتی اس لیے اس نے
جنگ کا بالکل نیا طریقہ اختیار کیا اور کمال لیاقت و ہوشیاری سے درّہ ہای کوہ
اور محفوظ مقامات پر اپنی فوج کو مورچہ بند کردیا جہان سے بغیر اپنے ذاتی نقصان کے
عربون کو بہت کچھہ مضرت اور تکلیف پہونچا سکتا تھا مگر اسی طرح چند روز تک **تدمیر** نے
عبدالعزیز اور اوس کے لائق سپہ سالار کو بہت پریشان کیا۔ ان دونون نے
بہت کوششین کین کہ عیسائی فوج کو دہوکا دیکر کسی طرح کھلے میدان مین لے آوین
لیکن کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ باوجود اس ناکامیابی کے **عبدالعزیز** بھی اپنے
ارادے سے باز نہ آیا اور اپنی بلند ہمتی اور مستقل مزاجی سے آگے بڑھتا چلا گیا اور موقع
کا منتظر رہا بالآخر خوش تدبیری اور طالع کی یاوری سے مظفر و منصور ہوا **تدمیر** نے بہت کچھہ

چالاکی اور ہوشیاری کی لیکن عبدالعزیز نے وہ جال چارطرف بچھایا کہ تدمیر کو مجبوراً میدان لوکٹ[1] مین عربون کا مقابلہ کرنا پڑا۔ اس میدان مین ایک عظیم الشان جنگ ہوئی۔ عیسائیون نے اپنے رہے سہے ملک کے بچانے مین جان کی پروانہ کی اور نہایت دلیری اور شجاعت سے عربون کا مقابلہ کرتے رہے لڑائی کو شروع ہوئے عرصہ ہوگیا تہا عیسائی فوج کی ردی اور نازک حالت ہوتی جاتی تھی تدمیر خود اپنی فوج کا دل بڑہاتا تہا اور اوسے لڑائی کی ترغیبین دیتا تہا اور آپ چارون طرف پہر رہا تہا کہ اتنے مین اسکی نظر عربی سوارون پر پڑی کہ نیزے ہاتھون مین بلند کیئے ہوئے مثل طوفان خیز دریا کے امنڈ رہے تہے اون کے سفید عمامون کے شملے دور سے ہوا مین اُڑتے ہوئے مثل کف دریا معلوم ہوتے تہے۔ اگر اس عیسائی کو کسی چیز سے خوف تہا تو انھین سوارون کے حملون کا تہا جسے کوہ آہنین بہی روک نہین سکتا تہا۔ ایسے نازک وقت مین یہہ وحشتناک سمان دیکھتے ہی تدمیر کی رہی سہی امید بہی جاتی رہی اور اس کے ہاتھ سے تلوار زمین پر گر پڑی اور وہ خود سکتے کی حالت مین اس طوفان کا تماشا دیکھنے لگا کہ اون سوارون نے تدمیر کی فوج سے ٹکر کہائی جس کی آواز سے تمام پہاڑ لرز گیا اور

[1] انگریزی مین لوگو کہتے ہن۔

مانند اوس بخوف موج دریا کے جو ایک بار کسی سبب سے تہم کر دو چند قوت سے
آگے نکل جاتی ہے۔ یہہ سوار راستہ کاٹتے ہوئے اوس منتشر اور پریشان فوج
کے قلب مین داخل ہو گئے۔ **تدمیر** کی فوج پہلے ہی بیدل ہو چکی تہی اس سخت
حملہ کی تاب نہ لاسکی اور بہاگ کہڑی ہوئی **تدمیر** جب اپنی سکتہ و تحیر کی حالت سے
چونکا تو دیکھا کہ فوج چار طرف بہاگ رہی ہے اور عرب اس منتشر اور بدحواس سپاہ
کے تباہ کرنے مین ہمہ تن مصروف ہین۔ اس نے اون سوارون کو جو اوس کے
گرد تہے جمع کیا اور بہاگ کر **قلعہ اوری اولہ** کی مضبوط چار دیواری مین پناہ گزین
ہوا۔ عربون نے قلعہ تک اون کا تعاقب نہ چہوڑا۔ کچہہ عرصے کے بعد جب **تدمیر** کے
ہوش و حواس درست ہوئے تو کیا دیکھتا ہے کہ ہمراہی بہت تہوڑے رہ گئے ہین
جو عربون کو روکنے کے لیے کافی نہین ہو سکتے گو یہہ وقت اس بہادر عیسائی پر
قیامت سے کم نہ تہا مگر اس کی بلند ہمتی اور مستقل مزاجی نے ایسی نازک موقع پر بہی اس کا
ساتہہ نہ چہوڑا قبل اس کے کہ عرب قلعہ کے قریب پہونچتے **تدمیر** نے فوراً عورتون کو
حکم دیا کہ مردانہ لباس پہن کر اور بالون کو ٹہڈیون کے نیچے باندہ کر قلعہ کی دیوارون اور
مورچون پر کہڑی ہو جائین جنرل کی اس تیز فہمی اور چالاکی سے عربون کے دل متاثر ہوئے
جس دم **عبد العزیز** اپنی فوج کے ہمراہ قلعہ کے قریب پہونچا تو دیکھا کہ قلعہ کی مستحکم دیوارون

اور مورچون پر بیشمار فوج تیار کھڑی ہے متعجب ہوا کہ تھوڑے زمانہ مین **تدمیر** نے
اتنی فوج کثیر کہان سے فراہم کرلی۔ اس نے اپنی فوج کو روک کر بکمال احتیاط
قلعہ کا محاصرہ کرلیا اس محاصرہ کے انتظام سے فارغ ہوتے ہی قلعہ کا دروازہ کھلا
اور ایک سوار اندر سے نکل کر عربون کی طرف روانہ ہوا اور امیر **عبدالعزیز** سے
ملنے کی درخواست کی۔ امیر نے فوراً باریابی کی اجازت دی۔ سوار نے خیمہ کے اندر
حاضر ہوکر عرض کی کہ **تدمیر** نے بغرض صلح مجھے تمام اختیارات عطا کرکے بھیجا ہے
عبدالعزیز عورتون کی فوج سے دہوکا کھا ہی چکا تہا صلح کرلینا مناسب سمجھا۔
چنانچہ حسب معاہدہ ذیل فریقین مین صلح ہوگئی۔ **بسم اللہ الرحمن الرحیم**
عبدالعزیز بن موسی اور **تدمیر بن گبداس** آپس مین صلح کرتے ہین
خدا ہر فریق کو اس پر قائم رکھے **تدمیر** کی حکومت حسب دستور سابق اس ملک پر قائم
رہے گی لیکن کسی اور عیسائی پر اوس کا کچھ اثر نہوگا۔ عربون اور عیسائیون مین جنگ
نہوگی۔ عیسائیون کے مرد یا عورت یا بچون کو عرب غلام نہ بنائین گے۔ عرب اون کے
مذہب مین کچھہ دخل ندین گے اور نہ اون کے کلیسا جلائین گے اور نہ **تدمیر** کی رعایا
سے کوئی نوکری یا دوسرا کام علاوہ مندرجہ معاہدہ ہذا لین گے۔ اس معاہدہ کا اثر
سات شہرون پر محدود ہے **تدمیر** اپنی جانب سے اقرار کرتا ہے کہ وہ عربون کے دشمن کو

اپنے ملک مین پناہ ندیگا اور نہ اون سے بغاوت کریگا اور اگر کوئی اوس کا ہمقوم اون کے خلاف بغاوت کرنا چاہے اور اوس سے تدمیر واقف وآگاہ ہوجائے تو اوس کی اطلاع عربون کو دیگا اور تدمیر کے ماتحت امراء و روساء سالانہ ایک ایک دینار اور گیہون اور سرکہ اور شہد اور تیل وغیرہ کی جس قدر مقدار مقرر کی گئی ہے عربون کو بطور خراج پیش کیا کرین گے۔ یہہ معاہدہ ۴ رجب ۹۴ ہجری کو تحریر ہوا جس پر اشخاص ذیل نے اپنے اپنے دستخط ثبت کئے عثمان[1] بن ابی عبیدہ حبیب[2] بن ابی عبیدہ ادریس[3] ابو القاسم۔ جب معاہدہ پر امیر عبد العزیز اور ایلچی کے دستخط ہوگئے تو ایلچی نے بیان کیا کہ تدمیر مین ہی ہون۔ امیر عبد العزیز بکمال اخلاق اوس بہادر عیسائی سے پیش آیا اور اوس کے حسن تدبیر کی تعریف کی اور شکریہ ادا کیا اور اپنا مہمان بنایا۔ دونون بہادرون نے اس طرح باہم مل کر کھانا کھایا گویا ان مین بہت پرانی دوستی تھی اور بہت دنون کے بعد ایک دوسرے سے ملے تھے۔ اس واقعہ کے دوسرے روز دروازہ قلعہ کا کھول دیا گیا عبد العزیز ہمراہ امیر حبیب اور ابو القاسم اور چند سوار اور پیادون کے قلعہ مین داخل ہوا تدمیر اور شہر کے روساء نے اس کا استقبال کیا اندر قلعہ کے پہونچکر امیر نے نہایت حیرت سے پوچھا کہ وہ لوگ جو قلعہ کی دیوار اور مورچون پر تھے کہان چلے گئے تدمیر نے بغیر کسی تصنع کے واقعہ مذکور بیان کیا۔

عربون نے اوس دوراندیشی اور چالاکی کی تعریف کی اور تین روز تک قلعہ مین مہمان رہے اس کے بعد امیر عبد العزیز تدمیر سے رخصت ہوکر البیرہ جیان غرناطہ فتح کرتا ہوا شہر ملقون مین واپس آگیا اسی اثناء مین موسی کے پاس خلیفہ ولید کا وہ حکم پہونچا جس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہین موسی اوسی وقت صوبہ جلیقیہ کے فتح کرنے مین مصروف تہا اس حکم سے بہت پریشان ہوا اس کی دلی خواہش یہہ تہی کہ یہہ رہا سہا حصہ ملک کا بھی قبل روانگی اسی کے ہاتہون پر فتح ہو جائے چنانچہ اس نے مغیث الرومی کو راضی کر لیا کہ چند روز وہ تعمیل حکم مین سختی نہ کرے اس اقرار کے بعد سپہ سالار نے قلعہ بازو کو فتح کر لیا اور قلعہ لوگو پر قبضہ کرتا ہوا صخرۃ البرای پر جو کہ بحر الاخضر کے کنارے پر واقع ہے اسلامی جہنڈا نصب کر دیا۔ جس طرف عرب نکل جاتے تہے عیسائی فوراً اطاعت اور خراج دینا قبول کر لیتے تہے۔ جن شہرون کو عیسائیون نے خالی کر دیا تہا اون مین عربون نے بسنا شروع کر دیا اور بہت تہوڑے زمانہ مین ان عربون نے اون اُجڑے ہوئے اور بے چراغ قصبون کو گلزار بنا دیا۔ تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب تجارت کے شوق مین دور

---

[1] انگریزی مین جین کہتے ہین۔ [2] انگریزی مین گرانڈا کہتے ہین۔

[3] مالاگان کہتے ہین۔ [4] انگریزی مین گلسیہ کہتے ہین۔

دور کے ملکون مین جا کر بسا کرتے تہے اور غیر ملک کو اپنا وطن بنا لیتے تہے یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اس قلیل عرصے مین ایسی حیرت انگیز ترقی کی جسکی نظیر کسی دوسرے مذہب یا قوم کی تاریخ مین نہین ملتی **امیر موسی** ہنوز قلعہ **لوگو** مین مقیم تہا کہ **ابو نصر** نے خلیفہ کا دوسرا حکم اوسے پہونچایا۔ اس مین خلیفہ نے نہایت عتاب کے ساتھہ حکم کی تعمیل مین جو درنگی واقع ہوئی اوس کی وجہ سپہ سالار اور مغیث سے دریافت کی تہی اور **ابو النصر** کو یہہ حکم دیا تہا کہ **موسی** جہان ملے اوسے آگے بڑہنے سے ممانعت کردا اور بہت جلد **دمشق** روانہ کردو اس حکم ثانی کے بعد **موسی** مین اتنی قدرت کہان تھی کہ وہ خلیفہ اسلام کی عدول حکمی کرتا۔ ہزارون ارمان دل ہی مین لئے اوٹھہ کہڑا ہوا۔ **فج موسی** کے قریب **طارق** سے ملاقات ہوئی۔ یہہ صوبہ **ارغون**[1] کو فتح کرکے سپہ سالار کے پاس جا رہا تہا۔ یہان سے **مغیث الرومی ابو نصر طارق** کو اپنے ہمراہ لیکر شہر **اشبیلیہ** مین داخل ہوا اور اپنے بیٹے **عبد العزیز** کو اپنا قائم مقام مقرر کیا اور سرحدی قلعون پر بقدر ضرورت فوج روانہ کردی اور نیز ضروری احکام جاری کیئے اسکے بعد **طارق** کے ہمراہ آخر ۹۴ھ ہجری مین شام کو روانہ ہوا **جبل الطارق** سے یہہ دونون امیر کشتی پر سوار ہوئے اور اوس ملک کو جسے انہون نے بکمال محنت اور

[1] انگریزی مین اراگان کہتے ہین۔

اور جانفشانی اسلام کے لیئے فتح کیا تہا حسرت بہری نگاہون سے دور تک دیکہتے رہے - الغرض یہہ دونون آبنائی طارق کو جسے بحرالزقاق بہی کہتے ہین عبور کرکے افریقہ مین داخل ہوئے - شہر قیروان مین پہونچنے کے بعد موسے نے اپنے دور دراز سفر کی تیاریان کین اور اپنے بڑے بیٹے امیر عبد اللہ فاتح جزیرہ ملارقہ کو اس ملک کا والی مقرر کیا اور مغربی حصّہ کی حکومت اپنے چہوٹے بیٹے عبدالملک کے سپرد کی اور سواحل افریقیہ اور شہر طنجہ کے قلعون کا انتظام اپنے تیسرے بیٹے کے حوالہ کیا ان انتظامی امور سے فارغ ہونیکے بعد بہمراہی جمعیت کثیر جس مین سیکڑون گاڑیان اور اونٹ مال واسباب سے لدے ہوئے تھے شام کی جانب روانہ ہوا - علاوہ اس جمعیت اور مال کے تیس ہزار نامور آدمی اہل اندلس کے جن کو اس نے مختلف لڑائیون مین گرفتار کیا تہا ہمراہ رکاب تہے لیکن باوجود اس قدر مال ومتاع اور جاہ وحشم کے رنج اور فکر نے اس کے دل کو بیچین اور پریشان کر رکہا تہا چہرہ پر آثار فکر وتردد کے پائے جاتے تہے - غالب کا یہہ شعر اس کے حسب حال تہا شعر

ہزارون خواہشین ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارمان لیکن پہر بہی کم نکلے

سچ ہے کہ اگر انسان موت کے پنجہ مین گرفتار نہوتا تو یہہ اپنے خالق کے وجود کا بہی قائل نہوتا۔ اگر ہم وس صدیون تک بہی زندہ رہین اور اپنی عمر موسیٰ کی نظیر ڈہونڈہنے مین صرف کرین تب بھی اس کا ثانی ہمین نہ ملے گا جس زمانے مین خدا نے اسے پیدا کیا تہا وہ اس کے لئے بہت موزون تہا۔ جس قدر موسیٰ مشکل سے مشکل ترین مرحلون اور مہمون پر کامیاب ہوتا جاتا تہا اوسی قدر اس کی بلند ہمتی مین روزافزون ترقی ہوتی جاتی تھی اور ارمان کا ایک دریا تہا کہ اس کے دل مین موج زن ہوتا جاتا تہا جو ارمان اس کے پورے ہوئے تہے وہ آیندہ آنے والے ارمانون کے مقابلے مین گویا بحر ذخار کا ایک قطرہ تہا جب **موسیٰ** بسبب قلت فوج سرزمین **فرانس** سے واپس ہوا اور **جبل البرتات** کی چوٹی سے اس سرزمین کو اپنے پیرون کے نیچے پہیلا ہوا دیکہا تو مصمم ارادہ کرلیا کہ اپنی فوج کو درست اور رسد اور امداد کا بندوبست کر کے **یورپ** کے مختلف ملکون کو فتح کرتا اور اسلام کو ترقی دیتا **قسطنطنیہ** کے راستہ سے ملک **شام** مین داخل ہون اگر فی الحقیقت سپہ سالار کو اپنے اس خیال کے پورا کرنیکا موقع ملتا اور یہہ کامیاب ہوتا تو بقول **گبن۔ یورپ** کے مشہور مدرسون مین بجائی انجیل کے اس وقت قرآن اور توحید کا درس دیا جاتا اور **پوپ** کے عوض **شیخ الاسلام** کا حکم آج شہر **روما** مین بہی نافذ اور واجب التعمیل ہوتا۔

غرض کہ اسی حالت مغموم مین موسیٰ دمشق کے قریب پہونچا۔ شہر مین داخل ہونے کے قبل اس نے مغیث الرومی سے سابق گورنر شہر قرطبہ کو جسے خود مغیث نے گرفتار کیا تھا طلب کیا۔ اس نے جواب دیا کہ مین نے اوس کو گرفتار کیا ہے اور مین خود اپنے مالک اور خلیفہ کی خدمت مین پیش کرون گا اس صاف انکار سے موسیٰ نہایت برہم ہوا اور قیدی کو جبراً مغیث الرومی سے چھین لیا۔ سپہ سالار کے چند دوستون نے اوسے مشورہ دیا کہ اس حالت مین قیدی کو خود پیش کرنا مناسب نہین کیونکہ مغیث خلیفہ کے روبرو ضرور دعوی کرے گا جس کی تائید مین اس عیسائی قیدی کا اقرار کافی ہوگا موسیٰ سمجھہ گیا کہ دراصل ان لوگون کا بیان صحیح ہے۔ اس نے عیسائی کو اوسی وقت قتل کر ڈالا موسیٰ کی اس حرکت بیجا نے مغیث الرومی کو اوس کا جانی دشمن بنا دیا۔ بالآخر موسیٰ کو طارق اور مغیث سے ایسا نقصان پہونچا کہ پھر وہ سنبھل نہ سکا۔

تاریخ سے بصاف طور سے معلوم نہین ہوتا ہے کہ آیا موسیٰ خلیفہ ولید کی حیات مین دمشق پہونچا تھا یا اوس کے انتقال کے بعد خلیفہ سلیمان کے عہد حکومت مین وہ مورخین جو آخرالذکر قول کے قائل ہین تحریر کرتے ہین کہ قبل اس کے کہ موسیٰ اپنے خلیفہ کی خدمت مین حاضر ہوتا مغیث الرومی اور طارق نے سلیمان کے سامنے

اس کی شکایتین کر کے موسیٰ سے اوسے برگشتہ خاطر کردیا تہا جس دم سپہ سالار
خلیفہ سلیمان کے سامنے حاضر ہوا تو خلیفہ کے برتاؤ اور طرز گفتگو سے سمجہہ گیا کہ وہ
مجھسے ناراض ہے سلیمان نے پہلا سوال اوس سے اوس سلیمانی میز کی نسبت
کیا جس کو موسیٰ نے طارق سے جبراً حالت عتاب مین لے لیا تہا موسیٰ
نے فوراً اوس میز کو دربار مین پیش کیا۔ اس نادر تحفہ کو دیکھکر خلیفہ نے موسیٰ کی طرف
مخاطب ہو کر کہا کہ طارق کا یہہ دعویٰ ہے کہ یہہ میز مجکو ملی تہی سپہ سالار نے یہہ جواب
دیا کہ اگر طارق نے اس میز کو کہین دیکھا تہا تو میرے ہی قبضہ مین دیکھا ہو گا۔
طارق نے کہا کہ موسیٰ سے دریافت کیا جائے کہ اس میز کا چوتہا پایہ کیا ہوا۔
خلیفہ نے دیکھا کہ تین پایہ اوس کے زمرد کے ہین اور چوتھا پایہ سونے کا جسے
موسیٰ نے خود لگایا تہا موسیٰ اصل راز سے واقف نہ تہا اوس نے عرض کی
کہ یہہ میز مجکو بحالت موجودہ ملی تھی اس جواب کے بعد ہی طارق نے فوراً اپنی عبا
سے چوتہا پایہ جس کو اوس نے اسی موقع کے لیئے چھپا رکہا تہا نکال کر پیش کردیا
جس سے اس واقعہ کا صدق و کذب ظاہر ہو گیا اور خلیفہ کو یقین ہو گیا کہ جو الزامات اسپر
لگائے گئے ہین وہ بالکل صحیح ہین سلیمان نے موسیٰ کا تمام مال و متاع ضبط کر کے
اوسے شہر بدر کردیا۔ بعض کا یہہ بیان ہے کہ اس کو بہت سختی کے ساتہہ قید رکہا اور

دو لاکھہ اشرفیان اس سے بطور جرمانہ وصول کرنے کا حکم دیا بدقسمتی سے اس کی بھیک مانگنے کی نوبت پہونچ گئی اور یہہ نصف جرمانہ سے زیادہ ادا نہ کرسکا بالآخر امیر ابن المہلب فاتح جارجیہ اور طبرستان کی سفارش سے باقی جرمانہ اور دوسری خطائین بھی ایک حد تک معاف کردی گیئن اور اوس کا بڑا بیٹا امیر عبداللہ ولایت افریقیہ سے علحدہ کردیا گیا۔

وہ مورخین جن کی یہہ رائے ہے کہ موسیٰ خلیفہ ولید ہی کے زمانہ مین شام پہونچا تھا تحریر کرتے ہین کہ جب سپہ سالار دمشق کے قریب پہونچا تو معلوم ہوا کہ خلیفہ ولید مرض مہلک مین مبتلا ہے اور اوسے جانبر ہونے کی امید نہین۔ سلیمان بن عبدالملک کو جب یہہ خبر پہونچی کہ موسیٰ شام مین داخل ہو گیا ہے تو اوس نے ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ خلیفۂ اسلام کے بچنے کی کوئی امید نہین خلیفہ کی زندگی تک تم شہر دمشق مین آنے کا ارادہ نہ کرو اور میرے جلوس کا انتظار کرو۔ نامہ بر نے یہی پیام موسیٰ کو زبانی پہونچا دیا اور ہدایت کی کہ بلحاظ حالت موجودہ تمہین دمشق مین آنے کی جلدی نہ کرنی چاہیئے موسیٰ کو جب یقین ہو گیا کہ فی الحقیقت خلیفہ ولید کا اس مہلک بیماری سے جانبر ہونا دشوار ہے اس بہادر نے باوجود ممانعت خلیفہ کے مرنے کے پہلے شہر مین داخل ہونے کی کوشش کی۔ جب یہہ دمشق کے

قریب پہونچا تو ہوشیاری یہہ کی کہ ایک عریضہ اپنی حاضری کا خلیفہ کی خدمت مین ارسال کیا اور حسب الحکم دربار مین باریاب ہوکر تمام مال و متاع خلیفہ کے روبرو پیش کردیا۔

۹۶ھ مین اس واقعہ کے دوچار روز کے بعد **خلیفہ ولید** نے انتقال کیا اور **سلیمان بن عبدالملک برادر خلیفہ مرحوم** تخت خلافت پر متمکن ہوا اور فوراً **موسی** کو طلب کرکے ازروی عتاب دمشق مین جلوس سے پہلے داخل ہونے کی وجہ پوچھی اور قبل اس کے کہ اوسے اپنی صفائی مین کچھہ کہنے کا موقع ملتا خلیفہ نے بلا لحاظ خدمات سابقہ اوسے قید کردیا اور اس قدر رقم اوس سے بطور جرمانہ وصول کی کہ وہ بھیک مانگنے کے قابل ہوگیا۔ ایسی سخت سزا کے دینے سے بہی جب خلیفہ کا جی نہ بہرا تو اوس نے اس شتر سالہ سردار کو جلتے ہوئے فرش پر دہوپ مین اتنی دیر تک کہڑا رکہا کہ وہ بیہوش ہوکر گر پڑا اور قدیم مرض دمہ کا عود کر آیا اگر **امیر ابن المہلب** اپنی سفارش مین ناکامیاب ہوتا تو **موسی** کے ہلاک ہوجانے مین کوئی شبہ نہتا جب **موسی** کو ہوش آیا تو دیکھا کہ **ابن المہلب** سرہانے بیٹہا ہے۔ اس نے یہہ درخواست کی کہ جس طرح تو نے میری جان بچائی ہے اوسی طرح ایک احسان یہہ بہی کر کہ خلیفہ سلیمان سے میری تمام خطائین معاف کرادے **ابن المہلب** نے یہہ جواب دیا کہ مین تیرے لیئے ہر وقت حاضر ہون لیکن قبل اس کے کہ مین خلیفہ سے تیری

سفارش کرون تجہہ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہون بشرطیکہ تو اوس کا کافی جواب ادا کرے۔ موسیٰ نے اس شرط کو قبول کرلیا امیر مہلب نے اس سے پوچھا کہ مین نے تیری لیاقت اور ہوشیاری اور دیانت داری اور تیری بنظیر بہادری اور شجاعت اکثر سنی ہے اور اب بہی سن رہا ہون جو تجربہ دنیوی معاملات اور انقلابات زمانہ کا تجہے حاصل ہے دوسرے کو نہین ہوسکتا علاوہ برین تو یہہ بہی جانتا تہا کہ تیرا دشمن **خلیفہ ولید** کے بعد تخت نشین ہوگا پس جبکہ تو نے ایسا وسیع اور شاداب اور زرخیز ملک اندلس اپنی بہادری اور شمشیر کے زور سے فتح کرلیا اور تیرے پاس ایک بڑا لشکر جرار موجود تہا اور متعدد خزانے تیرے قبضہ مین تہے اور تیرے مخالفین کے درمیان دریای شور حد فاصل تہا اور نیز تجہکو پورا یقین تہا کہ تیری لازوال خدمات جن کا سکہ ممالک اسلام اور ممالک نصاریٰ دونون پر بیٹہہ چکا ہے اس کی اس دربار مین قدر نہوگی تو پہر کیون ایسے عمدہ مواقع ہاتہہ سے جانے دئے اور کیون دشمنون کا شکار بنا اگر ایسے موقع ہاتہہ سے نہ دیتا اور **ملک اندلس** کا حاکم بن بیٹھتا تو آج یہہ بُرا دن نہ دیکھتا۔ گو مین نے تجہسے وعدہ معافی دلانے کا کرلیا ہے اور اس کوشش مین کوئی دقیقہ باقی نرکہون گا لیکن اس کے ساتہہ تجہکو آگاہ کئے دیتا ہون کہ مجہے کامیابی کی بالکل امید نہین ہے۔ موسیٰ نے اس گفتگو کے

بعد کہا کہ اے **مہلب** یہہ وقت میری غلطیان پکڑنے کا نہین ہے اب میری جان پر بنی ہے اور موت نظرون کے سامنے پھر رہی ہے **ابن المہلب** نے کہا کہ اس سے میرا منشا، اور مطلب یہہ نہین تہا کہ مین شکایت کرون یا تجھکو رنج پہونچاؤن۔ میرا مقصد صرف یہہ تہا کہ اصلی حالت سے واقف ہوجاؤن اور اسکا اندازہ کرسکون کہ کچھہ صلح کی امید بہی ہے یا نہین **موسیٰ** نے جواب دیا کہ کیا تو اوس آبی جانور سے واقف نہین ہے جس کی تیز نگاہ دریا کی تہ کی خبر لاتی ہے لیکن بچھے ہوئے جال کو قریب سے نہین دیکھہ سکتا۔

الغرض **امیر ابن المہلب** نے **خلیفہ سلیمان** کی خدمت مین حاضر ہوکر **موسیٰ** کی فتوحات اور اوسکی بے نظیر کارنمائیون کو یاد دلاکر سفارش کی **سلیمان** کو اس امیر کی راست بازی اور نیک نیتی اور خیر خواہی پر پورا بھروسہ تہا اس کی سعی نے دل پر اتنا اثر کیا کہ وہ **موسیٰ** کے قتل سے دست بردار ہوگیا لیکن جرمانہ مین کچھہ کمی نکی اور چند افسرون کو **اندلس** اس غرض سے روانہ کیا کہ وہ **عبدالعزیز ابن موسیٰ** والی ملک **اندلس** کا سر کاٹ کر دربار شاہی مین حاضر کرین گویا باپ کے گناہون کا بدلا اوس کے لائق اور بے گناہ بیٹے سے جو ہمہ تن ملک **اندلس** کے انتظام اور اپنے خلیفہ کی خیر خواہی مین مصروف تہا لیا گیا۔

اس واقعہ کے بعد موسیٰ ابن نصیر۔ وادی القری مین وارد ہو کر سکونت پذیر
ہوا اور طرح طرح کی تکلیف مین مبتلا ہو گیا حتی کہ پہننے کو نہ کپڑا ملتا تہا نہ کہانے کو روٹی
نصیب ہوتی تہی۔ ۱۹ھ مین بزمانہ خلافت حضرت عمرؓ ابن الخطابؓ پیدا ہوا اور ساٹھ
برس کی عمر مین افریقیہ کا والی مقرر ہوا۔ ۹۷ھ مین بحالت بیکسی پر حسرت ارمان
اس جہان سے رخصت ہوا۔ تمام ہمعصر مورخین موسیٰ کی بہادری اور لیاقت اور
اوس کے ذہن کی فطرتی تیزی کی تعریف کرتے ہین۔ جیسا کہ یہہ شخص بہادر اور لائق
تہا اوسی قدر رحمدل اور اپنے مذہبی عقائد مین پکّا اور فیاضی مین اپنا نظیر نرکہتا تہا
اس کے گرد ہمیشہ فقرا اور پاکدامن لوگ جمع رہتے تہے۔ گو یہہ اخیر وقت مین کمظرف
لوگون کی دشمنی اور حسد کا نشانہ ہو گیا تہا اور انھون نے اس کی پاکدامنی مین دہبّہ
لگانے کے لیئے کوئی بات اوٹھا نہین رکھی۔ لیکن جبتک اس کی فتوحات کا نام
دنیا مین باقی ہے اس کا نام بھی مثل آفتاب روشن رہے گا۔ اگر ہم انصاف پسند مصنفین کی
تصانیف کی سیر کرین اور تواریخ سے مدد لین تو اسکے ورقون مین ہم کو بہت سی ایسی
نظیرین ملین گی جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر قوم خواہ وہ عیسائی ہو یا مسلمان ہندو یا گبر
بڑے بڑے بہادر اور مدبر اور خیر خواہ دولت ایسے ہی کم ہمّت کوتاہ اندیش اور خود
غرضون کی دشمنی اور حسد کے نشانہ ہوئے۔ یہہ نہایت عبرتناک امر ہے کہ وہ شجیع اور

خوش تدبیر جو اپنی نظیر نہ رکھتا تھا اس قدر مجبور ہو گیا کہ لاکھہ تدبیرین کین مگر ایک بہی کارگر نہوئی
آنحضرت صلعم کے بعد چالیس سال جمہوری ریاست قائم رہی اور ہر ذی حق کو
حق پہونچتا رہا لیاقت اور شجاعت کی قدر رہی اور علم و فضل و کمال کو روز افزون
ترقیان ہوتی رہین۔ مگر جب ذاتی اغراض اپنی حد سے تجاوز کر گئے اور **معاویہ** کے
زمانہ مین شخصی اور موروثی سلطنت قائم ہو گئی اور شہر **دمشق** سلطنت کا پایہ تخت قرار
پایا تب انتظام سلطنت اور استحکام مملکت بلکہ کل سیاستی امور ایک ہی شخص کی رائے پر
چھوڑ دئے گئے شخصی سلطنت مین قوم کی ترقی و تنزل ایک ہی شخص کی حسن لیاقت
اور خوش تدبیری پر منحصر ہے اگر بادشاہ قوم کی خوش قسمتی سے لائق اور بہادر اور قدردان
علم و ہنر کا نکل آیا تو اوس قوم کے لیئے ایسے بادشاہ کی زندگی کا ہر روز عید اور ہر شب
شب برات ہے اس کی لیاقت اور قوم کی سچّی خیرخواہی اونہین لوگون کو اپنے گرد فراہم
کرے گی جو لیاقت اور شجاعت اور خوش تدبیری مین یکتای زمانہ ہون بالفرض اگر کسی
بدقسمت قوم مین ایسے لوگ نہ بہی ہوے تب بہی بادشاہ کی حسن لیاقت اور خوش
تدبیری سے تہوڑے ہی زمانہ مین ایسے آدمی جمع ہو جایئن گے اور اون کے فیضان
صحبت سے جبتک کہ دنیا آفتاب اور مہتاب کی روشنی سے منور ہے اس قدردان
کا بہی نام روشن رہے گا اور زمانہ آیندہ مین ایسی نظیر قائم ہو گی جس کی تقلید کرنا ہر لائق

اور قوم کے بہی خواہ بادشاہ پر واجب ہوگا اگر بدقسمتی سے ایسا شخص تخت سلطنت
پر بیٹھے جو لہو ولعب مین مبتلا اور حظ نفسانی کا پابند اور قوم ورعیت کی بہبودی اور
فلاح سے بیخبر سلطنت اور امور مملکت سے بے پرواہو نہ اوس مین لیاقت ہو
نہ قدردانی کا مادہ تو اوس ملک کا خدا ہی حافظ ہے۔ اس بادشاہ کے مصاحبین
مین اوس طبیعت اور طبقہ کے لوگ ہون گے جو اوس کے ہم خیال اور ہم مذاق
ہون اور یہہ لوگ لائق حکام اور اہل علم کے دشمن ہون گے اور اون کے گرانیکی
کسی قسم کی تدبیر اوٹہا نرکھین گے اور اپنے بادشاہ اور ملک کو تمام دنیا مین بدنام اور ذلیل کرینگے اور
یہہ دو نمونے شخصی سلطنت کے ہین جن کی نظیرون سے اسلام کی تاریخ بہری
ہوئی ہے شام مصر افریقیہ اندلس۔ روم ہندوستان مین بہت سے
ایسے نامور بادشاہ گزرے ہین جن کے ظل عاطفت مین ہر قسم کے علم وفن نے
نشو ونما پایا جن کی شہادت تاریخ دے رہی ہے۔ مگر ان ملکون مین ایسے بادشاہ
بہی ہوئے ہین جنہون نے اپنے آباواجداد کی شان وشوکت خاک مین ملادی اور
اونکی جفاکشی اور محنت کی یہہ قدر کی کہ جن اقلیمون کو ان کے پیش روون نے بڑی
بڑی لڑائیون کے بعد فتح کیا تہا یہہ اونہین کہو بیٹہے۔ کیا خوش قسمت ہین اہل یورپ
جنہون نے اس عبرت آمیز قوم کی تاریخ سے پورا فائدہ اوٹہایا اور بہت جلد اپنی دولتونکو

ایسے ایسے اصول پر قائم کردیا جس مین آیندہ ترقیون کا سلسلہ قائم ہوگیا اور گزشتہ غلطیونکو مٹا دیا۔ قبل اس کے کہ ہم اس عبرت انگیز اور درد آمیز بیان کو ختم کرین اس مقام پر یہہ مناسب خیال کرتے ہین کہ **خلیفہ سلیمان ابن عبدالملک** کی ناقدردانی اور جابرانہ برتاؤ کا اثر جو دوسرے خیرخواہان سلطنت پر پڑا اوسے تحریر کرین وہ یہ ہے کہ چندہی روز کے بعد حاکمان **اندلس۔ افریقہ۔ مصر** نے رفتہ رفتہ **شہر دمشق** پایہ تخت اسلام سے اپنے تعلقات قطع کرلیے اور ہر امیر خود مختار بن گیا۔ آپس کی خانہ جنگیون نے اسلام کی مجموعی قوت کے ٹکڑے کرڈالے اگرچہ یہہ حالت **خلیفہ سلیمان** کے عہد حکومت مین نہین ہوئی لیکن اس کی بنیاد اوسی زمانہ مین قائم ہوئی اور وہ لائق اور جان نثار امیر جو خلیفہ پر اپنی جان دیتے تھے اور اس کے حکم کو آنحضرت صلعم سے کم نہ سمجھتے تھے اوس کے افعال قبیحہ سے متنفر ہوکر باغی اور مخالف ہوگئے۔ ذی لیاقت اور صاحب فہم بادشاہون نے اس کے بعد سلطنت کو بہت کچھہ سنبھالا لیکن اون کی اولاد اپنے پیش رو ون کی محنت کو برباد کرتی گئی **موسیٰ ابن نصیر** اور اوس کی بے گناہ اولاد پر جو ظلم وستم ہوا ہے وہ ہمیشہ صفحہ ہستی پر قائم رہیگا۔ ایک انگریزی شاعر کیا خوب لکھتا ہے کہ "اے قسمت تو نے ترقی کے زینہ پر ایک ایسا مقام بھی بنا رکھا ہے جہان آدمی ترقی کرتا ہوا پہونچتا ہے پر تیری ہی بدولت وہان سر کے بل

گرپڑتا ہے" بادشاہ انگلستان کے زبردست اور خیرخواہ وزیر کرام ول کے یہہ حسرت انگیز اور درد آمیز الفاظ اس بدنصیب امیر کے حسب حال ہین "جس محنت وجانفشانی سے مین نے اپنی عمر عزیز کو اپنے خداوند مجازی کی خیرخواہی اور نیک اندیشی مین صرف کیا اگر اوس کا عشر عشیر ہی اپنے خداوند حقیقی کی خوشنودی و اطاعت مین بسر کرتا تو وہ جرم پوش خطابخش مجکو اس حالت ذلت اور بیکسی مین دیکھنا ہرگز گوارا نہ کرتا" موسیٰ ابن نصیر کے جانے کے بعد عبدالعزیز نے عنان حکومت کو پورے طور سے اپنے مضبوط ہاتھون مین لیا اور اپنی منتشر فوج کو اکٹھا کر کے اون شہرون کو جو اب تک عربون کے قبضہ سے باہر تھے فتح کرنا شروع کیا۔ تمام جزیرہ نما ملک حدود اسلام مین داخل ہوگیا۔ ان فتوحات کے بعد یہہ سیاست اور ملک کے انتظام کی طرف متوجہ ہوا اور سب سے پہلے اپنے ملک کو دوسری قومون کے حملہ سے بچانے کے لیئے سرحدات مضبوط اور درست کرنے لگا۔ ہنوز یہہ کم عمر ہونہار اور لائق امیر انتظامی امور کی طرف متوجہ تہا کہ یکبارگی مصیبت کے آسمان نے اسکے روشن ستارہ کو تاریکی مین پوشیدہ کردیا۔ فوراً سلسلہ کامیابی مدبرانہ ارادون اور ولولونکا منقطع ہوگیا۔ عالم شباب نے پیری کا ذائقہ چکھادیا عبدالعزیز چرخ کی نیرنگیون سے بیخبر اور خلیفہ سلیمان کی وحشیانہ حرکات سے لاعلم اپنے بادشاہ پر جان و مال نثار

کر رہا تھا۔ چنانچہ چند ہی روز گزرے تھے کہ اس نے آخر سال حسب دستور صوبہ افریقیہ اور اندلس سے زر کثیر وصول کر کے خلیفہ کی خدمت مین ارسال کیا تھا جن لوگون نے صوبجات کا محاصل خلیفہ کی خدمت مین پیش کیا اونھین کی معرفت سلیمان نے اس امیر کے قتل کا حکم بھیجا اندلس مین اس قتل کے فرمان کو سب سے پہلے موسی ابن نصیر کے سچّے دوست اور خیر خواہ امیر حبیب ابن عبیدہ نے کھولا اور قتل کے مضمون پر اس کی نظر پڑی آنکھون مین اندھیرا چھا گیا اور زمین آسمان تاریک ہوگئے اس کے ہاتون مین رعشہ پڑ گیا۔ نامہ زمین پر گر پڑا اور اشک بھری آنکھون سے امیر زید بن نابہ کی جانب متوجہ ہو کر کہا کہ موسیٰ اور اوس کے خاندان کے دشمن اپنی بغض اور عداوت بھری کارروائی مین کامیاب ہوگئے۔

اس خاندان کے مشہور کارنامے اور بے نظیر خدمات بہت جلد فراموش کر دئے گئے۔ خدا منصف ہے اور اوس نے ہمین حکم دیا ہے کہ ہم اپنے خلیفہ کے حکم کی تعمیل کرین اسی وجہ سے ہم مجبور ہین۔

اگر ہم اس مقام پر امیر حبیب ابن عبیدہ کے خیالات پر اپنی بھی راے ظاہر کرین تو نامناسب نہ ہوگا۔ اس کی گفتگو سے یہہ مترشح ہوتا ہے کہ اسلام کے عروج کے تھوڑے زمانہ کے بعد عربون کے جمہوری خیالات مین بہت بڑا تغیر پیدا ہو گیا

تھا۔ اگر کوئی محقق علم سیاست اوس زمانہ پر نظر ڈالے جو حضرت رسول خدا صلعم کے زمانہ نبوت سے تا زمانہ وفات حضرت علی کرم اللہ وجہہ گزرا ہے تو اوس پر یہہ منکشف ہو جائے گا کہ اگر کوئی قوم جمہوری طرز حکومت کو سمجھی تھی تو وہ عرب تھے۔ ادنی اور اعلی بادشاہ سے لیکر فقیر تک سب کے ایک ہی حقوق سمجھے جاتے تھے ایک کو دوسرے پر ترجیح حاصل نہ تھی۔ ہر شخص معاملات ریاست مین رای زنی کرسکتا تھا اگر خلیفہ کو قوم پر کسی قسم کی ترجیح تھی تو وہ صرف اس وجہ سے تھی کہ علاوہ حکومت کے وہ رسول خدا صلعم کا خلیفہ بھی سمجھا جاتا تھا۔ یہہ اظہر من الشمس ہے کہ نبی صلعم اپنی زبان مبارک سے فرمایا کرتے تھے کہ مین بھی مثل تمہارے آدمی ہون اور غلطی کرنے سے مبترا نہین ہون میری اون باتون کی تقلید کرو جو مذہباً اور عقلاً صحیح اور درست ہون۔ برخلاف شخصی سلطنت کے قائم ہوتے ہی بادشاہ کے رعب وداب کا وہ اثر قوم کے دل پر پڑا کہ جہان دیدہ امیرون کے منہہ سے بھی ایسے مذموم کلمات نکلنے لگے اور خلیفہ کے حکم کو عام اس سے کہ وہ حق ہو یا ناحق ہر حالت مین واجب التعمیل سمجھنے لگے۔ اس سے زیادہ افسوسناک واقعہ اوس قوم کے لیئے کیا ہوگا جس کے عروج کو ابھی سو برس کا زمانہ بھی نہین گزرا تھا جو اپنے سچے پیغمبر کے قائم کیئے ہوئے قواعد کی مدد سے ابتک مثل موج دریا ترقی کرتی ہوئی آگے بڑہتی چلی جاتی تھی یا پھر خیالات کے تبدیل ہوتے ہی

اس درجہ کو پہونچ گیئے کہ اگر تاریخ اور قدیم آثار نہوتے تو اس قوم کی زمانہ ماضی کی کہانیون کو کوئی بہی باور نکرتا یہہ بہی امیر حمزہ کی داستان سمجہی جاتی۔ اس مین شک نہین کہ شخصی حکومت مین بعض بعض فوائد جمہوری سلطنت سے زیادہ عمدہ اور قوم کے حق مین ازبس مفید ہین۔ جمہوری سلطنت کا بیجا استعمال قوم کے حق مین ازحد مضرت بخش ہوتا ہے۔ مثلاً جو قوم محض ناخواندہ اور سیاست کے معمولی اصول سمجہنے کی قابلیت نہین رکہتی ہو اوس پر جمہوری حکومت کا قائم کرنا بہت مضر ہوگا عجب نہین کہ آخرالامر سلطنت ہی قائم نرہے لیکن باوجود ان باتون کے شخصی سلطنت مین بہ نسبت جمہوری سلطنت کے زیادہ نقصانات ہین جن کی وجہ سے فوائد کا پلہ ہلکا ہوجاتا ہی ایک عالم علم سیاست کا قول ہے کہ اگر شخصی حکومت کو لائق حاکم مل جائے تو اس سے زیادہ عمدہ طرز حکومت نہین ہوسکتی ہے۔ بادی النظر مین یہہ قول اس محقق کا نہایت صحیح ہے لیکن دوسرے محققین نے اس کی تردید کی ہے اوس سے مستنبط ہوتا ہے کہ یہہ قول صرف کاغذ ہی پر خوشنما دکہائی دیتا ہے۔ ایک لائق فائق بادشاہ کا مل جانا کوئی دشوار امر نہین ہے لیکن مشکل اور افسوس تو یہہ ہے کہ اس قسم کے لائق اور سمجہہ دار اور قوم کی فلاح اور بہبودی پر نظر رکہنے والے بادشاہون کا سلسلہ قائم رہنا صرف دشوار ہی نہین بلکہ غیر ممکن ہے ایسی حالت مین یہہ لازم آتا ہے کہ ایسی طرز حکومت

اختیار کرنا چاہیئے جس مین نقصانات کم ہون۔

الغرض حسب الحکم خلیفہ سلیمان امیر عبدالعزیز قتل ہوا اور اس کا سر دمشق بہیجا گیا۔ اس لائق امیر کے عہد حکومت مین وہی لطف زندگی اور امن کا تہا جو اس عہد کے کئی سو برس بعد ہندو اور مسلمانون نے اکبر کی بدولت ہندوستان مین اوٹہایا عبدالعزیز نے اپنے مدبرانہ طرز حکومت اور خوش تدبیری سے مسلمانون اور عیسائیون مین ایسا اتحاد پیدا کر دیا تہا جسے ہم قومی اتحاد کہین تو نامناسب نہ ہوگا موسیٰ کے جاتے ہی اس نے ایک دیوان یا مجلس امرا اس غرض سے قائم کی تہی کہ وہ اسلامی قانون سے اوس حصہ کو اخذ کرین جس سے عیسائی اور مسلمان دونون برابر فائدہ اوٹہا سکین۔ اس مین ایک بڑا حصہ ملکی قانون اور رسم و رواج کا بہی شریک کر دیا گیا تہا۔ اس قانون کے مطابق اگر کوئی غلام نصاریٰ دائرہ اسلام مین داخل ہوتا تو وہ آزاد سمجہا جاتا تہا اوس کے مالک کو اوس پر کوئی حق یا دعویٰ باقی نہ رہتا تہا۔ چونکہ اوس زمانہ مین غلامی کا عام طور پر رواج تہا اندلس کے امرا اور روٴسا اور زمیندار خرچ سے بچنے کے لیئے غلامون ہی سے تمام کام لیا کرتے تہے۔ اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ تہوڑے ہی زمانہ مین اس قسم کے لوگ جو دوسرون کی غلامی مین رہتے اوہنون نے اسلام اختیار کر کے پوری آزادی اور خودمختاری حاصل کر لی۔ دوسری

قابل تعریف اور یادگار بات عبدالعزیز نے یہہ کی کہ عیسائی اور مسلمانون کو آپس مین شادی کرنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ سب سے پہلے دوسرون کو اوس طرف راغب کرنے کی غرض سے خود شاہ لذریق کی زوجہ اجیلونا سے جسے عرب اُمّ عاصم کہتے ہین نکاح کرلیا عبدالعزیز ۹۸ھ مین قتل ہوا۔ اوس کے انتقال کے ایک سال بعد ۹۹ھ م ۷۱۷ء مین خلیفہ سلیمان نے صرف دو سال پانچ مہینے حکومت کے بعد انتقال کیا۔ اس کے عہد حکومت مین سلطنت کو عام طور پر بیحد نقصان پہونچا جس کا ذکر اوپر ہوچکا ہے لیکن مشرق مین رعایا اس کی حکومت سے بہت خوش رہی اس کی وجہ یہہ تہی کہ اس نے تخت حکومت پر بیٹھتے ہی تمام جیلخانون سے قیدی آزاد کردئے تہے۔ اس کے صلہ مین اس کو رعایاء مشرق نے خطاب مفتاح الخیر کا دیا تہا خلیفہ سلیمان کے بعد اس کا چچازاد بہائی عمر ابن عبدالعزیز صفر ۹۹ھ مین تخت نشین ہوا۔ اس رحم دل رعایا پرور بادشاہ نے جلوس کے بعد ہی اپنی شفقت اور رعایا کی دلجوئی اور ہمدردی سے شہر کو دوبارہ معمور کردیا تین سال اُمور سلطنت کو بڑی سرگرمی اور مستعدی سے انجام دیا۔ سپاہ کی دعوتین اور خاطرداری کی۔ رعیت کی فلاح وبہبودی مین کوشش کی یہہ بسبب مستقل مزاجی اور دانشمندی کے اپنی کارروائیون مین کامیاب ہوا۔ چنانچہ قبل اپنے انتقال کے خلیفہ نے اپنے وسیع ملک مین عدل اور

انصاف کا نتیجہ خود دیکھہ لیا تہا لیکن اس کے بعض احسان فراموش رشتہ دار جو خود غرضی مین خلیفہ سلیمان کے قدم بقدم چلتے تہے اس مدبرانہ حکومت سے ناراض ہوکر اس ہردل عزیز اور لایق بادشاہ کو جسے رعایا نے خلیفۃ الصالح کا خطاب دیا تہا سنہ ۱۰۱ہ مین زہر دیکر مار ڈالا۔

امیر عبد العزیز بن موسی کے قتل کے بعد فوج اور امرا نے بالاتفاق امیر ایوب بن حبیب اللخمی کو اوس کا جانشین مقرر کیا۔ لیکن والی افریقیہ نے جس کے ماتحت صوبہ اندلس تہا ایوب کی ماموری سے ناراضی ظاہر کرکے اس عہدہ پر امیر الحر بن عبد الرحمن الثقفی کو نامزد کیا مگر امیر الحر جیسا کہ بہادر اور شجیع تہا اوسی طرح بیہہ ظالم بہی تہا اس کے ظلم وستم سے نہ صرف عیسائی بیزار تہے بلکہ مسلمان بہی ناراض تہے۔ جب اس کی زیادتیون کی خبر خلیفہ عمر کو پہونچی اوس نے فوراً الحر کو معزول کرکے امیر السمح بن مالک الخولانی کو اس جلیل القدر عہدہ پر مقرر کردیا۔ اس حاکم کے عدل اور خوش تدبیری اور حُسن انتظام سے عبد العزیز کے عہد حکومت کا سما رعایائی آندلس کی آنکھون مین پہرنے لگا۔ اس نے خلیفہ کے حکم سے محکمۂ مردم شماری قایم کیا اور ماہرین جغرافیہ کو حکم دیا گیا کہ وہ ایک یاد داشت مع نقشہ تیار کرین جس مین شہر اور دریا اور سمندرون کی ٹہیک تعداد

اور اراضی کی نوعیت اور اوس کا سالانہ محاصل پورے طور سے درج ہو۔ قسطلہ مین ایک عظیم الشان مسجد اس نے تعمیر کی اور تجارت کے لیئے جدید پل تیار کرائے الحاصل اس لائق اور منتظم امیر کے زمانۂ حکومت مین اُن سب امور نے روز افزون ترقیان کین جو قیام سلطنت اور استحکام مملکت سے تعلق رکھتے ہین مہمات سلطنت کے انتظام سے فارغ ہونے کے بعد **امیر السمح** نے فوج کو درست کیا اور جمعیت کثیر کے ہمراہ سرحد ملک **فرانس** کی جانب باغیون کی تنبیہ کے لیئے روانہ ہوا اونکی گوشمالی کے بعد جبل البرات سے گزر کر سرزمین **فرانس** مین داخل ہوا یہہ وہ پہاڑ ہے جس پر چند سال پہلے **امیر موسیٰ** نے کہڑے ہو کر **یورپ** کے فتح کرنے کا ارادہ کیا تہا اس ملک کے باشندون کے دلون مین ابہی تک عربون کے سابقہ حملون اور فتوحات کا خوف باقی تہا۔ شہر **اربونیہ** کے باشندون نے اسکی فوج کو دیکھکر فوراً دروازے کہول دئے اور اس کی دیکھا دیکھی اور شہرون کے حاکمون نے بہی عربون کی اطاعت قبول کر لی **امیر السمح** نے ان مفتوح شہرون مین کافی تعداد فوج شہر کی حفاظت کیواسطے متعین کر دی اور خود شہر **ٹولوز** پہونچکر اوس کا محاصرہ کر لیا۔ بہت بڑا حصّہ فوج کا شہرون کی حفاظت کے لیئے پیچہے رہ گیا تہا اور جو فوج امیر کے ہمراہ تہی وہ اس ہر طرح سے محفوظ و مستحکم شہر کے فتح کرنے کے لیئے

ناکافی تہی امیر اسی فکر و تردد مین تہا کہ دفعتاً یوڈس رئیس اکوئیٹین بڑے لشکر کے ہمراہ عربون کا مقابل ہوا جس دم سپہ سالار نے دونون فوجون پر نظر ڈالی دیکہا کہ عیسائیون کی فوج بمقابلہ عربون کے دس گنی ہے لیکن باوجود اس قلیل تعداد کے عرب میدان جنگ سے نہین ہٹے دلیری اور شجاعت کے ساتہہ فرانسیسون سے لڑتے رہے فوج کے افسرون نے تلوارون کے نیامون کو توڑ ڈالا کہ بغیر فتحیابی کے تلوار کو نیام نہ کرین گے - سپاہی بغیر جہجک اور خوف کے اپنی آزمودہ و ضرب المثل جرأت سے آگے بڑہتے چلے گئے - ان عربون کی نسبت بہی یہی قول اہل یورپ کا صادق آتا ہے جو زمانہ حال مین نپولین کے مشہور گارڈس پر صادق آتا تہا یعنی بغیر جان دئے میدان جنگ سے قدم پیچہے نہ ہٹایا اور نہ دشمن سے امان طلب کی - ایک عرصے تک یہہ تمیز نہ ہوتی تہی کہ ان مین سے کون غالب ہوگا اس اثنا مین ایک اتفاقی تیر نے امیر السمح کو زخمی کیا جس کے صدمہ سے امیر گہوڑے سے زمین پر گر پڑا اس واقعہ سے عرب بیدل ہو گئے اور قریب تہا کہ پسپا ہو کر میدان جنگ خالی کر دین امیر عبد الرحمن بن عبد اللہ الغافقی نے فوج کی یہہ سراسیمگی اور پریشان حالی دیکہکر اوس کی افسری اپنے ہاتہہ مین لے لی اور کمال بہادری اور ہوشیاری سے اس نے فوج کو تباہی اور قتل عام سے بچایا جس کی تعریف دشمنون

نے بہی کی۔ یہہ جنگ جو بلاط الشہدا کے نام سے مشہور ہے سنہ ۷۲۱ء مین
خلیفہ عمر کے انتقال کے چند سال بعد واقع ہوئی۔

یہہ وہ زمانہ ہے کہ یزید بن عبد الملک ثانی بادشاہ تہا اور اس کا ہمنام یزید بن ابی سلامتہ ولایت افریقیہ پر حاکم کردیا گیا تہا امیر السمح کے انتقال کے بعد عبد الرحمن نے بڑی لیاقت سے اپنے عہدۂ جلیلہ کو انجام دیا لیکن اس امیر کا تقرر بغیر حکم خلیفہ یا والی افریقیہ ولایت اندلس پر ہو گیا تہا پس یزید بن ابی سلامتہ نے اس کی ماموری کو نامنظور اور امیر عنبستہ بن سحیم الکلبی کو والی اندلس مقرر کرکے خلیفہ یزید کو اطلاع دیدی۔ سنہ ۱۰۳ ہجری م سنہ ۷۲۱ء مین ایک عیسائی بلائی[1] نامی نے چند اپنے ہمقوم اور ہم مذہب لوگون کو جمع کرکے صوبہ جلیقیہ مین عربون سے بغاوت شروع کردی اور اپنی قوم کو لعنت و ملامت کی اور اپنا ساتہہ دینے پر آمادہ کیا۔

بلائی اور اوس کے ہمراہی ایک بلند اور محفوظ کوہ پر فروکش ہوئے جہان سے یہہ بغیر اپنے ذاتی نقصان کے عربون کو بہت کچہہ مضرت پہونچا سکتے تہے۔ اولاً اس بغاوت کا نتیجہ یہہ ہوا کہ عربون نے اس صوبہ کو بالکل فتح کرلیا لیکن غلطی ان سے یہہ ہوئی کہ پلیو اور اوس کے تیس ہمراہیون کو بدستور رہنے دیا۔ یہہ نہ سمجھے کہ افعی کشتن و

[1] انگریزی مین پلیو کہتے ہین۔

بجہ اسش نگاہداشتن کارخردمندان نیست جب کبہی یہہ تیس آدمی لوٹ مار کی
غرض سے پہاڑ کے نیچے آجاتے تہے اور عربون کو ستاتے تہے تو وہ یہہ کہکر کہ
یہہ تیس آدمی ہمارا کیا کر سکتے ہین خاموش ہوجاتے تہے۔ ان کی بہادری نے
ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد۔ کی طرف سے بالکل غافل کردیا تہا ابن حیان
اپنی تاریخ مین تحریر کرتا ہے کہ کاش حق تعالی عربون کے دلون مین ان تیس آدمیون
کے قلع قمع کر دینے کا خیال پیدا کر دیتا۔ اس بے پروائی کا نتیجہ یہہ ہوا کہ رفتہ رفتہ انہون
نے تمام ملک کے عیسائیون کو اپنی جانب کر لیا اور خودمختاری کی ہوس ان کے
دل مین پہر ایک مرتبہ جوش زن ہوئی۔ جن مٹہی بہر کوہ نشینون کو عرب حقارت سے دیکہا
کرتے تہے آخر کار وہی عربون کو ملک سے نکال دینے کے باعث ہوئے۔ ان
تیس آدمیون نے بغاوت کا شعلہ ایسا بہڑکایا جو شمال سے جنوب تک برابر آگ لگاتا
چلا گیا اور آٹہہ سو برس کی حکومت کے بعد عربون کا صرف نام ہی نام اس ملک مین باقی
رہ گیا۔ اسی واقعہ کی نسبت مورخ ابن سعد لکہتا ہے کہ حال مین ان لوگون نے
اپنی تعداد اور کامیابی مین اس قدر ترقی کی کہ دشمنان ایمان کے قبضہ مین بعض مشہور
شہر آگئے۔ اس زمانہ مین جب ہم یہہ تاریخ لکہہ رہے ہین وہ بے نظیر اور قابل یادگار
اور پُرشوکت پایہ تخت خلافت اندلس یعنی شہر قرطبہ جسمین خلفاء بنی امیہ دربار کیا کرتے تہے

کافرون کے قبضہ مین دوبارہ چلا گیا۔''

بعض مورخین کا قول ہے کہ امیر عنبسہ جنگ فرانس مین مارا گیا اور بعض یہہ تحریر کرتے ہین کہ اثناء راہ مین اوس کا انتقال ہوا۔ بہرکیف چار سال کی حکومت کے بعد ۱۰۷ھ م ۷۲۵ء مین خلیفہ یزید بن عبدالملک ثانی کے دو سال بعد اس نے انتقال کیا۔

عنبسہ کے بعد فوج نے امیر عذرۃ بن عبداللہ الفہری کو والی اندلس مقرر کیا بعض مورخین نے اس کو والیان اندلس کی فہرست مین شریک نہین کیا ہے لیکن ابن حیان اور دوسرے مورخین کا بیان ہے کہ یہہ شخص اون مشہور امیرون مین تہا جنہون نے اندلس کے فتح کرنے مین بہت بڑا حصہ لیا تہا اس امیر کا خاندان ریاست غرناطہ تک پہیلا ہوا تہا اور اپنے تدین و سنجیدگی اور بہادری مین شہرہ آفاق تہا اس کے تقرر کے چند ہی ماہ بعد بشیر ابن صفوان الکلبی والی افریقیہ نے یحیی ابن سلامۃ الکلبی کو اس عہدہ پر مامور کر کے اندلس روانہ کر دیا امیر یحیی ۱۰۷ھ کے آخر مین اندلس داخل ہوا اور اٹھارہ مہینے تک حکومت کی۔ تاریخ سے اس کا پتہ ملتا ہے کہ اس کی حکومت مین قرطبہ اس ملک کا دارالحکومت تہا۔

اس کے بعد جب **عبید ابن عبد الرحمن والی افریقیہ** مقرر ہوا تو اوس نے سنہ ۱۱۰ھ مین **امیر عثمان** کو ولایت اندلس پر مقرر کیا لیکن یہہ پانچ ہی مہینے کے بعد معزول ہوگیا اور امیر **حذیفہ بن الاحوص القیسی** اس عہدہ پر حسب حکم **والی افریقیہ** مامور ہوا۔

ربیع الاول سنہ ۱۱۰ھ کو اس نے اپنے عہدہ کا جایزہ لیا اور ایک سال کی حکومت کے بعد **الہیثم بن عبید الکلابی** اوس کا قائم مقام مقرر ہوا پھر ابتدا سنہ ۱۱۳ھ لغایتہ سنہ ۱۱۵ھ **محمد بن عبد اللہ الاشجعی عبد الملک بن قطن الفہری** یکے بعد دیگرے حاکم مقرر ہوئے۔

ان کے زمانہ حکومت مین کوئی ایسا واقعہ نہین ہوا جو قابل تحریر ہو سنہ ۱۱۶ھ مین ولایت اندلس **امیر عقبیٰ** کے سپرد ہوئی۔ اس کے سابق کے دو تین حاکم اپنے جور وستم سے بدنام ہوگئے تھے لیکن اس نے نیک نامی کی شہرت حاصل کی اس کی معدلت گستری اور سچے مذہبی عقائد اور متانت اور سنجیدگی نے اسے ہر دلعزیز بنا دیا تھا مسلمان اور عیسائی دونون اس کے طرز حکومت سے خوش تھے اس نے اپنی حکومت پنجسالہ مین ملک **فرانس** پر کئی بار حملے کیئے اور شہر **اربونیہ** تک اپنا قبضہ کرلیا اور متعدد قلعے دریای **رون** کے کنارے تیار کردئے فتوحات عظیم حاصل کرنیکے

علاوہ اس نے سلطنت کا عمدہ انتظام کیا اور اسلام کے پہیلانے مین از حد کوشش
کی اس کا دستور تہا کہ ہر فتح کے بعد واجب القتل قیدیون کو پہلے اسلام کے قبول
کرنے کا موقع دیتا پھر اگر وہ ایمان نہ لاتے تو مجبوراً قتل کا حکم دیتا جیسا دیانتدار اور
امانت شعار حکام اس پر اپنی جان نثار کرتے تہے ویسا ہی ظالم اور بدنیت اس کے
نام سے مثل بید لرزتے تہے **عقبی** نے جب اس عہدہ کا جایزہ **عبد الملک**
سے لیا تو اس کے زمانہ حکومت کی تنقیح بہی کی۔ اسے معلوم ہوگیا کہ **عبد الملک** بے قصور
ہے۔ پھر اوس کو ایک رسالہ کا افسر بنا دیا۔ بعض مورخین **عبد الملک** کی نسبت
تحریر کرتے ہین کہ جب **عقبی** اس کا قائم مقام مقرر ہوا تو اس نے اوس کی افسری تسلیم
نہین کی اور بغاوت شروع کردی اور اس قدر کامیابی حاصل کی کہ **عقبی** کو ملک سے
نکال دیا لیکن بالآخر یہہ دوسرے امیر بلج کی ہاتہہ سے مارا گیا **عقبی** نے صفر ۱۲۳ھ م
۷۴۱ء کو شہر **قرطبہ** مین انتقال کیا۔

باب چہارم

قوم بربر کا افریقیہ اور اندلس مین بغاوت کرنا۔ عبد الملک ابن قطن کا اون سے شکست کہانا
جنگ امرا۔ ابن سلامت۔ یوسف الفہری کا انتظام خلیفہ مروان بن محمد بن مروان
بنی عباسیہ کی بغاوت۔

خلیفہ یزید ابن عبد الملک کے بعد ہشام ابن عبد الملک سریر خلافت پر متمکن ہوا۔ اس نے ہنوز عنان حکومت پورے طور سے ہاتہہ مین نہ لی تہی کہ دفعتاً یہہ خبر پہونچی کہ قوم بربر نے مغرب الاقصیٰ مین بغاوت کردی ہے اور انتظامات ریاست مین مخل ہو رہے ہین اور لوٹ مار سے غریب رعایا اور حکام کو پریشان کر رہے ہین اس نے فوراً عبد اللہ کو معزول کر دیا اور انتظام اور حکومت اس حصہ سلطنت کی کلثوم ابن عیاض کے حوالہ کردی اور افریقیہ جانے کا حکم دیا یہہ امیر جمعیت کثیر کے ہمراہ شام سے روانہ ہوا اور جب اس صوبہ مین داخل ہوا تو اس نے یہہ خیال کیا کہ اگر وہ فوج جو یہان کے قلعون مین مقیم ہے جمعیت مذکورہ مین

شریک کر لی جائے تو ستر ہزار آدمی مسلح جنگ کے واسطے تیار ہو جاتے ہین اس نے
تمام مختلف فوجون کو اکٹھا کر کے باغیون کا مقابلہ کیا۔ اہل بربر کے افسر کا نام میسرا
تہا۔ یہہ بغاوت کے بعد ہی اس ملک کا حاکم بن بیٹھا جس دم امیر کلثوم کے
آنے کی خبر اسے پہونچی یہہ بہی بڑے لشکر کے ہمراہ لڑنے کے لیئے آمادہ ہو گیا۔
جب عربون نے پہلے پہل افریقہ کے اس حصہ کے فتح کرنے کا عزم کیا تہا اس
ملک اور قوم کی تسخیر مین چندان دقت نہ ہوئی تہی کیونکہ قوم بربر نہایت پست ہمت اور
فنون سپاہ گری سے بالکل ناواقف تہی۔ سو برس مین عربون کی حکومت نے اس قوم
کی حالت بدل دی اور یہہ قوم جو ایک زمانہ مین پست ہمت اور حقیر سمجہی جاتی تہی اب
عربون کی بدولت شجاعت اور ہمت مین مشہور ہو گئی۔ عربون نے اس قوم کو تہوڑے
زمانہ مین اخلاقی تمدنی علمی سیاستی فوجی اصلاحون سے آراستہ کر دیا مشہور جنگ وادی
الکتہ کو طارق ابن زیاد نے اسی قوم کی بدولت اور مدد سے فتح کیا تہا۔ چنانچہ
جب خلیفہ سلیمان نے موسیٰ ابن نصیر سے اہل بربر کی نسبت سوال کیا
تو اوس نے جواب دیا کہ یا امیر المومنین بربر مجموعہ ہے چند قومون کا اگر کوئی قوم عربون سے
ہمت اور شجاعت اور فیاضی اور رحمدلی مین مشابہت رکہتی ہے تو وہ یہی قوم ہے لیکن
باوجود ان اوصاف کے اس قوم سے زیادہ دغاباز اور احسان فراموش دنیا مین کوئی

قوم نہین ہے ۔

گویا **موسیٰ ابن نصیر** نے پیشین گوئی کی تہی جس کا ظہور اب ہوا لیکن ہمکو اس کا بہی خیال رکہنا ضرور ہے کہ محکوم قوم مین کیسے ہی قابل قدر جوہر کیون نہ ہون حتیٰ کہ ان مین وہ صفات بہی موجود ہون جو کہ حاکمون مین ہونے چاہئے تب بہی فطرت اس کی مقتضی ہے کہ حاکم اپنے محکوم کو کسی قدر کم وقعتی کی نظر سے دیکہتا ہے اگرچہ عرب قوم بربر کو دوسری قوم پر ترجیح دیتے تہے لیکن اپنے مقابلہ مین حقیر سمجہتے تہے **امیر کلثوم** نے بے پروائی سے ان کا مقابلہ کیا جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ عربون کو شکست فاش ملی اور قریب تہا کہ ان کا افسر گرفتار ہو جاتا لیکن وہ حُسن تدبیری سے بچ گیا اور قلعہ **سوطا** مین باقی جمعیت کے ہمراہ پناہ گزین ہو گیا **فوج بربر** نے اس قلعہ کا محاصرہ کرلیا عربون نے قلعہ مین کسی قسم کا انتظام نہین کیا تہا ۔ چند ہی روز مین رسد نہ پہونچنے سے ان پر طرح طرح کی سختیان گزرنے لگین ۔ فاقہ کشی اور بیماری نے فوج کی تعداد مین کمی کردی **امیر کلثوم** نے حاکم اندلس سے امداد چاہی لیکن **عبدالملک** نے اس خیال سے کہ بعد رہائی یہہ لوگ مجہے اس عہدہ پر قائم نرہنے دینگے مدد دینے سے انکار کردیا مگر جب اس دردناک واقعہ کی خبر اندلس مین پہیل گئی تو مسلمانونکو عام طور سے رنج ہوا اپنے بہائیون کو ایسی بیکسی اور مصیبت مین گرفتار دیکہہ کر قومی ہمدردی

نے اون کو بیچین کر دیا۔ چنانچہ **زید ابن عمرو** اور ہر عام و خاص نے طرح طرح کی
آسایش و ضروری سامان جہازون پر بہر کے اون نیم جانون کو پہونچا دیے لیکن
یہہ قومی ہمدردی **عبدالملک** کو ناگوار گزری اور اس نے زید کو گرفتار کرکے سات سو
ضرب بید کی سزا دیکر نہایت بیرحمی سے زید کو قتل کر ڈالا **خلیفہ ہشام** کو جب عربون کی
شکست اور **امیر کلثوم** کے قلعہ **سوطا** مین محصور ہونے کی کیفیت معلوم ہوئی تو
امیر حنظلہ کو فوج کے ہمراہ **مغرب الاقصی** کی جانب روانہ کیا اس نے **افریقیہ**
پہونچتے ہی فوج بربر کو متعدد شکستین دیکر فوج محصورہ کو قید سے رہا کر دیا۔ ہنوز یہہ حصہ سلطنت
خانہ جنگیون اور بغاوت کے سخت صدمون سے سنبھلا نہ تھا کہ اسی قوم بربر کے وہ لوگ
جو **اندلس** مین آکر بسے تھے اونھون نے جنگ کی خبر پاتے ہی اندلس مین بغاوت
شروع کر دی اور **عبدالملک** کو متواتر شکستین دین۔ عبدالملک جانتا تھا کہ فساد باسانی
فرو نہ ہوگا اس نے ایک خط **امیر بلج ابن بشر بن عیاض القشیری** کو تمام واقعات
جنگ کے لکھکر روانہ کیا اوس مین یہہ بھی وعدہ تحریر کیا تھا کہ اگر تم ہماری مدد کے لیے یہان
آوگے تو مین تمھین اور تمھاری فوج کو انعام دونگا یہہ خط امیر **بلج** کو اوس کے چچا امیر
کلثوم کے انتقال کے بعد پہونچا۔ اور چونکہ امیر **حنظلہ** کے عہد حکومت مین کوئی امید
ترقی کی نہ تھی اس نے درخواست مذکور کو منظور کر لیا اور اپنی فوج کو انعام اور

صلہ کی ترغیب دلاکر اندلس چلنے پر آمادہ کیا - چنانچہ امیر بلج اپنی فوج کے ہمراہ اس ملک مین داخل ہوا عبدالملک نے ان کے دل بڑہانے کے لیے امیر بلج اور اوس کے ساتھیون کو زمین اور خطابات عطا کیئے مگر اس کے ساتھہ ہی عبدالملک نے امیر بلج سے یہہ وعدہ لے لیا تہا کہ جنگ ختم ہو جانے کے بعد اپنی جمعیت کے ہمراہ افریقیہ کو واپس چلا جاؤن گا - الغرض عبدالملک نے فوج شام کے دو حصّے کیے اور اون کی افسری اپنے بیٹون قطن اور امیہ کے سپرد کی اور دشمن کا مقابلہ کیا - اگرچہ دشمن کی فوج تعداد مین عربون سے بہت زیادہ تہی لیکن فتح عربون ہی کو نصیب ہوئی عبدالملک نے سرحد اندلس تک اہل بربر کا تعاقب کیا ادہر یہہ باغیون کی سرکوبی مین مصروف تہا ادہر اہل شام اس عظیم الشان کامیابی سے مارے خوشی کے پہولے نہ سماتے تہے علانیہ کہتے تہے کہ اگر ہم مدد نہ کرتے تو یہہ ملک عربون کے قبضہ سے نکل ہی گیا ہوتا ان خیالات اور ملک کی سرسبزی و شادابی اور مال غنیمت کی فراوانی نے امیر بلج کے دل مین اندلس کی حکومت کی ہوس پیدا کر دی تہی ابن قطن نے اندلس خالی کر دینے کے لیئے کہا تو امیر بلج نے وہ واقعات یاد دلائے کہ جب افریقیہ مین یہہ لوگ قلعہ مین محصور تہے اور بیماری اور فاقہ کشی اور بربریون کے متواتر حملون سے مرگ کے قریب

پہونچ گئے تھے۔ باوجود درخواست کے اون کی مدد نہین کی بلکہ جن لوگون نے مدد دی اونہین بیرحمی سے قتل کرڈالا اس ملک مین بہی عیسائیون اور مسلمانون کو امیر کے ظلم اور زیادتی نے حیران و پریشان کر رکھا تہا وہ سب بلیج کے خیالات سے مطلع ہوتے ہی اوسے اپنا حاکم مقرر کرنے پر آمادہ ہوگئے بلیج نے بہی ایسے عمدہ موقع کو مغتنم سمجہا اور عبدالملک کو گرفتار کرکے قید کردیا۔ اس کے دشمنون نے بلیج کو یہہ رائی دی کہ اس کا قتل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے لیکن بلیج نے اون کی رای ناپسند کی جس کی وجہ سے اونھون نے شکایت کی اور کہا چونکہ عبدالملک بہی مثل تیرے یمنی ہے تو اوسکی رعایت کرتا ہے بلیج سمجہہ گیا کہ اس کی جانبداری مین میرا نقصان ہے مجبوراً عبدالملک کو دشمنون کے حوالہ کردیا۔

جس مورخ سے ہم نے اس حصۂ تاریخ کو نقل کیا ہے وہ یہہ بہی تحریر کرتا ہے کہ عبدالملک کی عمر اوس زمانہ مین نوّے ۹۰ برس کی تہی باوجود اس کبر سنی کے بہت وجیہ اور قدآور اور قوی تہا اس کے چہرے سے آثار شجاعت اور بلند ہمتی کے نمایان تھے۔ یہہ پہلے زمانہ مین اوس مشہور جنگ حجاز مین جو اہل شام اور اہل مدینہ سے ہوئی تہی شریک تہا۔ جب اس کے دشمنون نے اسے اپنے قبضہ مین پایا تو جنگ مذکور کے واقعات یاد دلا کر کہا کہ اوس وقت تو ہماری تلوارون سے بچکر نکل گیا تہا اور

جب ہم قلعہ سوطا مین سخت تکلیفین اوٹھا رہے تھے اور ہم کتون کے گوشت کہانے پر مجبور ہو گئے تھے تو سنے نہ صرف مدد دینے ہی سے انکار کیا بلکہ دوسرے لوگون کو اعانت کرنے سے باز رکہا تہا اس کے بعد اونہون نے عبد الملک کو قتل کر ڈالا۔

عبد الملک کے بعد اس کے دونون لڑکون قطن اور امیہ نے قرطبہ سے بہاگ کر اپنے خیر خواہون کی ایک جماعت کثیر جمع کرلی بنی فہر جو اہل بربر سے تہے اور اندلس مین پہلے سکونت پذیر تہے وہ امیر عبد الرحمن ابن حبیب کے ہمراہ عبد الملک کے خون کا انتقام لینے کے لیئے اوس کے لڑکون کے ساتھہ شریک ہو گئے الفہری کے ساتھہ اس کا ہمنام عبد الرحمن ابن علقمہ گورنر شہر اربونیہ جس کی بہادری اندلس مین ضرب المثل تھی اپنی جمعیت کے ہمراہ آملا یہہ لوگ ایک لاکہہ فوج کے ہمراہ قرطبہ کا محاصرہ کرنے کے لیئے آگے بڑہے لیکن بلج ایسا ناتجربہ کار تو تہا ہی نہین کہ بغیر ہاتہہ پیر ہلائے اپنے کو محصور کرا دیتا۔ یہہ بہی فوراً بارہ ہزار سوارون کے ہمراہ علاوہ اوس فوج کے جو اسی ملک کے عربون سے تیار کی گئی تہی دشمن کا مقابل ہوا اثنا جنگ مین امیر ابن علقمہ نے بلج کو زخمی کر کے گھوڑے سے گرا دیا باوجود اس واقعہ عظیم کے فوج شام ذرا بہی ہراسان نہ ہوئی اور بغیر خیال

خیال ناامیدی کے لڑتے رہے بالآخر یہی بے سردار فوج فتحیاب ہوگئی مگر امیر بلج
کے شدید زخمون نے اسے زندہ رہنے ندیا چنانچہ اس جنگ کے دو ہی روز
کے بعد اس نے سنہ ۱۲۴ھ مطابق سیپٹمبر سنہ ۷۴۲ء مین **اندلس** کے داخلے کے
گیارہ مہینے بعد انتقال کیا۔ اس کے بعد شامیون نے **ثعلبہ بن سلامتہ**
العاملی کو اوس کا قایم مقام کیا لیکن اس نے اہل یمن کی اس قدر طرفداری شروع
کی کہ **بنی فہر** نے اس سے اپنا تعلق قطع کر ڈالا ابہی **اندلس** کو آپس کی لڑائیون سے
دم لینے کی مہلت نہ ملی تہی کہ پہر آتش خانہ جنگیون کی از سر نو بڑے زور شور سے بہڑک اوٹہی
وہ عرب جو سب سے پہلے اس ملک مین آکر بسے تہے اونہون نے اہل بربر کے
ساتہہ **ابن سلامتہ** کو شہر **مریدہ** مین محصور کر لیا صرف اس کامیابی سے ان کو یقین ہو گیا
کہ اگر سامان خورد و نوش ختم ہوگا تو یہہ لڑائی بغیر کشت و خون کے ختم ہو جائیگی اس
خیال نے اور نیز ان کی بے شمار فوج نے ان کو اس قدر بے پروا کر دیا کہ شب و روز
سیر و تماشے مین بسر کرنے لگے جب **ابن سلامتہ** نے ان کی یہہ حالت دیکہی تو
ایک روز صبح کو جب یہہ لوگ ناچ اور رنگ مین مشغول تہے شہر سے نکل کر اون پر حملہ کیا
اس مین دس ہزار عرب گرفتار اور ہزارون قتل ہوئے اس کے بعد **امیر ابن سلامتہ**
قیدیون کے ہمراہ شہر **قرطبہ** مین داخل ہوا اور ایک روز ان کے قتل کا مقرر ہوا اوسی

زمانہ مین خلیفہ نے **ابوالخطار ابن ضرار الکلبی** کو والی اندلس مقرر کر کے روانہ کیا تھا چونکہ آپس کے تنازعات اور خانہ جنگیون سے عرب اور عیسائی پریشان ہو رہے تھے اور ملک کے نظم ونسق مین طرح طرح کی خرابیان ہو رہی تھین سنے امیر کے آنے کی خبر سنتے ہی دوست اور دشمن دونون نے ہتھیار رکھکر اوس کی اطاعت قبول کر لی **عبدالملک** کے لڑکون اور **امیر ابن سلامتہ** نے بھی صلح کر لی اور **ابوالخطار** کا اہل شہر نے بڑی دہوم دہام سے استقبال کیا اور شہر **قرطبہ** مین لے گئے - یہہ امیر ۱۲۵ھ مین **اندلس** مین داخل ہوا تھا - **ابوالخطار** بڑا بہادر اور فیاض آدمی تہا - لیاقت متانت سنجیدگی دوراندیشی - انتظام سلطنت بلکہ کل صفات جن سے انسان آدمی بنتا ہے اس مین موجود تھے - شہر **قرطبہ** مین پہونچتے ہی اسے معلوم ہوا کہ اہل شام فساد کے بانی مبانی شہر اور اوس کے اطراف واکناف مین کثرت سے بسے ہوئے ہین اون کی قوت توڑنے کے لیے اون کو دوسرے صوبون مین بسنے کا حکم دیا اور انہین کاشت اور زراعت کے لیے زمین دی تاکہ یہہ اوس مین مصروف ہوجائین -

صوبہ **البیرۃ**[۱] جو ملک **دمشق** سے لطافت آب وہوا مین بہت کچھ ملتا ہے

---

۱ انگریزی مین الویرا کہتے ہین -

تہا اہل دمشق کے لیئے تجویز کیا گیا اونہون نے وہان سکونت اختیار کرنے کے بعد اوس کا نام شام رکہا بنی ہمز کو صوبہ اشبیلیہ مین جگہہ دی گئی۔ صوبہ جییان بنی قناصرین کے حصّہ مین آیا اور بنی الوردان کو راتیہ اور ملقون عطا ہوا بیت المقدس کے رہنے والون نے صوبہ شدونہ مین سکونت اختیار کی اور بنی مفر کو ریاست تدمیر مین رہنے کا حکم ہوا۔ بہرکیف اس امیر نے شہر قرطبہ کو شامیون سے خالی کرا لیا اس سے نقض امن کا اندیشہ بالکل جاتا رہا اور اندلس مین امن و امان کی خوشگوار ہوا پہر چلنے لگی۔ غرض کہ پہلے پہل ابو الخطار نے کمال متانت اور سنجیدگی سے اپنے جلیل القدر عہدہ کو انجام دیا لیکن آخر الامر اس سے بہی وہی غلطی ہوئی جو اس کے پیشرؤن سے ہوئی تہی۔ اس نے اہل یمن کی طرفداری شروع کر دی بالخصوص جب کبہی اہل یمن مین اور بنی مفر اور اون کے ہمقوم بنی قیس مین نزع ہوتی تہی تو یہہ ہمیشہ علانیہ اہل یمن کی طرفداری کرتا تہا جس کا یہہ نتیجہ ہوا کہ بنی مفر اور بنی قیس نے بہی عام طور پر اس کے حکم سے انحراف اور بغاوت شروع کر دی۔ رفتہ رفتہ تہوڑے ہی زمانہ مین خانہ جنگی کا شعلہ پہر ایکبار پہلے سے بہی زیادہ مشتعل ہوا۔ اس کی ابتدا یون ہوئی کہ ایک روز یمنی عرب جو رشتہ مین امیر کا چچا زاد بہائی ہوتا تہا بنی کنعان کے عرب سے لڑا۔ دونون نے اپنے اپنے

مقدمے والی کے روبرو پیش کیئے راست بازی کنعانی عرب کی ثابت
ہوئی لیکن باوجود ثبوت قطعی کے امیر نے فیصلہ اپنے چچازاد بہائی کی طرف کردیا
اس یکطرفہ فیصلہ سے ناراض ہوکر کنعانی عرب نے سردار بنی مفر ابن حاتم
ابن شمر الکلبی عرف ابوالجوشن کے پاس حاضر ہوکر ناانصافی کی دادچاہی
یہہ امیر جو ہمیشہ ظلم وستم اور ناانصافی سے متنفر رہتا تہا اس غریب کی آہ وزاری
سنتے ہی کشیدہ خاطر ہوا اور چونکہ یہہ اپنی قوم کے حقوق کی حفاظت مین جان ومال
کی بہی پروانہ کرتا تہا فوراً ابوالخطار کی خدمت مین حاضر ہوکر غیر ملائم الفاظ مین اس
خلاف معدلت فیصلہ کی شکایت کی اوس نے بہی اس امیر کی شان مین توہین آمیز
جملے استعمال کیئے اوس کا جواب بہی اس نے ترکی بترکی دیا۔ پہر یہہ رنجش اس قدر
بڑہی کہ ابوالخطار نے دربانون کو حکم دیا کہ اوسے باہر نکال دو اس تکرار مین بیان کیا
جاتا ہے کہ سر وگردن پر کسی نے دو تین گہونسے بہی مارے جس سے اوس کا عمامہ سر
کے ایک طرف لٹک پڑا جب یہہ قصر کے دروازے سے گزرا تو ایک شخص نے
پوچہا کہ اے ابوالجوشن تیرے عمامہ کو کیا ہوا ہے جو سر کے ایک طرف لٹک پڑا ہے
اس نے جوابدیا کہ عنقریب میری قوم میرے عمامہ کو سیدہا کردے گی۔ ابوالجوشن نے
مکان پر پہونچتے ہی اپنی جانبدار قوم کے امیرون کو مشورہ کے لیئے طلب کیا۔ وہ

سب اوس کے مکان پر آئے رات کو **ابوالجوشن** نے کہا کہ تم نے کچھہ سنا آج مجھہ پر کیا گزرا امیر نے سر دربار میری آبرو ریزی کی جس سے نہ صرف میری خفت بلکہ تمہاری اور تمہاری قوم کی بھی ذلت ہوئی اس کے بعد سب کے سامنے واقعہ مذکورہ کو دوہرایا۔ حاضرین جلسہ نے پوچھا کہ اب تو ہم سے کس قسم کی امداد چاہتا ہے۔ **ابوالجوشن** نے جواب دیا کہ تاوقتیکہ مین **ابوالخطار** کو اس ملک کی حکومت سے علیحدہ نہ کردون گا زندگی اور آرام مجھہ پر حرام ہے۔ اسی وقت مین **قرطبہ** سے روانہ ہوتا ہون یہان مجھے کامیابی کی امید نہین ہے مگر یہہ بتاؤ کہ مین کہان اور کس کے پاس جاؤن کون مجھے مدد دے گا۔ ان لوگون نے کہا کہ باستثنائی ابوعطاء القیسی اور جس کے پاس تیرا دل گواہی دے چلا جا اول تو یہہ کسی قابل ہی نہین ہے دوسرے یہہ اگر تیرے لئے کچھہ کر بھی سکتا ہے تب بھی یہہ تجھے کسی قسم کی مدد نہ دے گا **ابوعطا** کی بدظنی کی یہہ وجہ ہے کہ وہ **ابوالجوشن** سے بہت عداوۃ رکھتا تھا بجز **ابوبکر ابن طفیل العبدی** کے سب نے اس رائی کی تائید کی وہ خاموش بیٹھا ہوا اس کی گفتگو سنتا رہا۔ اگرچہ یہہ سب سے کم عمر تھا لیکن اپنی قوم مین بڑا صاحب الرائی سمجھا جاتا تھا **ابوالجوشن** نے اس سے پوچھا کہ اے **ابن طفیل** تو اپنی رائی کیون نہین ظاہر کرتا اس نے جوابدیا کہ مجھے صرف ایک بات تجھسے کہنی ہے کہ اگر تو **ابوعطا**

سے کے پاس نہ گیا اور اب بہی اوس کا دشمن بنا رہا تو ہم کسی طرح اپنے مقصد مین کامیاب نہ ہون گے اور انجام کار ہم سب قتل ہون گے۔ برعکس اس کے اگر تو **ابو عطاء** کے پاس چلا جائے اور اوس سے بہی اس راز مین شریک کرے تو مجہے یقین ہے کہ وہ ایسے نازک وقت مین اپنی قدیم عداوت اور دشمنی کو بہول جائے گا اور اپنی قوم کے لیئے دل و جان سے تیرا ساتہہ دیگا۔ یہہ تقریر **ابو الجوشن** سنتے ہی اوٹہہ کہڑا ہوا اور ابن طفیل کی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ یہہ رائے مناسب وقت ہے اور مین بلا تامل اسی پر عمل کرون گا اس کے بعد **ابو الجوشن** شہر **غریحتہ** چلا گیا شہر مین داخل ہوتے ہی سیدہا **ابو عطا** کے مکان پر گیا اور اس قصہ کو اوس کے سامنے بیان کیا وہ اس کی مدد اور اعانت کرنے پر مستعد ہو گیا پہر **ابو الجوشن** یہان سے روانہ ہو کر شہر مورور پہونچا اور **ابن سلامتہ** سے ملاقات کی۔ چونکہ ابن سلامتہ کو بہی **ابو الخطار** نے اسی قسم کی زک پہونچائی تہی۔ یہہ امیر **اہل یمن** کے مشہور سرداروں مین گنا جاتا تہا لیکن اس نے **ابو الجوشن** سے اقرار کر لیا کہ اگر **بنی مضر** کی فوج میدان جنگ مین آئے گی تو مین بہی تیری مدد کرون گا۔ الغرض جب **ابو الجوشن** کو معلوم ہو گیا کہ **اندلس** کے مشہور اور ذی اقتدار امیر بہی والی کے طرز حکومت سے ناراض ہین اور میری مدد کے لیئے تیار رہین اس نے سب سے **شذونہ** مین اپنی اپنی فوج کے

ساتھہ ملنے کا وعدہ لیا اس کی بعد شہر مذکور مین وہ سب لوگ فراہم ہوگئے اور ابو الخطار کے مقابلے کے لیئے آگے بڑہے۔

وادی الکتہ کے کنارے پر جنگ شروع ہوئی اس جنگ مین صرف والی مذکور کی فوج کو شکست فاش ہی نہین ملی بلکہ وہ خود بھی گرفتار ہوگیا **ابو الجوشن** اور **ابن سلامتہ** کا پہلے یہہ خیال ہوا کہ اسے قتل کر دین مگر بعدہ یہہ رائی بدل دی اور **ابو الخطار** کو پابزنجیر **قرطبہ** کے ایک مستحکم و مضبوط قلعہ مین مقید کر دیا۔ یہہ جنگ اور گرفتاری **ابو الخطار** کی ماہ رجب سنہ ۱۲۷ ہم سنہ ۷۴۵ء مین واقع ہوئی **ابو الخطار** بہت روز مقید نہین رہا۔ قید کے تھوڑے ہی دنون بعد اس کے ایک دوست **عبد الرحمن ابن حسن الکلبی** نے ایک رات کو موقع پاکر اوسے رہا کر دیا۔ اس کے بعد جب یمنی عربون کو معلوم ہوا کہ آمیر کا قصد دشمنون کے مقابلہ کا ہے سب اہل قوم اس کے پاس جمع ہوگئے اور **ابو الخطار** بہمراہی فوج کثیر **قرطبہ** روانہ ہوا۔

ابو الجوشن اور **ابن سلامت** بھی غافل نہین بیٹھے تھے وہ اپنی فوج تیار کر کے میدان **شکندہ** مین **ابو الخطار** کے مقابل ہوئے۔ یہہ جنگ سنہ ۱۲۹ ہم سنہ ۷۴۶ء مین واقع ہوئی اس مین **ابو الخطار** نے پھر شکست فاش پائی اور دشمنون کے ہاتھہ مین دوبارہ گرفتار ہوگیا اونھون نے فوراً اسے قتل کر ڈالا **ابو الخطار**

کے قتل کے بعد ملک کے امراء اور فوجی افسرون نے ابن سلامتہ کو اوسکا
قایم مقام مقرر کیا لیکن چند ماہ کے بعد ربیع الثانی ۱۲۹ھ مین یوسف ابن
عبد الرحمن ابن حبیب الفہری کو عربون نے اس عہدہ پر مامور کر دیا۔ چونکہ ابن
سلامتہ اور ابو الجوشن کے عہد حکومت مین تمام ملک مین بد انتظامی پہیل گئی تہی اس
وجہ سے امیر یوسف کے تقرر سے عیسائی اور مسلمان دونون کو خوشی حاصل ہوئی
ابن سلامت کا انتقال اس واقعہ سے کچہہ روز پہلے ہی ہو چکا تہا ابو الجوشن
اور عمر بن عمر القریشی حاکم سواحل اندلس کو یوسف کا تقرر نہایت ناگوار گزرا
لیکن اس امیر کی لیاقت اور متانت اور سنجیدگی اظہر من الشمس تہی اور اس ملک کا ادنے
اور اعلیٰ اسے اپنے دل سے عزیز رکہتا تہا ان لوگون کو بجز خاموشی اور اطاعت
کے دوسرا چارہ نہ تہا امیر یوسف نے عنان حکومت کو ہاتہہ مین لیتے ہی ابو
الجوشن کو صوبہ طلیطلہ سپرد کر دیا مگر یوسف کی صلح کل طرز حکومت نے کچہہ فایدہ
نہ پہونچایا۔ چنانچہ عبد الرحمن ابن علقمہ حاکم شہر اربونیہ نے بغاوت شروع کر دی
اور اس کے مقابلہ کے لئے فوجین جمع کرنے لگا۔ لیکن قبل اس کے کہ یہہ پورا
تیار ہوتا اور یوسف سے مقابلہ کرتا یہہ خود مار ڈالا گیا۔ اس کے بعد ایک دوسرے
امیر ابن الولید نے عیسائیون کی مدد سے مقابلہ کیا اور شہر اشبیلیہ کو فتح کر کے قرطبہ

کے قریب پہونچ گیا لیکن امیر یوسف نے اس کی فوج کو شکست دی اور اسے گرفتار کر کے فوراً قتل کر ڈالا۔ اسی طرح عمر ابن عمر ونی بہی بغاوت کی لیکن یہ بہی ناکام ہوا

الغرض جب یوسف الفہری ان باغیون کو تنبیہ دے چکا اور اسے یقین ہو گیا کہ اب کسی کو جرات اس کے مقابلہ کی باقی نہین رہی یہہ پہر انتظام ریاست کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے تمام صوبون کا دورہ کیا اور ہر صوبہ پر ایسا حاکم مقرر کیا جس پر بہروسا تہا۔ بدنیت اور ظالم حکام کو سزائین دین فوجی راستے جو اس خانہ جنگی مین توڑ ڈالے گئے تہے وہ درست اور بنا دیے گئے علاوہ اس انتظام کے امیر یوسف نے ایک فہرست اس ملک کے شہرون کی تیار کرائی اور اندلس کے پانچ صوبے مقرر کیے پہلے صوبہ کا نام اندلوسیہ رکہا اس صوبہ کے مشہور شہر یہہ تہے قرطبہ قرمونہ۔ اشبیلیہ۔ شذونہ۔ ملقون۔ البیرہ۔ جیان۔ دوسرا صوبہ طلیطلہ تہا اس مین جو شہر مشہور تہے وہ ذیل مین درج ہین طلیطلہ۔ اوبیدہ۔ بلسیہ۔ مرسیہ۔ دینیہ بلنسیہ وغیرہ۔ تیسرا صوبہ مریدۃ تہا یہہ بیشتر صوبہ جلیقیہ کے نام سے مشہور تہا اس کے مشہور شہرون مین مریدۃ۔ بجیتہ۔ لشبونہ۔ سلامنیکا وغیرہ گنے جاتے تہے۔ چوتہا صوبہ سرقسطہ تہا اس کے مشہور شہر حسب ذیل ہین: سرقسطہ۔ ترکونہ۔ برشلونہ لریدۃ وغیرہ۔ پانچوان صوبہ اربونیہ یہہ صوبہ سرزمین فرانس مین واقع تہا۔

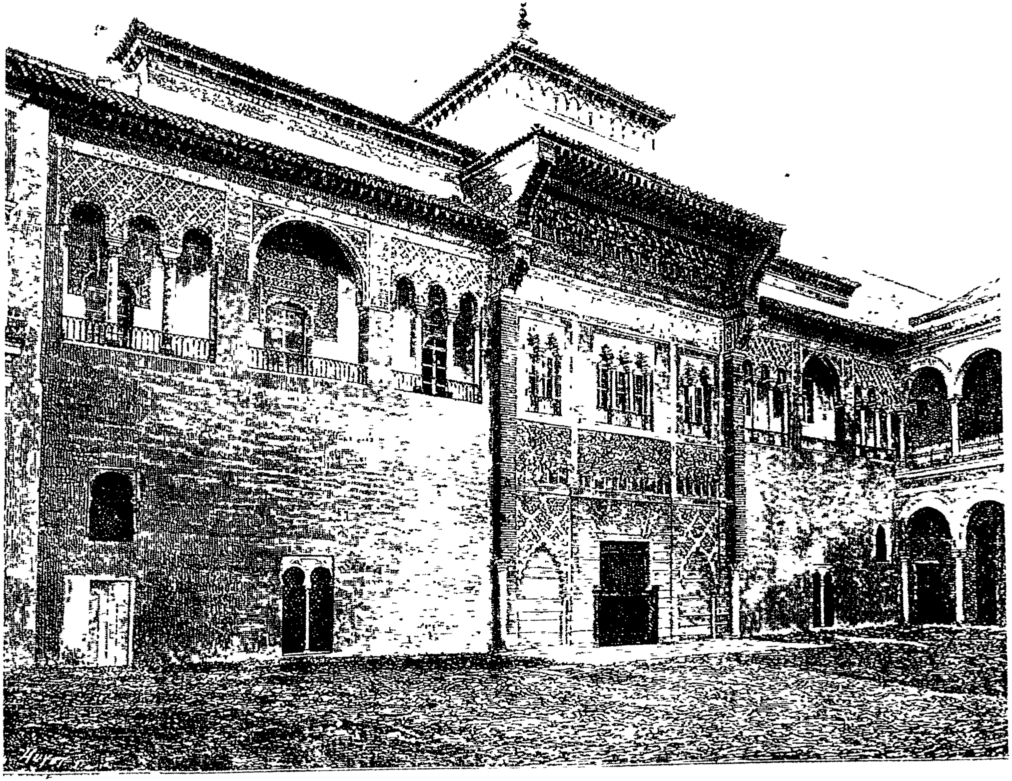

اشبیلیہ کی القصر کار وکار

خلیفہ مروان ابن محمد کے عہد حکومت مین بنی عباسیہ نے اس خاندان کو کمزور پا کر ملک شام مین بغاوت شروع کر دی خلیفہ یزید او مروان کے زمانہ حکومت مین ظلم اور زیادتی نے اس قدر ترقی پائی تہی کہ زمین مشرق کی تمام رعایا اس خاندان سے بددل ہو گئی ہتی صرف ایک سہارے کا انتظار تہا بنی عباسیہ پہلے ہی سے اس موقع کے منتظر تہے اونہون نے فوراً بغاوت کا نشان بلند کر دیا اور بنی امیہ کو متواتر شکستین دین۔ جب اس انقلاب عظیم کی خبر ملک اندلس مین مشتہر ہوئی تو بعض ہواخواہان بنی عباسیہ نے اس ملک مین بہی بغاوت شروع کر دی جن مین الظہری اور ابن حاتم بہی شریک تہے۔ ان امرای جلیل القدر نے اپنے ارادون مین اس قدر کامیابی حاصل کی کہ شہر سرقسطہ کا محاصرہ کر لیا ابوالجوشن نے امیر یوسف سے مدد طلب کی لیکن اس نے مدد دینے سے انکار کر دیا۔

ابوالجوشن کی خوش قسمتی سے بنی قیس نے اس کی مدد واعانت کی اور بہت کچھ کشت وخون کے بعد اسے قید محاصرہ سے رہا کر دیا۔ مگر شہر سرقسطہ الظہری کے قبضہ مین رہا اور آخر کار امیر یوسف کے ہاتہ سے قتل ہوا۔

باب پنجم

بنی عباسیہ کی کامیابی - سلطنت امیہ کا خاتمہ - مروان کے انتقال کے بعد
عبدالرحمن ابن معاویہ کا فرار ہو جانا - اس کا تعاقب کیا جانا - اس کا مغرب الاقصی
مین داخل ہونا بدر کو اندلس روانہ کرنا - اس کے طرفدارون کی کامیابی عبدالرحمن کا اندلس روانہ ہونا
امیر یوسف کی تیاری عبدالرحمن کا جانب قرطبہ جانا جنگ مصارۃ - آپکی کامیابی امیر یوسف کا تعاقب اور گرفتاری

مروان ابن محمد کے زمانۂ حکومت مین ابوالعباس عبداللہ نے بغاوت اختیار کی اور اپنی جمعیت کے ہمراہ خلیفہ کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا شام کی عایا خلیفہ یزید اور مروان کے ظلم و ستم سے عاجز اور بد دل ہو گئی تھی - اہل کوفہ نے ابوالعباس کی اطاعت اور فرمانبرداری قبول کر لی تھی اور سلطنت کا اسے حقدار سمجھکر بغاوت پر آمادہ ہو گئے تھے خلیفہ نے سلطنت کی حفاظت کیلئے فوج جمع کر کے بنی عباس کے مقابلہ کے لیئے روانہ کی لیکن آخر کو فتح و نصرت بنی عباس ہی کو نصیب ہوئی ابوالعباس مروان کی فوج کو متواتر شکستین دیتا ہوا شہر دمشق کے پایۂ تخت مین داخل ہو گیا خلیفہ مروان نے مصر کا عزم کیا لیکن قبل اس کے کہ مصر مین

داخل ہوا ابو العباس کے بہائی صالح نے اس کو شہر نصیر مین گرفتار کرلیا مروان جمادی الثانی سنہ ۱۳۲ھ م سنہ ۷۵۰ء مین قتل ہوا سلطنت بنی امیہ کا اسی سنہ مین خاتمہ ہوا اور دور خلافت عباسیہ شروع ہوا۔ ہمیشہ قابل آدمی ہی ہر قوم مین عام اس سے کہ وہ جاہل ہو یا مہذب اوس قوم پر قابض و متصرف ہوا کرتا ہے۔ زمانہ قدیم مین بخیال حفظ ماتقدم بقای سلطنت اور استحکام اساس حکومت کی غرض سے یہہ لازم سمجھا جاتا تہا کہ جب کوئی بادشاہ تخت نشین ہوتا تہا تو کل دعوی داران ریاست کو عام اس سے کہ وہ یگانہ ہون یا بیگانہ موافق ہون یا مخالف اون کے نقش ہستی کو صفحہ دنیا سے مٹا دیتا تہا۔ تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب بہی اسی طرح کے پابند تہے۔ چنانچہ جب بنی عباسیہ نے تاج اور تخت حاصل کیا تو تمام ممالک محروسہ مین جاسوسون کو یہہ حکم دیا کہ بنی امیہ کے خاندان کا ایک شخص بہی زندہ نہ رہنے پائے۔ جہان کہین اس خاندان کا آدمی نظر آتا تہا وہ نہایت بے رحمی سے قتل کیا جاتا تہا

الحاصل جب سلطنت بنی امیہ ختم ہوگئی اور بنی عباس اس خاندان کو تباہ و برباد کرنے لگے تو اون مین سے ایک نوجوان جس کی عمر تیس سال سے زیادہ نہ تہی اور نام اوس کا عبد الرحمن بن معاویہ تہا کسی ترکیب سے اپنے دشمنون کی نگاہ بچا کر بہاگ نکلا اور اپنی بی بی اور لڑکے کے ساتہہ دریای فراط کے قریب ایک خطرناک

جنگل مین پناہ گزین ہوا **افریقہ** مین پہونچنے کے قبل جو مشکلین اور واقعات اس کو اس سفر مین پیش آئے اون کی نسبت ہم خاص **عبد الرحمٰن** کی تقریر کو حسب ذیل تحریر کرتے ہین۔

"ایک روز مین اپنے خیمہ مین بیٹھا ہوا تہا۔ پانی زور سے برس رہا تہا کہ میرا بیٹا **سلیمان** جس کی عمر چار سال کی تہی خیمہ کے باہر میرے سامنے کہیل رہا تہا چیخین مارتا ہوا اندر آیا اور میرے سینہ سے لپٹ گیا مین نے اوسے علیحدہ کرنا چاہا لیکن اوس پر اس قدر خوف طاری تہا کہ وہ مجھ سے کسی طرح جدا نہ ہوا تھوڑی دیر کے بعد مین اپنے خیمہ سے باہر نکلا تو قریب کے قصبون سے شور وغل کی آوازین مین نے سنین اور لوگون کو پریشان حال چارون طرف بہاگتے ہوئے دیکہا۔ جب مین آگے بڑہا تو **بنی عباس** کے پہریرے ہوا مین اوڑتے ہوئے نظر آئے مین نے آگے بڑہنے کا ارادہ کیا کہ اتنے مین میرا چھوٹا بہائی دوڑتا ہوا آیا اور کہا کہ ای بہائی یہان سے بہاگو **بنی عباس** کے پہریرے بہت ہی قریب آپہونچے ہین۔ یہہ سنتے ہی مین خیمے مین واپس آیا اور کچھہ دینار لیکر بیٹے اور بہائی کے ہمراہ وہان سے روانہ ہوا جب مین اپنے خیمہ سے باہر نکلا تو سوارون نے خیمہ کو گہیر لیا اور آدمیون نے اندر جاکر خوب ڈہونڈہا مگر کوئی نہ ملا۔ یہہ لوگ باہر نکل آئے اور تہوڑی دیر کے بعد قصبہ سے کوچ کر گئے مگر ہم تینون

ادہی ایک محفوظ مقام پر ٹہرے اسی اثنا دین بدر میرا غلام ایک اجنبی شخص کے ہمراہ میرے
پاس آیا یہہ اجنبی دریا اور اس سرزمین سے خوب واقف تہا مین نے اوس کے لیئے
گھوڑا اور نفیس پوشاک خریدنے کا حکم دیا پہر معلوم ہوا کہ یہہ دشمنون کا جاسوس ہے
ہم تہوڑی دور تک اوس کے ساتہہ گئے تہے کہ پہر اونہین سوارون کو اپنی جانب
بہت تیزی کے ساتہہ بڑہتے ہوئے دیکہا ہم بہاگتے تہے اور خدا سے دعائین
مانگتے تہے کہ دریا کے کنارے ان سے پہلے ہم پہونچ جائین۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا
ہم جب دریا مین تیرتے ہوئے چلے تو اونہون نے لب دریا پہونچکر ہم سے کہا کہ تم
باہر نکل آؤ ہم تمہین کسی قسم کا نقصان نہ پہونچائین گے لیکن مین نے ایک نہ سنی اور ہمراہیون کے
ہمراہ تیرتا ہوا چلا تاکہ پار پہونچ جاؤن مجہے تیرنے مین کمال حاصل تہا مین نے
اپنے لڑکے کو اور بدر نے میرے بہائی کو کاندہے پر چڑہا لیا۔ ہنوز وسط دریا
تک نہ پہونچے تہے کہ میرے بہائی کو خوف و اضطرار ازحد پیدا ہوا اور ظاہر ہوتا تہا کہ
اگر وہ آگے بڑہا تو ڈوب جائے گا۔ مین یہہ حالت دیکہکر اوس کے پاس آیا اور
بہت کچہہ سمجہایا لیکن وہ آگے نہ بڑہا۔ چونکہ اوس کی قضا سر پر کہیلتی تہی دشمنون کی جانب
واپس ہوا مین بمشکل تمام دریا کے پار ہوا تو پہر کر کیا دیکہتا ہون کہ ظالمون نے کنارے
سے کچہہ فاصلے پر میرے بہائی کو قتل کر ڈالا اوس کی عمر تیرہ (۱۳) برس کی تہی

دشمنون نے لاش کو وہین ڈال دیا صرف سر لے گئے جن آدمیون نے میرا ساتھہ دیا تھا وہ بہی جدا ہو گئے اس وحشت ناک واقعہ کا اثر میرے دل پر اس قدر ہوا کہ مین بہر بہاگا اور جنگل کی جہاڑی مین چہپ رہا۔ چند روز کے بعد دشمنون نے میرا تعاقب چہوڑ دیا اور مین افریقیہ کی طرف روانہ ہوا"

عبدالرحمن بڑی مشکل سے افریقیہ پہونچا وہان اپنے غلام بدر اور سالم اور اپنی بہن ام الاسباغ سے ملاقات کی لیکن اس ملک مین بہی اسے آرام نصیب نہ ہوا عبدالرحمن ابن حبیب الفہری والی افریقیہ نے بنی عباس کی کامیابی کی خبر سن کر بنی امیہ پر اس ملک مین بہی ظلم و ستم شروع کیا۔

عبدالرحمن بن معاویہ کو جب یہہ معلوم ہو گیا کہ یہان بہی میرا رہنا مناسب نہین تو اپنے متعلقین کے ہمراہ بنی رستم کے پاس فروکش ہوا یہہ شخص قبیلہ بربر کا تہا۔ یہان سے اندلس کے حالات دریافت کرنے لگا اس کو معلوم ہوا کہ یہان اس کے خاندان کے لوگ موجود ہین اس نے اپنے غلام بدر کی معرفت ابو عثمان عبیداللہ ابن عثمان اور عبداللہ ابن خالد کو جو عہد سلطنت بنی امیہ مین علم برداری کے عہدہ پر مامور تہے اور باوقعت سمجہے جاتے تہے خطوط روانہ کئے جن مین وہ احسانات و مراعات درج تہے جو خلفائی بنی امیہ نے بنی عباس کے ساتہ

کیے تہے۔ اوس کے بعد عبد الرحمن نے اپنے حقوق سلطنت کا اظہار
کیا تہا اور اون سے دریافت کیا تہا کہ آیا وہ ایسے نازک وقت مین ہماری مدد
و اعانت کرنے پر آمادہ ہین یا نہین اور جن امور پر اونکی کامیابیان منحصر تہین اون کا
تذکرہ ہی کیا تہا اور یہہ بہی یقین دلایا تہا کہ آج کل اہل یمن اور بنی مضر مین نزاع پہیلی ہوئی
ہے اور یہہ آپس کی خانہ جنگیون مین مصروف ہین اگر تم ہماری مدد کروگے تو ہم
کامیاب ہو جائینگے ابو عثمان نے مدد دینے کا وعدہ کرلیا۔ یہہ خط اوس کو
اوس وقت ملا کہ جب یہہ حسب الحکم امیر یوسف والی اندلس شہر قسطہ کو جسین
الظہری نے ابن حاتم کو محصور کرلیا تہا جانے کی تیاری کر رہا تہا اور باوجود وعدہ
مذکورہ ابو عثمان نے والی کے حکم کی تعمیل مناسب خیال کی اثناء راہ مین اس نے
اپنے داماد عبد اللہ ابن خالد سے مشورہ کیا اور بعد مباحثہ یہہ رائے قرار پائی کہ
عبد الرحمن کے ارادون سے ابن حاتم کو بہی مطلع کرنا چاہیئے عجب نہین کہ وہ
اپنے ذاتی فائدہ کے خیال سے ہمارا شریک ہو جائے چنانچہ ابو عثمان نے اوس
سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا ہنوز اس نے گفتگو ختم نہ کی تہی کہ ابو جوشن نے امیر یوسف
کی شکایت کی اور بیان کیا کہ مین تمہاری مدد کے لیئے موجود ہون عبد الرحمن کو
یہان آنے کا مشورہ دو مین اندلس مین داخل ہوتے ہی امیر یوسف کو اس

امر پر آمادہ کرون گا کہ وہ عبدالرحمن کو شاہانہ استقبال سے شہر مین لائے اور اپنی بیٹی کا نکاح اوس سے کردے اگر امیر اس پر راضی ہو گیا تو بغیر کشت و خون تمہارا مطلب نکل آئے گا اور اگر وہ راضی نہوا تو اوسے عہدۂ حکومت سے جدا کر کے تمہارے دوست کو خلیفہ بنائین گے۔ اس قرارداد کے بعد **ابوالجوشن** صوبہ **طلیطلہ** کو روانہ ہوا **ابوعثمان** اور **عبداللہ ابن خالد** شہر **البیرہ** کو واپس آئے اس شہر کی رعایا اور شام کی فوج اور امرا جو اس امیر کے ماتحت تھے اس راز سے واقف ہو گئے تھے اور اس کی مدد و اعانت کرنے پر آمادہ ہو چکے تھے رفتہ رفتہ یہ خبر شہر کے اطراف و اکناف مین بھی شائع ہونے لگی جس سے عوام الناس کے خیالات دریافت کرنے کا موقع بھی ملا چونکہ اوس زمانہ کے سخت قحط سے رعایا حیران و پریشان ہو رہی تھی۔ تھوڑی سی داد و دہش نے اوس کو ہموار کر لیا۔

بعض مورخین اس واقعہ کو بہ تبدیل مضمون یون تحریر کرتے ہین کہ **ابن حاتم** نے پہلے مدد دینے کا وعدہ کر لیا پھر اپنی رائے سابقہ بدل دی اور ان امیرون سے صاف کہدیا کہ مین **امیر یوسف** کے طرز حکومت سے خوش ہون مین نہین پسند کرتا کہ دوسرا شخص اوس عہدہ پر مقرر کیا جائے مین تم کو مطلع کرتا ہون کہ تم اگر اون خیالات سے جو تم نے دل مین جمائے ہین باز نہ آئے تو مجکو مجبوراً دوسری تدبیرون سے تمہین روکنا

پڑیگا جب ابو عثمان اور اوس کے ہمراہیون نے دیکھا کہ بنی مضر او بنی
قیس مدد دینے پر آمادہ ہین تو اونھون نے ان قبیلون کو اہل یمن سے لڑانا
شروع کیا اور ایک جہاز خرید کر بدر کو گیارہ آدمیون کے ہمراہ افریقیہ روانہ کیا کہ
وہ عبد الرحمن کو یہان کے واقعات سے اطلاع کر دے اور اندلس مین داخل
ہونے کے لیئے اوسے تیار رکہے عبد الرحمن۔ بدر اور تمام ابن علقمہ
سے اپنی کامیابی کی خوشخبری سنتے ہی اندلس کی طرف روانہ ہوا اور ربیع الاول
یا ربیع الآخر ۱۳۸ھ مین بندر المنقاب صوبہ البیرۃ مین جہاز سے اوترا اس کے
استقبال کے لیئے ابو عثمان اور ابو خالد اور یوسف ابن بخت اور
ابو عبیدہ حسین ابن مالک الکلبی اور دوسرے امراء بنی امیہ کے لب دریا
موجود تھے یہان سے یہہ سب ابو عثمان کے مکان پر گئے اوس نے پہلے ہی
کامیابی کا پورا بندوبست کر لیا تھا عبد الرحمن کے پہونچتے ہی عوام الناس کو مدد
و اعانت کرنے پر آمادہ کرنے لگا۔ چنانچہ جب یہہ اندلس مین پہونچا اوس کے سات
مہینے کے بعد قرطبہ پایہ تخت اندلس مین داخل ہوا جس کا ذکر من بعد کیا جائیگا
اودھر عبد الرحمن اور اوس کے ہمراہی فوج کی فراہمی اور درستی مین مصروف تھے
جس کی تعداد روز بروز بڑہتی جاتی تہی ادہر یوسف الفہری صوبہ ارغون مین

باغیون کے مقابلے مین خیمہ زن تہا عبد الرحمن کے آنے کی خبر سنتے ہی
باغیون سے مقابل ہوگیا اس مین پوری کامیابی حاصل ہوئی پہر یہان سے طلیطلہ
کی طرف بسرعت تمام روانہ ہوا طلیطلہ پہونچتے ہی امیر نے اون قیدیون کو جنمین
بعض مشہور اہل قریش کے امرا بہی تہے خلاف وعدہ قتل کرنے کا حکم دیدیا
اوس کا یہہ فعل دوسرے امراء کو ناگوار گزرا اور یہہ اس کی وعدہ خلافی سے اس قدر
بددل ہوگئے کہ رات ہی کو اپنی اپنی فوج کے ہمراہ عبد الرحمن سے ملنے کے لیئے
روانہ ہوئے امیر یوسف کو یہہ خبر اوس وقت پہونچی کہ جب وہان پر بجز چند امرائے
بنی قیس کے جو ابو الجوشن سے ایک تعلق خاص رکہتے تہے دوسرا شخص موجود نہتا
امیر نے ابن حاتم سے رائی طلب کی اس نے بیان کیا کہ بہتر ہوگا کہ
آگے بڑہنے کے عوض ہم عبد الرحمن کو اپنی طرف آنے دین اور یہین اوس کا
مقابلہ کرین امیر یوسف نے اس رائی سے اختلاف کیا اور کہا کہ مقابلے سے
پہلے قرطبہ مین داخل ہوکر فوج کا درست کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے چنانچہ یوسف
ابن حاتم کے خلاف مشورہ قرطبہ روانہ ہوا۔ ادہر عبد الرحمن نے بہی اپنا
وقت بیکار صرف نہ کیا تہا۔ سات سو سوارون کے ہمراہ ریتہ کی جانب روانہ ہوا
یہانکی رعایا اس کی مدد اور اعانت پر آمادہ ہوگئی حاکم شہر عیسیٰ ابن مساود نے

بحلف اطاعت قبول کرلی یہان سے عبدالرحمن شذونہ اور رموروہوتا ہوا شہر اشبیلیہ مین داخل ہوا۔ ان شہرون کے حاکم عتاب ابن علقمہ اور ابوالصبا ابن یحیی سردار اہل یمن بہی باظہار اطاعت وفرمانبرداری اپنی اپنی فوج کے ہمراہ اس کے لشکر مین شامل ہوگئے عبدالرحمن نے تمام فوجی افسرون کو جمع کرکے آگے بڑہنے کے متعلق مشورہ کیا۔ سب نے قرطبہ پر حملہ کرنے کی رائے دی عبدالرحمن نے اوس کے مطابق شہر قرطبہ پر یورش کی امیر یوسف بہی اس کے مقابلے کے لیئے شہر سے باہر نکلا۔ دونون فوجین وادی الکبیر کے متصل میدان مصارہ مین ایک دوسرے کے مقابل خیمہ زن ہوئین۔ قحط نے عبدالرحمن کی فوج کو پریشان کررکہا تہا اور یہہ ان کے دلون کے بڑہانے کی کوشش کررہا تہا کہ دفعتاً امیر یوسف نے پیام صلح بہیجا چونکہ عیدالضحی مین صرف دو ہی روز باقی تہے اس نے دو روز کی مہلت حاصل کرکے اسی قلیل عرصے مین فوج درست کرلی۔ جمعہ کے روز ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۸ھ ۱۴ مئی ۷۵۶ء مین اس نے صبحدم امیر یوسف کی فوج پر حملہ کیا دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ اگرچہ امیر یوسف اور ابوالجوشن نے کمال دلیری سے دشمن کا مقابلہ کیا لیکن کامیابی عبدالرحمن ہی کو نصیب ہوئی۔ اس لڑائی مین امیر یوسف کا بیٹا عبدالرحمن اور دوسرے امرا جنہون نے امیر یوسف کا

ساتھہ اس جنگ مین دیا تہا گرفتار ہوگئے۔ ابن حاتم۔ ابوالجوشن۔ یوسف الفہری
بچکر نکل گئے **ابن حاتم** شہر **مریدۃ** مین اور یوسف الفہری صوبہ جیان مین پناہ گزین ہوا
اس جنگ کے ختم ہوتے ہی **امیر ابوالصبا** نے فوج کی طرف مخاطب
ہوکر حسب ذیل تقریر کی "اے ہموطنون آج اللہ تعالی نے ہم کو یہہ عظیم الشان فتح عطا
فرمائی ہے۔ امیر یوسف اور ابن حاتم مین اب اتنی جرائت نہین ہے کہ وہ دوبارہ ہم سے
مقابلہ کرین اس موقع کو ہاتہہ سے ندینا چاہیئے۔ مین مناسب خیال کرتا ہون کہ اس
نوجوان افسر یعنی **عبدالرحمن بن معاویہ** کو فوراً قتل کرڈالو اور اتنے آدمیون مین سے
جس کو تم پسند کرو اوسے اس ملک کا حاکم مقرر کردو" **ابوالصبا** کی اس تقریر کو افسر
اور فوج دونون نے سنا لیکن کسی نے اس کا جواب ندیا بلکہ اس تقریر سے عبدالرحمن
کو مطلع کیا **ابوالصبا** ایک سال کے بعد **عبدالرحمن** کے حکم سے قتل کیا گیا پہر
عبدالرحمن یہان سے دارالسلطنت **قرطبہ** کی جانب روانہ ہوا۔ شہر مین داخل
ہونے کے بعد یہہ حکم دیدیا کہ جو شخص ہماری اطاعت کرے گا اوس کی خطا معاف کردونگا
اس مدبرانہ برتاؤ نے **عبدالرحمن** کو چند ہی روز مین ہر دل عزیز بنا دیا۔ حتے کہ
اس ملک کے بڑے بڑے شہرون کے حاکمون نے اس کی اطاعت قبول کرلی
امیر یوسف اور **ابن حاتم** نے اپنی منتشر فوج کو از سر نو جمع کیا اور ایک بار پہر مقابلہ

کے لیے شہر قرطبہ روانہ ہوئے لیکن بمقتضای وقت عبدالرحمن سے صلح کرنی مناسب سمجھی چنانچہ حسب معاہدہ امیر عبدالرحمن نے امیر یوسف اور ابن ابوالجوشن کی خطائین معاف کردین صلح نامہ کے شرائط یہہ تھے کہ یہہ دونون قرطبہ مین سکونت اختیار کرین اور ہر روز ایک مرتبہ عبدالرحمن کو اپنی صورت دکہاجایاکرین - یہہ معاہدہ ۱۳۹ھ م ۷۵۶ء مین منعقد ہوا اور اوسی سنہ سے خلافت اندلس شروع ہوئی جوکچہہ تعلقات دمشق سے تہے وہ بالکل اب منقطع ہوگئے اس پچاس برس کی خانہ جنگی اور بدانتظامی سے اہل اندلس کو یقین ہوگیا تہا کہ جبتک ملک سلطنت شام کے زیر حکومت رہیگا یہی خرابیان روز بروز بڑہتی جائینگی اندلس سے دمشق تک کئی مہینے کی راہ تہی خلیفہ کے احکام کا پہلے تو یہان پہونچنا ہی مشکل تہا اور اگر پہونچتے بہی تہے تو خودغرض حکام اون کی تعمیل نہین کرتے تہے اور بلالحاظ حقوق و انصاف رعایا کو اپنے احکام کی پابندی پر مجبور کرتے تہے ہر صوبہ دار خودسری کا دعوی کرتا تہا اور جو والی منجانب خلیفہ مقرر ہوتا تہا اوس سے یہہ بغاوت کیا کرتے تہے انہین وجوہ سے اہل اندلس نے عبدالرحمن بن معاویہ کا ساتہہ دیا اور اوس کی اطاعت اور فرمانبرداری فوراً قبول کرلی -

سلطنت بنی امیہ کے زمانہ حکومت مین بائیس۲۲ امیر اندلس پر مامور ہوئے جنکے نام اور مدت حکومت ذیل مین درج ہے

شمار	نام والی	مدت حکومت	کیفیت
۱	طارق ابن زیاد	شوال سنہ ۹۲ھ م جولائی ۷۱۱ء لغایۃ جمادی الاولیٰ سنہ ۹۳ھ م مارچ ۷۱۲ء	
۲	موسیٰ ابن نصیر	جمادی الاولیٰ سنہ ۹۳ھ م ۷۱۲ء لغایۃ ذی الحجہ سنہ ۹۵ھ م ۷۱۴ء	
۳	عبدالعزیز ابن موسیٰ ابن نصیر	ذی الحجہ سنہ ۹۵ھ مطابق ۷۱۴ء لغایۃ ذی الحجہ سنہ ۹۷ھ م ۷۱۶ء	
۴	ایوب بن حبیب اللخمی	ذی الحجہ سنہ ۹۷ھ م ۷۱۶ء لغایۃ ذی الحجہ سنہ ۹۸ھ مطابق ۷۱۷ء	بغیر حکم خلیفہ منجانب فوج حاکم ہوا تھا
۵	الحر بن عبدالرحمٰن الثقفی	ذی الحجہ سنہ ۹۸ھ م ۷۱۷ء لغایۃ رمضان سنہ ۱۰۰ھ مطابق ۷۱۹ء	
۶	السمح بن مالک القولانی	رمضان سنہ ۱۰۰ھ م ۷۱۹ء لغایۃ ذی الحجہ سنہ ۱۰۲ھ مطابق ۷۲۱ء	
۷	عبدالرحمٰن بن عبداللہ الغافقی	ذی الحجہ سنہ ۱۰۲ھ م ۷۲۱ء لغایۃ صفر سنہ ۱۰۳ھ مطابق ۷۲۱ء	بغیر حکم خلیفہ منجانب فوج حاکم مقرر ہوا
۸	عنبسہ بن سحیم الکلبی	صفر سنہ ۱۰۳ھ م ۷۲۱ء لغایۃ شعبان سنہ ۱۰۷ھ مطابق ۷۲۶ء	
۹	عذرہ بن عبداللہ الفہری	شعبان سنہ ۱۰۷ھ م ۷۲۶ء لغایۃ شوال سنہ ۱۰۷ھ مطابق ۷۲۶ء	بغیر حکم خلیفہ منجانب فوج مقرر ہوا
۱۰	یحییٰ ابن سلمۃ الکلبی	شوال سنہ ۱۰۷ھ م ۷۲۶ء لغایۃ ربیع الثانی سنہ ۱۰۸ھ م ۷۲۶ء	
۱۱	عثمان ابن ابی عبیدہ	ربیع الثانی سنہ ۱۰۸ھ م ۷۲۶ء لغایۃ شعبان سنہ ۱۰۹ھ م ۷۲۷ء	اس کا انتخاب فوج نے کیا
۱۲	عثمان ابن ابی نصع الخثعمی	شعبان سنہ ۱۰۹ھ م ۷۲۷ء لغایۃ ربیع الاول سنہ ۱۱۰ھ م ۷۲۸ء	
۱۳	حذیفہ بن الاحوص القیسی	ربیع الاول سنہ ۱۱۰ھ م ۷۲۸ء لغایۃ محرم سنہ ۱۱۱ھ م ۷۲۹ء	
۱۴	الہیثم بن عبد الکلابی	محرم سنہ ۱۱۱ھ م ۷۲۹ء لغایۃ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۱۳ھ م ۷۳۱ء	

شمار	نام والی	مدت حکومت	کیفیت
۱۵	محمد بن عبداللہ الاشجعی	جمادی الاولیٰ سنہ ۱۱۳ھ م سنہ ۷۳۱ء لغایۃ شعبان سنہ ۱۱۳ھ م سنہ ۷۳۱ء	
۱۶	عبدالرحمن بن عبداللہ الغافقی	شعبان سنہ ۱۱۳ھ م سنہ ۷۳۱ء لغایۃ رمضان سنہ ۱۱۴ھ م سنہ ۷۳۲ء	دوسری بار بحکم خلیفہ حاکم مقرر ہوا
۱۷	عبدالملک بن القطن الفہری	رمضان سنہ ۱۱۴ھ م سنہ ۷۳۲ء لغایۃ رمضان سنہ ۱۱۶ھ م سنہ ۷۳۴ء	
۱۸	عقبیٰ بن الحجاج	رمضان سنہ ۱۱۶ھ م سنہ ۷۳۴ء لغایۃ صفر سنہ ۱۲۳ھ مطابق سنہ ۷۴۰ء	
۱۹	عبدالملک بن القطن الفہری	صفر سنہ ۱۲۳ھ م سنہ ۷۴۰ء لغایۃ ذیقعدہ سنہ ۱۲۳ھ م سنہ ۷۴۱ء	دوسری بار بانتخاب فوج حاکم مقرر ہوا
۲۰	بلج ابن بشر العیاض القشیری	ذیقعدہ سنہ ۱۲۳ھ م سنہ ۷۴۱ء لغایۃ شوال سنہ ۱۲۴ھ مطابق سنہ ۷۴۲ء	بانتخاب فوج حاکم مقرر ہوا
۲۱	ثعلبہ بن سلامۃ العاملی	شوال سنہ ۱۲۴ھ م سنہ ۷۴۲ء لغایۃ رجب سنہ ۱۲۵ھ مطابق سنہ ۷۴۳ء	بانتخاب فوج حاکم مقرر ہوا۔
۲۲	ابو الخطاب ابن ضرار الکلبی	رجب سنہ ۱۲۵ھ م سنہ ۷۴۳ء لغایۃ رجب سنہ ۱۲۷ھ مطابق سنہ ۷۴۵ء	
۲۳	ثوابہ بن سلامۃ الجذامی	رجب سنہ ۱۲۷ھ م سنہ ۷۴۵ء لغایۃ ربیع الثانی سنہ ۱۲۹ھ م سنہ ۷۴۷ء	اولا بانتخاب فوج حاکم مقرر ہوا لیکن چند روز بعد خلیفہ نے اس کی ناموری کو منظور کر لیا۔
۲۴	یوسف بن عبدالرحمن الفہری	ربیع الثانی سنہ ۱۲۹ھ م سنہ ۷۴۷ء لغایۃ ذیحجہ سنہ ۱۳۸ھ م سنہ ۷۵۶ء	یہ آخر حاکم منجانب خلیفہ شام مقرر ہوا

(خلفای بنی امیہ جن کے زمانہ مین ملک اندلس فتح ہوا اونکے نام حسب ذیل ہین)

شمار	نام	مدت حکومت	کیفیت
۱	ولید بن عبدالملک بن مروان	....	معاویہ بن سفیان کے زمانہ سے تا این دم نہایت بے ادبی سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نام لیا جاتا تہا اس خلیفہ نے عہد حکومت مین موقوف کر دیا
۲	سلیمان ابن عبدالملک		
۳	عمر بن ابن عبدالعزیز		
۴	یزید ابن عبدالملک		
۵	ہشام بن عبدالملک		

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار

جلد دوم

خلافت اندلس

یعنی

ملک اسپین میں عربوں کی ہشت صد سالہ حکومت

تصنیف عالی جناب نواب ذوالقدر جنگ بہادر ایم اے بیرسٹرایٹ لا

ناظم اول صوبہ داری بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مترجم کتاب گیاولی علم سیاست

باہتمام محمد قاسم

قاسم پریس حیدرآباد دکن میں رونق طبع پائی

جملہ حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہیں

فہرست خلفائی بنی امیہ

نمبر شمار	نام والی	مدت حکومت	کیفیت
۱	عبدالرحمن اول الداخل	ذیحجہ سنہ ۱۳۸ھ م سنہ ۷۵۶ء لغایتہ جمادی الاخری سنہ ۱۷۲ھ م سنہ ۷۸۸ء	۷۸۸ء
۲	ہشام اول۔	جمادی الاخری سنہ ۱۷۲ھ م سنہ ۷۸۸ء لغایتہ صفر سنہ ۱۸۰ھ م سنہ ۷۹۶ء	
۳	الحکم۔	صفر سنہ ۱۸۰ھ م سنہ ۷۹۶ء لغایتہ ذی حجہ سنہ ۲۰۶ھ مطابق سنہ ۸۲۲ء	
۴	عبدالرحمن ثانی	ذی حجہ سنہ ۲۰۶ھ م سنہ ۸۲۲ء لغایتہ ربیع الثانی سنہ ۲۳۸ھ م سنہ ۸۵۲ء	
۵	محمد اول	ربیع الثانی سنہ ۲۳۸ھ م سنہ ۸۵۲ء لغایتہ صفر سنہ ۲۷۳ھ م سنہ ۸۸۶ء	
۶	المنذر	صفر سنہ ۲۷۳ھ م سنہ ۸۸۶ء لغایتہ صفر سنہ ۲۷۵ھ م سنہ ۸۸۸ء	
۷	عبداللہ	صفر سنہ ۲۷۵ھ م سنہ ۸۸۸ء لغایتہ صفر سنہ ۳۰۰ھ مطابق سنہ ۹۱۲ء	
۸	عبدالرحمن ثالث	صفر سنہ ۳۰۰ھ م سنہ ۹۱۲ء لغایتہ رمضان سنہ ۳۵۰ھ مطابق سنہ ۹۶۱ء	
۹	الحکم ثانی	رمضان سنہ ۳۵۰ھ م سنہ ۹۶۱ء لغایتہ صفر سنہ ۳۶۶ھ مطابق سنہ ۹۷۶ء	
۱۰	ہشام ثانی	صفر سنہ ۳۶۶ھ مطابق سنہ ۹۷۶ء لغایتہ جمادی الاخری سنہ ۳۹۹ھ م سنہ ۱۰۰۹ء	
۱۱	محمد ثانی (المہدی)	جمادی الاخری سنہ ۳۹۹ھ م سنہ ۱۰۰۹ء لغایتہ ربیع الاول سنہ ۴۰۰ھ م سنہ ۱۰۰۹ء	
۱۲	سلیمان	ربیع الاول سنہ ۴۰۰ھ م سنہ ۱۰۰۹ء لغایتہ شوال سنہ ۴۰۰ھ م سنہ ۱۰۱۰ء	
	محمد ثانی	شوال سنہ ۴۰۰ھ م سنہ ۱۰۱۰ء لغایتہ ذیحجہ سنہ ۴۰۰ھ مطابق سنہ ۱۰۱۰ء	دور ثانی
	ہشام ثانی	ذی حجہ سنہ ۴۰۰ھ مطابق سنہ ۱۰۱۰ء لغایتہ شوال سنہ ۴۰۳ھ م سنہ ۱۰۱۳ء	دور ثانی
	سلیمان	شوال سنہ ۴۰۳ھ مطابق سنہ ۱۰۱۳ء لغایتہ محرم سنہ ۴۰۷ھ م سنہ ۱۰۱۶ء	دور ثانی
۱۳	عبدالرحمن چارم المرتضی	رمضان سنہ ۴۰۸ ہجری لغایت صفر سنہ ۴۰۹ھ م سنہ ۱۰۱۹ء	سلیمان کی بعد علی ابن حمود نی جسکو خاندان بنی امیہ سے کوئی تعلق نہ تہا چندماہ کے واسطے حکومت کی تہی۔
۱۴	عبدالرحمن پنجم المستظہر	رمضان سنہ ۴۱۴ھ لغایتہ ذیقعدہ سنہ ۴۱۴ھ	عبدالرحمن رابع کے بعد القاسم ابن حمود نے جو بنی حمود سے تہا تقریباً پانچ سال حکومت کی تہی۔
۱۵	محمد ثالث المستکفی	ذی قعدہ سنہ ۴۱۴ھ لغایتہ ربیع الاول سنہ ۴۱۶ھ م سنہ ۱۰۲۵ء	
۱۶	ہشام ثالث	ربیع اول سنہ ۴۱۸ھ م سنہ ۱۰۲۷ء لغایتہ سنہ ۴۲۲ھ مطابق سنہ ۱۰۳۱ء	محمد ثالث کے بعد یحیی ابن علی بن حمود نے تقریباً دو سال حکومت کی تہی

فہرست مضامین خلافت اندلس حصہ دوم

	نمبر صفحہ
باب اول	
آغاز خلافت اندلس - بغاوت امیر یوسف الفہری - امیر یوسف اور ابن حاتم ابوالجوشن کا انتقال - ابن مغیث کا حسب الحکم خلیفہ ابوجعفر المنصور اندلس مین داخل ہونا اس کی ناکامیابی اور اس کا قتل - اہل یمن کی بغاوت - المغیرہ عبدالرحمن کے بھتیجے کا قتل - سلطان عبدالرحمن کا ملک شام کی فتح کا قصد کرنا - جنگ فرانس - شارلیمین کا صلح کی درخواست کرنا تعمیر مسجد صافہ عبدالرحمن بن معاویہ کے ذاتی حالات -	۱ تا ۲۳
باب دوم	
ہشام کی تخت نشینی - نجومی سے ملاقات - سلیمان کی بغاوت - فتح اربونیہ اور عیسائیون سے جنگ - تعمیر پل قرطبہ - طرز حکومت - ذاتی حالات -	۲۴ تا ۳۱
باب سوم	
الحکم کی تخت نشینی - اس کے چچا سلیمان اور عبداللہ کی بغاوت - جنگ جبلیقیہ انتقال سلیمان - عیسائیون کے ساتھ جنگ اور اوت کی شکست - قحط عظیم - انتقال - طرز حکومت	۳۲ تا ۴۵
باب چہارم	
عبدالرحمن ثانی کی تخت نشینی - عیسائیون کے ساتھ جنگ - یونان کے سفیر کا قرطبہ آنا -	۴۶ تا ۶۰

	نمبر صفحہ
یحییٰ ابن یحییٰ ابن اللیثی اور عبد الملک ابن حبیب - اندلس کا محاصل - عبد الرحمن کے ذاتی حالات -	
باب پنجم	
سلطان محمد - اور سلطان منذر - اور سلطان عبد اللہ کا یکے بعد دیگرے تخت نشین ہونا - ان کے زمانہ حکومت کے مختصر حالات - عبد الرحمن ثالث کی تخت نشینی - جلیقیہ اور نوار اور البہ پر یلغار عربوں کی شکست - عربوں کی فتح - اہل یورپ اور عبد الرحمن سے بغاوت سلطان کے بیٹے عبد اللہ کا قتل - افریقہ پر یلغار - انتظام ممالک محروسہ عمارات کا شوق اس کا دربار - عبد الرحمن کا انتقال -	۶۱ تا ۱۰۲
باب ششم	
الحکم ثانی کی تخت نشینی - عیسائیوں سے محاربات - اردونی چہارم کا قرطبہ آنا - سفیروں کا قرطبہ آنا - قسطلہ کی شہزادی کا قرطبہ آنا - واقعات افریقیہ - علم کا شوق کتبخانہ - ذاتی حالات اور انتقال -	۱۰۷ تا ۱۳۲
باب ہفتم	
ہشام ثانی کی تخت نشینی - المغیرہ کا قتل - جعفر ابن عثمان المصحفی - المنصور اور اسکی سازشیں - اس کا انتظام مملکت - نصاریٰ کو ساتھ جنگ زیری ابن منادود علم و فن عبد الملک ابن المنصور عبد الرحمن ابن المنصور	۱۳۳ تا ۱۸۱
باب ہشتم	
طوائف الملوکی محمد ابن عبد الجبار المہدی سلیمان سلطان ہشام کا دوبارہ تخت پر بیٹھنا اہل بربر کی بغاوت قتل عام خلیفہ ہشام کا قتل	۱۸۲ تا ۲۱۳

غلط نامہ جلد دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱	۱۲	حیریث	حریث	۲۷	نوٹ کی سطر ۴	حملہ کرنے	حملہ نہ کرنے
۳۱	۱۰	ساٹھہ	سات	۵۱	۱۴	مگر	۰
۵۲	نوٹ کی سطر ۲	کو	کی	۶۰	۱	خوردونوش	خورونوش
۶۸	۱۲	قدرت	قدرت نے	۸۴	۷	الن صرالدین	الناصرلدین
۸۴	۹	سنہ ۲۲۲	سنہ ۳۲۲	"	۱۳	سنہ ۲۲۵	سنہ ۳۲۵
۱۰۸	۱۰	عسیٰ	عیسیٰ	۱۰۹	۱۳	فرڈلنڈ	فردلنڈ
۱۱۰	۱۱	فسادنقض	فسادونقض	۱۲۸	۱۰	مستحفی	مستخفی
۱۲۹	۲	کوہی	کوبھی	۱۴۰	۳	عامرکو	عامر
۱۵۵	نوٹ	سنٹاگو	سنٹیاگو	۱۵۶	نوٹ سطر ۲	سٹ	سنٹ
۱۸۱	۶	رعایاکو	رعایابھی	۱۸۹	۴	ابن عوس	ابن عوس
۱۹۰	۱۵	دیرشوس	دیرشوس سنہ	۱۹۱	نوٹ سطر ۱	مکرر لکھی گئی ہے	۰
۱۹۲	۵	لمبندی	بلبند	۱۹۵	۴	ان سب سے	زیادہ لکھا گیا ہے
۱۹۷	۱۱	واضح اور	زیادہ لکھا گیا ہے	۲۱۰	۱۵	ابن حابوس	ابن حبوس
۲۱۱	۱	البرزی	البرزالی	۲۱۱	۳	علی اورقاسم	علی اورقاسم سنہ ۵

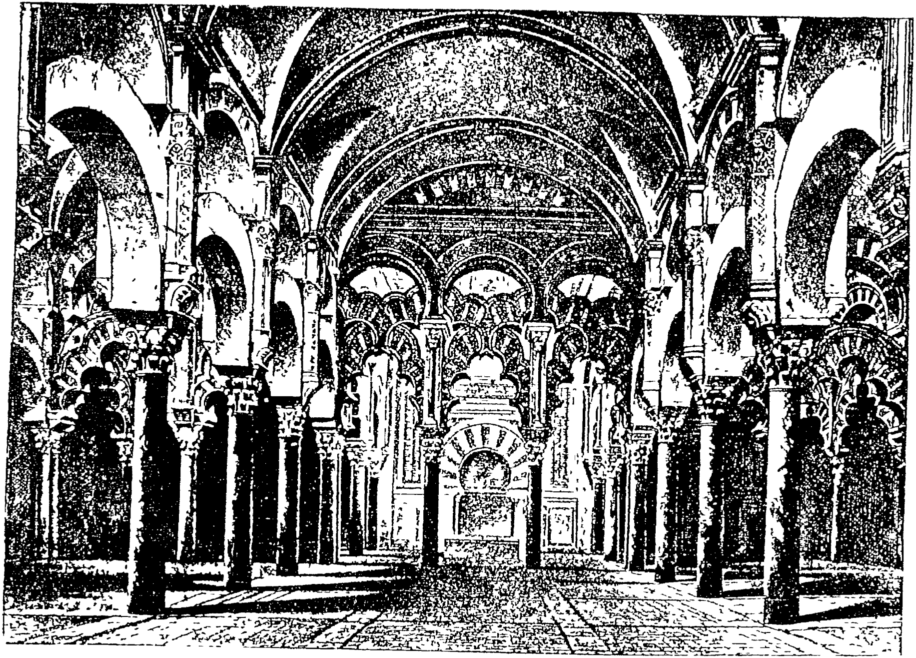

مسجد قرطبہ کا اندرونی حصہ

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

جلد دوم

خلافت اندلس

یعنی

ملک سپین مین عربون کی ہشت صد سالہ حکومت

من تصنیف عالی جناب مستطاب نواب ذوالقدر جنگ بہادر ایم ای بیرسٹر ایٹ لا

ناظم اول فوجداری بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مترجم کتاب مکیاولی علم سیاست

باہتمام محمد قاسم

قاسم پریس حیدرآباد دکن مین رونق طبع پائی

جملہ حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہین

حصہ دوم

باب اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغاز خلافت اندلس۔ بغاوت امیر یوسف الفہری امیر یوسف اور ابن حاتم۔ ابوالجوشن کا انتقال

ابن مغیث کا حسب الحکم خلیفہ ابوجعفر المنصور اندلس میں داخل ہونا اس کی ناکامیابی اور

اس کا قتل۔ اہل یمن کی بغاوت۔ المغیرہ عبدالرحمن کے بھتیجے کا قتل۔ سلطان

عبدالرحمن کا ملک شام کی فتح کا قصد کرنا۔ جنگ فرانس شارلیمین کا صلح کی درخواست کرنا۔

تعمیر مسجد رصافہ۔ عبدالرحمن بن معاویہ کے ذاتی حالات۔

جنگ مصارۃ کے بعد جو ۱۳۸ھ میں مابین یوسف الفہری والی اندلس اور عبدالرحمن بن معاویہ ہوئی تھی جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے عبدالرحمن سریرآرائے

سلطنت ہوا اور اسی سال سے خلافت اندلس جس کو عربون نے تقریباً آٹھہ سو برس
تک اس ملک مین قائم رکھا شروع ہوئی بعد صلح یوسف الفہری اور ابن حاتم
ابوالجوشن نے حسب معاہدہ شہر قرطبہ مین اقامت اختیار کی اور سلطان
عبدالرحمن انصرام سلطنت اور استحکام مملکت کی طرف متوجہ ہوا۔ کئی سال کی
متواتر خانہ جنگیون نے اہل اندلس کو نہایت پریشان اور تباہ حال کر رکھا تھا۔
انتظام کا نام و نشان تک اس ملک مین باقی نہ رہا تھا۔ غریب رعایا کی جانین
قزاقون کی لوٹ مار اور امیرون اور زمیندارون کے ظلم و ستم سے تلف ہو رہی تھین
اس جدید انتظام سے ایک نوع کا اطمینان ہوا اور باستثناء چند امراء بانی فساد و
بد باطن تمام ملک نے بطیب خاطر غاشیہ اطاعت اس کا اپنے دوش پر رکھا۔ اور
خلفائی بنی عباسیہ شکست کہا کر اس ملک کی حکومت سے محروم کر دئے گئے ۱۴۱ھ
مین سلطان کو اطلاع ہوئی کہ یوسف الفہری خلاف معاہدہ قرطبہ سے فرار ہو گیا
ہے اور اب شہر مریدۃ مین بغاوت کی نیت سے فوج فراہم کر رہا ہے سلطان نے
فوراً اپنے ایک تجربہ کار امیر عبدالملک بن عمر بن مروان کو فوج کثیر کے
ساتھہ شہر مریدۃ روانہ کیا اور خود بھی اوس کے عقب مین کچھہ فوج لیکر قلعہ المدور
کی طرف متوجہ ہوا۔ اس طرف یوسف نے بیس ہزار فوج فراہم کر لی تہی۔

یہہ فوج کو لیکر شہر سے باہر نکلا اور عبد الملک کا مقابلہ کیا اس جنگ مین
یوسف ہر قسم کا نقصان عظیم اوٹہاکر اور شکست فاش کہا کر شہر طلیطلہ بہاگ آیا
مگر یہان بہی اپنی جان عزیز کو موت کے پنجے سے نہ بچا سکا - اور عبد اللہ بن
عمر الانصاری کے ہاتہہ سے قتل ہوا - قاتل نے اس امیر کے سر کو
عبد الرحمن کی خدمت مین پیش کیا - اس کامیابی کے بعد سلطانؔ مع
افسران فوج نہایت شان و شوکت سے شہر مریدۃ مین داخل ہوا سلطان ابہی اس
شہر کے انتظام ہی مین مصروف تہا کہ اس کو اپنی پیاری بی بی کی علالت کی خبر
پہونچی - اس نے عبد الملک کو اس صوبہ کا حاکم مقرر کیا اور خود شہر قرطبہ روانہ
ہوا یہان پہونچنے کے چوتہے روز آفتاب سلطنت و حکومت برج حمل سے طلوع
یعنی فرزند دلبند وارث تخت و تاج پیدا ہوا جس کا نام ہشام رکہا گیا اور تمام سلطنت
مین محفلین خوشی و مسرت کی قایم کی گئین - سلطان نے بخیال رفع فساد ابن حاتم
اور یوسف کے لڑکون ابو الاسود محمد الفہمی اور عبد الرحمن کو قید کر دیا

لہ شام اور بغداد مین سلطان کا خطاب امراء عظام کو دیا جاتا تہا اور بوقت عطای خطاب خلیفہ خود اپنے ہاتہہ سے
جس کو خطاب ملتا تہا خلعت پہناتا تہا - اندلس مین عبد الرحمن ثالث کے پہلے لقب سلطان یا امیر مستعمل تہا -
عبد الرحمن سوم نے مستقل طور پر خلیفہ اور امیر المومنین کے القاب اختیار کیے تہے -

اس واقعہ کے چند ہی روز بعد ابن حاتم زہر سے مار ڈالا گیا اور یہہ دونون لڑکے قید سے بہاگ نکلے عبدالرحمن فوراً گرفتار اور قتل ہوا لیکن ابوالاسود محمد ۱۶۹ھ تک سلطان کا مقابلہ کرتا رہا اور بالآخر اپنی موت سے مرگیا۔

سلطان کو ہنوز ان بغاوتون سے فرصت نہ ہوئی تھی کہ خلیفہ ابو جعفر المنصور عباسی نے ۱۴۶ھ مطابق ۷۶۳ء مین اندلس پر فوج کشی کی اور اپنے ایک امیر العلا ابن مغیث الیحصبی کو مع فوج کثیر اندلس روانہ کیا اس امیر نے سرحد پر قدم رکھتے ہی شہر بیجۃ[۱] کو فتح کیا اور رعایا کو اپنی مدد پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ اور خیر خواہان خاندان بنی امیہ کو ہر قسم کی تکلیف اور نقصان پہونچانا شروع کیا۔ سلطان جتنی فوج کہ اس قلیل عرصہ مین فراہم ہو سکتی تہی لیکر شہر مذکور کی جانب راہی ہوا اور شہر اشبیلیہ کے قریب جس کی تسخیر کی نیت سے ابن مغیث آگے بڑہا تہا دونون فوجون کا مقابلہ ہوا اس جنگ مین ابن مغیث مع اپنے افسران فوج گرفتار ہو گیا سلطان نے ان قیدیون کے سر کاٹ کر دمشق اور مکہ بہیجدیئے۔ اوس وقت خلیفہ ابو جعفر حج کی غرض سے مکہ آیا ہوا تہا ایک روز صبح کو دربانون نے خلیفہ کے خیمہ کے سامنے ایک صندوق رکہا ہوا پایا۔ دربانون نے یہہ صندوق خلیفہ

---

[۱] انگریزی مین بیژا کہتے ہین۔

کے ملاحظہ مین پیش کیا۔ جب وہ صندوق کہولا گیا تو خلیفہ نے اوس مین اپنے سپہ سالار
حاکم **افریقیہ** کا سر تراشیدہ رکہا ہوا دیکہا اس امر کے مشاہدہ سے خلیفہ کو اس قدر رنج
ہوا کہ اوس جوش مین اوس نے **عبدالرحمن** کے قتل کا عہد کیا۔ اور تادم مرگ
عبدالرحمن کو نقصان پہونچانے مین کوتاہی نہ کی لیکن باوجود اس دشمنی اور متواتر
حملون کے یہہ ہمیشہ **عبدالرحمن بن معاویہ** کی جس کو اس نے **صقر القریش**
خطاب دیا تہا تعریف اور اس کی لیاقت اور انصاف کی داد دیا کرتا تہا۔ خلیفہ نے
ایک روز اپنے اہل دربار سے عبدالرحمن کی نسبت یہہ تقریر کی کہ ہم کو اس ملک کی
وسعت اور قوت پر متعجب نہ ہونا چاہیئے۔ اس نوجوان قریشی نے صرف اپنی بہادری
اور خوش اسلوبی سے اپنے کو اس اعلی درجہ تک پہونچایا جس زمانہ مین اس لڑکے کا دنیا
مین کوئی دوست یا معاون نظر نہ آتا تہا اس نے اپنے پاس خوف و ہراس کو بالکل
آنے نہین دیا اور نہایت دلیری سے مشکل ترین مرحلون پر کامیاب ہوتا اور آفات زمانہ
سے بچتا ہوا **اندلس** تک جا پہونچا اور وہان کی خانہ جنگیون سے پورا پورا فائدہ اوٹہایا
مختصر یہہ کہ ایک قلیل عرصہ مین اپنے تئین ہر دل عزیز بنا لیا اور اوس ملک کو شر و فساد سے
پاک و صاف کیا اور اب بکمال اطمینان اوس زرخیز و شاداب ملک پر حکمرانی کر رہا ہے
۱۵۱ھ مطابق ۷۶۸ء مین اہل یمن نے بارادۂ بغاوت **قرطبہ** پر فوج کشی کی سلطان نے

فوراً عبد الملک بن عمر حاکم اشبیلیہ کو حکم دیا کہ باغیون کا مقابلہ کرے۔
عبد الملک نے اپنے بیٹے امیہ کو ہراول لشکر مقرر کرکے آگے جانے کا
حکم دیا اور خود اوس کے عقب مین روانہ ہوا۔ امیر امیّہ نے نہایت تیزی کے
ساتھہ باغیون کی فوج کو آملایا لیکن جب اس نے دیکھا کہ فوج مخالف کی تعداد
اس کی فوج سے کہین زیادہ ہے اس نے پیچھے ہٹنا شروع کیا تا انیکہ اپنے
باپ کی فوج سے ملحق ہوا عبد الملک نے جب دیکھا کہ اس کا بیٹا باغیون کی
فوج کے سامنے سے بھاگ رہا ہے اس کی آنکھون کے سامنے اندھیرا آگیا
اور نہایت غضب کے ساتھہ اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ "ای پست ہمت
کیا مین نے اسی روز کے لیئے تجھکو اپنی فوج کا ہراول مقرر کیا تھا۔ کیا اہل
اندلس اور افریقہ یہہ نہین جانتے کہ ہم نے کس محنت اور مشقت سے خون بہا
دیکر جان عزیز کے عوض اس ملک کو خریدا" یہہ کہکر امیر نے اپنے بیٹے کے قتل
کا حکم دیا جس کی اوسی وقت تعمیل کی گئی اس واقعہ کے بعد امیر نے اپنے دوستون
اور رشتہ دارون اور افسران فوج کو جمع کرکے یہہ کہا کہ "کیا ہم مشرق سے اس ملک
کی انتہا تک بغیر محنت و مشقت کے پہونچ گئے تھے۔ اور کیا ہم اون سخت مشکلون کو بھول گئے
جو ہم کو اپنی فتوحات سابقہ مین سہنی پڑی تھین۔ کیا ہمارے جسم مین وہ گردش خون کی

باقی نہین رہی جس نے ہم کو ہمیشہ فتوحات اور اپنے ارادون مین کامیاب کیا تھا اپنی اپنی تلوارون کو غلاف سے نکالو اور مردانہ وار میدان جنگ مین مرنا قبول کرو"
اس تقریر کے بعد امیر نے اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیا۔ اس سخت یورش کی تاب اہل یمن نہ لا سکے اور نہایت بدحواسی کے ساتھہ چار طرف منتشر اور پراگندہ ہوگئے تاہم اتنے قتل اور گرفتار ہوئے کہ پھر ان مین مقابلے کی قوت باقی نہین رہی۔
دونون طرف سے بتیس ہزار آدمی اس جنگ مین قتل ہوئے امیر **عبدالملک** کو بھی شدید زخم آیا۔ ہنوز عبدالملک میدان جنگ ہی مین تھا کہ **عبدالرحمن** بھی فوج لیکر اس کی مدد کے لیئے پہونچا۔ سلطان نے جب اس عظیم الشان کامیابی کی خبر سُنی اور اپنے لائق سپہ سالار اور رشتہ دار کو زخمون سے چور اور اوس کی تلوار کو خون چکان دیکھا اوس نے میدان جنگ ہی مین امیر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے بھائی میری یہہ خوشی ہے کہ مین اپنے بیٹے ولی عہد **ہشام** کے ساتھہ تیری بیٹی کی شادی کردون اور اس ہی جنگ کے صلہ مین سلطان نے اپنے وفادار اور جان نثار امیر کو اپنا وزیر اور مشیر سلطنت مقرر کیا اور دولت دنیا سے مالامال کردیا۔
سلطان **عبدالرحمن** جیسا کہ اپنے دوستون کے حق مین فیاض اور گناہگارون کے لیئے خطابخش اور رحیم وکریم تھا ویسا ہی اپنے مخالفین اور معاندین کے حق مین

سم قاتل - چنانچہ ۱۶۳ھ میں ایک مولد عبد اللہ نامی نے اس کو خبر پہونچائی کہ بعض
مشہور امراء عرب جن میں عبد السلام بن یزید بن ہشام اور اوس کا بھانجا
عبد اللہ بن معاویہ بن ہشام شریک تھے سلطان کو تخت سے اوتارنے کی
کوشش کر رہے ہیں عبد الرحمن نے ان لوگوں کو فوراً گرفتار اور قتل کیا ابو عثمان
سلطان کا وزیر اعظم بھی اس سازش میں شریک تھا لیکن بلحاظ حقوق خدمات سابقہ
عبد الرحمن نے اس کی جان بخشی کی۔ اس واقعہ کے تین سال بعد ۱۶۶ھ میں
سلطان نے اپنے دوسرے بھتیجے المغیرہ ابن الولید بن معاویہ اور
ہذیل ابن حاتم کو اس جرم کی پاداش میں قتل کر ڈالا اور اپنے حقیقی بھائی
ابن الولید یعنی المغیرہ کے باپ کو ملک سے خارج کر دیا لیکن اپنے بھائی
کے ساتھ اس نے اتنی رعایت کی کہ اپنے متعلقین کو ساتھ لیجانے کی اجازت دی
المغیرہ کے قتل کی نسبت ایک یہہ بھی روایت ہے کہ جس وقت عبد الرحمن
نے اپنے بھتیجے کے قتل کا حکم دیا ایک عرب جس کو سلطان بہت دوست رکھتا تھا
سلطان کے پاس آیا اور دیکھا کہ اس کے چہرہ سے غم اور فکر کے آثار ظاہر ہیں۔
سلطان نے اس عرب کو دیکھ کر اس سے کہا کہ کس قدر تعجب اور افسوس کا مقام ہے
کہ یہہ لوگ جن کی جان اور مال بچانے میں میں نے اپنی جان و مال کی پروا نہیں کی

ایسے احسان فراموش بلکہ محسن کُش نکلے کہ آخر کار میرے ہی مخالف اور دشمن بن گئے۔ جبکہ یہہ لوگ دشمنون کی تلوارون کے خوف سے دربدر اور تباہ حال پہر رہے تہے مین نے ان کی ہر طرح اعانت اور مدد کی اور اس ملک مین آرام و آسایش کا سامان مہیا کر دیا۔ مقام شکر ہے کہ خدائی تعالی نے ان لوگون کے حالات کو ظاہر کر دیا اور ہر ایک نے اپنی بدنیتی اور بداعمالی کی سزا پائی" اسی سال مین عبد الرحمن نے ملک شام کی فتح کا قصد کیا اور قریب تہا کہ سلطان اپنے بڑے بیٹے سلیمان کو اپنا قائم مقام مقرر کرکے اندلس سے روانہ ہو کہ دفعتاً سرقسطہ مین حسین الانصاری کی بغاوت کی خبر پہونچی اور سلطان کو اپنا سفر ملتوی کرنا پڑا۔

علاوہ حسین الانصاری کے دوسرے امراء عرب مثل حیات ابن ملابس حاکم اشبیلیہ اور عبد الغفار بن حامد حاکم شہر نیلبہ اور عمرو حاکم بیجیہ نے بغاوت کے جہنڈون کو بلند کیا اور یکدل و یکجہت ہو کر کثیر التعداد فوج کے ساتہہ قرطبہ پر حملہ آور ہوئے سلطان بہی لڑائی کے لئے مستعد تہا بروقت مقابلہ تینون کو شکست فاش ہوئی اور آخر کار گرفتار اور قتل ہوئے۔

ان امیرون کی مخالفت سے عبد الرحمن کو یقین کامل ہو گیا کہ جب تک اس کے گرد ایسے لوگ جمع نہ ہون گے جن پر اس کو پورا بہروسہ نہ ہو بغاوت کا سلسلہ منقطع نہ ہوگا

اس خیال سے سلطان نے **افریقیہ** اہل بربر کو آندلس آنے کی ترغیب دی[1] چنانچہ چالیس ہزار بربر اس کی فوج مین شریک ہوئے اور اسی فوج کی مدد سے ہمیشہ اپنے دشمنون پر غالب رہا **عبدالرحمن** اس طرف اپنے مخالفین اور باغیون کی تنبیہ مین مصروف تہا اور ادہر یعنی صوبہ **جلیقیہ** کے عیسائی اپنی قوت کو روز بروز ترقی دے رہے تہے **فرویلہ بن الفانزو** نے **عبدالرحمن** کو بے خبر پاکر سرحدی قلعون اور شہرون پر قبضہ کرلیا تہا اور اسی طرح رفتہ رفتہ عیسائی شہر لوگو اور پرتغال اور قسطلہ وغیرہ پر قابض اور متصرف ہوگئے تہے۔

اسی زمانہ مین **شارلیمین** بادشاہ ملک فرانس نے جو ایک عرصہ دراز

---

[1] مورزان اسپین مصنفہ اسٹانلولینپول باب ۴ صفحہ (۶۶) مین لکھا ہے کہ عبدالرحمن نے بغرض ظلم رسانی بربرون کو فوج مین بہرتی کیا تہا اور ایسی ظلم و زیادتی شروع کی کہ تمام رعایا اور سلطان کے رشتہ دار بد دل ہوکر بغاوت پر آمادہ ہوگئے۔ حالانکہ یہہ بیان صحیح نہین ہے تاریخ سے ثابت ہے کہ عبدالرحمن نے محض بغاوت کو فرد کرنے کی غرض سے قوم بربر کی فوج قائم کی تہی اور بعد رفع فساد اس کا زمانہ حکومت عدل و انصاف در وشن خیالی مین گزرا چنانچہ المقری اور ابن حیان تحریر کرتے ہین کہ عبدالرحمن کی خلق فیاضی و معدلت گستری ضرب المثل تہی لینپول نے بلا دریافت و تحقیق بغاوت کے فرو کرنیکو ظلم و تعدی خیال کیا ہے بربرون کو فوج مین بہرتی کرنیکی اصل وجہ یہہ تہی کہ اکثر امراء عرب خلفای دمشق کی خیرخواہی کا دم بہر رہے تہے ان کی سازشون کا توڑنا لازمی تہا دیکہو صفحہ ۱۱

تک عبدالرحمن سے لڑتا رہا سلطان سے کے پاس سفارت بھیجکر اپنی بیٹی[۱] کے ساتھ شادی کرنے کی درخواست اور صلح کی خواہش ظاہر کی۔ چونکہ سلطان اپنی ران کے زخم کے سبب سے بیکار ہو گیا تھا اس نے شادی کرنے سے انکار کر دیا لیکن شارلیمین سے صلح کر لی۔

عبدالرحمن نے ملک اندلس مین عربی صنعت اور دستکاری کی بنیاد ڈالی اور قرطبہ مین اوس مشہور و معروف مسجد اور قصر اور باغ رصافہ کی تعمیر شروع کی کہ جس کو اس کے بیٹے ہشام نے اختتام کو پہونچایا۔ سلطان نے اس ملک کی ایک سال کی آمدنی کا پانچوان حصہ یعنی اسّی ہزار دینار طلائی اس عمارت پر صرف کیے تھے اور قصر کی چھت مین اس قدر سونا چڑہایا گیا تھا کہ جس کی چمک سے دیکھنے والے کی آنکھین خیرہ ہوتی تھین اس کے جانشینون نے بھی اس قصر اور باغ پر

بقیہ صفحہ (۱۰) اور یہہ آسان بات نہ تھی۔ دیکھو ہسٹری آف دی سارسنس مصنفہ جسٹس امیر علی باب ۲۶ صفحہ ۷۴۶ —

[۱] المقری نے عبدالرحمن ابن معاویہ کے حالات مین اس واقعہ کا ذکر کیا ہے لیکن فرانسیسی اور انگریزی مورخین سے اس کی تصدیق نہین ہوتی تاریخ سے یہہ البتہ اچھی طرح ثابت ہے کہ شارلیمین اور عبدالرحمن مین لڑائی ہوئی تھی اور شارلیمین نے اندلس پر حملہ کیا تھا لیکن عربون نے فرانسیسیون کو شکست دیکر اندلس سے خارج کر دیا اس جنگ کے بعد جو ۷۵۶ء مین ہوئی تھی شارلیمین نے عبدالرحمن کے ساتھ صلح کر لی "ہسٹری آف دی سارسنس" مصنفہ جسٹس امیر علی باب ۲۶ صفحہ ۷۴۸ -

روپیہ خرچ کرنے مین اور ان کی شان و شوکت بڑہانے مین کمی نہین کی عبدالرحمن نے اپنی سکونت اسی قصر او رباغ مین اختیار کی تہی چونکہ اس کو پہولون اور میوہ دار درختون سے بے انتہا شوق تہا اس باغ مین اس نے دنیا کے مشہور پہول اور درختون کو فراہم کیا تہا اس باغ کی سفری انار اور آڑو او رشفتالو لذت اور نزاکت مین اپنا نظیر نہین رکہتے تہے علاوہ اس کے عبدالرحمن نے اور بہت سی عمارتین مثل مساجد او رحمام او رپل اور قلعے ممالک محروسہ مین عامہ خلائق کے آرام و آسایش کے واسطے بنائی تہین۔ قصر رصافہ کے باغ مین ایک درخت خرما بہی نصب کیا گیا تہا ایک روز سلطان اپنے رشتہ دارون اور دوستون کی نمکحرامی اور خانہ جنگی سے نہایت متفکر اور افسردہ خاطر باغ مین گشت کر رہا تہا کہ اس درخت خرما پر نظر پڑی دل پہلے ہی سے بہرا ہوا تہا بے ساختہ یہہ اشعار اس کی زبان پر جاری ہوے

تَبَدَّتْ لَنَا وَسْطَ الرُّصَافَةِ نَخْلَةٌ[۱]
تَنَاءَتْ بِأَرْضِ الْغَرْبِ عَنْ بَلَدِ النَّخْلِ

[۱] ہم نے باغ رصافہ کے وسط مین ایک درخت خرما دیکہا جس نے نخلستان سے علٰحدہ ہوکر زمین غربت مین نشوو نما پائی ہے۔ پس مین نے کہا کہ تو غربت و پریشانی مین جو بہ سبب دوری اولاد واہل کے مجہے لاحق ہے میرا مشابہ ہے۔ تیری نشوو نما اوس سرزمین پر ہوئی ہے کہ تو اوس مین تنہا و غریب ہے۔ دیکہو صفحہ (۱۳)

فَقُلتُ شَبِیھِی بِالتَّغَرُّبِ وَالنَّوٰی
وَطُولِ التَّنَاءِی عَن بَنِیَّ وَعَن اَھلِی
نَشَأتَ بِاَرضٍ وَاَنتَ فِیھَا غَرِیبَۃٌ
فَمِثلُکَ فِی الاِقصَاءِ وَالمُنتَایِ مِثلِی
سَقَتکَ غَوَادِی المُزنِ فِی المُنتَایِ الَّذِی
یَسِحُّ وَیَستَمِرِی المَسَاکِینَ بِالوَبلِ

عبدالرحمن ابن معاویہ نہایت نیک سیرت اور منصف مزاج تہا اسکی رعایا مین سے اگر کوئی مرجاتا تہا تو وہ کیسا ہی غریب کیون نہو سلطان میت مین شریک اور بذات خود نماز جنازہ کی امامت[۱] کرتا تہا رعایا کے ساتہہ نماز جمعہ اور بعد نماز خطبہ پڑہنا ایک معمولی بات تہی اپنی رعایا کے شادی اور غم دونون مین شریک ہوتا تہا یہانتک کہ اگر کوئی شخص بیمار ہوتا تو یہہ اوس کی عیادت کو ضرور جاتا تہا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲) بس تیرا مثل دوری وجدائی مین میرا مثل ہے مقام جدائی مین تجہے سفید ابرون نے سیراب کیا ہے کیونکہ مسکین بوجہ بارش کے صحت اور راحت پاتے ہین۔

[۱] ۱۵۸ھ مین معاویہ بن صالح قرطبہ کے قاضی القضاۃ نے انتقال کیا عبدالرحمن میت مین شریک تہا اور اس نے بذات خود نماز جنازہ کی امامت کی تہی۔ دیکہو عربان اسپین مصنفہ کونڈ جلد (۱) باب ۲۰ صفحہ ۲۱۳۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سلطان بعد شرکت میت واپس ہو رہا تہا کہ اثنائی
راہ مین ایک معمولی حیثیت کے آدمی نے جو قاضی کے فیصلہ سے ناراض تہا کہا
کہ یا امیر قاضی نے میرے حق مین ناانصافی کی ہے جس کی داد مین تجہہ سے
چاہتا ہون سلطان نے جواب دیا کہ اگر تو سچا ہے تو مین تیرے حق مین انصاف
کرون گا اوس آدمی نے عبدالرحمن کے گھوڑے کی باگ کو مضبوط پکڑ لیا
اور کہا کہ یا سلطان برائی خدا میری فریاد کو سن اور تاوقتیکہ قاضی کو انصاف کا حکم
نہ دے اس مقام سے ہرگز آگے نہ بڑہ وہ اس وقت تیرے ہمراہ رکاب ہے
عبدالرحمن نے قاضی کو بلا کر اس شخص کے حق مین انصاف کرنے کا سختی سے حکم
دیا جب عبدالرحمن محل مین واپس آیا تو ایک منہہ چڑہے مصاحب نے اس طرح تنہا
پہرنے کے نقصانات ظاہر کئے اور بیان کیا کہ یا سلطان اس طرح بغیر کافی
احتیاط کے شہر مین پہرنا تجہکو زیبا نہیں اس کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ رعایا کے دل سے تیرا رعب
اور خوف بالکل جاتا رہے گا۔ عبدالرحمن نے اس خیرخواہانہ رای کو بہت پسند کیا
اور آیندہ سے باہر نکلنے مین بہت کچہہ کمی کر دی اور اپنے بیٹے ہشام کو بہی
اس کے متعلق ہدایت کی۔

عبدالرحمن کی تقریر نہایت شستہ اور دل آویز تہی اور نہایت سنجیدہ او معاملہ فہم

اور منتظم خلق ہوا تہا کسی کام کے کرنے مین جلدی نہین کرتا تہا لیکن جب کام کے
کرنے کا قصد کر لیتا تہا تو پہر اوس کو بغیر ختم کئے ہر گز نہ ہٹتا تہا لہو و لعب اور ضرورت
سے زیادہ آرام کو اپنے پاس نہین آنے دیتا تہا سیاستی معاملات اس نے
اپنے ہی ہاتہہ مین رکہے تہے اور کبہی کسی پر ضرورت سے زیادہ بہروسہ نہین
کرتا تہا لیکن مشکل معاملات مین اپنے لائق اور خیر خواہ مشیرون کی رائے ضرور لیا
کرتا تہا۔ فیاض کمال درجہ کا تہا اور فن شعر سے اس کی طبیعت کو بہت کچہہ لگاؤ
تہا۔ سفید لباس ہمیشہ پسند کرتا تہا۔

سلطان عبد الرحمن کی خلق اور فیاضیان عام طور پر ضرب المثل تہین
جس وقت اس نے یوسف الفہری اور دیگر مخالفین پر پوری کامیابی حاصل کی
اور اطمینان کے ساتہہ سریر آرائے سلطنت ہوا تو ملک اندلس کے ہر صوبہ اور
شہر سے حاکم اور رئیس اطاعت قبول کرنے کے لئے شہر قرطبہ مین آنے لگے
سلطان ہر روز وقت مقررہ پر ہر شخص سے علیحدہ خلق سے ملتا تہا ہر شخص کو اسکی
عام فیاضی اور عطائے خلعت و انعامات نے جان و دل سے مطیع و فرمان بردار
بنا دیا تہا۔ ایک روز ایک غریب عرب بنی قناصرین سے اس کے دربار مین حاضر
ہوا اور عبد الرحمن سے عرض کی کہ یا سلطان خدائے تعالی نے تجہکو بادشاہ اور

سب بے انتہا خزانون کا اس لیئے مالک کیا ہے کہ تو غریب اور یتیم اور بیوہ کے حق مین انصاف اور اون کی مدد کرے عبدالرحمن نے جواب دیا کہ مین نے تیرے معروضہ کو سنا اور تیری خواہشون کو پورا کر دیا مین نے حکم دیا ہے کہ تیری مدد کی جائے تا کہ تو اس تباہ حالی اور پریشانی سے نجات پائے اور مین عام طور پر حکم دیتا ہون کہ وہ لوگ جو مثل تیرے تباہ اور پریشان ہو رہے ہین وہ یا تو بذات خود دربار مین حاضر ہو کر مجھسے مدد چاہین یا اپنی اپنی درخواست میرے پاس پیش کرین تا کہ مین اون کی مدد کر سکون اور مثل تیرے اون کو ہر قسم کی پریشانی سے نجات دون۔ اس کے بعد عبدالرحمن نے اس عرب کو اپنے دربار سے خوش و خرم روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر کوئی درخواست لیکر دربار مین آنا چاہے تو اوس کو ممانعت نہ کی جائے سلطان کی ایک یہہ بہی عادت تہی کہ کہانے کے وقت اگر کوئی اہل غرض حاضر ہو جاتا تو اوس کو اپنے ساتہہ شریک کر لیا کرتا تہا۔

ان واقعات متذکرہ صدر سے جنسے سلطان عبدالرحمن کے ذاتی حالات معلوم ہوتے ہین بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ یہہ کس قدر رحم دل رعایا پرور اور اپنی عام رعایا کی بہبودی اور فلاح کا سچّا خواستگار رہتا۔ یہی باتین ہین کہ جس سے بادشاہ ہر دل عزیز بنتا ہے اور یہی طرز حکومت ہے جس سے اس کا نام ابدالآباد قایم اور رعایا کے دلون مین

ہمیشہ زندہ رہتا ہے بادشاہ کو چاہیئے کہ اپنے کو ملک اور رعایا کا حاکم اور نوکر دونو سمجھے کیونکہ مطابق حدیث شریف سید القوم خادمہا بادشاہ سے زیادہ کوئی دوسرا شخص خواہ ملک اور رعایا کا نہین ہو سکتا

جن عرب مورخین نے عربون کے اس حصہ تاریخ کی نسبت کچھہ لکھا ہے وہ سب متفق الیہ اس امر کا اعتراف کرتے ہین کہ تخت پر بیٹھتے ہی عبد الرحمن نے شام اور مصر لوگون کو اس غرض سے روانہ کیا کہ یہہ لوگ خاندان بنی امیہ کے بچے ہوؤن کو جہان کہین ملین اندلس آنے پر آمادہ کرین سلطان عام طور پر کہا کرتا تھا کہ خدای تعالی نے اپنے فضل و کرم سے ایک عنایت مجھپر یہہ بھی کی ہے کہ مجھکو اپنے رشتہ دارون اور دوستون کو اس ملک مین جگہہ دینے کا موقع دیا تاکہ یہہ لوگ بھی اس ملک کی حکومت مین شریک ہوسکین اور خدای تعالی کی نعمتون کا شکریہ ادا کرین چنانچہ اسی حکم کا نتیجہ تھا کہ وہ لوگ جو اپنی جانون کو ہتیلی پر لیئے پریشان اور سرگردان خاک چھانتے ہوئے پھرا کرتے تھے وہ اس ملک مین داخل ہونے لگے جہان اون کو امن اور اطمینان نصیب ہوا اس گروہ مین سلطان کا ایک بھائی ابو الولید بن معاویہ اور ایک چچازاد بھائی عبد السلام ابن زید ابن ہشام اور دو بھتیجے المغیرہ ابن ولید اور عبد اللہ اور دو لڑکے خلیفہ ہشام ابن عبد الملک کے اور دوسرے عرب امرا مثل عبد الملک بن عمر اور ابو سلیمان اور عبد الملک بن بشیر

اور حبیب بن عبد الملک وغیرہ اس زرخیز اور شاداب ملک مین پناہ گیر ہوئے عبد الرحمن نے ان سب کو جاگیرات اور فوجی اور دیوانی خدمات عطا کین جس سے خود سلطان کو انتظام سلطنت اور انصرام مملکت مین بہت مدد ملی۔ چونکہ عبد الملک بن عمر خلفای بنی امیہ کے عہد حکومت مین بڑے عہدون پر رہچکا تھا اپنی تجربہ کاری اور بہہ دانی سے اہم معاملات اور پیچیدہ مقدمات مین سلطان کو بہت مدد دیا کرتا تہا عبد الرحمن نے اس امیر کو صوبہ اشبیلیہ کا حاکم مقرر کیا اور اوس کے بیٹے عمر کو صوبہ مورور کا۔

اس زمانہ مین بظاہر کوئی تعلق اندلس کو شام سے باقی نہین رہا تہا لیکن اندلس کی مساجد مین خطبہ خلیفہ ابو جعفر المنصور بنی عباس ہی کا پڑہا جاتا تہا۔ عبد الرحمن نے بہی اس قاعدہ کو دس سال تک جاری رکھا بالآخر عبد الملک بن عمر کے شورہ سے خلیفہ کے عوض عبد الرحمن کا نام خطبہ مین شریک کیا گیا۔

جس وقت عبد الرحمن نے اندلس کی فتح کا قصد کیا اس کے ساتہہ اس قدر دوست اور خیر خواہ اوس کے اور اوس کے خاندان کے نہ تہے جو امیر یوسف الفہری والی ملک اندلس کا مقابلہ بامید کامیابی کر سکتے۔ یہہ صرف عبد الرحمن کی دور اندیشی اور چالاکی اور مدبرانہ برتاؤ کا سبب تہا کہ اس نے سلطنت

شام کے خیرخواہون کوبھی اپنا دوست بنالیا اوراون سے اوس سے زیادہ کام لیا جتنا وہ اس کی کامیابی کے لیئے دے سکتے تھے۔ ایک مدبر آدمی جو اصول سیاست سے آگاہ ہو اوس کے نزدیک دوست اور دشمن دونون سے اپنے حسب منشا کام نکالنا کوئی بڑی بات نہین عبدالرحمن مین یہہ صفات موجود تھے۔ جب یہہ پورے طور سے کامیاب ہوگیا اور ملک اندلس کو اپنے قبضہ مین کرلیا تو اب اس نے اپنی قوت کے بڑہانے کی کوشش کی اور اپنے دوستون اور رشتہ دارون کو مصر اور شام وغیرہ سے بلاکر اپنے گرد فراہم کرنا شروع کیا لیکن بعض مورخین سلطان کی اوس طرز اور برتاؤ کی بہت کچہہ شکایت کرتے ہین جو اوس نے بعد کامیابی اور تسخیر ملک اندلس اپنے پروردہ اور معاون بدر اور نیز ابوعثمان کی خلاف مین اختیار کیا تھا اس مین شک نہین کہ ایک ایسے آدمی کے احسانون کو فراموش کردینا جس نے غم اور خوشی دونون مین اس کا ساتہہ دیا اس کو لایق اور سزاوار نہ تھا۔ بدر وہ شخص تھا کہ جس نے نہ صرف پریشانی اور حیرانی اور سرگردانی ہی مین عبدالرحمن کا ساتہہ دیا بلکہ اسی خیرخواہ اور سچے دوست اور غلام کی وجہ سے یہہ عظیم الشان کامیابی حاصل کی لیکن عبدالرحمن نے تخت پر بیٹھتے ہی ان نمایان خدمات اور خیرخواہی کے

صلہ مین بدر کو نہایت ذلت کے ساتھہ قید کیا اور بعدہ اندلس سے بدر کردیا
بعد اخراج بدر نے ایک خط سلطان کو لکھا جس کا مضمون یہہ ہے -
"مجھکو امید تھی کہ صحرا اور دریا طے کرنے اور تجھکو ایک ملک کا مستقل حاکم
بنا دینے کے بعد تو مجھکو ہرگز ذلیل اور بے آبرو نہ کرے گا اور دشمنون کو مجھپر
ہنسائے گا اگر مین بنی عباس کے ہاتھون مین گرفتار ہو جاتا تو مجکو یقین ہے
کہ وہ میرے ساتھہ اس قدر برا برتاؤ نہ کرتے - مین نے اپنے معاملات کو
خدا کے سپرد کر دیا ہے" بدر کے ساتھہ اس قسم کا برتاؤ کرنے کی کوئی وجہہ تاریخ
سے نہین معلوم ہوتی لیکن بغیر کسی وجہ خاص کے عبدالرحمن سا نیک نیت اور
ہمہ صفات موصوف آدمی سے ایسی حرکت کا سرزد ہونا ہرگز یقین نہین کیا جاتا اگر
اپنے دلی دوستون اور جان نثارون کے ساتھہ اوس کو یہہ برتاؤ کرنا منظور ہوتا
تو پھر وہ عام حکم اپنے متعلقین کو اندلس مین آکر بسنے کا کیون دیتا قرین قیاس اور
قابل اعتبار یہی معلوم ہوتا ہے کہ بدر ہی کی کسی خطا کا معاوضہ اوس کو منجانب اللہ
ملا ہے امیر ابو عثمان کی نسبت مورخین یہہ تحریر کرتے ہین کہ جب اس امیر نے
دیکھا کہ سلطان میری طرف ملتفت نہین ہے اور نیز اپنے معروضون کو بھی بے اثر
پایا اس نے البیرۃ مین اپنے بھتیجہ کو بغاوت پر آمادہ کیا لیکن ابھی بغاوت شروع

نہ ہوئی تھی کہ سلطان پر یہہ بات ظاہر ہوگئی اور اسکا بھتیجا مع شرکا کے قتل کیا گیا
اس ناکامیابی کے بعد امیر **ابو عثمان** نے سلطان کے بھتیجے کو بغاوت کی ترغیب دی اس دفعہ بھی **عبدالرحمن** کو سازش کا حال معلوم ہوگیا اور قبل اسکے کہ بغاوت شروع ہوتی سلطان نے اپنے بھتیجے اور **ابو عثمان** کو گرفتار کر لیا گو سلطان کو یقین کامل ہوگیا تھا کہ فساد کا بانی ابو عثمان ہی ہے لیکن اس نے اسکو قتل نہین کیا بلکہ صرف خطابات اور جاگیرات ضبط کر لین جو بعد ایک مدت کے پھر اس امیر پر بحال کی گئین۔ اسی طرح **عبداللہ** ابن خالد اور **تمام** ابن علقمہ جو بدر اور **عثمان** کے شریک تھے اپنے اپنے عہدون سے علیحدہ کیے گئے۔
ان دونون پر عتاب نازل ہونے کی کوئی دوسری خاص وجہہ نہین پائی جاتی۔

سلطان عبدالرحمن کے عہد حکومت مین حسب ذیل اشخاص یکے بعد دیگرے حاجب مقرر ہوئے تھے **تمام** بن علقمہ **یوسف** بن بخت **عبدالکریم** ابن مہران **عبدالرحمن** ابن مغیث ابن حیریث۔ **منصور** یہہ اخیر الذکر پہلا خواجہ سرا تھا جو اس عہدہ پر مامور ہوا اور سلطان **عبدالرحمن** بن معاویہ کی زندگی تک اسی عہدے پر سرفراز رہا **عبدالرحمن** کا کوئی وزیر یا مشیر مقرر نہین تھا بلکہ اس نے ایک مجلس امراء مقرر کی تھی جن کی رائے اور مشورہ سے سلطان انتظامی

کام ریاست کا کیا کرتا تہا اون کے نام حسب ذیل ہین:—

ابو عثمان مشیر اول **عبد اللہ** بن خالد یہہ داماد تہا ابو عثمان کا **ابو عبیدہ** حاکم اشبلیہ **شہید** ابن عیسی **ثعلابہ** ابن عبید حاکم سرقسطہ **آشم** ابن مسلم—

عہدہ خطابت پر حسب ذیل امراء یکے بعد دیگرے مامور ہوئے تہے

ابو عثمان — عبد اللہ بن خالد امیہ بن زید—

عہدۂ قضات پر **یحیی** ابن زید **ابو عمرو معاویہ** وغیرہم مقرر تہے—

سلطان **عبد الرحمن** بن **معاویہ** کی پیدایش کی تاریخ کی نسبت زیادہ اختلاف نہین پایا جاتا اسکو اتفاق ہے کہ یہہ ۱۱۳ھ م ۷۳۱ء مین پیدا ہوا تہا لیکن اس کے انتقال کی تاریخ مین کس قدر اختلاف ہے بعض ۱۷۲ھ م ۷۸۸ء بتاتے ہین اور بعضے ۱۷۱ھ کہتے ہین **خلیفہ ہارون رشید** کے عہد خلافت مین سلطان کا انتقال ہوا اور **قرطبہ** مین دفن کیا گیا—

عبد الرحمن[۱] کے ابتدائی حالات کی نسبت یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے باپ **معاویہ** نے خلیفہ **ہشام** کے عہد حکومت ۱۱۸ھ مین انتقال کیا

۱؎ تاریخ مین عبد الرحمن بن معاویہ الداخل کے لقب سے مشہور ہے جس کی وجہ یہہ پائی جاتی ہے کہ خاندان بنی امیہ کا یہہ پہلا شخص تہا جو اندلس مین داخل ہوا تہا—

اوس وقت معاویہ کی عمر ۲۱ سال کی تہی - خلیفہ ہشام نے عبد الرحمن کو پرورش کیا تہا چونکہ خلیفہ کا یہہ خیال تہا کہ اس کو اپنا ولیعہد مقرر کرے - اعلیٰ درجہ کی تعلیم اور تربیت دی گئی - سلطان علاوہ تمام صفات مذکورۂ بالا کے علم و فضل و کمال کی قدر دانی مین اپنے لایق و مشہور ہمعصر خلیفہ ہارون رشید کا ہمپلہ تہا غرضکہ عبد الرحمن بن معاویہ تخت و تاج و حکومت کے لیئے نہایت موزون تہا عبد الرحمن سے لیکر عبد الرحمن انصاری تک فرمانروایان اندلس امیر المسلمین کے خطاب سے مشہور تہے سلطان عبد الرحمن انصاری کے عہد حکومت مین جبکہ خلافت عباسیہ مین ضعف پیدا ہو گیا تہا اور سلطنت کا نام ہی نام باقی رہ گیا تہا عبد الرحمن انصاری نے رعایا کی خواہش سے اپنے خطابات شاہی مین امیر المومنین شریک کیا اور اوسی زمانہ سے شاہان اندلس نے امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین کے القاب اختیار کیئے -

عبد الرحمن بن معاویہ نہایت خوبصورت اور وجیہ آدمی تہا - رنگ بہت صاف بال بہورے اس کی صرف ایک آنکہہ کام دیتی تہی - قوت شامہ سے بےبہرہ تہا اس کے بیس بچے تہے گیارہ بیٹے اور نو بیٹیان -

باب دوم

ہشام کی تخت نشینی۔ نجومی سے ملاقات۔ سلیمان کی بغاوت۔ فتح اربونیہ
اور عیسائیون سے جنگ۔ تعمیر پل قرطبہ۔ طرز حکومت۔ ذاتی حالات۔

۱۷۲ھ مطابق ۷۸۸ء مین عبدالرحمن بن معاویہ اندلس کے خلیفہ اول نے انتقال کیا اور اس کا دوسرا بیٹا ہشام ابوالولید جس کو عبدالرحمن نے اپنے عین حیات اپنا ولی عہد مقرر کیا تہا تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ اس کی مان کا نام حلل تہا اور شوال ۱۳۹ھ مین یعنی عبدالرحمن کے اندلس مین داخل ہونے کے ایک سال بعد پیدا ہوا تہا اور بچپن ہی سے اس کو علماء اور اہل کمال کی صحبت مین بیٹہنے کا بے انتہا شوق تہا۔ اس کے بڑے بہائی سلیمان کی طبیعت اس کے برعکس واقع ہوئی تہی عبدالرحمن نے ہشام کے ان ہی خصائل حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ کی وجہ سے اس کو ولیعہد مقرر کرنیکا مصمم قصد کیا تہا[1]

[1] عبدالرحمن بن معاویہ نے اپنے تمام بچون کی تعلیم کا خاص طور پر انتظام کیا تہا ہشام اور سلیمان (دیکہو صفحہ ۲۵)

اور ہمیشہ لوگون سے ان دونون بہائیون کے حالات اور ذاتی صفات کا مستفسر رہتا تہا۔ سب ہمزبان تہے کہ شہزادہ ہشام کا دربار ہمیشہ علماء اور فضلا اور بہادران ومدبران وقت اور صاحب کمال لوگون سے معمور رہتا ہے جہان ہر قسم کے علمی مباحثے ہوا کرتے ہین برخلاف اس کے شہزادہ سلیمان کے دربار مین کم ہمت اور پست حوصلہ اور خوشامدی جمع رہتے ہین ہشام صوبہ مریدہ کی صوبہ داری کو انجام دے رہا تہا کہ اس کو اپنے باپ کے انتقال کی خبر پہونچی شہر مریدہ ہی مین اس نے عنان حکومت کو اپنے ہاتہہ مین لیا اور رعایا نے بلاعذر اس کو سلطان عبدالرحمن کا جانشین تسلیم کر لیا۔

تخت پر بیٹھتے ہی سلطان ہشام نے الضبی نامی مشہور اور معروف منجم ساکن الجزائر کو دربار مین طلب کیا اور اوس سے کہا کہ گو خدای تعالی کے سوا کوئی دوسرا عالم الغیب نہین ہو سکتا لیکن چونکہ تو اپنے فن مین یکتائے زمانہ سمجہا جاتا ہے لہذا تو زائچہ کے ذریعہ سے بلا تامل اور بغیر خوف وخطر مجھکو بتا کہ میرا زمانہ حکومت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴) دونون کو حکم تہا کہ دار القضا مین جاکر کام سیکہا کرین اور جب وقت کونسل آف اسٹیٹ یعنی مجلس امراء کا انعقاد ہوتا تہا تو یہ شاہزادے تا ختم کام وہان حاضر رہتے تہے شعراء اور علماء سلطان کی سالگرہ کو نظم ونثر سلطان کی تعریف مین لکہکر شہزادون کے سامنے پیش کرتے تہے اور جسکی نظم یا نثر سب سے عمدہ ہوتی تہی اوس کو انعام دیا کرتے تہے۔ عرب ان اسپین مصنفہ کونڈ جلد (۱) صفحہ ۲۱۳

کس طرح گزریگا۔ سلطان کے اس اطمینان دلانے پر اس نجومی نے زائچہ تیار کیا
اور بارگاہ سلطانی مین حاضر ہوکر عرض کی کہ یا امیر تیرا زمانہ حکومت نہایت مبارک اور
بے مثل رہیگا دشمن ہمیشہ پامال اور فتح و نصرت ہمیشہ ہمراہ رکاب رہےگی مگر
اس کے ساتھہ ہی یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ تیرا عہد حکومت آٹھہ سال تک یا کچھہ کم و
بیش رہیگا ہشام نے منجم کے اس بیان کو بغور سنا اور کچھہ دیر تک سوچ اور فکر
مین رہا بعد چند لحظے کے سر اوٹھایا اور کہا کہ اے الضبی تیری پیشین گوئی نے
مجھکو مطلقاً ہراسان اور پریشان نہین کیا بلکہ اس تیرے بیان نے مجھکو اپنی نیکنامی
اور کامیابی حاصل کرنے کا راستہ بتایا۔ مین ہمیشہ اپنے معبود برحق کی عبادت
اور اپنے منصب جلیلہ کی انجام دہی مین تا دم مرگ مشغول رہونگا اس کے بعد
ہشام نے منجم کو خلعت و انعام کے ساتھہ رخصت کیا اور اوسی وقت سے
دنیوی عیش و آرام اور لباس و خواہشات نفسانی کو یکلخت دور اور معدلت گستری اور فیاضی
کے جامے کو زیب تن کیا۔

اپنے عہد حکومت کے اوایل مین سلطان ہشام کو اپنے خاندان کے بعض
لوگون کا جنہون نے بغاوت کے جہنڈے کو بلند کیا تہا مقابلہ کرنا پڑا چنانچہ اس کے
بڑے بہائی سلیمان نے دوسرے بہائی عبداللہ نامی کی شرکت سے فوج کشیر

کے ساتھہ سلطنت کا دعوی کیا سلطان نے بذات خود باغیون کا مقابلہ کیا اور اون کو شکست فاش دی اس خانہ جنگی سے فراغت حاصل کرنے کے بعد ہشام ملک فرانس کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے شہر اربونیہ[1] کو دوبارہ فتح کیا صوبہ جلیقیہ کے ماتحت عیسائی رئیسون نے نہایت عجز کے ساتھہ صلح کی درخواست کی جس کو سلطان نے باین شرط قبول کیا کہ یہہ لوگ شہر اربونیہ کی شکستہ دیوارون کے چونہ اور مٹی وغیرہ کو خود ڈہو کر دار السلطنت قرطبہ تک پہونچائین جہان پر سلطان نے اسی مٹی اور چونے وغیرہ سے ایک مسجد باب الجنہ کے محاذی تعمیر کی ۱۷۵ھ مین البہ اور ارض القلاع کے عیسائیون نے بغاوت شروع کی لیکن سلطانی فوج نے باغیون کو ایسی شکست دی کہ پہر ان عیسائیون کو بغاوت کی جرأت نہ ہوئی اسی سال مین سلطان نے اپنے وزیر یوسف ابن بخت کو فوج کثیر کے ساتھہ صوبہ جلیقیہ کے عیسائیون کے تنبیہ کے لیئے روانہ کیا اس نے رئیس صوبہ

[1] اس فتح کی نسبت الفاظ بہت صاف ہین وہ وفی ایامہ فتحت اربونیہ" لبعض فرانسیسی مورخین مثل رومی اور ریناد بیان کرتے ہین کہ عربون نے اس شہر کو فتح نہین کیا بلکہ صرف اس شہر کے قرب جوار کے مقامات کو تاخت و تاراج کیا تہا المقری اور دیگر مورخین عرب کا بیان ہے کہ عربون نے اس شہر کو فتح کر لیا تہا اور یہہ آخر الذکر بیان صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اس لیئے کہ اس شہر کے قریب پہونچنے کے بعد اسپر حملہ کرنے کی کوئی وجہ ان مورخین اول الذکر نے بیان نہین کی ہے۔

برمیوڈو کو شکست کامل دی جس مین بے انتہا عیسائی قتل وغارت ہوئے اور اس صوبہ کا بہت بڑا حصہ ممالک مفتوحہ مین شریک کیا گیا۔ اسی طرح ۱۷۶ھ مین دوسرے وزیر **عبدالملک** ابن عبدالواحد ابن معیث نے البہ اور ارض القلاع کے عیسائیون کو کافی سزا دی ۱۷۷ھ مین اسی امیر کو اربونیہ اور جیرنڈہ کی مہم پر مقرر کیا جہان امیر **عبدالملک** نے اپنی خدمات مفوضہ کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھہ انجام دیا۔

اسی زمانہ مین **قرطبہ** کی پل کی جس کو **امیر السمح** نے خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز کے زمانے مین بنایا تھا از سر نو تعمیر کی گئی۔ یہہ پل جس کا نقشہ سلطان **ہشام** نے اپنے ہاتھہ سے کہینچا تھا حسن اور وسعت مین بے نظیر تھا۔ زمانہ تعمیر مین ایک روز سلطان نے اپنے اہل دربار سے پوچھا کہ اس پل کے بنانے کی نسبت عام خیال کیا ہے۔ جواب دیا کہ رعایا کا یہہ خیال ہے کہ سلطان نے پل کو اس غرض سے تعمیر کیا ہے کہ شکار کی آمد و رفت مین دقت نہ ہو۔ یہہ سن کر **ہشام** نے عہد کیا کہ آج سے تادم مرگ اس پل پر پاؤن نہ رکھون گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ہشام کے زمانہ حکومت مین بعض علماء اور فقہا حج کی نیت سے **مکہ معظمہ** روانہ ہوئے جن مین **فرعون** ابن العباس **عیسی** ابن دینار سعید بن ابی ہند اور دیگر

مشہور لوگ شریک تھے شام مین ان لوگونکی ملاقات مالک ابن انس سے جو اوس زمانے مین علم فقہ کا مشہور عالم تہا ہوئی جو کچہہ فیض کہ ان لوگون کو اوس کی صحبت سے حاصل ہوا تہا اوس سے اندلس مین آکر پورا کام لیا اور مالک ابن انس کے خیالات کے پہیلانے مین کوتاہی نہین کی ابو عبداللہ زید ابن عبدالرحمن نے بہی جو علاوہ عالم ہونے کے نہایت نیک اور صاف باطن آدمی تہا بہت کوشش کی تہی کہ ابن انس کی تصانیف اس ملک مین رواج پائین ہشام نے ابوعبداللہ زید کو بلحاظ اوس کی لیاقت اور قابلیت کے عہدۂ قضائت کے لیئے تجویز کیا لیکن اس نے اس عہدے کو نامنظور کیا سلطان نے اس کو مجبور کرنا چاہا تاہم یہہ اپنے ارادۂ سابق پر قایم رہا اور وزرا سے کہدیا کہ اگر مین نے بجبر اس عہدے کو قبول بہی کیا تو شرع اور فقہ کے بالکل خلاف احکام جاری کرون گا اوس وقت تم خود مجھکو اس خدمت سے علیحدہ کردو گے سلطان بصوابدید وزرا اپنے ارادہ سے باز رہا اور پھر کبہی ابوعبداللہ کو عہدہ قضائت کے قبول کرنے پر مجبور نہین کیا۔ اس عالم کا انتقال ۱۹۴ھ مین ہوا۔

سلطان ہشام کے عہد حکومت مین علم و فضل اور ہر قسم کے کمال نے بجید

ترقی پائی چونکہ بادشاہ خود لایق اور علم دوست اور صاحب فن کا قدردان تہا۔ اس کی طبیعت نے اپنے گرد ایسے بے نظیر اور نادر العصر لوگون کو جمع کیا کہ جن کی بدولت اس کا نام اس وقت تک قائم ہے اور آیندہ بہی قائم رہیگا ایک روز کا واقعہ ہے کہ اس کا باپ سلطان عبدالرحمن بن معاویہ دربار مین بیٹہا ہوا تہا اور اہل دربار حاضر تہے کہ سلطان نے یہہ دو شعر پڑہے۔

وَتَعرِفُ مِن اَبِیہِ شَمَائِلاً	مِن خَالِہ اَو مِن یَزِید وَمِن حُجَر
سَمَاحَۃَ ذَا مَعَ بِرِّ ذَا وَوَفَا ذَا	وَنَائِلَ ذَا اِذَا صَحَا وَاِذَا سَکَر

اور ہشام سے پوچہا کہ کیا تم بتا سکتے ہو کہ یہہ اشعار کسکے ہین ہشام نے فوراً کہا یہہ اشعار امرو القیس کے ہین جو خاص تیرے لیے لکہے گئے۔ سلطان اپنے بیٹے کی اس حاضر جوابی سے بہت خوش ہوا ہشام کی فیاضی اور معدلت گستری کی نظیرون سے تاریخ بھری ہوئی ہے اور اس نے اپنی بیدار مغزی اور دوراندیشی سے سلطنت کو ایسے مستحکم اصول پر قائم کیا کہ اگر ان کی پابندی اس کے جانشین کرتے تو اسی وقت یورپ کا مغربی کونہ بہی مسلمانون کے قبضہ مین ہوتا جس سے

لہ ترجمہ اوس کے باپ اور ماموں کی یا یزید کی و حجر کی شمائل سے تو اوس کو معلوم کر سکتا ہی کہ وہ صاحب بخشش و نکوئی و صاحب وفا و صاحب جود ہے صحت اور نشہ کی حالت مین۔

سلطنت ہای بلاد مشرقیہ اسلامیہ کو تقویت ہوتی تمام ممالک محروسہ مین مخبر پہیلے ہوے تہے جن کے ذریعہ سے سلطان کو حکام کی طرز حکومت کی خبر دمبدم پہونچتی رہتی تہی جس طرح کہ خیر خواہ اور نیک نیت حکام چشمہ فیض و قدر دانی سے سیراب اسیطرح ظالم اور بدخواہ آتش غضب ظلم سوز سے راہی ملک بوار ہوتے تہے اس کو رعایا کی تکلیف ایک لمحہ کے لیئے بہی گوارا نہ تہی اور ہمیشہ کوشش یہہ تہی کہ رعایا اپنے حکام سے خوش رہے اور اوس کے جان و مال کی پوری پوری حفاظت کی جائے شخصی سلطنت مین ملک اور رعایا کی بہبودی خاص بادشاہ کی ذات سے وابستہ ہے اس بادشاہ کی خوش قسمتی تہی کہ اس نے اپنی محنت اور جفاکشی کا نتیجہ اپنی آنکہون سے دیکہہ لیا رعایا نے اس کو العادل کا خطاب دیا تہا اس لقب کو یہہ نہایت عزیز رکہتا اور اپنا فخر سمجہتا تہا ہشام نے ساتہہ سال اور آٹہہ یا نو مہینے کی حکومت کے بعد ۱۸۰ ہجری مطابق ۷۹۶ عیسوی مین انتقال کیا قبل انتقال مسجد قرطبہ کو جس کی بنیاد عبدالرحمن نے ڈالی تہی ختم کر دیا تہا۔

باب سوم

الحکم کی تخت نشینی۔ اس کے چچا سلیمان اور عبداللہ کی بغاوت۔ جنگ جلیقیہ انتقال سلیمان عیسائیون کے ساتھہ جنگ اور انکی شکست قحط عظیم انتقال۔ طرز حکومت

سلطان الحکم اپنے باپ سلطان ہشام کے بعد تخت پر بیٹھا۔ عربون کی یہہ خوش قسمتی تہی کہ لائق باپ کی میراث لائق تر جانشین کے حصّہ مین آئے لیکن مثل سابق اس کے رشتہ دارون نے اس کو بہی آرام لینے نہین دیا۔ چنانچہ الحکم کے تخت پر بیٹھتے ہی اس کے دونون چچاؤن یعنی عبداللہ اور سلیمان نے بغاوت شروع کردی اگرچہ یہہ لوگ علانیہ بغاوت کی قدرت نہین رکھتے تہے مگر چونکہ یہہ سب سلطنت کے رکن اعظم تہے خفیہ طور پر اس کو اور اس کی سلطنت کو نقصان پہونچا سکتے تہے اور اس تکلیف اور نقصان رسانی مین انہون نے کوتاہی نہین کی۔ عیسائی بہی ہمیشہ ایسی سازشون اور خانہ جنگیونکا انتظار جن پر ان کی کامیابی منحصر تہی کیا کرتے تہے۔ جب عیسائیون نے دیکہا کہ الحکم خانہ جنگی مین مشغول ہے فرانسیسیون نے ۱۸۵ھ م ۸۰۱ء مین برشلونہ پر

حملہ کیا اور اوس کو اپنے قبضہ مین لے آئے۔ عربون نے وہ پورا صوبہ خالی کر دیا اور سرحدی قلعون مین پناہ گزین ہوئے لیکن قبل اس کے کہ عیسائی کچھہ زیادہ نقصان پہونچا سکتے الحکم نے اپنے مشہور حاجب عبدالکریم ابن مغیث کو معقول تعداد فوج کے ساتھہ عیسائیون کے مقابلہ کے لیئے روانہ کیا۔ اس امیر نے نہایت دلیری اور ہوشیاری سے اپنے کار مفوضہ کو انجام دیا اور ایک ہی جنگ مین فرانسیسیون کو ملک سے خارج کر دیا اور کافی انتظام کے بعد قرطبہ واپس آیا اسی اثنا مین معتقدان مالک انس نے جن کو اپنے سیادت اور تقدس پر ناز تہا یہہ خبر مشہور کی کہ سلطان دنیوی عیش و آرام کی طرف متوجہ ہو گیا اور حکومت کے قابل نہین رہا اس خبر کے مشہور کرنے کا بانی یحیی ابن یحیی اللیثی تہا بغاوت شہر قرطبہ کے مغربی حصہ سے شروع ہوئی اگر سلطان فی الحقیقت جیسا کہ اس فرقہ نے اسے مشہور کیا تہا امور سلطنت سے بے خبر اور لہو و لعب مین مصروف ہتا اور بیخبری کی حالت مین اس انقلاب اور بغاوت کو بڑہنے دیتا تو معلوم نہین کہ انجام کار کیا ہوتا۔ اس بغاوت کا اثر نہ صرف سلطان کی ذات پر پڑتا بلکہ تمام خاندان شاہی کو نقصان عظیم پہونچتا خاندان معاویہ کی خوش قسمتی تہی کہ الحکم مین وہی لیاقت اور خوبیان موجود تہین جن کی بدولت اس کے دادا

عبدالرحمن بن معاویہ نے بغیر یار و مددگار صرف خدائی عزوجل کی رحمت اور کرم سے اس ملک کو فتح کیا اور اپنے خاندان کا نام قایم رکہا۔ یہہ بغاوت کوئی نئی بات نہ تہی۔ تاریخ اس امر کی پوری شہادت دیتی ہے کہ انقلاب عظیم کے بانی اکثر مذہبی فرقہ ہوئے ہین اور مذہب کی لگائی ہوئی آگ اپنا اثر کیے بغیر بجہتی نہین جس وقت الحکم کے مخبرون نے اس بغاوت اور مالک انس کے معتقدون کی مفسدہ پردازی کی اطلاع دی اوس نے قبل اس کے کہ رعایا پران باغیون کی سازش کا کچہہ اثر ہو اس حصہ شہر کو جس مین یہہ لوگ مقیم تہے نیست و نابود اور جو لوگ باقی رہے اون کو سزای سخت کے بعد اندلس سے خارج کر دیا کچہہ باغی دارالسلطنت مراکش مین سکونت پذیر ہوئے اور کچہہ مصر چلے گئے اور باوجود اس سختی اور مصیبت اوٹہانے کے بہی یہہ لوگ اپنی شرارت جبلی سے باز نہین آئے مصر مین بہی آتش فساد بہڑکانی چاہی لیکن خلیفہ المامون کے قائم مقام عبداللہ ابن طاہر نے کافی سزا کے بعد ان کو جزیرہ اقریطیس[1] کی طرف نکال دیا جس کو ان باغیون نے فتح کیا اور مدت دراز تک اوس پر حکومت کرتے رہے آخر کو آرمیٹاس قیصر قسطنطین نے ۹۶۱ سنہ ع مین اس جزیرہ کو فتح اور ملک یونان سے ملحق کر لیا آخر بادشاہ ان کا عبدالعزیز خاندان ابوحفص سے تہا۔

[1] اس کو کریٹ یا کینڈیا کہتے ہین جسپر اب ترک حکمران ہین۔

اندرونی بغاوتون کو رفع کرنے اور اپنے چچا سلیمان کے انتقال کے
بعد ۱۸۳ھ مین الحکم سرحد کی درستی اور حفاظت کی طرف مائل ہوا پہلے اس نے
قلعجات سرحدی کو مکرر درست اور مستحکم کیا اور پہر عیسائیون کے حملون کو روکنے
کی غرض سے مختلف دستہ فوج کے اپنے نامی اور جانثار امیرون کی سرکردگی
مین سرحد کی طرف روانہ کیئے ۱۹۲ھ م ۸۰۷ع مین شاہ **فرانس** کی سازش
سے **لذریق** نے شہر **طرطوشتہ** کا محاصرہ کیا۔ جب اس محاصرہ کی اطلاع سلطان
کو پہونچی تو باوجود اس کے کہ بعض مشہور اور تجربہ کار امیر میدان جنگ مین موجود تہے
الحکم نے بذات خود اوس طرف کا عزم کیا۔ پہلی ہی جنگ مین اس کے بڑے بیٹے
عبدالرحمن نے **لذریق** کو شکست فاش دیکر اپنی حدود سے باہر کر دیا۔

اس جنگ کے چار برس بعد ۲۰۰ھ مطابق ۸۱۵ع مین سلطان نے
پہر جنگ کا عزم کیا اور اپنے وزیر **عبدالکریم ابن مغیث** کو جو فنون سپہ گری مین
یکتائے زمانہ تہا فرانسیسیون کے مقابلے مین بہیجا عرب حدود **جلیقیہ** مین داخل
ہوئے اور بلا کسی محنت اور مشقت کے سرحدی قلعجات کو اپنے قبضے مین لی آئے
ہنوز یہہ سرحد کے قریب تسخیر شدہ ملک کے انتظام مین مصروف تہے کہ ان کو
شاہ **جلیقیہ** کی فوج کشی کی اطلاع پہونچی دونون فوجین دریا کے کنارے خیمہ زن

ہوئین چونکہ دریا دونون کے بیچ مین حائل تہا جنگ چند روز تک ملتوی رہی امیر عبدالکریم
نے بہ مصلحت اپنی فوج کو کنارے سے ہٹا لیا اور عیسائیون کو دوسری طرف
آنے کا موقع دیا۔ تیرہ روز تک دونون فوجین لڑتی رہین اور باوجودیکہ عرب اس
جنگ مین کامیاب ہوئے لیکن بارش اور دریا کی شورش کی وجہ سے یہ اپنی
کامیابی سے پورا فائدہ حاصل نہین کر سکے۔ جب امیر نے دیکہا کہ دریا کی طغیانی
زیادہ ترقی کرتی جاتی ہے اور طوفان بہی کم نہین ہوتا تو اس نے سلطان کو اطلاع کی
اور حسب الحکم قرطبہ واپس چلا آیا۔

اسی زمانہ مین اندلس مین ایسا شدید قحط پڑا کہ ہزارہا آدمی ہلاک ہو گئے
لیکن اسی حادثۂ عظیم مین سلطان نے بہی اپنی غریب رعایا کی پریشانی رفع کرنے مین
بے انتہا کوشش کی۔ یہی وجہ تہی کہ اس کے دشمن اس زمانہ مین بہی ناکام رہے
عباس ابن ناصح الجزایری حسب ذیل اشعار مین اس واقع کو ظاہر کرتا ہے۔

¹ نکد الزمان فامنت ایامہٗ	من ان یکون بعصرہ عسرٌ
ظلع الزمان بازمۃٍ فجلت لہٗ	تلک الکریھۃ جودۃ الغمرُ

¹ ترجمہ زمانہ خراب ہو گیا تہا مگر اوس کے ایام نے اس بات سے بچایا کہ اوس کے عہد مین تنگی و پریشانی ہو
مصیبتون کی کثرت سے زمانہ تنگ ہو رہا تہا مگر اوس کی دریا دل بخشش نے اس رنج کو دور کر دیا۔

عباس ابن ناصح ایک واقعہ بیان کرتا ہے کہ جب مین وادی الحجارۃ کے قریب سے گزرا تو ایک عیسائی عورت نے مجھکو سلطان سمجھکر بآواز بلند کہا کہ اے الحکم کیا اس سخت زمانے کے ساتھہ جس نے ہمارے باپ اور شوہر دونوں کو مار ڈالا تو بھی اپنی غریب رعایا کو جو بھوکی پیاسی تجھکو یاد کر رہی ہے بھول گیا۔ مین نے نہایت تشفی اور دلداری کے ساتھہ اس تباہی کی وجہ دریافت کی اس نے بیان کیا کہ جب ہم اپنے مردون اور بچون کے ساتھہ وادی الحجارۃ کے کھیتون سے گزر رہے تھے عیسائیون کے ایک گروہ نے ہمکو گھیر لیا اکثر قتل ہوئے اور بقیۃ السیف کو گرفتار کرکے لے گئے اس واقع کو بھی شاعر نے یون نظم کیا ہے۔

تململت فی الوادی الحجارۃ مسئدا	اراعی نجوما ما یریدون تغیرا
الیک ابا العاصی نضیت مطیتی	تسیر بہم ساریا و مهجرا
تدارک نساء العالمین بنصرۃ	فانک احری ان تغیث وتنصرا

ترجمہ مقصود ان شعرون کا یہہ ہے کہ وادی الحجارۃ مین بڑی مصیبون سے میری شب بسر ہوئی اور ابو العاص کی مدد کے نظر کرتے اونٹ کو رات دن اس قدر دوڑانا پڑا کہ وہ ناتوان ولاغر ہوگیا جبکہ تیری ذات نصرت و مدد کے لیئے لایق تر ہے اپنے زمانہ کی عورتون کی فریاد سن اور مدد کر۔

عباس ابن ناصح نے دربار سلطانی مین اپنے قصیدے کو پڑہا جس سے سلطان
اس قدر متاثر ہوا کہ فوراً بذات خود مع فوج کے وادی الحجارۃ پہونچا اور
کامل تحقیقات کے بعد مجرمون کو قتل کیا اور اس عیسائی عورت کے سامنے
سلطان نے عباس کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ اے عباس اب اس عورت سے
پوچھہ کہ الحکم اپنی غریب رعایا کی آہ وزاری سنتا ہے یا نہین اور اس کے مصائب
کے دفع اور اس کے حقوق کی نگرانی کرنے مین خاص توجہ اور کوشش کرتا
ہے یا نہین۔ بیوہ یہہ سن کر آبدیدہ ہوئی اور رکاب سعادت کو بوسہ دیکر نہایت ادب
سے عرض کیا کہ اے امیر جو کچھہ مین نے اس وقت دیکھا اور سنا اس کے صحیح
ہونے مین بالکل شبہہ نہین خدا تعالیٰ تجھکو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

الحکم کے گرد وپیش جو مشیر اور ارکان سلطنت تھے وہ اپنے اپنے فن مین
وحید عصر تھے اون کے نام نامی یہہ ہین اسحاق ابن المنذر اور عباس
ابن عبد اللہ اور عبد الکریم ابن مغیث اور سعید ابن حسین یہہ چار پانچ
شخص الحکم کے خاص وزیر اور سپہ سالار تھے شہر قرطبہ کی قضائت پر عمر ابن بشیر
اور بشیر ابن قطن اور عبد اللہ ابن موسیٰ اور حمید ابن محمد ابن یحیی یہہ مشہور عالم
فقہ یکے بعد دیگرے مامور ہوئے اور اس کے خطیب حجاج ابن العقیلی اور

فطیس ابن سلیمان اور عطاف ابن زید تھے۔

سلطان الحکم کے علم دوست ہونے کی نسبت جو کچھ اوپر تحریر کیا گیا ہے اس کی تائید متعدد مورخین سے ہوتی ہے۔ سیہ قضائت شہر کی ادسی شخص کے سپرد کیا کرتا تھا جو علاوہ عالم ہونے کے راستباز اور منصف مزاج ہوتا تھا چنانچہ ایک مورخ کا بیان ہے کہ ابن عمران کے انتقال کے بعد محمد ابن بشیر قاضی الجماعت[1] اندلس کا مقرر کیا گیا اس کا باپ سعید ابن بشیر وہ مشہور اور واجب التعظیم عالم علم فقہ اور حدیث کا تھا جس کو سلطان عبد الرحمن اول نے اس عہدے کے لیے منتخب کیا تھا۔ اس کا انصاف صرف اندلس ہی مین نہین بلکہ کل ممالک اسلام مین ضرب المثل ہو گیا تھا۔ نقل مشہور ہے کہ جب شاہی فرمان تقرر کا اس کے وطن مقام بیجتہ پہونچا اور سیہ شہر قرطبہ کی طرف روانہ ہوا اس نے ایک منزل اپنے ایک پرانے دوست کے مکان پر بسر کی اثنائے گفتگو مین ابن بشیر نے اپنے دوست سے کہا کہ اگر سلطان نے مجھکو اندلس کا قاضی مقرر کیا تو مین تجھکو اپنا مددگار بنا لون گا دوست نے جواب دیا کہ اس درخواست کے منظور کرنے مین مجھکو عذر نہین بشرطیکہ تو میرے تین سوالون کا جواب شافی دے۔ پہلے یہہ کہ

[1] اندلس کے قاضی کو قاضی القضات اور قاضی الجماعت دونون کہتے تھے۔

اگر تجھکو عمدہ لباس عمدہ کھانا اور عمدہ سواری دی جائے تو تجھے خوشی حاصل ہوگی یا نہین
جواب دیا کہ لذیذ کھانون کی مجھکو پروا نہین۔ غذا سے صرف زندگی منظور ہے نہ کہ
زندگی واسطے غذا کے۔ لباس سے ستر منظور ہے نہ خوشنمائی اور جب خدائے تعالی
نے پاؤن عطا فرمائے ہین تو پھر سواری کی کیا ضرورت۔ دوسرا سوال یہہ کہ[1]
حسن خداداد کے دیکھنے اور معشوق کے ناز و کرشمہ کے اوٹھانے کی تاب
تجھمین موجود ہے یا نہین ابن بشیر نے جواب دیا کہ جب ان امور کا مجھکو تجربہ نہین
تو مجھپر معشوق کے حسن خداداد کا کیا اثر ہو سکتا ہے تیسرا سوال یہہ کہ اگر تیرے
ہمقوم تیری خوشامد اور تعریف کرین تو کیا تو خوش ہوگا اور اگر اسی عہدہ پر مامور ہونیکے
بعد علیحدہ کر دیا جائے تو کیا تو پسند کرے گا۔ جواب دیا کہ قسم ہے مجھکو اللہ کی کہ
تعریف اور ستایش کی نہ مجھکو پروا اور نہ برا کہنے کا مجھکو رنج پھر اس عہدے سے
علیحدہ ہونا مجھکو کیا برا معلوم ہو سکتا ہے۔ یہہ سنتے ہی اوس دوست نے
ابن بشیر کے ہاتھہ کو بوسہ دیا اور کہا کہ میرے سوالات کے جواب مجھکو حسب
دلخواہ ملے اور اب مین نہایت خوشی سے تیری نیابت کو قبول کرتا ہون۔
الحاصل ابن بشیر اپنے دوست سے رخصت ہو کر سید ہا دار السلطنت آیا

---

[1] بظاہر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ سوالات اس کی خوبی طبیعت اور طینت کی جانچ کے لیئے کیئے گئے۔

اور مسند قضات کو زیب دی چند ہی روز مین اس کے انصاف اور اسکی شرع کی پابندی نے اوس کو شہرۂ آفاق کردیا دور دور سے لوگ اوس سے ملنے اور اوس کی صحبت سے فیضیاب ہونیکے واسطے قرطبہ آتے تھے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص نے خاص سلطان پر ایک قطعہ زمین کے متعلق جو قرطبہ کے پل کے قریب واقع تھی دعوی کیا۔ بعد تحقیقات ابن بشیر کو مدعی کا مقدمہ صحیح معلوم ہوا۔ اس نے حکم دیا کہ سلطان اپنا قبضہ اوس جایداد سے اوٹھالے۔ اب الحکم کے منصفانہ برتاؤ اور قانون کی پابندی کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے فریق اول کو طلب کر کے قیمت اوس جایداد کی دریافت کی اور جو قیمت کہ مانگی گئی فوراً ادا کردی۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عرب بادشاہ قانون شرع کے کس قدر پابند تھے۔ اسلام کا یہہ بہت بڑا اصول ہے کہ جس قانون پاک کی رو سے پادشاہ شیخ الاسلام کو معزول کرسکتا ہے اوسی قانون پاک کی رو سے شیخ الاسلام پادشاہ کو سزا دے سکتا ہے۔ اسلام مین کیسی سے کیسی سخت اور جابرانہ شخصی سلطنت کیون نہ قائم ہو بادشاہ ہمیشہ قانون شرع کا تابع رہے گا جب الحکم کو یہہ اچھی طرح یقین ہو گیا کہ ابن بشیر سے بہتر ملک کو قاضی القضاۃ نہین مل سکتا سلطان نے اس کی قدر و منزلت مین اور زیادہ ترقی کی اور اس کے

مخالفین سے منہہ پہیر لیا۔ چنانچہ ایک روز **موسی ابن سمیح** نے جو شاہی اصطبل کا صاحب الخیل تہا سلطان سے عرض کی کہ **ابن بشیر** نے میرے مقدمہ مین نا انصافی کی ہے اور ایسے احکام جاری کیے ہین جو خارج الاقتدار ہین سلطان نے جواب دیا کہ تیرے بیان کی صحت اسی وقت ہو سکتی ہے۔ تو جا اور **ابن بشیر** سے ملاقات کرا گر تو اوس مین کامیاب ہوا تو مین تجہکو سچا سمجہون گا اور اِس کو عہدے سے معزول کر دون گا ورنہ اس کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ مین اوس کو اور زیادہ عزیز رکہون گا۔ چنانچہ **موسی** حسب الحکم **ابن بشیر** کے مکان پر گیا اور اوس سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ سلطان نے **موسی** کے عقب مین اس واقعہ کی تحقیق کے لیے دو مخبرون کو بہی روانہ کیا۔ ان مین سے ایک واپس آیا اور الحکم سے عرض کیا کہ جب موسی نے قاضی سے ملنے کی کوشش کی۔ قاضی کے ایک ملازم نے موسی سے کہا کہ قاضی کہتا ہے کہ اگر تجہکو کسی عدالتی معاملے مین کچہہ کہنا ہے تو عدالت مین وقت مقررہ پر حاضر ہو **الحکم** یہہ سُن کر مسکرایا اور کہا کہ مجہکو پہلے ہی یہہ یقین ہو چکا تہا کہ یہی ایک شخص اس عہدے کے لیے موزون ہے **ابن بشیر** کی تعریف نہ صرف ایک دو بلکہ جتنے عرب مورخین ہماری نظر سے گزری سب کرتے ہین **المقری** نے بہی اپنی بے نظیر تاریخ **اندلس** مین اسی **قاضی** کی نسبت

ایک ایسا واقعہ بیان کیا ہے جس کا اظہار اس مقام پر نامناسب نہ ہوگا۔ وہ تحریر کرتا ہے کہ الحکم کے چچا سعید الخیر ابن عبدالرحمن الداخل نے دعویٰ کیا سعید الخیر کی مختار نے ایک دستاویز جایداد متنازعہ کی نسبت قاضی کے سامنے پیش کی۔ اس دستاویز پر مختلف لوگون کی شہادت موجود تھی لیکن اُن گواہون مین سے سوائے سلطان الحکم اور ایک اور شخص کے کوئی زندہ نہ تھا فریق ثانی نے یہہ عذر پیش کیا کہ جب تک دستخطون کی تصدیق نہ ہو دستاویز منظور نہین ہوسکتی ابن بشیر نے اس عذر کو تسلیم کیا اور فریق اول کو حکم دیا کہ وہ گواہون کو عدالت مین حاضر کرے۔ قاضی کے اس فیصلے سے سعید الخیر بہت متعجب ہوا اور سلطان سے عرض کیا کہ کیا اب ہماری حکومت اس قدر کمزور ہوگئی کہ ایک قاضی خاص سلطان کی دستخط کو منظور نہین کرتا اور ایسے احکام جاری کرتا ہے جس سے بادشاہ کی تذلیل عام طور پر ہو الحکم نے اپنے چچا کی بہت کچھ تشفی کی اور کہا کہ تو قاضی کی صفات اور منصفانہ طبیعت سے واقف نہین ہے۔

اس نے یہہ احکام انصاف رسانی کی نیت سے جاری کیئے ہین اور مین بھی نہین چاہتا کہ میری رعایا مین سے جن کی جان و مال میرے ہاتھہ مین خدا تعالیٰ نے دی ہے کسی کی حق تلفی ہو۔ مجھکو معلوم ہے کہ تیرا دعویٰ سچا ہے دستخط کی تصدیق

کردینے مین کیا ہرج ہے یہہ کہکر سلطان نے اپنے دو قانونی مشیرون کو طلب
کیا اور انکے سامنے اپنے ہاتہہ سے اپنی دستخط کی تصدیق کی اور اس کو بند
کر کے انہین مشیرون کے ذریعہ سے قاضی کے پاس بہیجدیا۔ ابن بشیر
نے یہہ شاہی تحریر بغور پڑہی اور سعید الخیر کے مختار کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ
جبتک تصدیق کنندہ اصالتاً حاضر ہوکر تصدیق نہ کرے عدالت اس کو منظور نہین
کرسکتی سعید الخیر یہہ سن کر پہر الحکم کے پاس آیا اور کہا کہ قاضی کی عدول
حکمی اب حد سے بڑہ گئی ہے اگر اس کو فوراً سزا نہ دی گئی تو رعایا کے حقوق
تلف ہونگے اسکے علاوہ شاہی رعب داب کا قائم رہنا محال ہوگا سلطان
نے جواب دیا کہ قاضی نے اپنے فرایض منصبی کو ادا کیا ہے مین اس کو کسطرح
سزا کا مستوجب قرار دون سعید الخیر یہہ سُن کر اور زیادہ برداشتہ خاطر ہوا اور
عرض کیا کہ کیا تو بہی میرے حقوق کو تسلیم نہین کرتا الحکم نے کہا کہ مین پہلے ہی
کہہ چکا ہون کہ تیرا مقدمہ بالکل سچا ہے مجہہ سے جہانتک ہوسکتا تہا مین نے
تیری مدد کرنے مین کوتاہی نہین کی البتہ قاضی کے فیصلے کے خلاف مین کچہہ نکرونگا
محمد ابن بشیر نے ۱۹۸ ہجری مین امام شافعی کے چہہ برس قبل قرطبہ مین انتقال کیا
۲۰۲ ہہ مین سلطان الحکم نے اپنے امرا و اراکین سلطنت کو جمع کر کے بیان کیا

کہ اب میری زندگی کے بہت تہوڑے روز باقی رہ گئے ہین میری خوشی ہے کہ اپنے بیٹے عبدالرحمن کو اپنا ولی عہد مقرر کرون میری یہہ خواہش ہے کہ تم سب اس کی اطاعت کو بحلف قبول کرو سب سے پہلے شہزادون نے اور ان کے بعد حاجب اور قاضی القضاۃ اور دیگر ارکان سلطنت نے عبدالرحمن کے ہاتہہ پر بوسہ دیکر اطاعت و فرمانبرداری قبول کی۔ چونکہ اس زمانے مین جنگ موقوف تہی اور ملک مین امن تہا عبدالرحمن کے ولیعہد ہونے کی عام طور پر خوشی کی گئی اور سلطان کو بہی اپنی باقی عمر آرام سے گزارنے کا موقع ملا الحکم نے ۲۵ ذیقعدہ سنہ ۲۰۶ھ م سنہ ۸۲۲ع روز پنجشنبہ کو انتقال کیا یہہ طویل القامت لاغر اندام آدمی تہا۔ رنگ سانولا دراز بینی جو سامنے سے کسی قدر کج تہی۔

باب چہارم

عبدالرحمن ثانی کی تخت نشینی۔ عیسائیون کے ساتھہ جنگ۔ یونان کے سفیر کا قرطبہ آنا۔ یحیی ابن یحیی ابن اللیثی اور عبدالملک ابن حبیب۔ اندلس کا محاصل۔ عبدالرحمن کے ذاتی حالات۔

سلطان **الحکم** کی وصیت کے موافق **عبدالرحمن** زینیدہ سریر مملکت ہوا تخت پر بیٹھتے ہی اس نے **جلیقیہ** پر فوج کشی کی اور اوس ملک کا بہت بڑا حصہ **اندلس** مین شریک کیا اور اس جنگ کے اختتام کے بعد سلطان نے ۲۰۸ھ مین اپنے مشہور سپہ سالار امیر **عبدالکریم** ابن عبدالواحد کو مع فوج **قسطلہ** اور **البہ** کی تسخیر کے لیے روانہ کیا اس امیر نے عیسائیون کے قلعون پر قبضہ کیا اور ان کو اس معاہدے کی پابندی پر مجبور کیا کہ وہ مسلمانون کو قید سے رہا کرین اور حسب معمول خراج ادا کرتے رہین۔

جنگ مذکور کے بعد سلطان خانگی امور کیطرف متوجہ ہوا لیکن عیسائیون نے

اس کو آرام لینے نہین دیا اور پہر اندلس کی حدود مین آکر مسلمانون کو لوٹنا اور
قتل کرنا شروع کیا۔ سلطان نے سنہ ۲۲۴ھ مین عبداللہ ابن عبداللہ البلنسی
کو ان کے مقابلے کے واسطے بہیجا عبداللہ نے اہل قسطلہ کو شکست
فاش دیکر اپنی حدود سے باہر کر دیا اور دوسری جانب ابن موسیٰ نے بادشاہ
جلیقیہ کو شکست دیکر سیکڑون عیسائیون کو قتل اور گرفتار کیا لیکن چونکہ ابہی کافی
سزا عیسائیون کو نہین ملی تہی عبدالرحمن بذات خود ابن موسیٰ کی مدد کو آیا اور
لڑائی کے بعد بہت دور تک اس ملک کو تاراج کرنے کا حکم دیا اور جو قلعے
عیسائیون نے سرحد کے قریب قائم کئے تہے وہ نہین مین اپنی فوج کو چہوڑ کر
سلطان قرطبہ واپس آیا

سنہ ۲۲۶ھ مین عبدالرحمن ثانی نے ابن موسیٰ کو فرانسیسیون کے مقابلہ کو بہیجا
اور پہر اوسی میدان مین جہان موسیٰ ابن نصیر نے فرانسیسیون کو شکست دی تہی
عرب اور عیسائی لڑائی کے لیئے تیار ہوئے۔ اس دفعہ بہی عیسائی تعداد مین
مسلمانون سے بہت زیادہ تہے لیکن افسر فوج اپنے مشہور ہمنام امیر سے جرأت اور
شجاعت مین کچہہ کم نہ تہا اس نے اپنی فوج کی قلت اور دشمن کی کثرت پر پروا نہین
کی اور بلا خوف وہراس فوج مخالف پر حملہ کیا۔ فرانسیسیون نے بہی نہایت

دلیری سے عربون کا مقابلہ کیا اور بہت دیر تک معرکہ کارزار گرم رہا بارے آخر کو فرانسیسی منتشر ہوکر چار طرف بہاگ نکلے اور عرب مظفر و کامیاب اندلس واپس آئے

اس ہی سال موسیٰ ابن موسیٰ اور سلطان کے ایک دوسرے مصاحب خوز معوفق مین کسیوجہ سے نزاع شروع ہوئی۔ سلطان نے خوز کی طرفداری کی موسیٰ کو یہہ امر ناگوار گزرا اور یہہ غرسیہ بادشاہ بنبلونہ سے جاملا اور اوس کو ورغلا نکر عربون سے لڑنے پر آمادہ کیا عبدالرحمن نے ان باغیون کے دفع کرنیکے واسطے الحریث کو حکم دیا۔ شروع جنگ مین حریث ایک دو بار کامیاب ہوا لیکن ایک موقع پر دہوکے سے گرفتار ہوگیا۔ سلطان کو جس وقت اس امیر کی گرفتاری اور اپنی فوج کی شکست کی خبر پہونچی اس نے فوراً اپنے بیٹے محمد کو فوج کثیر دیکر اس دہبے کے مٹانے کی غرض سے روانہ کیا۔ شہزادے نے شہر تطلیتہ[۱] کا جس مین موسیٰ مع اپنی فوج کے مقیم تہا محاصرہ کرلیا۔ موسیٰ نے جب اپنی کمزوری کے آثار دیکہے عفو جرایم کی استدعا کی شہزادے نے بمصلحت وقت اس درخواست کو منظور کرلیا اور خود غرسیہ کی طرف متوجہ ہوا اس جنگ مین نہ صرف عیسائیون کو شکست ہوئی بلکہ اون کا بادشاہ بہی مارا گیا[۲]۔

---

۱ اس شہر کو انگریزی مین ٹیوڈلہ کہتے ہن۔ ۲ مورخ کونڈ نے اس جنگ کا ذکر غلطی سے (دیکہو صفحہ ۳۹)

اس فتح عظیم سے عربون کو بے حد فائدہ پہونچا۔ پادشاہ غرسیہ عیسائی بادشاہون
مین ممتاز تہا اور اسی کے بہروسہ پر چہوٹے چہوٹے بادشاہون کو عربون کے
مقابلہ کی جرأت پیدا ہوتی تہی۔ جب اس طرف سے سلطان کو اطمینان کامل
ہوگیا تو پہر چونکہ شاہ جلیقیہ مثل غرسیہ کے ہمیشہ مصدر شورش اور فساد کا رہا کرتا تہا
اور اب غرسیہ کے قتل ہوجانے سے اس کی کمر ہمت شکستہ ہوگئی تہی۔
عبدالرحمن کو یہ قرین مصلحت معلوم ہوا کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس بانی شر و فساد کو بہی
مثل اس کے معین کے تہ تیغ کرنا چاہیئے پس اس نے ۲۳۱ھ ہجری مین ملک
جلیقیہ کی طرف اپنے رایت فتح آیت کو جنبش دی۔ عرب شہر لیون تک بغیر کسی
تعرض کے جا پہونچے اور اوس کا محاصرہ کیا لیکن یہ شہر ایسا مضبوط اور مستحکم تہا کہ
عرب ایک مدت تک اس کے گرد پڑے رہے اور مختلف دستے فوج کے
گرد و نواح مین چہوٹے چہوٹے شہر اور قصبون پر قبضہ کرنے کی غرض سے
بہیجتے رہے بالآخر قلعہ کی دیوار کا ایک حصہ ٹوٹا لیکن بی نیل مرام قرطبہ واپس آنا پڑا
عربون کی فتوحات متواترہ نے اون کے زور شجاعت اور اون کی ترقی

بقیہ نوٹ (صفحہ ۴۸) سلطان محمد کے عہد حکومت مین کیا ہے اور یہی غلطی ایک دوسرے مورخ ام رومی نامی نے بہی
کی ہے۔ المقری نے اس جنگ کا ۲۲۹ھ مین ہونا بیان کیا ہے جس سے دوسرے عرب مورخین کو بہی اتفاق ہے

علوم وفنون کو دور دور تک مشہور کردیا تہا یورپ کے چہوٹے اور بڑی بادشاہ
کچھہ بوجہ خوف اور کچھہ بوجہ شوق ان سے اتحاد و دوستی بڑہانے اور پیدا کرنے
کی فکر مین پڑے ۲۲۵ھ مین طوفیلس بادشاہ قسطنطنیہ نے عبد الرحمن سے
دوستانہ تعلقات قایم کرنے کی درخواست کی اوسی زمانے مین خلیفہ المامون
اور خلیفہ المعتصم نے یونان پر فوج کشی کی ہتی۔ اس بادشاہ کی یہ ہی خواہش ہتی
کہ عبد الرحمن کو جس کو وہ عباسیون کا دشمن سمجہتا تہا اپنی مدد پر آمادہ کرے۔
اس نے اپنے نامہ مین یہ ہی لکہا تہا کہ اگر عبد الرحمن نے اس درخواست
کو قبول کیا اور فوج اور روپیہ سے اہل یونان کی مدد کی تو اس کو عمدہ موقع اپنی آبائی
سلطنت کے مکرر قبضے مین لانے کا ملے گا۔ عبد الرحمن نے اس کے جواب
مین اپنے لایق وزیر یحیی الغزال کے ذریعے سے بیش بہا تحائف طوفیلس
کو بہیجے اور یہ سفارت مشید بنای دوستی و یک جہتی جانبین کی ہوئی۔ بادشاہ
یونان نے نہایت اعزاز و اکرام سے یحیی سے ملاقات کی اور دعوت و مہمان
نوازی مین کوئی دقیقہ اوٹہا نہین رکہا۔ ایک روز یحیی طوفیلس سے
باتین کر رہا تہا کہ اس اثنا ءمین بادشاہ کی بی بی پر تکلف لباس پہنے کمرے مین
داخل ہوئی یہہ عورت ایسی حسینہ و جمیلہ ہتی کہ یحیی اس کی صورت تکتا رہ گیا۔

اور ایک عرصے تک ایسا محو جمال ہوا کہ اصلا بادشاہ کی موجودگی کا خیال بہی نرہا طوفیلس کو سفیر کا یہ فعل بہت ناگوار گزرا۔ مترجم کے ذریعہ سے اس خلاف تہذیب واقعہ کی وجہ پوچہی یحیی نے لیسے عمدہ الفاظ مین شہزادی کی تعریف کی کہ دونون کا غصہ مبدل بخوشی ہوگیا اور یحیی خوش وکامیاب اندلس واپس آیا۔ اس کی دانشوری اور جادو بیانی کی عبدالرحمن نے بہت کچہہ قدر کی اور اس کو پہر یورپ کے مختلف سلاطین کے پاس بطور سفیر روانہ کیا جہان یہ گیا وہان امیر وغریب سب عزت وتوقیر سے پیش آتے تہے۔ آخر عمر مین کسی وجہ سے یہ اندلس سے خارج کردیا گیا۔ بقیہ عمر اس کی مثل سابق عراق اور دیگر بلاد شرقیہ کی سیر وسیاحت مین گزری۔ یحیی نے پچاس برس کی عمر مین انتقال کیا۔

اوسی زمانے مین مجوسیون[1] نے جو یورپ کے شمال مین رہتے تہے اندلس پر حملہ کیا اور اپنے جہازون سے اوتر کر سمندر کے کنارے کے مقامات کو تاخت وتاراج کرنا شروع کیا۔ پہلی فوج جو ان کے اخراج کے لئے بہیجی گئی تہی وہ ناکام رہی لیکن امداد کے پہونچنے کے بعد عربون نے اس غیر قوم کو شکست دی یہ لوگ جہازون پر سوار ہوکر شدونہ کی طرف بہاگے مگر عربی جہازی بیڑون نے انکا تعاقب دور تک کیا

[1] ان کو نارمنز کہتے ہین۔

مگر یہہ وحشی صفت لشبونہ ہوتے ہوئے نظرون سے غائب ہو گئے عبدالرحمن نے سمندر کے کنارے قلعجات مجوسیون کے روکنے کی غرض سے قایم کیے

عبدالرحمن کے عہد حکومت مین بہت سے نامی اور گرامی اہل سیف اور اہل قلم نے سلطنت عباسیہ کو چہوڑکر اندلس کو اپنا وطن گردانا۔ ان لوگون مین علی ابن نفقی۔ معروف بہ زریاب[1] اوس زمانہ مین علم موسیقی مین دور دور تک مشہور رہتا عبدالرحمن کی طلبی پر اندلس آیا علاوہ اس علم کے یہہ علم نجوم اور علم ہیئت اور جغرافیہ مین کامل دستگاہ رکہتا تہا۔ کہتے ہین کہ اس کو ایک ہزار غزلین حفظ یاد تہین۔ یہ نہایت مہذب و با اخلاق شخص اور فن انشاپردازی مین اور خوش بیانی مین شہرہ آفاق تہا۔ جہان یہہ گیا وہان معزز و ممتاز رہا۔ طباخی مین بہی اس کو بہت کچہہ ملکہ حاصل تہا۔ غرضیکہ انہین خوبیون کے باعث یہہ ایسا مقرب بارگاہ سلطانی ہوا کہ عبدالرحمن اس کو ایک لحظہ کے لیئے بہی اپنے سے جدا نہین کرتا تہا زریاب کی صحبت کا اثر تمام اہل ملک کی طرز معاشرت پر بہی بہت کچہہ پڑا۔ چنانچہ پہلے اس ملک کے عرب اپنے کپڑون کو گلاب یا اور کسی

[1] اس ہی زمانہ سے اندلس کے عربون کو علم موسیقی کا شوق ہوا اور اوس کو اونہون نے درجہ کمال تک پہنچایا رفتہ رفتہ ان کو تہذیب اخلاق اور نازک خیالی اور نفاست طرز معاشرت نے اہل یورپ کو اپنا مقلد بنالیا۔

خوشبودار پانی مین برائی نام دہولیا کرتے تہے۔ اس نے پانی مین نمک ملوا کر کپڑے
دہلوانا شروع کیے جس سے زیادہ نفاست اور صفائی پیدا ہوئی۔ اسی طرح بعض
ترکاریان جو اوس ملک مین بکثرت ہوتی تہین جن سے عرب بالکل ناواقف تہے
اون کا استعمال شروع کیا اور ہر موسم کے مناسب ایک خاص لباس مقرر
کیا۔ زریاب کی تقلید سے عربون کو بہت سی ایسی باتین معلوم ہوئین جن سے
وہ روزمرہ فائدے اوٹہا سکتے تہے۔

یحیی ابن یحیی اللیثی اسی عہد مین فقہ اور حدیث کا بہت بڑا عالم گزرا
ہے۔ یہ وہ شخص تہا کہ جس نے اوس زمانہ شور و شر مین ہزارون میل کا سفر گوارا
کیا اور مدینۂ منورہ جا کر مالک ابن انس سے فقہ اور حدیث مین درس لیا اور
ایک زمانہ تک اوس عالم کی صحبت سے مستفید ہوتا رہا اور جو کچہہ کہ اوس نے
بکمال محنت و جانفشانی حاصل کیا تہا اوس کو اندلس مین آکر اپنے ہموطنون
کو بطور تحفہ نذر کیا جو ذوق و شوق یحیی کو علم سے تہا وہ اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے
کہ ایک روز یہہ دوسرے طالب علمون کے ساتہہ بیٹہا ہوا درس لے رہا تہا
کہ ایکبارگی ہاتہی کے اوس طرف سے گزرنے کا غل ہوا۔ چونکہ ہاتہی اس
ملک مین ایک نئی چیز تہی اوس محلہ کے لوگ اور نیز اوس کے ہم درس سب اوس کے

دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے لیکن یحیی اپنی جگہہ سے نہین ہلا اور حسب دستور
کتاب دیکھتا رہا مالک ابن انس نے پوچھا کہ ہاتھی تیرے ملک مین نہین ہوتا
پھر تو کیون نہین اوس کو باہر جاکر دیکھتا۔ جواب دیا کہ مین مغرب سے مشرق
ہاتھی دیکھنے کے لیے نہین آیا بلکہ اس لیے آیا ہون کہ آپ کو دیکھون اور
آپ کی صحبت سے جو میرے ملک کو نصیب نہین خود بھی فائدہ اوٹھاؤن
اور اپنے ہموطنون کو بھی اوس سے مستفید کرون مالک ابن انس کے
منھہ سے بے ساختہ نکلا کہ تو اوس ملک کے لیئے باعث فخر و مباہات ہے
کہ جس مین تجھہ ایسا علو ہمت و بلند حوصلہ آدمی پیدا ہوا۔

سلطان عبد الرحمن نے ایک مرتبہ اپنے نامور علماء کو طلب کیا اور
اون سے کہا کہ مجھہ سے ایک سخت خطا سرزد ہوئی ہے کہ مین رمضان مین دن کو
محل مین چلا گیا۔ اس کا کفارہ کس طرح ممکن ہے یحیی نے جو اوس وقت علماء
کے گروہ مین موجود تھا عرض کی کہ یا امیر اگر تو دو مہینے متواتر روزہ رکھے تو البتہ
تیری بخشش کی صورت ہو سکتی ہے۔ حاضرین یہہ سن کر خاموش ہو گئے لیکن جب
یہ لوگ دربار سے باہر آئے تو بعض نے یحیی سے پوچھا کہ کیا مالک ابن انس
نے اس کفارہ کا بدل بھی کوئی بتایا ہے یا نہین۔ جواب دیا کہ معاوضہ ضرور ہے لیکن

اگرچہ عبدالرحمن کو اس سخت سزا کا معاوضہ بتا دیتا تو اوس کو مکرر اوسی گناہ کے کرنے کی جرات ہوتی اور اب یہ ہے کہ وہ ضرور اپنے کو ہر گناہ سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرے گا۔ اس پابند شرع پادشاہ کی ہمت کو دیکھنا چاہیئے کہ اس نے یحیی کے حکم کی پوری تعمیل کی۔ جیسا کہ یحیی لائق تہا اس کی خوش قسمتی سے اسکو الیق بیٹا نصیب ہوا اوس کا نام عیسی تہا۔ اس کو صغر سنی سے سیر و سیاحت اور علماء و فقراء کی صحبت مین بیٹھنے کا بدرجہ غایت شوق تہا۔ بعد تحصیل علم جب یہہ اندلس واپس آیا تو عبدالرحمن نے عیسی کو شہر قرطبہ کا قاضی القضاۃ مقرر کیا۔ یحیی کے انتقال کے چار سال بعد اس کا ہم درس اور ہم فن ابومروان[1] عبدالملک ابن حبیب نے بہی انتقال کیا یہ بہی یحیی سے کچھ کم مشہور نہتہا یحیی کی ایک ہزار تصنیفات جن مین علاوہ اور علوم کے تاریخ اور صرف نحو اور فقہ اور اصول قانون بہی شریک ہین اوس کے دل و دماغ کی قوت اور ذہن کی تیزی کے عمدہ ثبوت ہین۔ یحیی ابن اللیثی نے ۲۳۴ھ مین رحلت کی۔

غرضیکہ عبدالرحمن کی سلطنت مین علم و فضل و کمال کے ایسے بیبہا جوہر جڑے ہوئے تہے جن کی آب و تاب کے مقابلہ مین الماس و یاقوت معمولی

[1] یہ بہی ایک بڑا نامی گرامی عالم اوس وقت مین تہا۔

پتھر سے بھی کم رتبہ رکھتے تھے ان علمار کی دور اندیشی اور لیاقت سے بادشاہ
کی شوکت اور دبدبہ کو اس قدر قوت پہونچی کہ اندلس کے نام سے تمام یورپ مین زلزلہ
پیدا ہو جاتا تھا اور ہر بادشاہ اس سلطنت سے تحاد اور دوستی بڑھانا باعث عزت و فخر تصور کرتا تھا

عبدالرحمن ثانی بیرونی دشمنون کے کامل استیصال کے بعد امور ملکی کی

طرف متوجہ ہوا ہی تھا کہ بعض محکوم عیسائی شریرالنفس مفسدہ پردازون نے ہنگامہ
برپا کیا اور بالقصد و علانیہ عام راستون اور عدالتون مین نقض امن کے مرتکب
ہونے لگے۔ پادریون نے جب دیکھا کہ حکومت کے ساتھ ہماری قوت و
وقعت بھی جاتی رہی ان سے خاموش نہ بیٹھا گیا اور مذہب کی آڑ مین عام طور پر
عیسائیون کو بغاوت پر آمادہ کرنا چاہا۔ یہہ لوگ شارع عام پر اور بعض اوقات
دارالقضا مین خاص قاضی کے اجلاس پر مذہب اسلام کی توہین اور حضرت
رسول خدا صلعم کی شان مین نہایت ناسزا اور نا ملایم الفاظ استعمال کرتے تھے
سلطان کی یہ اعلیٰ درجہ کی لیاقت اور خوش تدبیری اور حکام عرب کی روشن
خیالی۔ ہوشیاری اور نیک نیتی تھی کہ انھون نے ایسے نازک وقت مین
تعصب و غیظ و غضب کو اپنے پاس آنے نہین دیا اور اس فساد کو بلا کشت و خون
رفع کرنے کی کوشش کی اور ان مغویون کو تازیانہ اغماض سے ایسی سزا دی

کہ خود ان کے ہم قوم اور ہم مذہبون نے ان کی حرکات ناشایستہ پر لعنت و ملامت کی اور ان سے کنارہ کشتی اختیار کر لی - اس[1] ہنگامہ عظیم کا بانی مبانی ایک عیسائی **یولوجیس** نامی تہا جس نے اپنے کو مرد پرہیزگار اور باخدا ظاہر کیا تہا - اگر **عبدالرحمن ثانی** سے ذرا سی غلطی ہو جاتی تو یہہ پادری ضرور اپنے ارادہ مین کامیاب ہو جاتا - اس کے مریدون مین دو عورتین بہی تہین ان مین سے ایک کا نام **فلورا** تہا اوس لڑکی کا باپ مسلمان اور ماں عیسائی تہی - ماں نے خفیہ طور پر اس لڑکی کو تلقین اپنے مذہب کی کی تہی - جب یہہ لڑکی سن شعور کو پہونچی تو ماں کے ورغلانے سے بہاگ کر ایک کانونٹ یعنی معبد مین پناہ گیر ہوئی اس کے بہائی نے بمشکل تمام پتہ پا کر قاضی کے سامنے پیش کر دیا لڑکی نے قاضی کے سامنے اسلام کی نہایت جرأت سے توہین کی - قاضی نے عمداً اس کو مجنون قرار دیکر جیلخانہ مین قید کر دیا اور اس کو راہ راست پر لانے کی بہت کچھ کوشش کی مگر **یولوجیس** کی تعلیم کا اثر اس لڑکی پر ایسا پڑا تہا کہ یہہ اپنی نازیبا حرکتوں سے باز نہ آئی عیسائی[2] امراء نے عوام الناس کو ایسا اپنے قبضہ مین کیا تہا کہ ان پر ان باتون کا

[1] مورزان اسپین مصنفہ اسٹانلو لینپول باب ۵ (صفحہ ۸۶)

[2] مورزان اسپین مصنفہ اسٹانلی لینپول باب ۵ (صفحہ ۸۳)

کچھہ بھی اثر نہ ہوا۔ یہہ سب ان خودغرض پادریون کو یہہ جواب دیتے تہے کہ عربون کی حکومت سے ہم کو کیا نقصان پہونچا ہے کہ ہم بلاوجہ تمہارا ساتھہ دین اور اپنی جانون اور آزادی کو کھو دین۔ ہم ہرطرح آزاد اور ہماری جان اور مال ہرطرح سے محفوظ ہی عرب ہمارے مذہب مین بالکل دخل نہین دیتے ہم بالکل مطلق العنان اور خوش حال ہین صرف حکومت ہاتہہ سے نکل گئی ہے۔ ان فوائد کے عوض محض حکومت کی تمنا مین اپنی جان اور مال تلف کر دینا عقل و دانش سے بالکل بعید ہے۔

عبدالرحمن کو علاوہ فتوحات کے ملک کو آراستہ اور اوس کی مالی حالت درست اور عمدہ اصول پر قائم کرنے کا بہت کچھہ خیال و شوق تہا۔ بہ نسبت سلاطین سلف کے اس کے عہد حکومت مین ملک بیرونی حملون اور خانہ جنگیون سے امن مین رہا۔ ملک سرسبز اور رعایا خوش حال جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ اندلس کی آمدنی پہلے سے دوچند ہو گئی عبدالرحمن کی تخت نشینی کے زمانہ مین ٹکس کی آمدنی چھہ لاکھہ دینار وصول ہوتی تہی اور اب اس کے حسن انتظام سے دس لاکھہ دینار تک نوبت پہونچ گئی تہی عبدالرحمن بن معاویہ کے زمانہ مین تین لاکھہ دینار بڑے شہرون سے تجارت اور اہل شہر کی مالی حالت کے لحاظ سے

وصول کیئے جاتے تھے۔ ہر شخص کو ایک رقم معینہ خزانہ عامرہ مین داخل کرنی پڑتی تھی اور علاوہ اسی ٹکس کے یہودی اور نصاری سے ان کی حیثیت کے موافق جزیہ وصول کیا جاتا تھا۔ یہی طرز اب بھی جاری رہا لیکن کل آمدنی تین حصون مین تقسیم کی گئی تھی۔ ایک ثلث فوج پر صرف کی جاتی تھی اور ایک ثلث سے حکام و عہدہ داران سلطنت وغیرہ کی تنخواہین اور اخراجات ادا ہوتے تھے۔ بقیہ حصہ آمدنی کا خزانہ عامرہ مین خاص موقعون مثلاً جنگ وغیرہ کے لیئے محفوظ و امانت رکھا جاتا تھا۔ زکوٰۃ مطابق شرع ذریعہ آمدنی کا تھا جو خاص مسلمانون سے وصول کی جاتی تھی۔ صدقہ۔ زراعت۔ مویشی اور اوسی تجارتی مال سے جو ملک سے برآمد و درآمد ہوتا تھا دو دینار فی صدی بلحاظ قیمت مال لیئے جاتے تھے۔ سونا چاندی اور جواہرات جو ہتھیارون کے لیئے استعمال کیئے جاتے تھے۔ اور گھوڑون کا ساز و سامان اور کتابین اور وہ زیور جو شادی کے وقت دُلہن کو پہنایا جاتا تھا محصول سے بری تھا لیکن اب بوجہ مصالح ملکی بحری و برّی فوجون کی ترقی پر بادشاہ مجبور ہوا اوس وقت اور ذرایع آمدنی کے ایجاد کرنے پڑے جب کبھی وہ آمدنی جو عیسائیون اور یہودیون سے وصول ہوتی تھی بلحاظ ملک کی ترقی اور ضروریات کے لیئے ناکافی سمجھی جاتی تھی تو بار ٹکس کا مسلمانون پر

ڈالا جاتا تہا یہان تک کہ ان کو خورد و نوش کی اشیاء پر بہی محصول دینا پڑتا تہا اور ان نئے محصولون کا نام المستخلاص اور جبایہ رکہا گیا تہا جن کا جملہ محاصل سات لاکہہ پینسٹہہ ہزار دینار سالانہ ہوتا تہا عبد الرحمن نے بہت کچہہ روپیہ محلات اور باغات پر خرچ کیا لیکن ان سب یادگارون مین سے اسی عہد مین ایک ایسی یادگار قایم ہوئی جس سے عبد الرحمن کی لیاقت اور روشن خیالی ظاہر ہوتی ہے اس نے آبرسانی کا محکمہ قرطبہ مین جاری کیا اور پانی کے متعدد خزانے بنا کر نلون کے ذریعہ سے شہر مین پانی پہونچایا ملک مین پل اور راستے اور بڑے شہرون مین مسجدین تیار کی گئین قرطبہ کی مشہور مسجد بہی بڑہائی گئی لیکن قبل اس کے کہ مسجد کی تعمیر ختم ہوتی عبد الرحمن نے ۲۳۸ھ م ۸۵۲ء مین اکتیس ۳۱ سال کی حکومت کے بعد انتقال کیا۔

عبد الرحمن کے دو سو اولادین تہین۔ ڈیڑہ سو لڑکے اور باقی لڑکیان یہہ نہایت ہی نیک نیت ہر دل عزیز اور بیدار مغز بادشاہ تہا اس کی عظیم الشان فتوحات کے لحاظ سے رعایا اس کو المظفر کے لقب سے ملقب کرتی تہی قیافہ شناس بے مثل تہا اور کہا کرتا تہا کہ حکومت اور اعزاز کی خواہش ایسے لوگون کو رہتی ہے کہ جنکو انکی قدر نہین اور اس لیئے ایسے لوگ حکومت او اعزاز حاصل کرنے مین ہمیشہ ناکامیاب رہتے ہین اپنی رضا کا سچا تہا۔

اسلہ باج وخراج

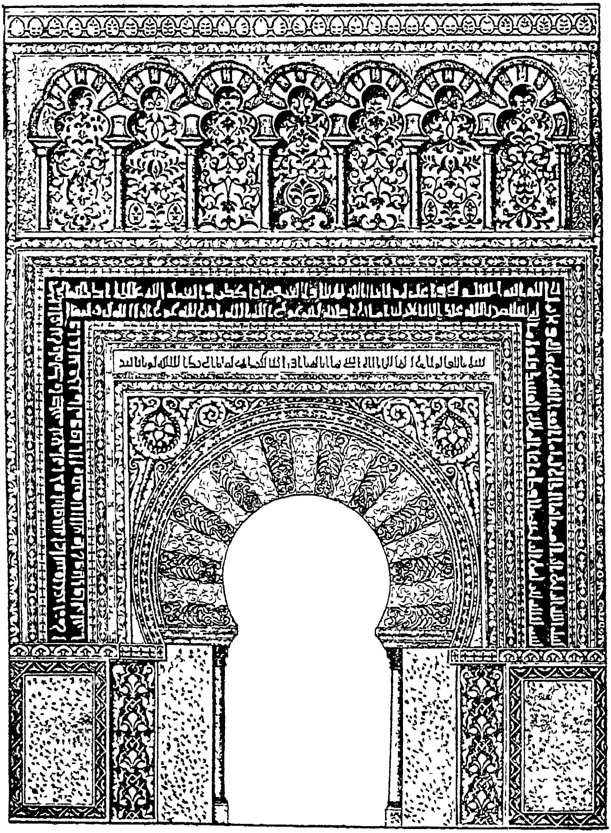

مسجد قرطبہ کا مصلی

باب پنجم

سلطان محمد۔ اور سلطان منذر۔ اور سلطان عبداللہ کا یکے بعد دیگرے تخت نشین ہونا۔ ان کے زمانہ حکومت کے مختصر حالات۔ عبدالرحمن ثالث کی تخت نشینی۔ جلیقیہ اور نوار اور البہ پر یلغار عربون کی شکست۔ عربون کی فتح۔ اہل یورپ اور عبدالرحمن سے بغاوت۔ سلطان کے بیٹے عبداللہ کا قتل افریقہ پر یلغار انتظام ممالک محروسہ عمارات کا شوق۔ اس کا دربار عبدالرحمن کا انتقال۔

سنہ ۲۳۸ ہجری م سنہ ۸۵۲ع میں عبدالرحمن ثانی کے انتقال کے بعد سلطان محمد اس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔ مثل اپنے باپ کے فتوحات کا اس کو بھی بے انتہا شوق تھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی اس نے موسیٰ ابن موسیٰ کو سپہ سالار لشکر مقرر کیا اور قسطلہ کی فتح کے لیے بھیجا اور ایک دوسری فوج برشلونہ روانہ کی ہنوز یہ مہم ختم نہ ہونے پائی تھی کہ طلیطلہ کے عیسائیوں کی ترغیب سے بادشاہ جلیقیہ نے اندلس پر حملہ کیا۔ سلطان نے بذات خود یلغار کا عزم کیا اور وادی السلیطہ

کے کنارے پر دونون فوجون کا مقابلہ ہوا - مقابلے مین بیس ہزار اہل طلیطلہ
اور اسی قدر جلیقیہ کی فوج تہی - سلطان نے چند سوار بطور ہراول عیسائیون کے
مقابلے کے لیئے روانہ کیئے اور بقیہ فوج کو ٹیلون اور درختون کی آڑ مین پوشیدہ
رکہا - ہراول کے افسر کو یہہ حکم تہا کہ وہ عیسائیون سے لڑتا ہوا ان کو ان درختون
مین لے آئے - جب یہہ سوار آگے بڑہے تو بادشاہ جلیقیہ نے انہین کو پوری
فوج سمجہکر حملہ کا حکم دیا - سوارون نے پیچہے ہٹنا شروع کیا - عیسائیون نے اس خیال
سے کہ عرب بہت تہوڑے ہین نہایت بے پروائی اور بے ترتیبی کے ساتہہ
ان کا تعاقب کیا اور اسی طرح پسپا کرتے ہوئے جہاڑی کے اندر گہس گئے -
سلطان ایک بلند مقام پر سے اس جنگ کا تماشا دیکہہ رہا تہا جیسے ہی یہہ جہاڑی
کے قریب پہونچے اس نے فوج کو حکم دیا کہ عیسائیون پر حملہ کرے - عیسائیون کو اس
فوج کا گمان تک نہ تہا اس قدر فوج کے دفعتاً پیدا ہوجانے سے ایسے بدحواس
ہوئے کہ تاب مقاومت نہ لاسکے اور بہاگ کہڑے ہوئے - عربون نے
ہزارون کو قتل اور ہزارون کو گرفتار کیا اور جو کچہہ مال اون کے ساتہہ تہا تمام و کمال
عربون کے قبضے مین آیا -

سلطان نے ۲۴۵ھ اور ۲۴۷ھ اور ۲۵۱ھ ہجری مین عیسائیون اور باغیون

پر یلغار کی اور ہر بار منصور و مظفر رہا۔ ۲۵۱ھ ہجری مین اس کے بیٹے المنذر نے شاہ ابفانزو کو شکست دی اور جو مال و متاع اس کے ہاتھہ آیا سلطان کی خدمت مین پیش کیا۔ اسی سال سلطان محمد نے جلیقیہ پر پہر فوج کشی کی اور ملک کو تاراج اور قلعون اور شہرون پر قبضہ کرتا ہوا دار الخلافہ واپس آیا۔ غرضکہ اس کی عمر اسی قسم کی جنگ اور یلغارون مین گزری۔ گو یہہ بہی مثل اپنے باپ کے قدردان اہل علم و کمال کا تہا اور اس نے بہی اپنے دربار مین مشہور علما مثل ابو عبدالرحمن القرطبی وغیرہ کو جگہہ دی لیکن اس کی لڑائیون نے اس کو اس طرف متوجہ ہونیکا موقع نہین دیا سلطان محمد کے لایق اور بہادر ہونے مین شبہہ نہین لیکن بادشاہ مین علاوہ صفت بہادری اور بہی صفات کی ضرورت ہے فی الحقیقت اس کے اور اس کے بعد جو دو بادشاہ گزرے ان کے زمانہ حکومت مین کوئی نیا ملک دائرہ اسلام مین نہین آیا۔ یہہ زیادہ تر اپنے خود غرض اور خوشامد پسند مشیرون کی رائے پر چلتے تہے جن کے ظلم و زیادتی کا نتیجہ یہہ ہوا کہ ملک مین بغاوت پہیل گئی جس کے فرو کرنے مین انکی عمرین گزرین۔ سلطان محمد نے ۲۷۳ھ مطابق ۸۸۶ء مین انتقال کیا اور اسی سال المنذر تخت نشین ہوا اس کا زمانہ بہی سرحدی لڑائیون مین گزرا۔ دلیر ایسا تہا کہ جنگ مین اپنی جان تک کی پروا نہ کرتا تہا۔

چنانچہ ۲۷۵ھ کی جنگ مین مارا گیا اس کے انتقال کے بعد اس کا بہائی عبد اللہ
ابن محمد تخت پر بیٹہا اس کا زمانہ حکومت ایک حد تک امن مین گزرا اور گو یہہ بہی
شائق علم و ہنر کا تہا لیکن اس کے زمانہ مین کوئی ایسا واقعہ نہین ہوا جو قابل تحریر ہو۔
دنیا کی چہوٹی بڑی سلطنتون مین یہہ ہمیشہ ہوتا آیا ہے کہ بعض بادشاہ اپنی لیاقت
و محنت اور جانفشانی سے ملک اپنے قبضہ تصرف مین لائے لیکن ان کے
بعض کوتاہ عقل اور ناعاقبت اندیش جانشینون نے اپنے باپ دادا کی
محنت اور عرق ریزی کی یہہ قدر کی کہ ناچ اور رنگ اور عیش و آرام کے پتلے بن کر
ملک کو برباد کر دیا۔ چنانچہ عربون کی سلطنت اندلس بہی اس مرض سے محفوظ نہ رہ سکی
اور عبد الرحمن ثانی کے جانشینون نے کچہہ بوجہ نالایقی اور کچہہ بوجہ آرام طلبی انتظام
اور انصرام سلطنت نظر انداز کر دیا اور خود غرض اور چرب زبان ندماء کہ جن کے
پاس سوائے زبانی جمع خرچ کے اصلی جوہر نہ تہا ہاتون مین پہنس گئے سلطان
عبد اللہ بوجہ تلون مزاجی اس قابل نہ تہا کہ اس نو عمر سلطنت کے اہم امور کا انصرام
کر سکتا۔ سختی اور نرمی کو ایسے بیجا موقعون پر کام مین لایا کہ تمام رعایا اس سے بیزار
اور نالان تہی یہان تک کہ رعایا کو اس کے تخت پر سے اوتار دینے کا بہی خیال
پیدا ہو گیا اس کو ابہی پورے تین سال بہی تخت پر بیٹہے نہ ہوئے تہے کہ اندلسیہ کا

بہت بڑا حصہ قریب قریب خود مختار ہوگیا۔ سلطنت کا ہر رکن ایک دوسرے کا مخالف بادشاہ مین اتنی لیاقت اور دور اندیشی نہین کہ سلطنت کے مختلف ارکان سے ان کی اہلیت وقابلیت کے مطابق کام لے ہر عرب اور بربری اور عیسائی نے علانیہ خود مختاری اور خود رائی سے کام لینا شروع کیا غرض اس سخت بدانتظامی اور بادشاہ کی بے انتہا لاپروائی سے ہر طرف بدنظمی پہیل گئی۔ عیسائی پادریون نے غل مچایا کہ سلطنت عرب اپنی عمر طبعی کو آپہونچی ہے اور زوال وادبار کے آثار روزبروز نمایان ہوتے جاتے ہین وہ عرب امرا کہ جن کے ہاتھون پر یہہ ملک فتح ہوا تہا اور جن کی آنکھون مین ابہی تک **عبدالرحمن اعظم** اور **الحکم** کے دربار کی شان وشوکت کا سمان پہر رہا تہا بوجہ ناقدردانی دارالخلافہ چھوڑ چھوڑ کر اپنی اپنی جاگیرون مین خود مختار بن بیٹھے یہان تک کہ شہر **اشبیلیہ قرطبہ** کی ہمسری اور برابری کرنے لگا۔ وہ شہر جو اس بدنظمی پر بہی علانیہ بغاوت کی قدرت نہ رکہتے تہے صرف برائے نام **عبداللہ** کو بادشاہ مانتے تہے دارالخلافہ کی نواح کے باہر جہان سلطان کی فوج کا اثر نہین پڑتا تہا کوئی شہر یا صوبہ ایسا نہ تہا کہ خاندان امیہ کی حمایت اور زندہ رکہنے پر آمادہ ہو۔

عربون کی یہہ حالت دیکھکر قوم بربر کے قول وفعل سے بہی بغاوت اور خود مختاری

کے آثار آشکارا ہوتے جاتے تھے حتی کہ انہون نے پرتغال کے جنوب کی
طرف جو صوبہ تھا اور اندلسیہ کے مشہور شہر جیان پر قبضہ کرلیا اور ان کے
سرگروہ موسیٰ اور اس کے تین بیٹون نے جو فتنہ انگیزی اور بدمعاشی مین اپنے
آپ نظیر تھے ملک کو تباہ و تاراج اور لوٹنا شروع کردیا وہ عیسائی جو ابھی مسلمان ہوئے
تھے اور عربون سے بھی زیادہ قواعد اسلام و شریعت کے پابند تھے اور جو
ابھی تک شاہی خاندان کے خیر خواہ اور طرفدار سمجھے جاتے تھے دوسرون کی
دیکھا دیکھی بادشاہ سے مخالفت اور سرکشی کرنے لگے اور ملک کے مغربی حصہ کو
دبا بیٹھے۔ وہ عیسائی جو پہاڑون کی چوٹیون اور دامنون مین چھپے ہوئے ابھی
موقع کے منتظر تھے اب باہر نکل کر علانیہ فوجین جمع کرنے لگے سلطان نے
بارہا ان سے مقابلہ کیا لیکن ہربار ناکام رہا۔ عربون کی اس حالت زار پر زمانہ زبان حال
سے یہہ کہہ رہا تھا کہ اُے اولاد عرب تم یہہ نہ سمجھو کہ نمک اس خاندان کا جس نے
تمکو اور تمہاری اولاد کو پرورش کیا اور وہ نمک جو کہ تمہارے رگ و پے مین اثر
کرگیا ہے تمہارے یا تمہاری اولاد کے دامنون کو چھوڑے گا وہ ملک اور دولت
جس کو تمہارے باپ اور دادا نے خونبہا دیکر جان عزیز کے بدلے خریدا یون
آناً فاناً ضائع کردینا اچھا نہین بغاوت سے دین و دنیا دونون نہ کھوؤ اور سرخروئی

حاصل کرنے کے بعد اپنا منہہ کالا نہ کرو اور اپنے آباو اجداد کے صاف و پاک
دامنون کو رنگی کے دھبے سے بچاؤ"

غرض جب **عبداللہ** نے دیکھا کہ دن بدن ملک کی حالت ابتر ہوتی جاتی ہے تو اب اس نے عیسائیون سے صلح کرنے کی کوشش کی لیکن وہ بھی ایسی سوئ تدبیر سے کہ جس سے اسی کو زک اور نقصان پہونچا۔ شہر **طلیطلہ** سے بھی بغاوت کی خبرین پے در پے آنے لگین نوبت بانیجا رسید کہ سوائے تخت اور تاج کے کسی قسم کا سرمایہ باقی نہ رہا لیکن اس شدید مایوسی اور ہراس بلکہ یہہ کہنا چاہیے کہ نزع کی حالت مین اس سلطنت نے خفیف سا سنبھالا لیا یعنی عربون کو ملک سے نکالنے کے قبل ہی عیسائیون مین باہمی حسد نے زور کیا اور دشمن کے مقابلے کی عوض خانہ جنگی شروع ہوگئی اور کہین کہین خودمختار عرب امرا نے اپنے انتظام اور خوش اسلوبی سے عیسائیون پر قدیم رعب و داب قایم رکھنے کی کوشش کی ان سب مین سربرآوردہ **ابن حجاج** تہا جس نے صوبہ **اشبیلیہ** کو **قرطبہ** کا ہمپلہ بنا دیا اور سلطان کو اپنے ساتھہ دوستانہ تعلقات پیدا کرنے پر مجبور کیا اور خود اپنے کو اس صوبے کا بادشاہ کہا کرتا تہا۔ یہہ چونکہ دیرینہ سال مدبر و تجربہ کار آدمی تہا اس نے اپنی ریاست کو پرانے اصول پر قایم رکہا تہا۔ فوج نہایت باقاعدہ

خزانہ معمور اور دربار علما و اہل فن اور دانشوروں سے بھرا وہ لوگ جو کسی زمانہ مین
دربار شاہی کے رکن اعظم اور دارالخلافہ کی زیب و زینت تھے جن کی تعظیم و تکریم
کے لیئے شاہان سلف اوٹھہ کھڑے ہوتے تھے وہ اب شہر **اشبیلیہ** مین
نظر آنے لگے مگر جب ملک سے اتحاد اور قومی عصبیت کا خیال جاتا رہے اور ملک چھوٹی
چھوٹی ریاستون مین بٹ جائے تو پھر ایک دو کی ترقی کا اثر تمام ملک پر کیونکر
پڑسکتا ہے۔ جب عربون کو دارالخلافہ کی ناموس کا خیال نہ رہا اور عیسائی اور مسلمان
دونون **قرطبہ** کے لینے کی فکر مین ہوئے تو اب کیا رہ گیا سب کو خیال یہی ہوا
کہ سلطنت ہاتھہ سے گئی۔ ملک کی یہہ حالت خیرخواہان ریاست کا یہہ حال کہ
ہر شخص بجائے خود وارث تخت و تاج ہونیکا شوق قریب تھا کہ **طارق ابن زیاد** اور
موسیٰ ابن نصیر کے ہاتھہ کا روشن کیا ہوا چراغ جواب ٹمٹما رہا تھا خاموش ہو جائے
سنبھلنے کی تمام امیدین منقطع ہو گئی تھین کہ قضا و قدر نے چراغ بے روغن کو قدرت
کامیابی کے تیل سے سیراب کیا ایکبارگی تمام ملک مین مشہور ہو گیا کہ سلطان عبداللہ
نے ۳۰۰ھ م ۹۱۲ء پچیس برس کی حکومت کے بعد ملک کو اس تباہ حالت مین
چھوڑ کر سفر آخرت اختیار کیا اور عبدالرحمٰن ثالث بن سلطان محمد سریرآرای سلطنت ہوا
اس خبر سے خیرخواہان بنی امیہ کے جان مین جان آئی **قرطبہ** مین خوشی کے

نقارے بجنے لگے بادشاہ کی بیس برس کی عمر جوان بخت اور جوان سال تہا اوس وقت قریب کے رشتہ دار اور تاج وتخت کے دعویدار اسی جوان دولت کو گہیرے ہوئے تہے اور ملک کی یہہ حالت تہی کہ سوائے دار الخلافہ کے اور کسی جگہہ حکم شاہی کا اثر نہ ہوتا تہا لیکن جس کو خدا بنائے اوس کو کون بگاڑے دعویدارون کے دہن پر قدرت کی مہر لگ گئی ہر شخص نے بخوشی تمام عبدالرحمٰن کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا اور درباریوں امرا سے پہلے دعویداران سلطنت نے نذرین پیش کین۔ تمکین ووقار اس کے چہرے سے نمایان۔ اقبال وکامیابی کا ستارہ اس کی پیشانی پر درخشان۔ سخاوت اور دلیری اس کے اطوار سے آشکار مروت وفتوت افعال سے نمودار۔ پہر کیون اہل قرطبہ امیر وغریب اس پر اپنی جانین نثار نہ کرتے اہل شہر کی نظرین اس بست سالہ لڑکے کی طرف لگی ہوئین تہین اور سب نہایت مسرت وانبساط کے ساتہہ اس کی ترقی اقبال اور کامیابی کی دعائین مانگ رہے تہے اور دیکہہ رہے تہے کہ یہہ کیا طرز حکومت اختیار کرتا ہے۔ یہہ دیکہہ چکا تہا کہ اس کے دادا کی تلون مزاجی اور بے موقع سختی اور نرمی سے ملک کس حالت کو پہونچ گیا تہا اس نوجوان بادشاہ نے اپنے تخت پر بیٹھتے ہی فوج کی ترتیب شروع کی اور پہر ایک عام حکم ممالک محروسہ مین اس مضمون کا نافذ کیا کہ

جو شاہی حکم سے ذرا بھی انحراف کرے گا قتل کیا جائیگا اور اون امراء اور عہدہ داروں کو جو باغی ہوکر خودمختاری کا دعوی کر رہے تھے حکم دیا کہ فوراً دربار مین حاضر ہوکر اپنے اپنے ملک کا حساب پیش کرین - یہہ غیر ممکن ہے کہ کوئی حصہ ملک کا کسی کے تصرف مین بلا حکم شاہی رہ سکے فرمان مین جو احکام مندرج تھے وہ نہایت صاف اور قطعی تھے - گو ملک کی یہہ حالت تھی کہ ہر شخص اپنے ملک کا بادشاہ بنا ہوا تھا لیکن **عبد الرحمن** بھی اپنی قوم کے عادات اور صفات سے پوری طرح واقف تھا یہہ جانتا تھا کہ یہہ موقع ایسا نہین ہے کہ نرمی سے کام نکل آئے جرأت سے کام لینا چاہیئے اور اگر اس پر بھی کام نہ نکلے تو فوج بھی امداد کے لیئے وافر ہونی چاہیئے اس کی خوش اقبالی سے بغاوت کا زور بھی کم ہوتا جاتا تھا وہ لوگ جو اس فساد کے بانی تھے بہت تو مر گئے تھے جو باقی تھے ان کو ضعیفی نے کم قوت و بیکار کر رکھا تھا - عام رعایا نے خیال کیا کہ ہم کو گزشتہ زمانہ طوفان خیز اور حکومت شور انگیز اور انقلابات پُر آشوب سے کیا نفع پہونچا - عیسائیون کو گو اس زمانہ کس مپرسی اور مسلمانون کی باہمی مخالفت سے نفع پہونچا تھا اور یہہ لوگ پُر زور اور صاحب جرأت ہو گئے تھے بلکہ کچھہ ملک بھی ان کے قبضہ مین آگیا تھا تاہم یہہ دیکھتے تھے کہ مسلمان اوسی طرح **اندلس** مین موجود اور حکمران ہین

عربون کو عیسائیون کا یہہ زور اور اپنی یہہ حالت کب گوارا ہوسکتی تھی - ادنی و اعلی
کی یہی خواہش ہوئی اور اسی مین اپنی بہبودی دیکھی کہ سلطان کی اطاعت و
فرمانبرداری کی جائے تاکہ وہ عزت و آبرو اور وہ مال و دولت جو ان کے آباو
اجداد نے پسینہ کی جگہہ اپنا خون گرا کر حاصل کی تھی مخالفون کی دست بُردسی محفوظ رہے
غرضکہ امرائے عرب کے تصفیہ کے بعد اب عبدالرحمن نے
عیسائیون کی طرف عنان توجہ کو منعطف کیا یہہ نہایت مشکل مہم تھی جہان صرف شجاعت ہی
نہین بلکہ لیاقت اور تدبیر کو بھی بہت کچھہ دخل تھا اس لیئے کہ ایک عیسائی ابن
حفصون نے موقع پاکر بہت کچھہ خزانہ اور لشکر جمع کرلیا تھا اور مع اپنے شرکاء
کے ایک نہایت مستحکم اور دشوار گزار پہاڑی قلعہ مین پناہ گیر ہوا تھا عبدالرحمن
نے جب دیکھا کہ ان چند کوہ نشینون کا استیصال آسان نہین اور نیز عیسائی عام طور پر
ان کے ہمدرد اور اگر موقع ملے تو انکی مدد کرنے سے بھی باز نہ آئین گے اس نے
نہایت دانشمندی سے بغرض تالیف قلوب عملاً عوام الناس پر یہہ ثابت کردیا
کہ عدل اور انصاف کی نظر مین مسلمان اور عیسائی اور یہودی سب درجہ مساوات
کا رکہتے ہین جب عیسائیون نے یہہ دیکھا کہ سلطان بلا لحاظ قوم وملت عدل پر آمادہ
اور رعایا کے حقوق کا نگران ہے سب نے ہتھیار رکھدئیے اور دربار سلطانی مین

حاضر ہوکر عفو خطا کے طلبگار ہوئے سلطان نے نہایت دلجوئی اور دلدہی کے
ساتھہ سب کو بکمال خوشی واپس کیا۔ جن عیسائیون کی جائداد اس طوائف الملوکی
مین ضائع ہوئی تہی اون کی امداد شاہی خزانہ سے کی گئی لیکن ابن حفصون مع
چند اشرار کے بدستور بغاوت اور جنگ پر آمادہ رہا راتون کو شبخون مارتا اور
لوٹ مار سے شاہی لشکر کو پریشان کر رکھا تہا مگر بقول شخصے یک پیری وصد عیب
بڑہاپے نے اس کی ہمت اور جرأت کو پست کر دیا تہا صرف ملک اور قوم کی
خیر خواہی تہی کہ اس کو لڑا رہی تہی اس ہی اثنا مین اس کا انتقال ہو گیا اور اس کے
ہمراہیون نے اپنے کو بے یار و مددگار دیکھکر ہتہیار رکھدئے اور قلعہ کا دروازہ
کھول دیا۔ سلطان مع چند سوارون کے قلعہ مین داخل ہوا اور قلعہ کے ایک برج
پر کہڑے ہوکر جب اس نے اجمالی نظر چارطرف ڈالی قلعہ کو نہایت مضبوط اور مستحکم پایا
اور اس طرح بلا کشت وخون قلعہ کو اپنے قبضہ مین پاکر بخیال تائید غیبی حالت وجد
مین دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی اور جن عیسائیون نے اس کو اس قدر حیران و پریشان
کیا تہا سب کو بغیر بازپرس معاف کر دیا اور خود یلغار کرکے راستے کے شہرون کو
فتح کرتا ہوا **طلیطلہ** پہونچا۔ یہی ایک شہر باقی رہ گیا تہا اس مشہور شہر کا قلعہ وسیع اور
دیوارین نہایت مستحکم تہین لیکن سلطان فتح و نصرت نشان کب ان مشکلات کو خیال مین

لاتا تھا بلاخوف وہراس اس کی دیوارون کے سایہ مین خیمہ زن ہوا۔
طلیطلہ وہ شہر تھا کہ جس نے بہادر ترین بہادرون کی ضرب شمشیر کو برداشت اور بہت سے جنگجویان قلعہ شکن کو ناکام ونامراد واپس کیا اس کی شان وشوکت گواہی دے رہی تھی کہ یہہ شاہان سلف کا مایۂ ناز وفخر تھا مگر اب اس کو ایک بادشاہ کے سامنے کہ جس کا نیر دولت وحکومت ترقی روز بہ پیر ہے سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ ابتدا مین **طلیطلہ** کی مستحکم دیوارون نے عربون کے متواتر حملون کو رد کر دیا۔ **عبدالرحمن** نے جب دیکھا کہ معمولی تدبیرون سے کشایش کار ممکن نہین اس نے نہایت استقلال کے ساتھہ اس ہی شہر کے قریب ایک دوسرا شہر موسوم بہ **الفتح** آباد کیا اور وہین سے محاصرہ کو بدستور قایم رکھا ہر طرف کے راستے اور رسد کے ذرائع مسدود ومفقود ہو چکے تھے چند ہی روز مین محصورین دست فقر وفاقہ سے ایسے تنگ آئے کہ انجام کار دروازے شہر کے کھولدیئے اور اطاعت وفرمانبرداری قبول کرلی۔

اٹھارہ برس کی تباہی وبربادی کے بعد اب پھر ایک بار تمام ملک **اندلس** خاندان بنی امیہ کے دائرۂ حکومت مین آیا اس وقت سلطان نے اپنے طرز حکومت کو بالکل بدل دیا اور عرب امرا سے جن کی خودغرضی اور سرکشی نے ملک کو

قریب قریب تباہ و ویران ہی کر دیا تہا وہ وسیع اختیارات جو ان کو اس وقت تک حاصل تہے واپس لے لیئے کوئی اہم کام سلطان کی بلا اجازت یہہ نہین کر سکتے تہے اور صوبون مین وہی اختیارات استعمال کر سکتے تہے جو دربار سلطانی سے عطا ہوئے تہے عبد الرحمن کی طرز حکومت حسب ذیل اصول پر قائم تہی۔

(۱) شاہی اقتدارات کو سوائے سلطان کے اور کوئی امیر کام مین نہین لا سکتا تہا اور تمام اہم امور سلطنت بغیر شاہی اجازت کے کوئی امیر یا وزیر فیصل نہین کر سکتا تہا

(۲) اس نے اونہین لوگون کو بڑہایا جو خاص اس سے وابستہ و خیر اندیش تہے تا کہ سازش و عدول حکمی کی بنیاد باقی نہ رہے۔

(۳) پُرانے امرائے عرب جن سے سازش اور عدول حکمی کا خوف تہا اسکی اقتدارات صلب اور ان نئے لوگون کو عطا ہوئے۔

(۴) شاہی رعب و داب قائم رکہنے کی غرض سے اس نے اپنی فوج کی تعداد کو بہت بڑہا دیا تہا اور اپنے غلامون کا ایک باڈی گارڈ قائم کیا جس مین عیسائی اور مسلمان دونون شریک تہے یہہ وہ فوج تہی جس نے نہایت نازک موقعونپر سلطان کا ساتہہ دیا اور اس خاص فوج کے بڑہانے کی یہہ ترکیب ایجاد کی تہی کہ ہر سپاہی کو حسب حیثیت جاگیر عطا کی اور یہہ حکم دیا کہ وہ اوسی آمدنی سے اپنی فوج تیار

کرے جو بوقت ضرورت شاہی فوج مین شریک کر لی جاتی تہی۔
اس جدید طرز حکمرانی سے بظاہر ملک کو بہت فائدہ پہونچا۔ قدیم امراکی قوتین توڑدینے سے فی الحال بغاوت اور سرکشی کا خطرہ جاتا رہا اور نو دولتون کو عبرت حاصل ہوئی غلامون کی خاص فوج قائم کرنے سے اور اس کو روز بروز ترقی دینے سے بد معاش اور جرایم پیشہ کا نشان تک ملک مین باقی نہین رہا لیکن اس سخت اور جابرانہ طرز حکومت سے آیندہ چل کر سلطنت کو ایسا نقصان پہونچا کہ جس کا حد و پایان نہین جیسا انقلابات عظیم کے بعد شخصی سلطنتون مین ہمیشہ دیکھا گیا ہے۔ اس وقت بہی عرب رعایا جو خود غرض اور ظالم امرا کے ہاتہون جان بلب تہی ایسے با اخلاق رعایا پرور عدل گستر بادشاہ کو دیکہکر دل و جان سے اس کا ساتھ دینے اور مرنے پر آمادہ ہوگئی لیکن رفتہ رفتہ اس خاص فوج کا حال مثل ترکی ینی عسکر[1] کا سا ہوگیا اور دن بدن اس قدر ترقی کی کہ آیندہ چل کر یہہ فوج جس کو چاہتی تہی بادشاہ بنا دیتی تہی اور جس کو چاہتی تہی تخت سے اوتار دیتی تہی۔ اور یہی فوج اس

[1] ینی لفظ ترکی ہے بمعنی نئے کے ینی عسکر یعنی نیا لشکر۔ سلطان محمود ثانی کے زمانہ حکومت تک سلطنت عثمانیہ مین بہی فیوڈل سسٹم یعنی فوجی جاگیرون کا قاعدہ جاری تہا جس سے سلطنت کو ایسا نقصان پہونچا کہ بالآخر سلطان محمود نے اس کو بہت کشت و خون کے بعد مسدود کردیا۔

سلطنت کے بگاڑ کی بانی ہوئی۔

جب ملک اندلس خانہ جنگی کے جھگڑون سے پاک وصاف اور سلطان کو اطمینان کامل حاصل ہوگیا تو اب یہہ اپنے بیرونی دشمنون کی طرف متوجہ ہوا اور اس کو دو قوی بازو دشمنون کا ایک ہی دفعہ مقابلہ کرنا پڑا شمال کی جانب نصاری اور جنوب کی جانب بنی فاطمہ جنہون نے ابہی افریقیہ کے شمالی حصہ مین اپنی حکومت قایم کی تہی اندلس پر حملہ کرنے کے واسطے وقت اور موقع کے منتظر تہے۔ جوانی کا عالم بخت و اقبال یاور۔ فوج و رعایا اپنے دلیر و جفاکش اور رعب پرور بادشاہ پر جان نثاری کے لیئے دل سے آمادہ اور وہ خزانے جو بدنظمی کے زمانہ مین خالی پڑے تہے معمور بہلا یہہ کب ان دشمنون کو خیال مین لاتا لیکن دور اندیشی اس کے خمیر مین تہی اس نے فوج کشی سے قبل تدبیر سے کام لیا اور چند ہی روز مین افریقیہ کی رعایا مین مذہبی فساد کی بنیاد ڈال دی اور خود بیٹہا ہوا اپنی تدبیر کی تاثیر کا تماشا دیکہتا رہا۔ مذہبی آگ بہلا کسی سے بجہہ سکتی تہی جو حاکم اس کو فرو کرنے کی کوشش کرتے تہے وہ کسی نہ کسی فریق کی طرفداری کر بیٹہتے تہے۔ جس کا نتیجہ یہہ ہوتا تہا کہ آتش فساد زیادہ مشتعل ہوتی تہی۔ ملاؤن کا بیچ مین ڈالنا تیل کا حکم رکہتا تہا یہہ اتنے کہان کہ مصالح ملکی اور مہمات مملکت کو پیش نظر رکہین جہان کسی نے

ان کے فتوون پر اعتراض کیا یہہ فوراً اس کو کافر اور واجب القتل قرار دیتے تہے غرض اس فسادی اس قدر طول کہینچا اور سلطان نے اپنی لیاقت کے وہ جوہر دکہائے کہ بغیر کشت وخون اور خرچ کے ملک بربر اس کے قبضے مین آگیا اور اس نے فوراً فوج کثیر بہیجکر ملک اور سرحد کا انتظام کرلیا۔ شاہان بنی فاطمہ اندلس کو لینے کے عوض اپنے ملک کا عمدہ حصہ کہو بیٹہے اور قلعہ سوطا پر خاندان بنی امیہ کا پہریرا ہوا مین لہرانے لگا اس ملک کی آمدنی سے عبدالرحمن نے دریائی بیڑون کو ساز و سامان جنگ سے آراستہ کیا بحر متوسط کی حکومت جس کو خاندان بنی فاطمہ باعث فخر سمجہتے تہے وہ بہی سواحل افریقہ کے ساتہ ان کے قبضے سے نکل گئی۔ یون تو اسلام کے شاہان سلف اور معاصرین کو عموماً بحری قوت کے ترقی دینے کا شوق تہا لیکن ملک گیری کے شوق و ذوق نے سلطان کے دل مین دریائی حکمرانی کا اس درجہ شوق پیدا کیا کہ بہت تہوڑے عرصہ مین اس کے جنگی جہاز آبنائی طارق اور بحر متوسط پر حکومت کرنے لگے جبتک سلطان اس مہم جنوبی مین مشغول رہا شمالی دشمن کی روک تہام کرتا جاتا تہا لیکن اب اس مہم کے اختتام کے بعد عیسائیون کی طرف متوجہ ہوا عیسائیون نے جو ہر طرح جنگ کے واسطے آمادہ اور تیار تہے خود پیش قدمی کی یلغار کرتے ہوئے

سرحد اندلس مین داخل ہوئے۔ ہم اس تاریخ کے پہلے حصے مین بیان کر
آئے ہین کہ جب عربون نے جلیقیہ کو فتح کیا تو ایک عیسائی بلیو نامی متعین
ہمراہیون کے پہاڑون مین جا گہسا تہا اور وہین سے عربون کو ستانے اور اپنی قوم
کو عربون کی بغاوت پر آمادہ کرنے کی کوششین کرتا تہا عرب ان چند گمنام آدمیون کو
ڈاکو اور رہزن تصور کر کے کچہہ اعتناء نہ کرتے تہے بلیو نے عربون کی بیپروائی سے
پورا فائدہ اوٹہایا اور گو یہہ خود اپنے دلی مقصود کو نہین پہونچا لیکن اس کی جانشین
اس کی وصیت پر ثابت قدم رہے۔ یہہ وہی وحشی عیسائی ہین جو اب بزور لشکر
کے ساتہہ پہاڑون مین روپوش رہنے کی عوض جنگ کے لیئے پیش قدمی کر رہے
ہین اور عربون کی فوج اور ساز و سامان کو خیال مین نہین لاتے ۱۵۷ھ مین الفانزو
اردونی نے بلیو کی بیٹی سے شادی کی جس سے بلیو کو دونی قوت حاصل ہوئی
اس نے الفانزو کی مدد سے اور نیز باغی عیسائیون کو اپنا معین و مددگار بنا کر
بڑے بڑے شہرون مثل سمورۃ لیون الکبیرہ اور سالونیکا وغیرہ پر عربون کو
شکستین دیکر اپنا قبضہ کیا۔ قریب قریب تمام ملک جلیقیہ او قسطلہ عربون کے دائرہ
حکومت سے نکل گیا تہا پہلے پہل عربون نے ان کو اپنی سرحد مین آنے سے
روکا لیکن اہل طلیطلہ اور شاہ نوار کی مدد سے یہہ لوگ عربون کو پیچہے ہٹاتے ہوئے

آگے بڑھتے گئے۔ عیسائی مذہبی تعصب سے اندہے ہو رہے تہے۔ جنگ مین سپاہی اور غیر سپاہی عورتون اور بچون مین تمیز نہین کرتے تہے جو مسلمان ان وحشیون کے سامنے آجاتا تہا اوس کو بلا سوال و جواب ملک عدم کا راستہ بتا دیتے تہے۔ جن شہرون پر یہہ قابض ہوتے تہے وہان مسلمان مردون اور عورتون اور شیرخوار بچون کے خون سے دریا بہا دیتے تہے جو بچ جاتے تہے ان کو جبراً عیسائی مذہب اختیار کرنا یا غلامی کا طوق گردن مین ڈالنا پڑتا تہا خلاف اس کے کہ جب کبہی عرب میدان جنگ مین فتحیاب یا کسی ملک پر قبضہ کرتے تہے تو سوائے اون لوگون کے جو مردانہ وار تیر و شمشیر سے ان کے سدراہ ہوتے ضعیف اور بچون کو اور اون لوگون کو جن کو لڑائی سے کوئی تعلق نہ ہوتا تہا گو وہ عیسائی یا کافر کیون نہ ہون اپنے علم ظفر پیکر کے سایہ مین پناہ دیتے تہے۔ جب کبہی انہون نے کسی شہر کو فتح کیا تو انصاف و رحم دلی اور دلجوئی سے رعایا کے دلون کو اپنے ہاتہہ مین لے لیا ان کے سامنے مسلمان اور نصاریٰ اور یہودی سب برابر تہے گرجائین ان کی بدستور قائم[1] بلکہ عربون نے یہان تک کیا کہ یہودی اور نصاریٰ کی حقوق اور مذہب کی حفاظت کیلئے ایک علیحدہ

---

[1] المقری اور ہسٹری آف دی سارا سنس مصنفہ جسٹس امیر علی باب ۳۱ صفحہ ۵۷۳ جو شخص کہ غیر مسلم (دیکہو صفحہ ۸۰)

محکمہ قایم کیا تہا۔ غرض کہ عربون کے عہد حکومت مین مذہبی تعصب نام کو نہ تہا
لیکن باوجود ان تمام باتون کے جب پیہم انقلابات اور بدنظمی نے سلطنت کو کمزور
کیا اور عیسائیون نے موقع پاکر زور پکڑا تو ان تمام احسانات سابق کو فراموش کر کے محض
مذہبی تعصب اور اختلاف کی وجہ سے یہہ وحشیانہ طرز جنگ اختیار کیا اور ہزارون
بے گناہ عورتون اور بچون اور اون لوگون کو جن کو جنگ سے کچہہ تعلق ہی نہ تہا قتل کر ڈالا
عبد الرحمن کو ابہی پورے دو سال بہی تخت پر بیٹہے نہ ہوئے تہے کہ
اردونی ثانی نے اس کے حدود مین آکر ملک اور رعایا کو تباہ کرنا شروع کیا
بلکہ دار الخلافہ کے قریب آپہونچا۔ بادشاہ ابہی تخت نشین ہوا تہا عرب امرا اپنے
اپنے صوبون مین خودمختاری کے دعوے کر رہے تہے نہ فوج و سامان اتنا کہ
دشمن کو کلہ بکلہ جواب دیسکے ایسے نازک وقت مین اس نے دشمن کے حملے کو
روک دینے پر اکتفا کیا اور سلطنت کے انتظام و انصرام کی طرف دل سے متوجہ
ہوا۔ اب یہہ وہ وقت ہے کہ سلطان خداداد اقبال کی تائید اور اپنی لیاقت اور
جرات کی امداد سے ممالک محروسہ پر پورے طور سے متسلط ہو چکا ہے اور بنی فاطمہ
کے تصفیہ کے بعد فوج و سامان سے درست عیسائیون کے مقابلے

بقیہ صفحہ (۷۹) کے مذہب اور جایداد وغیرہ کی حفاظت و نگرانی کے لئے مقرر کیا گیا تہا اوس کو خطب الزمام کہتے تہے

سے کے لئے تیار رہے اس نے فوراً ایک دستہ فوج کا بطور ہراول عیسائیون کو سرحد پر روکنے کے لیے بہیجا اس فوج نے یہان تک کامیابی حاصل کی کہ اپنے سے چوگنی فوج کو ریلتی ہوئی دشمن کی سرحد مین گہس گئی اور متواتر شکستین دیکر عیسائی فوج کو منتشر کردیا۔ سنہ ۳۰۵ ہجری مین سلطان نے مکرر فوج روانہ کی لیکن اس مرتبہ **شاہ اردونی** نے عربون کو شکست دی اور عرب منتشر ہوکر میدان سے ہٹے افسر فوج نے اس بدنامی سے میدان جنگ مین مرجانا پسند کیا اور شمشیر بکف اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتا ہوا یکہ و تنہا عیسائیون کے انبوہ کثیر مین در آیا اور شہادت کا درجہ پایا۔ عیسائیون کا تعصب مذہبی اس واقعہ سے منکشف ہوتا ہے کہ **اردونی** دون ہمت نے اس آدمی کے سر کو سور کے سر کے ساتہہ قلعہ کے دروازے پر نصب کیا۔

لیون اور **نوار** کے عیسائیون کا دل اس قدر بڑہا کہ یہہ لوگ پہر میدان مین آموجود ہوئے لیکن دارالخلافہ کی فوج نے ان کو شکست دیکر واپس کردیا **عبدالرحمن** نے دیکہا کہ اس طرز جنگ سے یہہ لوگ اپنی فتنہ انگیزی سے باز نہ رہین گے اور چہوٹی چہوٹی کامیابیون کو فوز عظیم سمجہین گے **عبدالرحمن** نے بذات خود مقابلہ کا عزم کیا اور سنہ ۳۰۸ھ مطابق سنہ ۹۲۰ء مین اپنے بہادر و تجربہ کار امرا کو ساتہہ لیکر

عیسائیون کا مقابلہ کیا۔ شاہ اردونی ثانی بن الفانزو کی مدد کے لیے
شاہان فرانس اور ایشکنس اپنی اپنی فوج لیے میدان مین موجود تھے
سلطان کے میدان جنگ مین موجود ہونے سے ہر امیر اور ہر سپاہی
عجب شوق سے لڑائی کا انتظار کر رہا تھا اور منتظر تھے کہ کب ہم کو اپنے جوہر
سپہ گری کے دکھانے اور حق نمک ادا کرنے کا موقع ملتا ہے مختصر یہہ کہ ایسی
سخت جنگ واقع ہوئی کہ جس کا بیان نہین ہوسکتا عبد الرحمن قلب لشکر مین
کھڑا ہوا تماشا دیکھہ رہا تھا اور جہان کہین اپنی فوج کو کمزور اور ہٹتا ہوا دیکھتا وہان
اپنی خاص فوج کو لیکر مثل بجلی کے جاگرتا تھا اور دشمن کی فوج کو درہم و برہم کر کے
ریلتا ہوا لشکر مخالف کے قلب پر جا پہنچتا تھا عیسائیون نے اپنی فوج کو سنبہالنے
کی بہت کوشش کی لیکن عربی سوارون کے حملے کو جس سے یہہ ہمیشہ خوف زدہ
رہتے تھے روک نہ سکے منتشر اور بدحواس ہو کر بہاگ نکلے کشتون کی انتہا نہ تہی جو
گرفتار ہوئے تھے اون کی تعداد ہزارون تہی سلطان فتح کامل کے بعد وہان کے
قلعون اور مورچون کو تباہ اور منہدم کرتا ہوا اپنے دار الخلافہ مین واپس آیا۔
عبد الرحمن کو معلوم تہا کہ اس بے مثل کامیابی سے عیسائیون کی
امیدون پر پانی پہر گیا اور اب ان کا سنبہلنا مشکل ہے لیکن مذہبی اور قومی جوش سے

یہہ خوب واقف تہا اور سمجہتا تہا کہ جب تک ان کی قوت پورے طور سے ٹوٹ
نہ جاے گی یہہ پہر اوسی جوش سے مقابلہ ضرور کرین گے لہذا اس نے اس جنگ
کے بعد ہی پہر فوج وسامان کو درست کرنا شروع کیا اور یہہ قصد کر لیا کہ اس قدر
فوج وسامان اور ہتیار رہو جانا چاہیئے کہ اگر لڑائی کی نوبت آئے تو تا کامل تصفیہ
لڑائی برابر جاری رہے عبد الرحمن ہنوز اسی انتظام مین سرگرم تہا کہ اس کو خبر پہونچی
کہ اردونی اور شاہ بنبلونہ نے پہر اس کی سرحد مین آکر چند قلعون پر قبضہ کر لیا اور
ملک ورعایا کو تباہ کر رہے ہین۔ یہہ واقعہ سنہ ۳۱۱ہم سنہ ۹۲۳ع مین ہوا جس قدر
فوج کہ موجود تہی اس کو لیکر عبد الرحمن آگے بڑہا لیکن سابق کی جنگ سے
اس کا اتنا رعب مخالفین پر چہا گیا تہا کہ اس کی آمد آمد سنتے ہی عیسائی فوج قلعونکو
خالی کر کے خائف وہراسان اپنی اپنی سرحد کی طرف بہاگی سلطان بغیر کسی
تعرض کے بنبلونہ کے پایہ تخت تک چلا آیا عیسائیون پر جو خوف کہ طاری ہو چکا
تہا اوس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ بادشاہ مع فوج اپنے پایہ تخت کو چہوڑ کر
بہاگ گیا۔ سلطان خدم وجلوس کے ساتہ شہر مین داخل ہوا شہر پناہ اور قلعون کو
منہدم کر دیا۔ اس ملک پر اب قبضہ کر لینا بڑی بات نہ تہی مگر اس کے اقبال کو
دیکہو کہ ہنوز ایک دشمن کا ملک اس کے قدمون کے نیچے پڑا لرز رہا تہا کہ اس کو

اردونی والی لیون کے مرنے کی اور اس کے بیٹون مین خانہ جنگی شروع ہوجانے کی خبر پہونچی ۔ یہہ مہم یون بغیر محنت ومشقت سر ہوگئی۔ سلطان کی خوشی کا کیا پوچھنا تہا وہین جشن شاہانہ منعقد ہوا اور سلطان و فوج دونون شادان وفرحان دار الخلافہ کی طرف روانہ ہوئے۔

عبدالرحمن نے شہر قرطبہ پہونچکر ان فتوحات متواترہ کی یادگار مین اور نیز اپنی عزیز رعایا کی خواہش اور مذہبی جوش ان کے دلون مین پیدا کرنے کی غرض سے امیر المومنین[1] اور الناصر الدین اللہ کے خطاب سے اپنے تاج وتخت کو رونق بخشی۔

عبدالرحمن ۳۲۲ھ مطابق ۹۳۳ء مین یلغار کرکے نبلونہ پہونچا۔ وہان کی شہزادی طوطہ نے بغاوت کا ارادہ کیا تہا لیکن بادشاہ کے پہونچتے ہی حاضر ہوکر عفو خطا کی خواستگار ہوئی۔ سلطان نے اس کی خطا کو معاف کیا اور اوس کی بیٹے غرسیہ کو اوس ملک کی حکومت بخشی اور خود البہ ہوتا ہوا دار الخلافہ واپس آیا مگر ۳۲۵ھ مین ملکہ نبلونہ نے خلاف معاہدہ عمل کیا جسکی فوراً تلافی کردیگئی۔

[1] اس سے قبل اندلس کے بادشاہ امیر یا سلطان کہلاتے تھے اس ہی کے وقت سے یہہ خلفائے اندلس کے نام سے مشہور ہوئے لہذا ہم نے بھی یہان سے بجائے سلطان کے خلیفہ لکھا ہے۔

عبد الرحمن ملک کے انصرام و انتظام مین مشغول تہا کہ ناگاہ خبر
پہونچی کہ لیون مین خانہ جنگی ختم ہوگئی اور ردمیر ثانی تخت نشین ہوا۔ یہہ شخص
نہایت لایق اور شجیع تہا مگر اپنے متقدمین کی طرح بلکہ ان سے سہ چند متعصب
اور عربون کا دشمن تہا اسی اثناء مین احمد ابن اسحٰق سلطان کا وزیر کسی سنگین جرم
کی پاداش مین قتل کیا گیا۔ یہہ امیہ ابن اسحٰق صوبہ دار سرقسطہ کا بہائی تہا۔
جب اس کے قتل کی خبر امیہ کو پہونچی اس نے پاس نمک اور قوم اور مذہب کو بالائے
طاق رکہا۔ ردمیر سے اپنے بادشاہ کے خلاف سازش کی سلطان فوراً فوج
لیکر تنبیہ کی غرض سے آیا امیہ مین اتنی قدرت کہان تہی کہ سلطان کا سامنا کرتا
سرقسطہ سے بہاگ کر ردمیر سے جاملا اور اسیر عربون کے فوجی راز ظاہر
کردئے لیکن عبد الرحمن بلاخوف جلیقیہ کے پایہ تخت سمورہ تک چلا آیا اور
شہر کا محاصرہ کرلیا اس کی فوج کی تعداد ایک لاکھ تہی ردمیر اس وقت اپنے پایہ تخت مین
موجود نہ تہا اس یورش کی خبر سن کر فوج کثیر کے ساتہہ آپہونچا۔ ماہ شوال ۳۲۷ھ م
۹۳۹ء مین یہہ جنگ الخندق شروع ہوئی شہر سمورہ اور اس کا قلعہ سات مستحکم او
بلند دیوارون سے گہرا ہوا تہا اور ہر دیوار کے بعد ایک نہایت عمیق اور پختہ خندق بنی
ہوئی تہی۔ پہلے جو جو کہ لڑائیان میدان مین ہوئین اون مین عرب ہمیشہ کامیاب رہے

لیکن سورج گہن کے تیسرے روز عیسائیون نے بہت سخت حملہ کیا عرب ان کو
پسپا کرتے ہوئے شہر کی دو دیوارون کے اندر گہس گئے مگر خندقون کی وجہ سے
فوج کی ترتیب وقاعدہ باقی نہین رہا۔ تیسری دیوار کے قریب عرب ہنوز سنبہلنے نہ
پائے تہے کہ عیسائیون نے ایک دفعہ مڑکر حملہ کیا اور ان کی مدد کے لیئے
وہ فوج جو دیوارون کے پیچہے چہپی بیٹہی تہی مثل پانی کے اُبل پڑی چارطرف سے
عربون کو گہیر لیا خندق مین جو عرب آ گئے تہے اون مین سے ایک نہ بچا بیان
کیا جاتا ہے کہ قریب پچاس ہزار عرب کے خندقون مین ڈوب گئے جس زمانہ
سے کہ عربون نے اس سرزمین مین قدم رکہا اس وقت تک ایسا حادثہ سخت
ان پر نہین گزرا تہا۔ جو پس ماندہ فوج اس آفت سے بچکر نہایت بے ترتیبی سے
بہاگی تہی اوس کا تعاقب اگر ردمیر کرتا تو اوس کا قتل اور غارت ہو جانا نہایت
آسان امر تہا لیکن امیہ ابن اسحق نے ردمیر کو تعاقب سے روکا اور یہہ خوف
دلایا کہ مبادا عرب جہاڑیون مین نہ چہپے ہون اور اس کی فوج پر پیچہے سے حملہ کر بیٹہین
اور یہہ فتح مبدل بہ شکست نہ ہو جائے اور جو بے حساب اسباب و دولت کہ عرب
چہوڑ گئے ہین ہاتہہ سے نہ نکل جائے لیکن امیہ نے اب دیکہا کہ اس شکست
کے بعد عبد الرحمن چپ نہ بیٹہے گا بلکہ ایسا بدلہ لے گا کہ پہر شاید کوئی عیسائی اس

ملک مین دکھائی دے۔ اس نے سلطان سے بہ عجز والحاح عفو خطا کی درخواست کی۔ خطا بخش عذر نیوش سلطان نے درخواست کو فوراً منظور کر لیا اور اس سیاہ رو نمک حرام نے جس کی وجہ سے ہزارہا عرب شہید ہوئے تھے اپنے تئین بادشاہ کے قدمون پر ڈال دیا۔ اس شکست عظیم اور قتل عام سے خلیفہ ایسا متاثر ہوا کہ پھر اس نے بذات خود فوج کشی نہین کی لیکن ہر سال اپنے فوجی امیرون کو ردمیر کے مقابلہ کے لیے بھیجتا رہا جنھون نے ایسا بدلہ عیسائیون سے لیا کہ پھر ردمیر کو عربون کے مقابلے کی جرات نہ ہوئی اور ان متواتر کامیابیونکا اثر نہ صرف ردمیر پر ہوا بلکہ تمام عیسائی قوتین قریب و دور کی اس قدر متاثر اور خائف ہوئین کہ ہر بادشاہ نے سفیر عبدالرحمٰن کی دوستی اور رضامندی حاصل کرنیکی غرض سے قرطبہ بھیجے چنانچہ ۳۳۶ھ م ۹۴۷ء مین قسطنطین شہنشاہ قسطنطنیہ نے بیش بہا تحائف بذریعہ سفیر بھیجے خلیفہ نے سفیر کا نہایت اعزاز و احترام کیا شہر کثرت آئینہ بندی اور آرایش سے مثل دولہن معلوم ہوتا تھا تمام فوج نئے سامان و اسلحہ سے آراستہ قصر اور دربار کی آراستگی کی تعریف نہین ہو سکتی تھی تخت پر خلیفہ رونق افروز گرد و پیش شہزادے اور والیان ملک اور ارکان سلطنت دست بستہ حاضر جس وقت سفیر اور اس کے ساتھی سامنے پیش ہوئے تو رعب و داب شاہی

اور دربار کی شان و شوکت دیکھکر دنگ ہوگئے اور سر جھکائے تخت کے قریب
آکر اپنے بادشاہ کا نامہ پیش کیا عبد الرحمن نے علمائے حاضر دربار کو حکم دیا
کہ وہ اسلام کی شان و شوکت اور بزرگی اور خلفائے اندلس کی فتوحات بیان کرین
لیکن حاضرین دربار کے دلون پر کچھہ ایسا رعب چھا گیا تھا کہ ان مشہور علماء مین سے
یکے بعد دیگرے ہر شخص نے تقریر شروع کی لیکن دو چار لفظون سے زیادہ نہ
کہہ سکے۔ خلیفہ نے یہہ دیکھکر ولیعہد الحکم کے اتالیق ابو علی القالی کی طرف
اشارہ کیا۔ یہہ حال ہی مین عراق سے اندلس آیا اور علم و فضل مین بے نظیر سمجھا جاتا تھا
مگر اس کو بھی یارائے گویائی نہ ہوا یہہ حالت دیکھکر منذر ابن سعید اپنے مقام پر
کھڑا ہوا۔ گو مثل علمائے دیگر کے اس کا علم و فضل اس قدر مشہور نہ تھا لیکن اس نے
اس خوش اسلوبی اور نہایت شستہ تقریر مین خلیفہ کے حکم کی تعمیل کی اور ایک ایسا
پُر جوش برجستہ قصیدہ پڑھا کہ اہل دربار کی زبانون پر تعریف جاری ہوگئی خلیفہ اس قدر
خوش ہوا کہ اس کو اوسی وقت قاضی القضاۃ کے عہدے سے سرفراز کیا اس دربار
کے بعد عبد الرحمن نے کئی روز تک سفیرون کی مہمانداری کی اور ہشام بن
ہذیل کو اپنی جانب سے بصیغہ سفارت یونانی سفیر کے ساتھہ قسطنطنیہ روانہ کیا اور
یہہ حکم دیا کہ دونون سلطنتون مین دوستانہ تعلقات قائم کرنے کی غرض سے ایک معاہدہ

لکھوائے ہشام دو سال کے بعد کامیاب واپس آیا اس کے بعد قوقو بادشاہ سلاونیز اور شاہان المان[1] اور فرانس نے یکے بعد دیگرے سفیر عبد الرحمن کے پاس بھیجے سلطان ان سب سے نہایت اخلاق اور مروت کے ساتھہ پیش آیا اور مناسب جوابات او خلعت فاخرہ سی سرفراز فرماکر ان سکو رخصت کیا

جب اردونی اور شاہ پرشیلو نہ وغیرہ نے دیکھا کہ دور کے بادشاہ عبد الرحمن سے دوستانہ تعلقات پیدا کرنا باعث فخر سمجھکر اوس کی خوشامد کرنے مین تقدیم کر رہے ہین امید امداد و شراکت سے بالکل مایوسی ہوگئی جب ان کو اپنے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہ آئی ناچار اپنے اپنے سفیر دربار سلطانی مین روانہ کیئے اور استدعا کی کہ ہم لوگون کا دلی منشا یہہ ہے کہ ہم خلیفہ کے ظل عاطفت مین اپنی عمر بسر کرین جن ملکون پر ہم اس وقت حکمران ہین اون کو ہم عطیۂ سلطانی تصور کرتے ہین اور امید کرتے ہین کہ سلطان ہم کو اپنا مطیع اور فرمان بردار سمجھکر جو فوجین کہ ہمارے ملکون کی طرف بھیجی گئی ہین وہ واپس کر لیجائین اور جس قسم کا معاہدہ منظور ہوگا وہ لکھدینے پر ہم بسر و چشم آمادہ ہین ۔ یہان عفو خطا کا دریا بہ رہا تھا صرف عرض کرنے کی دیر تھی کہ خلیفہ نے بکمال مراحم خسروانہ درخواستونکو قبول کیا اور فوجون کی واپسی کا حکم دیا ۔ دوسری وجہ ان بادشاہون کے مطیع

[1] یعنی جرمن

اور منقاد ہونے کی بظاہر معلوم ہوتی ہے کہ ان ہی دنون مین اردونی ثالث کا انتقال ہوا تہا اور اوس کا بہائی شانجہ اوس کی جگہہ تخت پر بیٹہا۔ یہہ واقعہ سنہ ۳۴۶ھ م ۹۵۷ء مین ہوا گونزلیر حاکم قسطلہ جو اردونی کے مرنے کے قبل شانجہ کو اوس کے خلاف مدد دے رہا تہا اب ایک دفعہ شانجہ کو چہوڑ کر اردونی چہارم کا طرفدار بن گیا اور اس لڑکے کو جلیقیہ کے تخت کا مالک قرار دیا اس لڑکے نے باوجود مفلوج ہونے کے دست ظلم و زیادتی دراز کر رکہا تہا اس خانہ جنگی کا نتیجہ یہہ ہوا کہ شانجہ کو تخت چہوڑ کر اپنی نانی طوتہ ملکہ اریونیہ کے پاس پناہ لینی پڑی اردونی چہارم گونزلیر کی مدد سے جلیقیہ کا حاکم بن بیٹہا خلیفہ بہی اپنی تجربہ کار نظرون سے اس خانہ جنگی کا تماشا دیکہہ رہا تہا اور یہہ خوب جانتا تہا کہ ان ہی لوگونکی درخواست پر اس کو دست اندازی کا موقع ملنے والا ہے یہی ہوا کہ شانجہ کی تباہ حالت کو دیکہکر ملکہ سے نہ رہا گیا اور اس نے اپنے زبردست معاون عبدالرحمن سے امداد کی درخواست کی شانجہ کا موٹاپا اعتدال سے بڑہ گیا تہا یہان تک کہ نشست و برخاست دشوار ہو گئی تہی ۔ چونکہ اوس زمانہ مین قرطبہ علم و فضل کا مرکز بنا ہوا تہا اور یہان کے حکمائی حاذق دنیا مین مشہور اور اپنے علم و فضل مین منتظیر سمجہے جاتے تہے ملکہ نے ایک طبیب کی درخواست کی سلطان نے اپنے خاص

حکیم کو شانجہ کے علاج کے لیئے بہیجا لیکن صلح کی نسبت سلطان نے شرائط معاہدہ مین کسی قدر سختی کی مثلاً ایک شرط یہہ تہی کہ چند قلعہ جو نہایت مضبوط اور مشہور تہے وہ خلیفہ کے حوالہ کردئے جایئن یہہ شرط ایسی تہی کہ اس کا منظور کر لینا اور ریاست سے دست بردار ہوجانا یکسان تہا ایسی سخت پریشانی کی حالت مین ملکہ اپنے بیٹے **شاہ نوار** کے ساتہہ **عبد الرحمن** کے پاس خاص دار الخلافہ مین آئی۔ یہہ بہت ہی اخلاق سے پیش آیا اور اس کے حسب مراتب تواضع اور تکریم مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا اور بالآخر از راہ ترحم اوس کی درخواستون کو منظور اور جو مدد اوس نے چاہی تہی بغیر کسی سخت شرط کے دینے کا وعدہ کیا۔

عبد الرحمن کے مدبرانہ طرز فرمان روائی اور اخلاق عام کا ایسا اثر ہوا کہ جملہ بادشاہان یورپ نے سلسلہ سفارت کا برابر جاری رکہا اور اتحاد باہمی اور بنائی دوستی کو مضبوط کرنے کی کوشش کرتے رہے مگر جتنی اسلامی تاریخین کہ ہماری نظرون سے گذرین اون سے یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ شوق حکومت اور بغض وعناد نے مسلمانون کے دلون مین ایسی جڑین پکڑین تہین کہ جن سے ہر بادشاہ اسلام کو کم وبیش نقصان پہونچا۔ چنانچہ باوجود اس کے کہ مسلمان یہہ جانتے تہے کہ ایسا رعایا پرور اور بیدار مغز بادشاہ جس نے انکی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو اپنی لیاقت

اور جوانمردی سے سنبھال لیا اور جس نے اپنی سلطنت کو اس قدر وسیع کیا کہ
عبدالرحمن اول کے دور کو لوگ بہول گئے نہ ہوا اور نہ ہوگا لیکن پہر بہی
اس کی مخالفت اور اس کو نقصان پہونچانے مین کوئی پہلو اوٹھا نہ رکھا ہان
از روئے انصاف اتنا کہدینا ضرور ہے کہ عوام الناس ہمیشہ اپنے بادشاہ کے
طرفدار او رامرا کی مخالفت اور ارکان خاندان شاہی کی خانہ جنگی سے ہمیشہ بری
اور متنفر رہے ۳۳۹ھ مطابق ۸۵۰ء مین ایک فقیہ عبدالباری نامی کے
ورغلانے سے خلیفہ کے چہوٹے لڑکے شہزادہ عبداللہ نے جو بوجہ پابندی
صوم وصلوٰۃ الزاہد کے لقب سے مشہور تہا اپنے باپ اور بڑے بہائی
الحکم دونون کے قتل کی سازش کی مگر قبل اس کے کہ یہہ لوگ اپنے ارادے
کو پورا کرین اس واقعہ کی اطلاع عبدالرحمن کو پہونچی وہ روز عید الضحیٰ کا تہا۔
خلیفہ نے جو کہ سختی اور نرمی دونون مین مشہور تہا اوسی وقت عبداللہ کو گرفتار کیا
اور عید ہی کے روز اوس کو قتل کرڈالا عبدالباری کو جو اوس وقت قید مین
تہا جب اس واقعہ کی خبر پہونچی تو اوس نے فوراً خودکشی کر لی۔

اندلس مین یہہ جہگڑے ہو رہے تہے اور افریقیہ مین ایسے واقعے
درپیش ہوئے کہ جن سے عبدالرحمن کو ایک عمدہ موقع اس ملک کی تسخیر کا ملا۔ اس

یلغار افریقیہ کی خاص وجہ یہہ ہوئی کہ خاندان بنی فاطمہ افریقیہ کو فتح کرتے
ہوئے اندلس کے قریب تک چلے آئے تھے اور چونکہ بنی فاطمہ اور بنی امیہ مین خاندانی
مخالفت چلی آتی تھی سواحل افریقیہ کا مخالفون کے قبضے مین چلا جانا سخت ناگوار
گزرا۔ خلیفہ نے فوراً ایک بیڑا جہازون کا سامان حرب سے آراستہ بنی ادریس
اور بنی صالح کی مدد کے لیے بہیجا افریقیہ کی جنگ کا ذکر ہم کچہہ اوپر بہی کر آئے
ہین اور یہہ بتا آئے ہین کہ اوس ملک مین مذہبی نزاع پیدا کر کے عبدالرحمن
نے کیا فائدہ اوٹہایا لیکن سلسلہ قایم رکہنے کی غرض سے اون واقعات کا ذکر
کرنا بہی ضروری معلوم ہوتا ہے جن کی ابتدا ۳۰۵ھ سے ہوئی اس سنہ مین عبداللہ
جس کا مذہب شیعی تہا ملک افریقیہ کے شرقی حصّہ کو اپنے دائرہ حکومت مین لایا
اور اپنے امیر مصلح ابن جالس کو یحیی ابن ادریس بادشاہ فاس کی مقابلے
کے لیئے بہیجا مصلح نے یحیی کو شکست دیکر شہر فاس کا محاصرہ کر لیا لیکن اوس وقت
اس ملک پر پورا قبضہ نہ کر سکا ۳۰۹ھ مین اس امیر نے پہر فاس پر حملہ کیا اور
یحیی ابن ادریس گرفتار و قتل ہوا لیکن کچہہ عرصے کے بعد یحیی کے ایک رشتہ دار
الحسن نامی نے فاس کو فتح کیا اور بادشاہ بن بیٹہا تہوڑے ہی روز مین موسی
ابن العافیہ نے جو منجانب شاہان بنی فاطمہ مغربی حصّے کا گورنر تہا ۳۱۱ھ مین

فاس کو فتح کیا اور الحسن کو قتل کرڈالا ۳۱۴ھ مین خاندان بنی ادریس نے

پہر اس ملک کو سوائے شہر فاس کے فتح کیا تہوڑے زمانے تک خاندان

بنی ادریس نے کسی قدر بےفکری سے حکومت کی مگر ابوالعیش احمد کے عہد

حکومت مین بنی فاطمہ نے اس پر اتنے حملے کیئے کہ اس نے بحالت مجبوری

عبدالرحمن سے مدد کی درخواست کی اس نے مدد دینے سے قبل قلعجات

طنجہ و سوطا یر غمال مین طلب کیئے ابوالعیش نے ان قلعون کے دینے

سے انکار کیا خلیفہ نے فوراً جہازی بیڑے سواحل افریقیہ کی طرف روانہ کیئے۔

اور قلعون پر بجبر قبضہ کر لیا جس کا اثر قرب وجوار کے روسا پر یہہ ہوا کہ یہہ لوگ مع

ابوالعیش کے قرطبہ آئے اور عبدالرحمن کو اپنا سرپرست اور بادشاہ تسلیم کیا

خاندان بنی صالح کے لوگ بہی اندلس مین داخل ہوئے اور اس ملک مین

بود و باش اختیار کی۔ غرض کہ سلطان عبدالرحمن نے اوس تمام افریقیہ کے

حصّے کو فتح کر لیا جو مغرب الاقصیٰ کے نام سے موسوم ہے۔

سلطان عبدالرحمن ثالث کی عمر اب قریب ستر برس کے آپہونچی تہی

جو کارنمایان اس سے اس پنجاہ سالہ حکومت مین ظہور مین آئے ان کا مفصل ذکر

ہم اوپر کر آئے ہین بیس برس کی عمر مین یہہ اپنے موروثی تخت پر متمکن ہوا تہا یہہ وہ

زمانہ تہا کہ سوائے شہر قرطبہ کے اور سب صوبے خود مختار ہوگئے تہے اور
خانہ جنگی کا بازار گرم تہا۔ قزاق اور راہزن تمام ملک مین بلاخوف وخطر رعایا کے
جان ومال کو تباہ کر رہے تہے۔ اندلس کے جنوب کی جانب مغرب الاقصی
مین خاندان بنی فاطمہ حکومت کر رہے تہے اور اندلس مین داخل ہونے کا موقع
ڈہونڈہتے تہے۔ شمال کی جانب عیسائی اندلس کو لینے کی فکر مین تیاریان
کر رہے تہے۔ ایسی طوائف الملوکی کے زمانہ مین عبدالرحمن ثالث اپنے
دادا عبدالرحمن اعظم کے قائم کیئے ہوئے تخت پر بیٹہا۔ اس کو تخت نشین ہوئے
بیس سال بہی نہ گزرے تہے کہ ملک کے چارون طرف سے امن وامان کی
ہوا چلنے لگی۔ سختی سیاست سے بدمعاشون کا نام ونشان تک بہی نہ رہا۔ چونکہ امرائے
عرب اور ارکان سلطنت اس زمانہ تلاطم مین موقع پاکر خود مختار بن بیٹہے تہے ان کی
قوتون کو توڑنے کی غرض سے اپنے غریب ملازمین کو انہین کے مساوی خطابات
اور جاگیرین عطا کین۔ عیسائیون کی قوت کو اتنا توڑا کہ شاہنشاہ قسطنطنیہ اور بادشاہان
فرانس واٹلی وجرمن نے نہایت ہی تزک واحتشام کے ساتہہ سفارتین
قرطبہ بہیجین اور خلیفہ اندلس سے اتحاد ودوستی پیدا کرنے کی کوشش کی یورپ
اور افریقہ مین عبدالرحمن کی لیاقت وفراست اور بہادری ضرب المثل ہوگئی تہی

اور اوس کی قدردانیِ علم و فن نے ان مشہور لوگونکو جمع کرلیا تہا جو دنیا مین اپنی نظیر نہین رکہتے تہے
عبدالرحمن نے مختلف ذرائع آمدنی کے ایجاد کیئے تہے۔ چوّن لاکہہ
اسّی ہزار دینار اصل مالگزاری داخل خزانہ عامرہ ہوتے تہے۔ علاوہ اسکی سات لاکہہ
پینسٹہہ ہزار دینار مختلف ذرائع سے وصول ہوتے تہے۔ یہہ تمام آمدنی
ملک کی ملک اور رعایا ہی پر خرچ کی جاتی تہی علاوہ اس کے جو روپیہ کہ لطور
خراج وجزیہ عیسائیون اور یہودیون سے وصول ہوتا تہا وہ خاص خزانہ شاہی
مین داخل کردیا جاتا تہا اور اس آمدنی کی کوئی تعداد معین نہ تہی نہ کوئی باضابطہ
حساب اُس کا رکہا جاتا تہا اس مین سے ایک ثلث فوج اور اعیان وملازمان
سلطنت پر خرچ ہوتا تہا۔ ایک ثلث خاص سلطان کی جیب خاص کے لیئے
مقرر رہتا تہا۔ باقی کل رقم عمارات اور پلون اور ملک کی سڑکون وغیرہ وغیرہ پر خرچ کیجاتی
تہی۔ اس کے زمانہ حکومت مین شہر قرطبہ خوبصورتی اور ہر قسم کی آرایش مین اپنا
نظیر نہین رکہتا تہا عبدالرحمن کو ہر طرح کی عمارات کا کمال شوق تہا جن کے آثار
اس وقت تک اوس زمانہ کی بے نظیر صنعت وحرفت کو ظاہر کررہے ہین قرطبہ
کی مشہور مسجد اور قصر الزہرا وہ عمارتین ہین جو دنیا مین حسن وخوبصورتی اور صنعت معماری
مین بے مثل و بے عدیل ہین۔ اس زمانہ جدید مین اگرچہ اہل یورپ ہر چیز مین

مسجد قرطبه کی محرابیں

معاذ اللہ خدائی کا دعوی کرتے ہین تاہم ان عمارات کو عجوبہ روزگار سمجھتے ہین
مسجد کی تعمیر فی الحقیقت عبد الرحمن اعظم کے زمانہ مین شروع ہوئی تہی اور
ہشام نے اس کو اختتام تک پہونچایا تہا لیکن ان کے بعد بہی ہر بادشاہ نے
مسجد کے بڑہانے اور مشیّن کرنے مین دولت کی پروا نہین کی۔ اس مسجد کا
طول شرق سے غرب تک قریب قریب پانچسو فٹ کے تہا اور اوس کی
خوشنما محرابین ایک ہزار چار سو سترہ سنگ مرمر کے ستونون پر قائم تہین جن پر
سنہرا کام کیا ہوا تہا۔ محراب اس مسجد کی سات سنگ مرمر کے ستون پر قائم
اور اس قدر بلند اور خوبصورت تہی کہ صرف اسی کے دیکہنے کے لیئے دور دور
سے لوگ آتے تہے محراب کے قریب ایک بلند ممبر خالص ہاتی دانت اور
چہتیس ہزار مختلف رنگ اور وضع کی لکڑی کے ٹکڑون سے بنا اور ہر قسم کے
جواہرات سے جڑا ہوا رکہا تہا۔ اس ممبر ہی کی قیمت (۳۵٫۷۰۵) دینار[1] تہے
اور سات برس مین جا کر تیار ہوا تہا عبد الرحمن ثالث نے قدیم منارون کو
گرا کر ایک نیا مینار ایکسو آٹھ فٹ بلند تیار کرایا جس مین چڑہنے اوترنے کے دو

---

[1] فی دینار تقریباً بارہ سکہ حیدر آباد دکن کے برابر تہا۔ جسٹس امیر علی نے اپنی کتاب تاریخ عرب مین دینار کی قیمت ساڑھے تیرہ شلنگ لکہی ہے۔

زینے تھے اور ہر زینہ مین ایکسو سات سیڑھیان تھین اس مسجد مین دس ہزار
جھاڑ روشنی کے چھوٹے بڑے جلا کرتے تھے جن مین سے تین سب مین
بڑے جھاڑ خالص چاندی کے اور باقی پیتل کے تھے۔ بڑے سے بڑے
جھاڑ مین ایک ہزار چار سو اسی پیالے روشن ہوتے تھے اور ان تین چاندی
کے جھاڑون مین چھتیس سیر تیل جلا کرتا تھا تین سو ملازم اور خدام اس مسجد پر متعین
تھے۔ جو جدید تعمیر اس عہد مین کی گئی اوس پر دو لاکھ اکسٹھ ہزار پانچسو تیس دینار سرخ خرچ ہوئے تھے
عبد الرحمن نے علاوہ مسجد مذکور کے قرطبہ سے چار میل کے فاصلے پر
جبل العروس کے پر فضا دامن مین ایک رفیع الشان قصر تیار کیا اور اوس کو اپنی
محبوبہ کنیز الزہرا کے نام سے موسوم کیا یہہ اس قدر وسیع عمارت تھی کہ اس کو
قصر نہین بلکہ مدینۃ الزہرہ کہتے تھے اور فی الحقیقت یہہ ایک چھوٹا شہر تھا جسمین
علاوہ شاہی مکانات اور متعدد باغات کے ہزارون ملازمین اور فوج شاہی کے
لیے علحدہ عمارتین تیار کی گئی تھین اس محل کی وسعت کا صرف اسی سے اندازہ
ہوسکتا ہے کہ اس کے حدود کی دیوارون مین پندرہ ہزار بلند اور مشبک دروازہ نصب تھے
جس وقت یہہ قصر ایک کروڑ پچاس لاکھ دینار سرخ کی لاگت سے تیار ہوا اور سلطان
مع الزہرا کے اوس مین رونق افروز ہوا اور دونون نے اوس مرغزار کو جہروکون سے

مسجد قرطبہ کی قندیل

دیکھا سامنے قصر شاہی سنگ مرمر کی عمارات اور برجون اور مینارون سے آراستہ مثل موتی کے دکھائی دیتا تھا اور اوس کی پشت پر ایک کوہ سیاہ سر بفلک کشیدہ اپنا لطف علیحدہ دیرہا تھا الزہرا نے جس وقت اس بے نظیر سما کو دیکھا قصر اور سیاہ پہاڑ کی طرف اشارہ کرکے کہا یا امیر المومنین یہہ قصر مثل ایک معشوقہ نازنین کے ہے جو بصد ناز و انداز اوس حبشی کے پہلو مین متمکن ہے عبدالرحمن نے یہہ حملہ سُن کر حکم دیا کہ یہہ پہاڑ اسی وقت بیخ و بن سے کہود ڈالا جائے یہہ سُن کر امرای دربار نے خلیفہ سے کہا کہ انسان کی کیا مجال کہ کوہ کو جنبش تک دیسکے اس کا اس مقام سے علیحدہ کرنا اوسی خالق حقیقی کے دست قدرت مین ہے جس نے اس کو اور ہم کو پیدا کیا۔ اس تقریر سے عبدالرحمن بہی اپنے دل مین قایل ہوا اور یہہ حکم دیا کہ اس کوہ کو فوراً صاف کرکے تہ سے چوٹی تک درختہای میوہ دار مثل بادام اور انجیر وغیرہ کے نصب کیئے جایئن چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس حبشی نے سبز پوشاک زیب بدن کی درختہاے میوہ دار نے اپنی خوشبو سے اس دشت کو معطر کر دیا۔ طول اس قصر کا تقریباً چار میل اور عرض قریب تین میل کے تہا۔ ۳۲۵ھ مین اس کی تعمیر شروع ہوئی تہی اور پچیس سال مین ختم ہوئی۔ دس ہزار معمار اور مزدور اور قریب قریب چار ہزار اونٹ اور خچرون سے روزانہ اس کے

بنانے مین کام لیا جاتا تھا۔ قصر چار ہزار تین سو سولہ برجون اور ستونون پر جو اقسام کے پتھرون مثل سنگ مرمر وغیرہ کے بنے ہوئے تھے قائم تھا ان ستونون مین سے بعض ستون بادشاہان یورپ مثل فرانس اور قسطنطنیہ وغیرہ نے تحفتہً عبدالرحمٰن کو بھیجے تھے باقی خاص اندلس کے معادن کے تھے کچھ سنگ مرمر معمار عبداللہ اور حسن ابن محمد اور علی ابن جعفر کی نگرانی اور ذریعہ سے افریقہ سے بھی منگایا گیا تھا ان ستون کو اندلس پہونچانے کی اجرت دس دینار سرخ فی ستون مقرر کی گئی تھی۔ قصر مین دو فوارے نصب کیئے گئے تھے۔ ایک جو سب سے بڑا تھا بحیرس کا تھا اور اوس پر اسقدر ملمع کیا گیا تھا کہ خالص سونے کا معلوم ہوتا تھا اور اس پر نہایت خوشنما انسانی صورتین بنی ہوئی تھین احمد ایونانی اور ربیع پادری اس فوارہ کو قسطنطنیہ سے لائے تھے۔ چھوٹا فوارہ سنگ سبز کا شام سے منگوایا گیا تھا یہ اس قدر خوبصورت تھا کہ خلیفہ نے اس کو قصر المونس مین نصب کرنے کا حکم دیا تھا۔ بارہ پرند اور چرند جانورونکی صورتین مختلف جواہرات اور سونے سے بنی ہوئی اس مین لگائی گئی تھین اور ہر جانور کے منہہ اور چونچ مین سے پانی کا فوارہ جاری ہوتا تھا اس فوارے مین کاریگر نے وہ دستکاری ظاہر کی تھی کہ جن اہل یورپ سیاحون نے اس کو اپنی آنکھون سے

دیکھا ہے بیان کرتے ہین کہ دیکھنا اور سننا تو ایک طرف خواب و خیال کو بھی یہان مجال دخل نہ تھی اس قصر کا ایک حصہ **قصر الخلفا** بھی قابل دید تھا اس کی چھت طلائی سعیش اور سنگ مرمر سے جو ایسا صاف و شفاف تھا کہ دوسری طرف کی چیز مثل آئینہ کے نظر آتی تھی بنی ہوئی اور باہر کی جانب سونے اور چاندی کے سفالون سے سجی ہوئی تھی اس کے وسط مین ایک خوبصورت مرصع فوارہ نصب تھا جس کے سر پر وہ مشہور موتی جڑا تھا جس کو شہنشاہ یونان نے بطور تحفہ کے **عبدالرحمن الناصر** کو بھیجا تھا۔ سوائے اس فوارہ کے قصر کے بیچ مین ایک فوارہ نما طشت پارہ سے لبریز رکھا تھا اس قصر کے گرد آئینہ نہایت خوشنما ہاتی دانت کے چوکھٹون مین جڑے اور مختلف اقسام کی لکڑیون کے مرصع دروازہ سنگ مرمر اور بلوری چوکھٹون پر نصب تھے۔ جس وقت یہہ دروازے کھول دیئے جاتے اور آفتاب کی شعاع سے مکان روشن اور منور ہوتا تھا کسی کی مجال نہ تھی کہ وہ اسکی چھت اور دیوارون کی طرف نظر بھر کر دیکھہ سکے اس حالت مین اگر پارہ ہلا دیا جاتا تھا تو یہہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام مکان جنبش مین ہے۔ جو لوگ اس راز سے واقف نہ تھے وہ مکان کو فی الحقیقت جنبش مین سمجھکر بے حد خائف ہوتے تھے۔ اس قصر کے انتظام اور نگہبانی کے لیئے تیرہ ہزار سات سو پچاس ملازم اور تیرہ ہزار تین سو بیاسی

غلام قوم نصاری متعین تھے۔ اندر حرم سرا کے چھہ ہزار عورتین خدمتگزاری کے لیئے حاضر رہا کرتی تہین۔ حوضون مین روزانہ بارہ ہزار روٹیان علاوہ او راشیاء کے مچھلیون کے لیئے ڈالی جاتی تہین۔ غرض مدینتہ الزہرا وہ محل شاہی نادر الوجود تہا جس کی تعریف سُن کر دور سے تماشا دوست اور سیاحان جہان آتے تہے اور اس کی وسیع سنگ مرمر کی عمارات۔ دربار خاص وعام کی شان وشوکت۔ اس کے باغات کا پُر فضا سما جہان ہزارہا فوارے چہوٹتے ہوئے اور نہرین اور حوض بہتے پانی سے چہلکتے ہوئے۔ سایہ دار درخت نہرون پر سایہ فگن۔ شاخہائے میوہ دار میوہ کی وجہہ سے زمین تک جہکی ہوئین دیکھکر محو تماشا ہو جاتی تہی ہزارہا لڑکے اور لڑکیان خوش رو اور خوش وضع زرق برق لباس اور زیور مین ڈوبی ہوئین خدمت کے لیئے دست بستہ حاضر افسران فوج تجربہ کار جنگ آزمودہ فن سپہ گری مین یکتائی زمانہ۔ امرأ ارکان دولت اور علماء وقت اپنی اپنی جگہہ پر حاضر۔ یہہ قصر کیا تہا خلافت اندلس کی شان وشوکت اور عظمت وبزرگی اور رعب داب کا مرکز تہا۔ عربون نے اپنی صنعت و حرفت کو اس قصر پر ختم کر دیا تہا اور اس کو اپنی صنعت وحرفت اور دستکاری کی نمایش گاہ بنا دیا تہا۔ افسوس صد ہزار افسوس کہ عیسایئون نے جو اوس زمانہ مین وحشیون سے بہی بد تر تہے اس عجوبہ روزگار عمارت کا نشان تک باقی نرکہا

ان کے عناد اور حسد اور مذہبی تعصب نے مسجدون کو شہید کیا۔ قبرون کو توڑا اور ہڈیان جو باقی رہ گیئن تہین ان کو ہوا مین اڑا دیا۔

عبدالرحمٰن الناصر کے انتقال کے بعد اس کے کاغذات مین ایک پرچہ اس ہی کے ہاتہہ کا لکھا ہوا ملا اوس مین ان دنون کا ذکر تہا جو اس نے اپنے زمانہ حکومت مین آرام اور خوشی کے ساتہہ گزارے تہے اور صرف یہ چودہ روز تہے جن مین اس کو اپنی تمام عمر مین عیش و آرام کا موقع ملا تہا۔ خیال کرنا چاہیئے کہ یہہ کس قدر بلند خیال اور جفاکش بادشاہ تہا جس نے اپنی تمام عمر اور اپنا تمام وقت اپنی سلطنت کے انصرام اور اپنی عزیز رعایا کی خدمت مین صرف کیا۔ اپنے عیش و آرام بلکہ اپنی صحت کی بہی پروا ان امور کے مقابلہ مین نہین کی۔

عبدالرحمٰن کو ہرگز منظور نہ تہا کہ کروڑہا روپیہ لوازمات شاہی مین خرچ کیا جائے لیکن وہ خوب جانتا تہا کہ بغیر ان باتون کو اختیار کیئے ملک کا تمول اور مملکت کی عظمت و جبروت کا کوئی اثر دوسرے ہمعصر بادشاہون کے دلون پر نہین پڑیگا اس نے محض اپنی سلطنت کی وقعت اور بزرگی کو بڑہانے کی غرض سے امیرالمومنین کا خطاب اختیار کیا تہا جس کے مستحق حقیقت مین شاہان عباسیہ تہے۔ علم دوست اس قدر تہا کہ اس کے دربار مین وہ علمائے کامل اور حکمائے حاذق اور صناع روزگار

جمع تہے جن کی بزرگ داشت یہ اپنا باعث فخر سمجہتا تہا چنانچہ ایک روز کا واقعہ ہے
کہ خلیفہ نے مکان بنانے کی غرض سے ایک مقام کو پسند کیا اور اوس کی خریدی کا
حکم دیا۔ انفاق سے وہ مکان یتیم بچون کا نکلا اور یہہ بچے قاضی القضاۃ قاضی منذر
البلوطی کی نگرانی مین تہے قاضی مذکور علم فقہ اور حدیث کا مشہور عالم تہا اور عبدالرحمن
بوجہ فضل وکمال اس کی دل سے تعظیم کرتا تہا جس وقت قاضی کو اس واقعہ کی اطلاع
ہوئی اوس نے جائداد کے فروخت کرنے سے انکار کر دیا اور کہلا بہیجا کہ یتیمون کی
جائداد اوس وقت منتقل ہوسکتی ہے جبکہ ان تین شرطون مین سے کوئی ایک شرط پوری
ہو۔ یا تو کوئی سخت ضرورت لاحق ہو یا جائداد کے تلف ہوجانے کا اندیشہ ہو یا ایسی
قیمت ملتی ہو کہ جسکے منظور کرنے مین یتیمون کا آیندہ فائدہ متصور ہو فی الحال ان شرائط
مین سے کوئی شرط موجود نہین ہے اور جو قیمت ملازمان شاہی نے اس جائداد کی
تجویز کی ہے وہ بہت ہی کم ہے خلیفہ نے یہہ دیکہا کہ قاضی بغیر قیمت بڑہائے باز
نہ آئے گا اور قاضی کو یہہ خوف پیدا ہوا کہ کہین خلیفہ اس مکان کو جبراً نہ لے لے۔
اس نے فوراً حکم دیا کہ مکان منہدم کر دیا جائے بعدہ زمین دونی قیمت پر شاہی ملازمان
کے ہاتہہ فروخت کر دی جس وقت عبدالرحمن کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اوسنے
فوراً قاضی کو طلب کیا اور مکان کے گرا دینے کا سبب پوچہا منذر البلوطی نے

بلاخوف عرض کیا کہ جس وقت مین نے مکان کے گرانے کا حکم دیا تہا اوس وقت وہ واقعہ یاد آیا جہان چند غریب آدمی ایک جہاز کے ذریعہ سے اپنی گزران کرتے تہے لیکن جہاز کو بہت ہی شکستہ حالت مین رکہتے تہے اس لیئے کہ اوس ملک کے بادشاہ مین یہہ بری عادت تہی کہ جس کے پاس اچہا جہاز دیکہتا تہا جبراً چہین لیتا تہا۔ یہہ اشارہ قرآن شریف کی آیت کی طرف تہا عبد الرحمن یہہ سن کر خاموش ہوگیا اور اوس روز سے قاضی کو اور زیادہ عزیز رکہنے لگا منذالبلوطی کا انتقال ۳۵۵ھ مین ہوا۔ اس کی متعدد مشہور تصانیف علم فقہ اور دلائل فلاسفہ کے رد مین موجود ہین۔ علاوہ اس کے فن عروض اور شعروسخن مین کمال دستگاہ رکہتا تہا۔ چنانچہ جو تاریخین مثل الفتح اور حیّان وغیرہ ہماری نظرون سے گزری ہین وہ تمام قاضی کی تعریف سے بہری ہین علاوہ المنذر البلوطی اور بہی علماء اور حکمای جو اس کے دربار کی زیب وزینت تہے اون کے نام نامی یہہ ہین احمد عبد ربہ یحیٰی جس کا قصیدہ موسوم بہ عقد مشہور ہے اور خلف ابن عباس الظہروی اس کے دربار کا مشہور طبیب اور عبد اللہ ابن یونس المرادی اور ابوبکر الزبیدی اور محمد القہشانی اور ابراہیم ابن الشہبانی اس کے وزرائے سلطنت مین موسیٰ این جدیر۔ عبد الملک ابن جہور۔ عبد اللہ ابن العلیٰ اور احمد

عبدالملک ابن شہید یہ لوگ مشہور گزرے ہین آخرالذکر وزیر اس وجہ سے زیادہ تر مشہور رہا کہ اس نے عبدالرحمن کو لاکھون روپیہ خرچ کرکے بیش بہا چیزین دور دور سے منگا کر بطور تحفہ نذر گزرانی تہین۔

ایک روز عبدالرحمن الناصر نے فصد لینے کی غرض سے اپنے طبیب کو طلب کیا۔ طبیب چاہتا تہا کہ نشتر لگائے دفعتاً ایک مینا اڑتی ہوئی مکان کے اندر آئی اور سونے کے گلدستہ پر جو قریب رکہا تہا بیٹہہ گئی اور نہایت صاف الفاظ مین اس شعر کو اس خوش آوازی سے ادا کیا کہ سلطان پہڑک گیا۔

أَيُّهَا الفَاصِدُ رِفْقًا	بِأَمِيرِ المُؤْمِنِينَا
إِنَّمَا تَفْصِدُ عِرْقًا	فِيهِ مُحْيِي العَالَمِينَا

اور دریافت کیا کہ یہہ مینا کسکی ہے۔ قبل اس کے کہ حاضرین مین سے کوئی جواب دے مینا نے خود بیان کیا کہ مین مرجانہ والدہ ولی عہد الحکم مستنصر باللہ کی مینا ہون عبدالرحمن یہ سُن کر اور زیادہ خوش ہوا اور بطور تحفہ اپنی بی بی مرجانہ کو بیس ہزار دینار سُرخ دیے

امیرالمومنین عبدالرحمن الناصرلدین اللہ ۲۷۷ھ مین پیدا ہوا تہا۔ اور ۲ رمضان ۳۵۰ھ مین ۷۳ سال کی عمر مین اپنے قصر الزہرا مین انتقال کیا

سلہ ای فصد کہولنے والے نرمی سے امیرالمومنین کی فصد کہولنا اسلیئے کہ جس رگ پر تو نشتر لگانا چاہتا ہے یہ رگ اوسکی ہے جو زندہ کرنیوالا عالمونکا ہے

باب ششم

الحکم ثانی کی تخت نشینی - عیسائیون سے محاربات - اردونی چہارم کا قرطبہ آنا۔ سفیرون کا

قرطبہ آنا۔ قسطلہ کی شہزادی کا قرطبہ آنا۔ واقعات افریقہ ۔ علم کا شوق ۔ کتبخانہ ۔ ذاتی حالات و انتقال

امیر المومنین عبد الرحمن الناصر لدین اللہ کے انتقال کے دو روز بعد بتاریخ ۵ رمضان المبارک ۳۵۰ھ م ۹۶۱ع الحکم ثانی اپنے موروثی تخت خلافت پر جلوس فرما ہوا اور بروز جشن عام تمام فوج زرق برق لباس اور نئے سامان جنگ سے آراستہ اس کے خاص رسالہ سونے اور چاندی کے زرہ بکتر پہنے اور تہیلے جواہر نگار جسم پر لگائے ہوئے موجود - یہہ بہی سما قابل دید تہا - بعد معائنہ فوج الحکم نے دربار عام کیا - دونون طرف امرای سلطنت اور ارکان دولت حسب مراتب جواہر نگار کرسیون پر متمکن پشت پر ملازمان خاص دریای جواہر مین غرق دست بستہ حاضر خلیفہ کے بہائی ابو مروان عبد اللہ الاصبغی اور عبد العزیز وغیرہ جو دربار مین ایک روز قبل سے حاضر نہین ہوئے تہے اون کو بذریعہ وزیر جعفر ابن عثمان

اور موسی ابن احمد طلب کیا اور حکم دیا کہ یہہ لوگ اگر حاضری سے انکار کرین تو جبراً حاضر کیئے جایئن - چنانچہ حسب الحکم یہہ شہزادے بہی تخت سلطانی کے جس پر سونے کا چتر سایہ فگن تہا چپ و راست حاضر تہے - قصر شاہی کے دروازہ سے لیکر دربار تک دونون طرف حبشیون کا رسالہ اور سلطان کی خاص فوج ننگی تلوارین لیئے ہوئے صف بستہ کہڑی تہی - باہر سڑکون پر بہی دونون جانب فوج باساز و سامان حاضر تہی - الغرض الحکم کے تخت پر جلوس فرماتے ہی پہلے شاہزادے تخت کے سامنے بڑہے اور خلیفہ کے ہاتہہ کو بوسہ دیکر اطاعت و فرمانبرداری کا حلف کیا ان کے بعد امراء مملکت حسب مراتب آگے آتے اور بیعت[1] کی رسوم ادا کرتے گیئے پہر خاص فوج سلطانی نے جان نثاری اور خیرخواہی کا حلف کیا - عوام الناس کے لیئے عیسی ابن قطیس دوسرے مکان مین حلف لینے کے لیئے حاضر تہا - ان مراسم کے ادا ہونے کے بعد دربار برخاست ہوا - سوائے شہزادون اور وزیرون کے اور سب کو جانے کی اجازت دی گئی

[1] المقری رسم بیعت کا رواج شام اور بغداد مین بہی تہا گو خلیفہ اپنے حین حیات اپنا جانشین نامزد کردیتا تہا لیکن امرا اور رعایا کی منظوری لازمی تہی لہذا رسم بیعت سلطنت کے قواعد مین جزو اعظم سمجہی جاتی تہی ارکان خاندان شاہی اور امراء سلطنت خود یکے بعد دیگرے اپنا ہاتہہ سلطان کے ہاتہہ مین رکہکر اطاعت و جان نثاری کا حلف کرتے تہے اور فوج کی بیعت بذریعہ امرا ہوتی تہی

شہزادون کو قصر الزہرا مین رہنے کا حکم ہوا الحکم نے اپنے باپ کی وقت کے وزیرون کو اپنی خدمتون پر بحال رکہا اور جعفر الصقلبی کو اپنا حاجب مقرر کیا اس امیر نے ایک رسالہ سو فرانسیسی سوارون کا مسلح اور تین سو بیس مختلف اقسام کے زرہ بکتر۔ تین سو خود فولادی اور پچاس خود چوبی۔ تین سو یورپ کی بنی ہوئی تلوارین۔ ایک سو سلطانیہ سپر اور دس زرہ بکتر خاص چاندی کی جن پر طلائی کام کیا ہوا تہا اور اسی قسم کی بیش بہا اشیا بطور تحفہ پیش کین۔

سرحدی عیسائی بادشاہون کا یہہ قاعدہ تہا کہ جب کوئی خلیفہ انتقال کرتا تہا تو یہہ ضرور نئے خلیفہ کے اوایل زمانہ مین سرکشی کرتے تہے اور اگر افسون سازش چل جاتا تہا تو اندلس پر حملہ ہی کر بیٹھتے تہے۔ اپنے اس ہی قاعدہ کے موافق الجلالقتہ نے سرحد مین داخل ہو کر مسلمانون کو تکلیف دینی شروع کی اگر الحکم ان کی تنبیہ و تادیب کے لئے فوراً فوج نہ بہیجتا تہا تو آگے چل کر یہہ بڑی فوج سے عربون کا مقابلہ کرتے۔ جس وقت خلیفہ کو سرحدی واقعہ کی اطلاع ہوئی یہہ بذات خود فوج کثیر لیکر جلیقیہ کی طرف روانہ اور فرڈلند بن غند شلب کی ریاست مین داخل ہوا قلعہ شنت اشتبین کو فتح اور منہدم کر کے مظفر و منصور قرطبہ واپس آیا۔ لیکن الجلالقتہ نے اس قدر تنبیہ کی

پروانہ کی اور بغاوت کو برابر جاری رکھا **الحکم** نے اپنے پروردہ امیر **غالب**
کو فوج دیکر روانہ کیا۔ جس وقت امیر **غالب** شہر سالم کے قریب پہونچا تو
اس کو معلوم ہوا کہ عیسائی فوج بہ نسبت اس کی فوج کے تعداد مین کہین زیادہ
اور مقابلہ کے لیئے تیار ہے **غالب** نے بغیر امداد طلب کیے ہوئے
مقابلہ کیا اور شکست فاش عیسائیون کو دیکر تعاقب کنان **فردلند** کی ریاست
کی حدود مین درآیا اور اس ریاست کے ایک بڑے حصّہ کو تاراج کرتا ہوا **قرطبہ**
واپس آیا۔ ہنوز اس مہم کا تصفیہ نہ ہونے پایا تہا کہ **شانجہ ابن ردمیر** بادشاہ
البشکلنس نے معاہدون کے خلاف عمل کرنا شروع کیا۔ اور قرب وجوار
کی عیسائی ریاستون کو بغاوت اور جنگ کی ترغیب دی **الحکم** کو جب اس سازش
کی اطلاع ہوئی **یعلی بن محمد التجیبی** حاکم **سرقسطلہ** کو مع لشکر جرار اس شورش
وفساد نقض عہد کے انسداد کا حکم دیا **شانجہ** اس بلا خیز طوفان کو آتے دیکھکر بادشاہ
جلیقیہ سے امداد کا خواستگار ہوا۔ پادشاہ مذکور مع اپنی فوج وخزانہ کے **شانجہ**
کی طرف روانہ ہوا اور دونون مل کر عربون کے مقابلہ کی غرض سے آگے بڑہے
فوجون کا مقابلہ شہر **قورینہ** کے قریب ہوا امیر **التجیبی** ان دونون کو شکست دیکر
اطراف وجوانب کے شہرون اور قلعون وغیرہ کو تاراج کرتا ہوا بہت کچہہ مال غنیمت

کے ساتھہ دار الخلافہ واپس آیا اسی اثناء مین برشلونہ سے بغاوت کی خبر پہونچی
خلیفہ نے اس ہی امیر کو اس بغاوت کے فرو کرنے کے لیئے پہر روانہ کیا
اور اوس کے ساتھہ ہی ساتھہ امیر ہذیل ابن ہاشم اور امیر غالب کو
القویسس حاکم قسطلہ کی سرکوبی کی غرض سے بہیجا۔ یہہ امراء اپنے اپنے
فرایض منصبی کو نہایت حسن وخوبی سے انجام دیتے رہے۔

الحکم کے زمانہ مین جو عظیم الشان فتوحات عربون کو نصیب ہوئین اون کے
تذکرون سے تاریخین بہری ہوئی ہین امیر غالب جس کے نام سے نصاریٰ
کے زہرے آب ہوتے تہے البشکنس کے ملک مین داخل ہوا اور شہر
قلمریہ[1] کو چند روز کے محاصرہ کے بعد فتح اور مسلمانون سے آباد کیا قائد وشقہ
نے شہر قطوبیہ[2] پر قبضہ کیا ۳۵۴ھ مین امیر غالب مہم البتہ[3] پر مامور کیا گیا اوس کے
ساتھہ دو مشہور جنگ آزمودہ امیر یعلی ابن محمد التجیبی اور قاسم ابن مطرف ذی النون
بہی گئے تہے ان تینون امیرون نے اس ملک کو فتح کیا اور قلعہ عرماج[4] کی جسکو

---

[1] انگریزی مین ہویزکا کہتے ہین (۲) مسیو روسی اپنی تاریخ اندلس جلد ۳ باب ۱۶ مین لکہتا ہی کہ یہ قلعہ ہویزکا کی قریب تہا مگر اس مقام کا انگریزی نام نہین معلوم ہوا اور نہ مورخ مذکور کا بیان قابل اطمینان ہی اس لیے کہ المقری لکہتا ہی کہ حاکم وشقہ (ہویزکا) نے اس قلعہ کو فتح کیا تہا جس سے اس مقام کا ہویزکا کی قریب ہونا ثابت نہین ہوتا (۳) انگریزی مین الاوا کہتے ہین (۴) اسکو سان اسٹیون ڈی گورماز کہتے عرب اسکو عرماج اور شنت اشتبین دو نون کہتے ہین

نصاری نے توڑ ڈالا تھا مگر تعمیر کی اوسی سال یعنی ۳۵۵ھ مین مجوسیون[ل] کے
جہاز سواحل اندلس پر نمودار ہوئے اور شہر لشبونہ[ع] کے قریب اوتر کر گرد و نواح
کے مقامات کو تباہ و تاراج کرنا شروع کیا لیکن قبل اس کے کہ الحکم کو اس
واقعہ کی اطلاع ہوتی وہین کے باشندون نے ان کو ملک سے خارج کر دیا
اس واقعہ کی اطلاع جب الحکم کو شہر قرطبہ مین پہونچی یہہ مع فوج کثیر مقام واقعہ
کی طرف بذات خود روانہ ہوا۔ یہان پہونچکر اس نے پہلے ملک سواحل کے
استحکام اور مضبوطی کا بندوبست کیا اور متعدد قلعے لب دریا قایم کیے پھر اپنے
قایدالبحر عبدالرحمن رماحس کو حکم دیا کہ ایک بیڑا جنگی جہازون کا لیکر مجوسیون کا تعاقب
کرے اگر مل جایئن تو پوری سزا دے لیکن امیرالبحر کو مقابلہ کا موقع نہین ملا۔
اس لیے کہ مختلف مقامات سے جہان مجوسیون نے جہازون سے اوترنیکا
قصد کیا تھا وہان کی رعایا نے مار پیٹ کر ایسا بھگایا کہ پھر یہہ لوگ کہین نظر نہ آئے
ان واقعات کے بعد جب سلطان الحکم قرطبہ واپس آیا تو اوس کو خبر
پہونچی کہ اردون چہارم بن ادفونش بادشاہ جلیقیہ بغرض انقیاد فرمانبرداری
حاضر ہوا چاہتا ہے۔ ہم تحریر کر چکے ہین کہ خلیفہ عبدالرحمن الناصر نے اردون کو

[ل] انگریزی مین ان کو نارمنز کہتے ہین۔ (۲) لسبن یہہ اب پائی تخت ریاست پرتگال کا ہے۔

غاصب ریاست اور شانجہ بن ردمیر کے حقوق بمقابلہ اردون مرجح سمجھکر شانجہ کو حاکم جلیقیہ بنا دیا تھا۔

خلیفہ عبد الرحمن کے مقابلے مین اردون نے اپنے خسر فردلند بن غند شلب قومس قسطلہ سے مدد چاہی تھی لیکن قومس مین اتنی کہان قدرت تھی کہ وہ الناصر کا مقابلہ کرتا اور اپنے داماد کو تخت پر بٹھاتا الحکم نے بھی شانجہ بن ردمیر کی طرفداری اور سرپرستی اور جو معاہدہ کہ اس سے خلیفہ سابق نے کئے تھے اون کو قایم رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا اردون جس وقت اس خبر سے مطلع ہوا بحالت پریشانی صرف بیس مصاحبون کے ساتھہ بغرض اظہار عقیدت و ارادتمندی دار الخلافہ کا عازم ہوا۔ چونکہ ان کے سرحد اندلس مین داخل ہونیکے اغراض کی اطلاع کسی کو نہ تھی اس لیئے جب یہہ لوگ مدینہ سالم کے قریب پہونچے امیر غالب الناصری نے ان لوگون کو آگے بڑہنے سے روکا اور بغیر اجازت حدود ممالک محروسہ مین اس طرح بغیر اطلاع داخل ہونے کی وجہ دریافت کی اردون نے جس وقت امیر غالب کو بذات خود آتے ہوئے دیکھا مع اپنے ہمراہیون کے گھوڑے پر سے اوتر پڑا اور امیر کے ہاتھہ کو بوسہ دیکر کہا کہ مین اپنے تئین سلطان کا ایک ادنی غلام سمجھتا ہون اس لیئے مین نے باضابطہ

اجازت کی ضرورت نہین سمجھی اور اب میری دلی خواہش وتمنا یہہ ہے کہ مجھکو اپنے
خلیفہ کی دولت قدمبوسی حاصل ہو مگر امیر غالب نے بغیر حکم خلیفہ ان کو آگے بڑہنے
کی اجازت نہین دی اور الحکم کو اس واقعہ کی مفصل اطلاع کی۔ سلطان نے
اردون کی درخواست کو منظور کیا اور کچہہ فوج بغرض استقبال روانہ کی۔
جس وقت اردون قریب دارالخلافہ پہونچا الحکم نے امیر ہشام المصحفی کو مع
فوج آردون کو شہر مین لانے کے لیئے بہیجا امرا فوج کی شان وشوکت اور
فوج کی کثرت و آراستگی ہی کو دیکہہ کر اردون اور اس کے ہمراہیون کے
حواس باختہ ہو گئے اور نظر حیرت و استعجاب سے یہہ اس تماشے کو دیکہتا تہا
اور بسبب خوف کے ہر امیر کے سامنے گہوڑے سے اوتر کر اوس کے ہاتہہ کو
بوسہ دیتا تہا۔ غرض جس وقت یہہ قصر الزہرا کے باب الجنان کے سامنے
پہونچا تو اس نے ایک امیر سے پوچہا کہ خلیفہ عبدالرحمن الناصر لدین اللہ
کا مزار کس جگہہ ہے۔ جب روضہ بتایا گیا تو یہہ فوراً گہوڑے پر سے اوتر پڑا۔
اور ٹوپی کو ہاتہہ مین لیئے گہٹنون کے بل قبر کے قریب جا کر بہت دیر تک سرنگون
رہا اور پہر قصر الناعواۃ کی طرف چلا۔

الحکم نے اپنے ملک وسلطنت کی عظمت و بزرگی کا سکہ ان عیسایئون کے

دلون پر جمانے کی غرض سے ایک عالی شان دربار کے کہ جس کو اس نے بتوجہ
خاص کرورہا روپیہ کے سامان واسباب سے آراستہ کیا تہا انعقاد کا حکم دیا
بروز شنبہ الحکم نے اردون کو باریابی کی اجازت دی اوس روز تمام
فوج لباس فاخرہ سے آراستہ راستہ کے دونون جانب صف بستہ ایستادہ ۔
قصر شاہی مین خلیفہ تخت طلا پر جو بیش بہا جواہرات سے مرصع تہا بصد شان و
شوکت رونق افروز اور سر پر چتر گوہر نگار سایہ فگن ۔ سریر خلافت کے چپ و راست
شہزادے بکمال ادب کہڑے ۔ علماء عصر و امراء سلطنت و ارکان دولت اپنی اپنی جگہہ پر حاضر
علماء جو اوس دربار مین حاضر تہے اون مین سب سے پہلے نظر منذر بن سعید
البلوطی جو علوم فقہ و حدیث مین مشہور زمانہ اور جو الناصر کے زمانے سے قاضی القضاۃ
کے عہدے کو زیب دیتا تہا پڑتی تہی خلیفہ کے تخت پر بیٹہنے کے کچہہ دیر بعد اردون
محمد بن القاسم بن طملس کے ساتہہ دربار مین داخل ہوا ۔ اس کے ساتہہ
قرطبہ کے معزز عیسائی اور اون کا قاضی مع دیگر افسر مثل ولید بن خیرون
اور عبد اللہ بن قاسم المطران سشرف باریابی سے سرفراز ہوئے
جس وقت اردون قصر شاہی مین داخل ہوا اوس نے دیکہا کہ دو طرفہ فوج
مسلح نہایت ہی مہذب و باقاعدہ ایستادہ ہے ۔ کثرت فوج کو دیکہکر حیران رہگیا

اردون اس عجیب سما کو دیکہتا تہا اور ہر بار صلیب کا[1] نقشہ اشارے سے اپنے سینے پر بناتا ہوا باب القبہ تک پہونچا جہان چند معزز اشخاص اس کے استقبال کیلیے کہڑی تہے گہوڑون پر سے اوترے اور پیادہ پا روانہ ہوئے۔ لیکن اردون اور اوس کے ساتہیون کو محمد بن طملیس نے اپنے ہمراہ گہوڑون پر سوار رکہا دار الجندل کے قریب پہونچکر یہہ دونون گہوڑون پر سے اوترے اور قصر مین داخل ہوئے اور ایک چبوترے پر کہ جس پر کارچوبی فرش بچہا ہوا تہا تا انتظار حکم خلیفہ عیسائی بٹہادئے گئے۔ چند لحظون کے بعد اردون کو اندر آنے کا حکم ہوا یہہ مع اپنے ہمراہیون کے اوس مقام کے قریب پہونچا جہان الحکم تخت پر بیٹہا تہا اس مکان کی شان وشوکت کو دیکہکر ایسا متحیر ہوا کہ سر پر سے ٹوپی اوتار لی اور کچہہ دیر تک سر برہنہ کہڑا رہا۔ ملازمین نے اس کو آگی بڑہنے کے لیئے اشارہ کیا۔ جب یہہ قریب تخت کے پہونچا اپنے گہٹنون کے بل کہڑے ہوکر نہایت ہی ادب سے زمین کو بوسہ دیا اور پہر آگے بڑہکر اوسی طرح زمین کو بوسے دیتا ہوا اوس مقام پر پہونچا کہ جو اس کے لیئے مقرر کیا گیا تہا۔ یہان سے اوس نے خلیفہ کے ہاتہہ کو بوسہ دیا اور اسی طرح پیچہے ہٹتا ہوا سنہری کرسی پر جا بیٹہا ملازمین کے

[1] عیسائیون کا ایک فرقہ جن کو رومن کیتہلک کہتے ہین برکت سمجہکر اور بعض وقت حالت استعجاب مین اپنے سینو پر اشارہ سے صلیب کی شکل بنالیتے ہین

اشارے کے موافق اس کے ہمراہیون نے بہی یکے بعد دیگرے خلیفہ کے
ہاتہہ کو بوسہ دیا اور اسی طرح پیچہے ہٹتے ہوئے اپنے بادشاہ اردون کی پشت پر
آکہڑے ہوئے رعب سلطانی اور داب شاہی کے آثار ان کے چہرون سے
نمایان تہے ان کی کچہہ کہلی کچہہ بند ٹمٹماتی آنکہون سے معلوم ہوتا تہا کہ گویا یہہ کوئی خواب
دیکہہ رہے ہین اردون نے کئی بار ولید ابن خیرون کے اشارے پر بولنے
کی کوشش کی لیکن ایک حرف بہی اسکی زبان سے نہ نکلا الحکم اس کی یہہ حالت
دیکہہ کر کچہہ دیر خاموش رہا تاکہ اس کو اپنے ہوش وحواس درست کرنے کا موقع ملے
اس کے بعد خلیفہ نے اردون کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ "اے اردون
ہم تیرے یہان آنے سے بہت خوش ہوئے اور امید کرتے ہین کہ تیری
خواہشات پوری ہون گی ہماری اس قدر عنایت والطاف خسروانہ سے جن کی
تجہے امید بہی نہ ہو گی تجہہ پر ثابت ہو گیا ہو گا کہ ہم تیرے سچے دوست ہین اور نیک
رائے اور مشورہ دینے کے لیئے ہر وقت موجود ہین" جب خلیفہ کی اس تقریر کا
ترجمہ ولید بن خیرون قاید نصاری نے اردون کو سنایا قریب تہا کہ فرط خوشی سے
شادی مرگ ہو جائے اس نے فوراً کرسی سے اوٹہکر تخت کے سامنے نہایت
ادب سے زمین کو بوسہ دیا اور عجز وانکسار کے ساتہہ عرض کیا کہ "اے سردار میرے

مین امیر المومنین کا ایک ادنیٰ غلام ہون جس کی زیارت جمال اور نیز جو ظلم و تعدی کہ مجھپر گزرا ہے اپنے مالک کے گوش گزار کرنے کی غرض سے حاضر ہوا ہون خوشا نصیب میرے اگر امیر المومنین میری اس درخواست کو قبول فرمائین اور مجھکو زمرۂ غلامان شاہی مین شریک کر کے عزت بخشین مین جائز درخواستین لیکر صدق دل سے حاضر ہوا ہون" الحکم نے جواب دیا کہ "ہم تجھکو اپنے خیر خواہان دولت مین شمار کرتے ہین اور ہم بخوشی تمام تیری ان درخواستون کو منظور کرتے ہین۔ جس سے تیری عزت و آبرو تیرے ہمعصر ہمپلہ رؤسای نصاریٰ مین زیادہ ہو بیان کر کہ وہ درخواستین کیا ہین" اس جواب کا ترجمہ شاہ **اردون** نے سنکر پہر زمین کو بوسہ دیا اور دیر تک اسی طرح سربسجود پڑا رہا۔ پہر عرض پرداز ہوا کہ "یا امیر المومنین اوس واقعہ کے اعادہ کرنے کی ضرورت نہین کہ جب میرے چچازاد بہائی شانجہ نے اسی شہر دار الخلافہ مین حاضر ہو کر خلیفہ **الناصر لدین اللہ** کو اپنا بادشاہ اور اپنا سرپرست گردانا تہا اور اوس زبردست معاون نے فوراً مثل مشہور خلفای سابق کے **شانجہ** کو بے یار و مددگار دیکہکر اس کی مدد کی تہی لیکن شانجہ نے اپنی خواہش سے نہین بلکہ بوجہ مجبوری امیر المومنین کی اطاعت اور فرمانبرداری قبول کی تہی۔ یہہ واقعہ کسی سے پوشیدہ نہین ہے کہ اوس کی رعایا نے اوس کی

طرز حکومت اور جابرانہ برتاؤ سے بد دل و متنفر ہو کر مجھکو اپنا بادشاہ بنایا خدا گواہ ہے کہ نہ مجھکو تخت و تاج کی خواہش تھی اور نہ مین نے اس کے حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن جب میری رعایا نے بتضرع و زاری مجھکو مجبور کیا تو مجھکو بھی اُنکی حالت زار پر رحم آیا اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ بعد جنگ شانجہ کو دار الخلافہ مین پناہ لینی پڑی لیکن سلطان عبد الرحمٰن الناصر لدین اللہ نے اس کو یہہ ریاست واپس دلا دی اور میری سچی خیر خواہی اور فرمانبرداری پر لحاظ نہین فرمایا مین نے بھی بخوشی تمام خلیفہ کے فیصلہ کو منظور کر لیا اس لیئے کہ مین عبد الرحمٰن کو مثل تیرے اپنا بادشاہ سمجھتا تھا شانجہ بوجہ مجبوری اپنی رعایا کو اپنی حکومت سے ناراض اور اپنے اخراج پر آمادہ پا کر یہان آیا تھا مگر مین اپنی خواہش دلی و رضائی قلبی سے حاضر ہوا ہون ۔ نہ تو رعایا مجھہ سے ناراض اور نہ اخراج کا مجھکو خوف ۔ میری آنے کا منشا یہہ ہے کہ مین اپنے کو مع رعایا اور ملک تیرے سپرد کر دون ۔ امید ہے کہ امیر المومنین ہم کو اپنے ظل عاطفت مین رکھنا منظور فرمائینگے " الحکم نے جواب دیا کہ ہم نے تیری اس تقریر کو غور سے سنا اور تیرے منشاء و مطلب کو خوب سمجھے ۔ اس مین شک نہین کہ میرے باپ کے زمانے مین شانجہ نے یہان آکر اطاعت و فرمانبرداری قبول کی تھی لیکن یہہ کوئی وجہ نہین ہے کہ ہم فیصلہ سابق کو انصاف د

معدلت کے مقابلہ مین بحال رکہین اگر تیرے حقوق بہ نسبت شانجہ کے ہمکو
مرجح معلوم ہون گے تو ہم ضرور تیری مدد کرین گے اور تیرے ملک کو واپس
دلائین گے اور بذریعہ اپنی سند شاہی کے تجھکو اوس ریاست کا حاکم مقرر کرین گے
یہہ مژدۂ جان فزا سنکر اردون نے فرط خوشی مین نہایت ادب کے ساتھہ
زمین کو بوسہ دیا اور یہہ دست بستہ اوس ہی جگہہ سر جھکائے کھڑا رہا۔ خلیفہ نے
دربار کے برخاست کا اشارہ کیا اردون ملازمین کے اشارہ سے اوسیطرح
پیچھے ہٹتا ہوا دربار کے باہر اوس جگہہ آیا جہان خواجہ سرا وغیرہ اس کو دوسرے
مکان مین لیجانے کے لیے حاضر تھے یہہ لوگ اس کو قصر کے اوس مغربی حصّہ
کی طرف لے گئے جہان سے سبز و شاداب باغون کا تماشا دیکھہ سکتا تھا۔
اس کے اور اس کے ہمراہیون کے چہرون سے ظاہر تہا کہ اس نادر اور
خوبصورت اور مشیّن قصر نے اور دربار کی شان و شوکت نے جس سے اس
عظیم الشان سلطنت کا عظمت و جلال ظاہر ہوتا تہا۔ ان کے دلون پر کس قدر
اثر کیا ہے قبل اس کے کہ اردون بالاخانہ پر پہونچتا یہہ ایک مقام سے گذرا
جہان ایک تخت شاہی جس پر ایک جواہر نگار غلاف پڑا ہتا رکہا ہوا تہا اردون
نے خالی تخت کے سامنے جا کر زمین کو بوسہ دیا اور دیر تک مؤدب اس طرح

کہڑا رہا جیسے کہ خلیفہ خود اس تخت پر بیٹہا ہوا ہے۔ اس کے بعد جب یہہ اپنی قیامگاہ پر آیا تو حاجب جعفر ابن مصحفی نے اس کو آکر کامیابی کی مبارکباد دی اور سلطان کی جانب سے ایک خلعت مکلف مع ایک جواہر نگار کمر بند کے عطا کیا جسکو دیکہکر ان وحشی سرشتون کی آنکہین کہل گیئن اور اوس کے ساتہیون کو بہی خلعتہائے فاخرہ سے سرفراز کیا بعد ازان چند روزان کو اور مہمان رکہا الحکم نے اردون کی چرب زبانی اور خوشامد آمیز تقریر پر بہروسہ نہین کیا اور اس کے بیٹے غرسیہ کو یرغمال مین لیا تاکہ جو وعدے کہ اس نے کیئے تہے اونکی تعمیل وتکمیل مین پہلوتہی نکرنے پائے ادہر تو اردون خوش وخرم اپنے ملک روانہ ہوا اور ادہر شانجہ بن رمیر کو یہہ خبر وحشت اثر پہونچی کہ خلیفہ نے اس کے مخالف سے صلح کرلی ہے ایک حالت یاس ونومیدی مین اپنے مشیرون کو طلب کیا سب کی یہی رائے ہوئی کہ اس وقت عربون کی مخالفت خلاف دانش ہے بہتر یہی ہے کہ شانجہ بہی اپنے سرکو الحکم کے قدمون پر رکہدے اور وہ وعدے کہ جو عبدالرحمن الناصر لدین اللہ نے اس کے ساتہہ کیئے تہے یاد دلاوے ممکن ہے کہ خلیفہ اس کی درخواست منظور کرلے۔ چنانچہ شانجہ نے اپنی اور جلیقیہ اور سمورہ کے قومین کی جانب سے ایک عریضہ امیرالمومنین کی خدمت مین باین مضمون روانہ کیا کہ ہم لوگ خیرخواہان دولت

بنی اُمیّہ ہین اور امیر المومنین کو اپنا بادشاہ اور سرپرست سمجھتے ہین مثل خلفائی سابق کے ہم کو خلیفہ سے بہی یہی امید ہے کہ ہم موروثی خیرخواہ ہون کو تادم مرگ مدد ملتی رہے گی۔ اس درخواست کو الحکم نے اس شرط سے منظور کیا کہ تمام سرحدی قلعہ منہدم کردئیے جائین اور اس امر کی احتیاط کی جائے کہ بدمعاش عیسائی ممالک محروسہ مین داخل ہوکر مسلمانون کو پریشان نہ کرنے پائین۔ شانجہ نے اس شرط کو قبول ہی نہین کیا بلکہ حکم کی فوراً تعمیل کردی۔

ان واقعات کے بعد برشلونہ اور طرکونہ و دیگر ممالک کے بادشاہون نے بہی سابق کے معاہدون کی تجدید کی درخواست کی اور بیش بہا تحائف خلیفہ کی خدمت مین روانہ کئے الحکم نے جواب دیا کہ یہہ درخواستین ہم اوسی وقت منظور کرین گے کہ جب تم لوگ مثل دوسرے بادشاہونکی حسب ذیل شروط قبول و منظور کروگے

(۱) ممالک محروسہ کی سرحد کے قریب جتنے قلعہ قائم کئے گئے ہین منہدم کردیئے جائین۔

(۲) عیسائی ہماری سرحدین داخل ہوکر مسلمانون کو پریشان نہ کرنے پائین

(۳) اگر کوئی عیسائی بادشاہ ہمارے ساتھہ جنگ پر آمادہ ہو تو اوس کی مدد نکرین۔

(۴) اگر کوئی عیسائی ہمسے جنگ کا قصد کرے تو حتی الامکان اوسکو اپنے ارادہ سی باز رکہین۔

ان عیسائیون مین اتنی کہان ہمت تہی کہ وہ ان شرائط پر کسی قسم کا اعتراض کرتے

شرائط کو منزلہ حکم کے مان کر فوراً منظور کرلیا۔ ان لوگون کی دیکھا دیکھی غرسیہ بن شانجہ والی البشکنس نے بہی اپنے مذہبی علماء اور قوسین کو بہیجکر آیندہ اطاعت و فرمانبرداری کا وعدہ کیا۔ باوجود بغاوت سابقہ خلیفہ نے اسکی خطاؤنکو معاف اور اس کی درخواست اور تحائف کو منظور کرلیا۔ القومس لذریق ابن بلاشک کی مان بہی قرطبہ بغرض ملاقات آئی الحکم نے اس کی بہت کچہہ خاطر اور مدارات کی اور اس کی خواہشون کو پورا کیا۔ غرض دور اور قریب کا کوئی عیسائی بادشاہ ایسا نہ تہا جس نے خلیفہ اندلس کے ساتہہ مراسم دوستی اور اتحاد قایم کرنے کی کوشش نہ کی ہو۔

یہان تو یہہ واقعات پیش تہے لیکن افریقہ کی حالت دگرگون ہوتی جاتی تہی۔ یہہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہین کہ ابو عیش کی وفات کے بعد الحسن ابن کنون اوس کا بہائی یہان کے تخت پر بیٹہا تہا۔ یہہ خاندان بنی امیہ کا مطیع اور خیرخواہ بنا رہا یہان تک کہ خلفائی اندلس کا خطبہ بہی اپنے ملک مین جاری کیا تہا اوسی زمانہ مین بلکین بن زیری ابن مناد ایک شریر امیر نے فوج کثیر کے ساتہہ مغرب الاقصی پر حملہ کیا اور ایک بہت بڑے حصۂ ملک کو اپنے قبضہ مین کرلیا لیکن بنی امیہ کی حکومت کو چندان ضرر نہین پہونچا اور نہ اس ملک کی

حالت مین زیادہ تغیر و تبدل واقع ہوا مگر جب **معز ابن اسمٰعیل** تخت بنی فاطمیہ پر متمکن ہوا اور اس نے سنا کہ **مغرب الاقصیٰ** مین بنی امیہ کی قوت روز بروز ترقی کرتی جاتی ہے اس نے **امیر جوہر** کو یورش کا حکم دیا۔ اوس وقت شہر **طنجہ** مین منجانب بنی امیہ **یعلی ابن محمد** حاکم مقرر تہا **امیر جوہر** کی یورش کی خبر سُن کر یہہ امیر بہی اوس کے مقابلے کی غرض سے آگے بڑہا اوس جنگ عظیم مین جب **امیر یعلی ابن محمد** نے دیکہا کہ کامیابی کی کوئی امید باقی نہین اور فوج کو شکست مل چکی ہے اس نے تنہا فوج دشمن پر مردانہ وار حملہ کیا اور شہید ہوا اس کامیابی کے بعد **امیر جوہر** نے شہر **فاس** کو فتح کیا اور حاکم شہر کو قتل کر کے ملک کو تاراج کرتا ہوا واپس چلا گیا۔ جس وقت اس حادثہ عظیم کی اطلاع **قرطبہ** پہونچی مسلمانون کو بے انتہا رنج ہوا **الحکم** نے فوراً **امیر غالب** کو اس حکم کے ساتہہ مع فوج روانہ کیا کہ بغیر ملک فتح کیئے **اندلس** واپس نہ آئے۔ **امیر غالب** ۳۶۲ سنہ ہ مین **افریقیہ** پہونچا اس کو خبر ملی کہ **الحسن ابن کنون** قلعہ **حجر النصر** مین موجود ہے یہہ پہلے وہین آیا اور قلعہ کو فتح اور الحسن کو گرفتار کر کے شہر **فاس** کی طرف متوجہ ہوا جس کو باسانی فتح کر لیا۔ غرض ایک سال کے عرصہ مین اس نے تمام ملک پر بنی امیہ کی حکومت قایم کر دی اور **سوطا** ہوتا ہوا ۳۶۳ سنہ ہ مین مع قیدیون کے

اندلس واپس آیا الحکم کی اوس وقت مسرت کا کیا پوچہنا تہا جس وقت یہہ امیر قریب دار الخلافہ کے پہونچا خلیفہ نے امراء سلطنت کو مع فوج اس کے استقبال کے لیئے بہیجا اور شہر کے دروازہ کے باہر بذات خود اپنے لائق افسر فوج کو لینے گیا۔ خلیفہ مع وزرا اور ارکان دولت کے سر سے پانک مسلح سفید گہوڑے پر سوار تہا۔ امیر غالب سرنگ گہوڑے پر سوار زرہ بکتر فولادی پہنے ہوئے سامنے سے نمودار ہوا۔ امیر کے دست راست کی جانب الحسن تہا جس وقت ان دونون نے امیر المومنین کو بغرض استقبال آتے دیکہا گہوڑون پر سے اوتر پڑے اور خلیفہ کے ہاتہہ کو بوسہ دیا الحکم خندہ پیشانی کے ساتہہ الحسن سے ملا بلکہ اوسی وقت اوس کی اور اوس کے ساتہہ تمام قیدیون کی خطاؤن کو معاف اور اون کو انعام و خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا الحکم علم و کمال کا عاشق اور صاحب علم و فن کو بدل عزیز رکہتا تہا۔ ایسے لوگ بہی دور دور سے اس کی بیدار مغزی اور قدردانی کی تعریف سن کر اندلس مین اقامت اختیار کرنے کی غرض سے آتے اور ملازم ہو جاتے تہے۔ چنانچہ قلیل عرصہ مین اس کا دربار مشہور علمائے وقت اور کملائے عصر سے معمور ہو گیا یہان ہم اس کے دربار کے چند مشہور علماء کا بہت مختصر طور پر ذکر کرتے ہین۔

ابوعلی القالی بغدادی جو عبدالرحمن کے زمانہ حکومت مین اندلس آیا تہا نہایت نامی عالم تہا الحکم اس کو اپنے پاس سے ایک دم بہی جدا نہ کرتا تہا اس کی صحبت سے جو کچہہ فیض اس کو پہونچا تہا اوس پر فخر و ناز کرتا تہا۔ کتاب الامالی اس کی معروف تصنیف ہے۔

ابوبکر الازرق خاندان سلمہ بن خلیفہ عبدالملک ابن مروان سے اور اپنے زمانے مین سربرآوردہ عالم تہا۔ ۳۴۳ھ مین قاہرہ سے افریقیہ آیا جب یہہ قیروان پہونچا اہل تشیعہ نے جو کہ وہان حکمران تہے اس کو بجبر مذہب بدلنے پر مجبور کیا۔ جب اس نے صاف انکار کیا تو یہہ مہدیہ کے تاریک جیلخانہ مین قید کر دیا گیا جہان روزانہ روحی اور جسمانی ہر طرح کی تکلیف اس کو پہونچائی جاتی تہی لیکن جب شیعون نے اس کو اپنے مذہب پر مضبوط اور ثابت قدم پایا تو ناچار رہا کر دیا۔ بعد رہائی یہہ ۳۴۹ھ مین اندلس آیا اور دارالخلافہ قرطبہ مین قیام پذیر ہوا الحکم نے اس کے علم و کمال کی شہرت سن کر اس کو اپنے علمائی دربار مین جگہہ دی ابوبکر ۳۲۹ھ مین بمقام قاہرہ پیدا ہوا اور ماہ ذیقعدہ ۳۸۵ھ مین شہر قرطبہ مین انتقال کیا

نصر البغدادی اپنے زمانہ کا مشہور نامی برآوردہ خوشنویس تہا بغداد سے قرطبہ آیا اور اس ہی کو اپنا وطن بنایا گو اس وقت الحکم کے دربار مین عمدہ سے عمدہ

خوشنویس مثل القیاس ابن عمر الصیقلی اور یوسف البلوطی وغیرہ موجود تھے
لیکن ثفر کا خط خلیفہ کو اس قدر پسند آیا کہ یہہ نوکر رکہہ لیا گیا اور کتابون کے لکھنے اور
نقل کرنے کا کام اس کے سپرد ہوا۔

اسمعیل ابن عبد الرحمٰن ابن علی القریشی کا سلسلہ عبد ابن زمع
سوادہ ام المومنین کے بہائی سے ملتا تہا قاہرہ سے اندلس آیا اور شہر
اشبیلیہ مین سکونت اختیار کی الحکم نے اس عالم اور مصنف کی بہی بہت قدر
کی اور اپنے دربار مین شریک کیا۔

گو اندلس کے خلفائی سابق بہی اکثر علم وفن کے بہت قدردان اور
ماہر گزرے لیکن الحکم کو علم ادب اور فلسفہ سے ایک خاص مناسبت اور دلچسپی
تہی۔ باوجودیکہ اوس زمانہ کے مشہور علماء کو اس نے اپنے گرد جمع کیا تہا لیکن
اس کا بہی پایۂ علم اون سے کچہہ کم نہ تہا۔ اس نے اندلس کو معدن ہر قسم کے علم
وکمال کا بنا رکہا تہا کوئی کتاب کسی علم مین ایسی نہ تہی جو اندلس مین نہ ملتی ہو۔
خلیفہ بیدریغ روپیہ خرچ کرکے مصنفین سے کتابین خرید کرتا تہا اور اپنے ملک مین
مشتہر کراتا تہا گو وہ مصنف مشرق الاقصیٰ کا رہنے والا کیون نہ ہو لیکن اوس کی
تصنیف پہلے اندلس ہی مین شائع ہوتی تہی اور یہین سے دیگر ممالک مین اشاعت

پاتی تہی۔ چنانچہ ابو الفرج اسفہانی کو اسفہان اور ابو بکر المالکی کو جس نے ابن عبد الحکم کی مشہور کتاب المختصر کی شرح لکہی تہی ایک ایک ہزار دینار سُرخ بہیجکر اون کی تصانیف منگا بہیجین۔ سب سے پہلے یہہ کتابین اندلس مین شائع کی گیئن۔ مذکورہ بالا مثالین ہم نے بطور نظیر کے دی ہین ورنہ کوئی مصنف مشرق اور غرب مین ایسا نہ تہا جس کو زر کثیر بہیجکر سلطان نے از راہ قدردانی بلا نہ بہیجا ہو یا اوس کی کتاب خرید کر اندلس مین شائع نہ کی ہو اس کے کتب خانے مین چار لاکہہ کتابین نفیس اور عمدہ جلدون سے آراستہ موجود تہین جن کے ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرنے مین چہہ مہینہ صرف ہوتے تہے اس کتب خانہ کے ساتہہ اگر کوئی کتب خانہ ٹکر کہاتا تہا وہ خاندان عباسیہ کے سلطان الناصر ابن مستنصر باللہ کا کتب خانہ تہا اس کتب خانہ کو ہلاکو خان نے تاراج کیا اور اندلس کا کتب خانہ اہل بربر کے ہاتہون تباہ ہوا۔ کتب خانہ مختلف فنون پر منقسم تہا ہر فن کی کتب کا انتظام اُن ہی لوگون کے سپرد تہا جو اوس فن مین کمال مہارت رکہتے تہے قاسم ابن اصبغ اور احمد ابن دہیم اور محمد ابن عبد السلام اور ذکریا ابن خطاب اور ثابت ابن قاسم کو علاوہ نگرانی کتبخانہ خلیفہ کی استادیکا بہی شرف حاصل تہا الحکم خود علم تاریخ اور علم الرجال اور معدنیات مین کامل دستگاہ رکہتا اور ان

علوم مین یہہ اعلی درجہ کا مصنف مانا جاتا تہا اس کے شوق کا اندازہ اسی سے ہوسکتا ہے کہ اس کے کتب خانہ مین کوئی ایسی کتاب نہ تہی جس پر اس کے خاص قلم کا حاشیہ نہ ہو۔ علاوہ علمای مذکورہ بالا کے ابو عبد اللہ محمد ابن عبدون العذری اس کا ایک خاص طبیب تہا جس نے ایک مدت دراز تک مصر مین رہکر اس فن کو حاصل کیا اور ایسا نامی ہوا کہ دور دور سے لوگ بغرض علاج اس کے پاس آتے تہے ابو عبد اللہ محمد ابن مفرج نے علم فقہ اور حدیث مین نام پیدا کیا تہا۔ ابن مغیث اور احمد ابن عبد الملک اور ابن ہشام القومی اور یوسف ابن ہارون اور ابو الولید یونس اور احمد ابن سعید ابن ابراہیم الہمدانی شعر وسخن کی خدائی کا دعوی کرتے تہے محمد ابن یوسف التاریخی ذجوالورق یعنی کاغذ فروش کے لقب سے بہی مشہور ہے الحکم کے حکم سے ایک صحیح تاریخ ملک افریقیہ کی مع جغرافیہ لکہی تہی عیسی ابن محمد ابو الاصبغ اور ابو عمر احمد ابن فرج اور یعیش ابن سعید ابن محمد ابو عثمان۔ اندلس کے نامی مورخ تہے ان علماء اور مصنفین کی تصانیف سے الحکم کا کتب خانہ مزین تہا۔

الحکم ثانی المستنصر باللہ نہایت ہی رحم دل اور منصف مزاج بادشاہ تہا یہہ آخر زمانہ مین کتب بینی اور تالیف وتصنیف کی طرف اس قدر مشغول بلکہ محو ہوا کہ انصرام

سلطنت اپنے وزرا اور ارکان دولت پر چھوڑ دیا تھا۔ یہہ لوگ حکومت کے متعلق خلیفہ کو بالکل بیفکر اور دوسرے اشغال مین مصروف دیکھکر جو جی چاہتا تھا کر بیٹھتے تھے۔ آپس کے بغض وحسد نے اہم معاملات کی طرف مثلاً سرحدی انتظام اور نصاری کی بغاوت کی نگہبانی سے بالکل بے خبر کر رکھا تھا۔ چونکہ **عبدالرحمٰن ثالث** نے اپنے زمانہ حکومت مین وہ رعب عیسائیون کے دلون پر جما یا تھا جسکا اثر قلیل زمانے مین زائل نہین ہوسکتا تھا اسی وجہ سے **الحکم** کے عہد حکومت مین کوئی ایسا نقص واقع نہین ہوا جس کا اثر فی الفور ظاہر ہوجاتا لیکن اس کے بعد ان افسوسناک واقعات کا سلسلہ شروع ہوا جس سے یہہ عظیم الشان سلطنت مسلمانونکے ہاتھو نسے جاتی رہی

الحکم نہایت پابند مذہب اور متشرع آدمی تھا نماز جمعہ ہمیشہ مسجد **قرطبہ** مین اپنی رعایا کے ساتھہ پڑھا کرتا تھا اور علماء اور حکام عدالت کو تاکیدی حکم دے رکھا تھا کہ اس کے قلمرو مین کسی فرد بشر سے کوئی فعل خلاف شرع سرزد نہ ہونے پائے بالخصوص شراب پینے والون اور شراب فروشون کے لیئے سنگین سزائین مقرر کی گیئن تھین۔ کرورہا روپیہ مدارس اور مساجد پر خرچ کیا گیا تھا۔ حمام اور سرائین اور آبدار خانے اور تجارتگاہین تمام ممالک محروسہ مین بخرچ سرکاری قایم کی گیئن تھین۔ رحم دل اس قدر تھا کہ اکثر عدول حکمی سے چشم پوشی کرجاتا تھا۔ چنانچہ ایک روز کا واقعہ ہے

کہ ابو ابراہیم نامی فقیہ اپنے مکان کے قریب کی مسجد ابو عثمان مین جس کا یہہ
امام بہی تہا وعظ بیان کر رہا تہا علماء اور طلبا ہزارہا آدمی جمع تہے ابو القاسم
ابن مفرج کا بیان ہے کہ باوجودیکہ مجہکو ابو ابراہیم کے خیالات سے بہت کچھ
اختلاف تہا لیکن اوس روز اتفاقاً مین بہی شریک مجلس وعظ تہا۔ ہم لوگ بادب
خاموش بیٹہے ہوئے سن رہے تہے کہ استے مین سلطانی خواجہ سرا مسجد مین
آیا اور ابو ابراہیم سے نہایت ادب سے سلام کے بعد کہا کہ امیر المومنین نے
تجہکو اسی وقت حاضر ہونے کا حکم دیا ہے اور باہر تیرا انتظار کر رہا ہے اس واعظ
نے جواب دیا کہ مین ضرور امیر المومنین کے حکم کی تعمیل کرتا لیکن تو خود دیکہہ رہا ہے
کہ مین خانۂ خدا مین اپنے معبود برحق کے کام مین مشغول ہون جب تک کہ مین یہان سے
فراغت حاصل نہ کرون گا دربار مین حاضر نہین ہوسکتا۔ تو بہی جا کر امیر المومنین کی خدمت
مین عرض کردے۔ یہہ کہکر ابراہیم نے پہر وعظ شروع کردیا خواجہ سرا نہایت متعجب
ہوا اور ڈرتے ڈرتے خلیفہ کو یہہ جواب پہونچایا۔ اور پہر مسجد مین آکر ابو ابراہیم سے کہا
کہ امیر المومنین نے بعد سلام یہہ کہلا بہیجا ہے کہ مین یہہ سُن کر بہت خوش ہوا کہ تو
خدا کے کام مین بدل مصروف ہے۔ بعد ختم وعظ دربار مین حاضر ہو ابو ابراہیم
نے جواب دیا کہ بوجہ کبرسنی نہ مین پیدل چلنے کی طاقت رکہتا ہون اور نہ گہوڑے پر

بیٹھ سکتا ہون **باب السدّہ** تک آنا محال ہے لیکن **باب الصنع** اس مسجد سے قریب ہے اگر امیر المومنین بمراحم خسروانہ اس کے کھولنے کا حکم دین تو مین بلا تکلیف جسمانی دربار مین حاضر ہوسکتا ہون۔ خواجہ سرا نے یہہ جواب بہی خلیفہ کو پہونچایا اور آکر کہا کہ امیر المومنین نے تیرے حسب استدعا اسی دروازے کے کہولنے کا حکم دیا ہے۔ یہہ کہکر خواجہ سرا وہان بیٹھ گیا **ابو ابراہیم** نے باطمینان تمام اپنے وقت مقررہ پر وعظ کو ختم کیا اور خواجہ سرا کے ساتھہ دربار مین حاضر ہوا اور پہر اسی دروازے سے اپنے گہر واپس آیا **ابو القاسم** اسی سلسلے مین مقر ہے کہ **باب الصنع** کو جو ہمیشہ بند رہتا تہا اور خاص خاص موقعون پر کہولا جاتا تہا اسی شب کو کہلا دیکھا تہا جہان شاہی ملازمین **ابو ابراہیم** کے انتظار مین کہڑے تہے۔ **الحکم ثانی المستنصر باللہ** سنہ ۳۰۳ ہجری مین پیدا ہوا اور سنہ ۳۶۶ ہجری م ۹۷۶ء مین ترسٹھہ برس کی عمر مین انتقال کیا۔

باب ہفتم

ہشام ثانی کی تخت نشینی۔ المغیرہ کا قتل جعفر ابن عثمان المصحفی۔ المنصور اور اوس کی سازشیں۔ اس کا انتظام مملکت۔ نصاریٰ کے ساتھہ جنگ۔ زیری ابن منادؔ ہشام اور علم و فن۔ عبد الملک ابن منصور۔ عبد الرحمن بن المنصور۔

الحکم نے انتقال سے قبل اپنی جانشینی کے لیئے ہشام کا انتخاب کیا تہا جس کی عمر اس کے انتقال کے وقت تقریباً گیارہ برس کی تہی۔ خلیفہ کی مدت سے دلی خواہش یہی تہی کہ ہشام اس کے بعد تخت و تاج کا وارث سمجہا جائے لیکن اس کی کم سنی اور ناتجربہ کاری کے باعث اس پر ایک طرح کی مایوسی چہا گئی تہی۔ بعد غور و تامّل الحکم نے اپنے انتقال سے چند ماہ قبل اپنے تمام امرائے دولت اور ارکان سلطنت کو جمع کیا اور ان سب سے حلفی وعدہ لیا کہ بعد اس کے یہہ لوگ ہشام کی اطاعت و فرمان برداری سے منحرف نہ ہوں حلف نامہ پر ان سب کی دستخطیں لیکر حاجب المصحفی اور معتمد سلطنت محمد بن ابی عامر

کو اپنی زوجہ سلطانہ صبح کی نگرانی مین جو نہایت لائق او سمجھدار عورت تہی ہشام کا اتالیق مقرر کیا پس الحکم کی اس نصیحت کے موافق ہشام ثانی المویدباللہ ۳۶۶ھ مطابق ۹۷۶ء مین اپنے موروثی تخت پر بیٹہا لیکن جس وقت الحکم جان بحق تسلیم ہوا بعض بعض ملازمین اور امراء نے ہشام کے خلاف اوراوس کے بچا المغیرہ کی تائید مین سازش شروع کی۔ چنانچہ ادہر تو خلیفہ کا دم نکلا اور ادہر دو خواجہ سراؤن نے جن کے نام فایق اور جوذر تہے آپس مین یہ اتفاق کیا کہ اگر یہہ کم عمر لڑکا تخت نشین ہوا تو جعفر المصحفی ہمارے ارادون کو کبہی پورا نہین ہونے دیگا بلکہ ہم کو بیکار کر دیگا۔ مناسب یہی ہے کہ ہشام کے چچا المغیرہ کو تخت پر بٹہادو اور المصحفی کو موقع پاکر قتل کرڈالو جوذر نے المغیرہ کے انتخاب سے تو پوری رضامندی ظاہر کی لیکن المصحفی کے متعلق بیان کیا کہ محسن دیرینہ کا قتل مناسب نہین فایق نے جواب دیا کہ سوائی اس کے اور کوئی چارا نہین کہ المصحفی مارڈالا جائے بعد اس کے ان دونون نے جعفر المصحفی کو الحکم کے انتقال کی اطلاع کی اور المغیرہ کو تخت پر بہٹہانے کی رائی دی جعفر ایک جہان دیدہ اور مدبر آدمی تہا ان خواجہ سراؤن کے اصل مطلب پر فوراً جا پہونچا اور یہہ جواب دیا کہ ایسے وقت نازک مین جو تمہاری رائی مصلحت اندیش ہو اوس پر کاربند ہو۔ چونکہ تم لوگ بحیثیت

معتمدین خانگی بہت کچہہ وقعت اور قوت رکہتے ہو اور میرا کام یہہ ہے کہ تمہارے
حسب منشا کام کرون قبل اس کے کہ یہہ لوگ اپنے ارادہ کو پورا کرتے المصحفی
قصر شاہی سے باہر آیا اور فوج اور افسران فوج کو جمع کر کے ان کو بہی اسی حادثہ عظیم
کی اطلاع کی اور فایق و جوذر کے ارادون کو اون پر ظاہر کر دیا اور کہا کہ اگر ہم اپنے
آقای مرحوم کے وارث حقیقی کو اوس کے حق سے محروم کرین گے تو دین و دنیا
دونون مین سوائے بدنامی اور رسوائی کے اور کچہہ حاصل نہ ہوگا اس وزیر نے
اوسی وقت المغیرہ کے مکان پر محمد ابن عامر کو ایک دستہ فوج کے ساتہہ بہیجا
اور یہہ حکم دیا کہ اس کو فوراً قتل کر ڈالے جب ابی عامر نے المغیرہ کو خلیفہ
کے انتقال اور ہشام کی تخت نشینی کی خبر پہونچائی تو اوس کو ان واقعات سے
بے خبر پایا المغیرہ دفعتاً خلیفہ کے انتقال کی خبر سن کر سخت پریشان ہوا اور بعد
تامل بسیار جواب دیا کہ مین اپنے نئے آقا کی بجا آوری احکام اور خیر خواہی کے لیئے
حاضر ہون اس خلاف امید خیر خواہانہ جواب سے ابی عامر بہت متفکر ہوا اور المصحفی
کو اس واقعہ سے مطلع کیا جواب یہہ آیا کہ فوراً گرفتار کر کے قتل کر ڈالو اور اگر تمکو
اس حکم کی تعمیل مین کچہہ عذر ہے تو مین دوسرے کو روانہ کرتا ہون چنانچہ المغیرہ مار ڈالا گیا
محمد ابن ابی عامر جس نے جعفر المصحفی کے اس سخت حکم کی تعمیل کی تہی وہ

مشہور آدمی تہا جس نے اسلام کو انتہائی ترقی تک پہونچایا تہا۔

اس کا سلسلہ **عبد اللہ ابن عامر ابن ابو عامر ابن الولید ابن یزید** سے لیکر **عبد الملک المعافری** تک ملتا ہے۔ یہہ شخص ۳۵۷ھ مطابق ۹۳۹ء مین پیدا ہوا تہا۔ اس کی مان **یحیی ابن زکریا ابن التیمی** کی بیٹی تہی مختلف تواریخ کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شہر طوریش قریب الجزایر کا باشندہ تہا اس کا جد اعلی **عبد الملک** ان مشہور امرائے عرب کے ہمراہ **اندلس** مین آیا جنہون نے امیر **طارق ابن زیاد** کے ساتہہ اس ملک کو فتح کیا تہا اس کا باپ عبد اللہ الملقب بہ **ابو حفص** الجزائر مین پیدا ہوا تہا لیکن کم سنی کے زمانے مین **قرطبہ** آکر **احمد ابن خالد** اور **محمد ابن فطیس** اور دیگر مشاہیر محدثین سے علم حدیث پڑہا تہا۔ یہہ نہایت باوضع اور بامذہب شخص گزرا۔ بادشاہون اور امراء سے ہمیشہ متنفر تمام عمر اس نے گوشہ نشینی اور خدا کی یاد مین بسر کی **عبد اللہ** کی تاریخ و مقام انتقال ٹہیک طور پر معلوم نہین ہوتا لیکن اتنا ضرور پایا جاتا ہے کہ خلیفہ **الناصر** کے عہد حکومت مین جبکہ یہہ حج سے واپس آرہا تہا تو **طرابلس غرب** یا **ارکادہ** مین اس کا انتقال ہوا۔ باپ کے انتقال کے بعد **محمد ابن ابی عامر** جو بعد ازان تاریخ مین **المنصور** کے نام سے مشہور ہوا اپنے زمانہ کم سنی مین **قرطبہ** آیا اور

قصر شاہی کے قریب ایک دوکان کہولی جہان یہہ ادنی ملازمین شاہی کے خطوط یا عرائض لکھکر اپنی گزر اوقات کرتا تہا۔ اسی عرصہ مین سلطانہ صبح ہشام کی مان کو ایک خانگی محرر کی ضرورت ہوئی کسی خواجہ سرا نے المنصور کی سفارش کی۔ چند ہی روز مین اس نے اتنا رسوخ حاصل کیا کہ ملکہ نے اسے اپنا خانگی معتمد مقرر کیا اور الحکم سے اس کی لیاقت اور دیانت کی بہت کچہہ تعریف کر کے اس کو ایک شہر کا قاضی مقرر کرا دیا۔ اس عہدے پر بہی المنصور نے ایسی نیکنامی حاصل کی کہ بہت جلد اس کو اشبلیہ کے ٹیکس کے وصولات کا افسر مقرر کر دیا۔

چونکہ اس کو دارالخلافہ سے باہر رہنا گوارا نہ تہا اس نے قرطبہ آکر ملکہ کو بہت کچہہ بیش بہا تحائف نذر گزرانے اور اسی کی سفارش سے محکمۂ دارالضرب اس کے تفویض کر دیا گیا۔ اس کام کو بہی اس نے بخوش اسلوبی انجام دیا اور ساتہہ ہی ساتہہ محل کے ملازمین سے اپنا ربط ضبط بڑہاتا رہا اور تمام خواجہ سراؤن اور غلامون کو خوشامد اور رشوت سے اپنا بنا لیا۔ چنانچہ ایک روز کا واقعہ ہے کہ محمد بن افلح جو الحکم کے خاص زمرۂ ملازمین مین سے تہا اس کے پاس محکمۂ دارالضرب مین آیا اور اس سے نہایت ہی دردآمیز الفاظ مین کہا کہ جو کچہہ سرمایۂ زندگی مین نے اپنی تمام عمر مین فراہم کیا تہا وہ سب بیٹی کی شادی مین خرچ ہو گیا اور اب سوائے ان دو تین

چاندی کی چیزون کے کچھہ باقی نہین رہا ابن عامر نے اس تمام قصے کو سنا اور
بہت کچھہ زبانی ہمدردی کے ساتھہ اوس کا دامن روپیون سے بھر دیا افلح کو
اس قدر امید نہ تھی بالخصوص جبکہ بہ نسبت اور ملازمین کے یہہ ابن عامر سے
اس درجہ واقف نہ تہا۔ اس سلوک کے چند ہی روز بعد المنصور نے اس غلام
پر اپنا راز افشا کیا۔ اور اس کو بہت کچھہ سبز باغ دکہا کر الحکم کے تخت سے اتارنے
مین مدد چاہی محمد ابن افلح نے ایک زمانہ کے بعد اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے
بیان کیا تہا کہ قریب تہا کہ مین بعوض ان احسانات کے جو اس نے میرے ساتھہ
کیئے تہے اس کے ساتھہ سازش مین شریک ہو جاتا۔ اس نے مجھکو اس قدر روپیہ
دیا تہا کہ اپنی بیٹی کے جہیز دینے کے بعد بہی رقم کثیر بچ رہی تہی۔ غرض ابن عامر
نے ادہر تو محلات شاہی کو اپنا بنا لیا تہا اور ادہر ملکہ صبح اس کو اپنا سچا خیر خواہ سمجھنے
لگی تہی۔ یہہ بہی ملکہ کے خوش رکہنے مین ہمیشہ مصروف رہا کرتا تہا چنانچہ جس وقت
اس کا تقرر اس محکمہ پر ہوا اس نے ایک مختصر سا محل خالص چاندی کا بنا کر ملکہ کے
نذر کیا جس کے صلے مین ملکہ نے الحکم سے اس کی اس قدر تعریف و سفارش کی
کہ الحکم نے ایک روز اہل دربار سے کہا کہ اس لڑکے نے تحفے دیدیکر ہمارے
تمام محلون کو اپنا سرپرست اور معاون بنا لیا ہے اسی طرح رفتہ رفتہ الحکم اور امرای سلطنت

بہی اس کو عزیز رکہنے لگے۔ یہان تک کہ جب خلیفہ کا آفتاب عمر غروب ہونے لگا
تو الحکم نے اس کو بہی ہشام کا اتالیق مقرر کیا۔ المغیرہ کے قتل کے بعد المنصور
نے ہشام کو اپنے قبضے مین لانے کی کوشش کی اور جب دیکہا کہ المصحفی
اور امیر غالب جیسے وزرا و امرائے باوقعت کے مقابلے مین اپنے دلی مقصود
کو پہونچنا غیر ممکن ہے تو اس نے احسانات سابقہ کو بالائے طاق رکہا اور امرا اور
وزرائے دولت مین باہمی دشمنی پیدا کر کے سب کو معطل و بیکار کر دیا اور خود سلطنت کا
مختار بن بیٹہا ابن ابی عامر کی سازش کا واقعہ ہم ذیل مین تفصیل کے ساتہہ تحریر کرتے ہین

جس وقت ہشام تخت پر بیٹہا۔ جعفر المصحفی نے تمام انتظام ملک کو اپنے
ذمہ لیا اور تمام غیر ضروری شان و شوکت کو چہوڑ کر اپنے ملک و مالک کی خیرخواہی
مین مصروف ہوا لیکن محمد ابن ابی عامر جب کبہی کسی معاملہ مین اس کی سختی دیکہتا
تہا تو خفیہ طور پر المصحفی کو نہایت خود غرض اور ظالم ثابت کرنے کی کوشش
کرتا تہا۔ چونکہ عوام الناس کو بہی اس کی خود غرضانہ فیاضی نے اس کا خیرخواہ اور
طرفدار بنا دیا تہا اس لیئے وہ لوگ بہی اس کا ساتہہ دیتے تہے۔ ان واقعات سے
بے خبر المصحفی اس کو فی الحقیقت اپنا سچا دوست اور خیرخواہ سمجہتا تہا گو ابن عامر
بہی بظاہر اس وزیر کو اپنا سرپرست و محسن بنائے ہوئے تہا لیکن یہہ خوب جانتا تہا

کہ المصحفی کی نظرون مین اس کی کچہہ وقعت نہین ہے اس ہی خیال سے اس نے
ملکہ صبح کو اپنی فطنت اور چالاکی سے ایسا راضی کیا کہ ملکہ نے ایک حکم باین مضمون
المصحفی کو بہیجا کہ آیندہ سے تمام اہم معاملات ریاست مین ابن عامر کو بہی شریک
کیا جائے المصحفی نے خالی الذہن اس حکم کی فوراً تعمیل کی بلکہ اوس روز سے
ابن عامر کو اور زیادہ عزیز رکہنے لگا۔ سب سے پہلے اس نے المصحفی کے
ذریعہ سے فوج صقالب کو جو ہمیشہ محل شاہی پر متعین رہا کرتی تہی برخاست کرادیا اور
اون افسر اور ملازمون کو جو اس کی ترقی کے حائل ہوتے تہے تہوڑون کو خارج البلد
اور باقی کو قتل کروا ڈالا اور بجائے اون کے اپنے خیر خواہ اور معتمد اشخاص کا تقرر کیا۔
اس کے بعد اس نے المصحفی اور امیر غالب مین مخالفت پیدا کرنے کی
کوشش کی غالب ایک سیدہا سادہ سپاہی تہا بہت جلد اس کے پہندونمین
پہنس گیا اور یہہ باور کر کے کہ المصحفی کو مجہہ جیسے باوقعت مدمقابل کا رہنا پسند نہین
وزیر اعظم کی عدول حکمی کرنے لگا المصحفی نے غالب کے طرز عمل کی شکایت مجلس
امراسے کی سب کی یہی رائے ہوئی کہ کسی امر کی نافہمی سے جو نزاع پیدا ہوئی ہے
اوس کی صفائی کرلینی چاہیے محمد ابن ابی عامر کو یہہ خوف پیدا ہوا کہ کہین ان دونون مین
فی الحقیقت صلح نہوجائے اس نے غالب سے ملنے کی کوشش کی۔ اتفاقاً امیر غالب

کسی سرحدی نزاع کے تصفیہ کی غرض سے اپنی فوج کے ساتھہ گیا ہوا تھا
ابن ابی عامر بھی اجازت حاصل کرکے عیسائیون کے انسداد کے لیئے
قرطبہ سے روانہ ہوا ان مہمات کے تصفیہ کے بعد یہہ دونون راستے مین ایک
دوسرے سے ملے اور آپس مین یہہ عہد و پیمان ہوا کہ جعفر المصحفی جہان تک
جلد ممکن ہو خدمت سے معزول کردیا جائے اس سازشی ملاقات کے چند روز
بعد ابن ابی عامر نہایت شان و شوکت کے ساتھہ قرطبہ مین داخل ہوا میدان
جنگ کی کامیابی نے عوام الناس کی نظرون مین اس کی وقعت کو دوبالا کردیا۔
ہشام نے المصحفی والی المدینہ کو خدمت سے معزول کرکے محمد ابن عامر کو
اس کی جگہہ مقرر کیا اور ایک بیش بہا خلعت اپنے ہاتھہ سے اس کو پہنایا۔ اس
خدمت کو اس نے ایسی لیاقت و خوش اسلوبی سے انجام دیا کہ المصحفی کا علحدہ
ہونا باستثنائے چند خیرخواہان ریاست کسی کو ناگوار نہین گزرا۔ اس واقعہ کے بعد
المصحفی اپنے خواب غفلت سے چونکا اور جب دیکھا کہ محمد ابن عامر میری بربادی
پر آمادہ ہے اس نے امیر غالب کو بھی اس کی سازشون سے مطلع کیا اور
بغرض صلح یہہ درخواست کی کہ غالب اپنی لڑکی کی شادی اس کے لڑکے
عثمان کے ساتھہ کردے ابن عامر کو یہہ کب منظور رہتا کہ ان الوالعزم امیروممنین

دوبارہ سلسلہ اتحاد و محبت کا قایم ہو۔ اس نے دونون کو باہمی مصالحت پر مستعد اگر
فوراً ایک خط امیر **غالب** کو اس مضمون کا لکھا کہ **المصحفی** دہوکا دیکر محض اپنے
ذاتی اغراض کے لیئے تجہکو میرا مخالف بنانا چاہتا ہے۔ چونکہ تمام امرا اور حکام اسکی
افسون سازش سے رام ہوچکے تہے اس نے **غالب** کے بعض خاص رشتہ
دارون سے اپنے اس خط کی تصدیق بہی کرادی جس کا اثر اس سادہ لوح سپاہی پر
ایسا ہوا کہ اس نے **المصحفی** کے پیام کو فوراً نامنظور کردیا اور اپنی لڑکی کی شادی
خود **ابن ابی عامر** سے کردی محرم ۳۶۷ہجری مین نسبت ہوئی اور شب نوروز کو
نہایت ہی شان و شوکت سے نکاح کیا گیا۔ اس شادی مین خود **ہشام** شریک تہا
لیکن باوجود کامیابی کے **ابن عامر** **المصحفی** پر پورا ہاتہہ ڈال نہین سکتا تہا اگر **المصحفی**
مستعدی کے ساتہہ اس کے حملون کو رد کرنا چاہتا تو یہہ اس قدر جلد اپنے مطلب
ولی پر فائز نہ ہوتا لیکن یا تو بوجہ ضعیفی یا اور وجوہ سے **المصحفی** نے اس کی سازشون کو
رد کرنے کی کوشش نہین کی اور اب حالت نا امیدی مین اپنے دشمن کو بالکل
مطلق العنان کردیا۔ جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ **ابن عامر** کو پورا موقع **المصحفی** کے بیکار کرا دینیکا
ملا۔ اور اس نے فوراً اپنے سسرے **غالب** کو اس کے ساتہہ شریک حاجب
مقرر کردیا بتدریج **المصحفی** کے جملہ اختیارات سلب کیئے گئے تاہم **محمد ابن ابی عامر**

کو اپنے محسن قدیم اور ایسے سچے خیرخواہ ریاست پر رحم نہ آیا اور المصحفی کے تنزل ہی
پر اکتفا نہین کیا بلکہ نوعمر سلطان کو اوس کے دوستون اور رشتہ دارون بلکہ بچون تک
سے بدظن کردیا اور حکم دیا کہ جو کچہہ سرکاری روپیہ ان لوگون کے ہاتہہ سے اوٹہا ہے
اس کا کامل حساب پیش کرین اور بہانے ڈہونڈ ڈہونڈکر اس قدر جرمانے ان پر
کیے کہ فاقہ کشی کی نوبت پہونچ گئی اور اسی طرح رفتہ رفتہ اس مشہور اور باوقعت
خاندان کو خاک مین ملا دیا المصحفی کا مکان جو قصر شاہی کے بعد قرطبہ مین اپنا نظیر
نہین رکہتا تہا جبراً خرید لیا اور جب موقع ملا المصحفی کو علاوہ روحانی صدمۂ عظیم کے
جسمانی تکلیف مثل قید وغیرہ دیتا رہا اور بالآخر الزہرا کے قید خانہ مین قید کردیا بعض
ناقل ہین کہ یہہ زہر سے مارڈالا گیا۔ اس کے قریب کے رشتہ دارون اور چند
دوستون نے اس کی نعش کو قید خانہ سے لے جاکر کسی گمنام مقام مین دفن کردیا۔
جائے عبرت ہے کہ ایک زمانہ وہ تہا کہ جب کبہی جعفر ابن عثمان المصحفی
مسجد یا مکان سے باہر نکلا کرتا تہا تو لوگون کا اس قدر ہجوم ہوتا تہا کہ راستہ پر چلنے کی جگہہ
نہین ملتی ہتی اور ایسے مواقع پر حاجتمند کو عرضی دینے کا حکم تہا بلکہ ملازمون کو یہہ تاکید
ہتی کہ ایسے شخص کو بلا تامل ہمارے سامنے پیش کردیا کرین۔ پہر وہ زمانہ آیا کہ اس کے
جنازہ کے ساتہہ دو چار آدمیون کے سوائے کوئی موجود نہ تہا۔ اپنے آخر زمانہ مین

المصحفی یہہ کہا کرتا تہا کہ جو کچہہ مجہپر گزرا یا جو اب گزر رہا ہے یہہ سب میرے اعمال کی پاداش ہے مین نے اپنے زمانہ عروج مین ایک شخص کے ساتہہ بے حد سختی کی تہی بلکہ اوس کو قید کر دیا تہا اوس نے میرے سامنے یہہ بد دعا کی تہی کہ جن لوگون نے مجہکو اس درجہ تک پہونچایا اون کو بہی یہی حالت خدا نصیب کرے یہہ سن کر میرے دل مین خدا کے خوف نے اثر کیا اور مین نے فوراً اوس کو رہا کر دیا لیکن معلوم یہہ ہوتا ہے کہ وہ شخص بیگناہ تہا خدای تعالی نے اوس کا معاوضہ مجہکو دنیا مین عطا فرمایا امید ہے کہ آخرت مین اس کی بازپرس سے معاف کیا جاؤن

المنصور کے ایک کاتب کا یہہ بیان ہے کہ ایک دفعہ ابن ابی عامر نے عمداً المصحفی اور اوس کے بیٹے عثمان کو ذلیل کرنے کی نیت سے جبراً اپنی فوج کے ساتہہ رکہا اور اس قدر سختی کی کہ ایک روز حالت اضطراب مین یہ اشعار المصحفی کی زبان پر جاری ہوے

تعاطیتُ صرفَ الحادثاتِ فلم اَزل	اَرَاهَا تُوفّی عندَ مَوعِدِهَا الحُرّا
فَلِلّٰهِ اَیّامٌ مضتْ لِسَبِیلِهَا	فَاِنّی لَا اَنسی لَهَا اَبَدًا ذِکرًا
تَجَافَتْ بِهَا عَنّا الحَوادِثُ بُرهةً	وَلَا نَظَرَتْ مِنهَا حَوادِثُهُ شَزرًا
لَیَالِی لَا یَدرِ الزّمَانُ مَکَانَهَا	وَاَبدَتْ لَنَا مِنهَا الطَّلَاقَةَ وَالبِشرَا
وَمَا هٰذِهِ الاَیّامُ اِلّا سَحَائِبٌ	عَلٰی کُلِّ اَرضٍ تُمطِرُ الخَیرَ وَالشَّرَّا

الغرض جعفر ابن عثمان المصحفی کے انتقال کے بعد محمد ابن ابی عامر نے
دیکھا کہ اب سوائے امیر غالب کے اور کوئی حریف مقابل باقی نہین رہا اس نے
اوسی وقت سے غالب کی بربادی اور تباہی کی تدابیر سوچنی شروع کر دین اور موقع کا منتظر رہا
ایک مرتبہ کسی سرحدی مہم پر یہہ دونون امیر ساتھہ تھے ایک قلعہ پر دونون
دشمن کی فوج کی حالت دریافت کرنے کی غرض سے چڑھے۔
ان کی رائے مین کسی قسم کا اختلاف واقع ہوا غالب چونکہ ابن ابی عامر
کی خود غرضیون اور سازشون سے بخوبی واقف تہا غصے کو نہ روک سکا اور المنصور
سے کہا کہ "اُے شیطان تو شاہی خاندان کو تباہ اور ان قلعجات کو منہدم کرکے خود
بادشاہ بنا چاہتا ہے" یہہ کہکر امیر غالب نے ایک وار تلوار کا اوس پر کیا اگر
افسران فوج حائل نہ ہوتے تو ضرور ابن ابی عامر کا کام تمام ہوجاتا تاہم ایک شدید

لہ مین نے حوادث روزگار کے ساتھہ داد و ستد کی اور ثابت رہا درحالیکہ مین دیکھہ رہا تہا کہ
حوادث روزگار اپنی وعدہ گاہ پر مرد حُر کے ساتھہ وفا کرتے تھے۔ پس اللہ ہی کے لیئے وہ دن
ہین جو اون حوادث کے راستہ مین گذر گئے مین کبھی اون کا ذکر نہین بہولتا۔ کچھہ قلیل عرصہ تک حوادث ہمسے چھپے رہے اور نہ ہمکو
حوادث نے ٹیڑہی نگاہ سے دیکھا اس لیئے کہ وہ راتین ایسی تہین کہ اون کا مقام زمانہ نہین جانتا تہا کشادہ روئی اور بشارت ہمارے
لیئے اون وقتون مین تہی۔ اور یہہ دن بمنزلہ اون ابرون کے ہین جو سرزمین پر بُرائی اور نیکی کو برساتے ہین۔

زخم اس کے سر پر آیا اور قریب تہا کہ یہہ قلعے کی دیوار سے نیچے جا رہے لیکن اس کی خوش قسمتی سے کسی چیز نے اس کو گرنے سے روکا اور افسران فوج اس کو اوٹہا کر اس کے خیمے مین لے گئے **غالب** اوسی حالت غصہ مین انصاف سلطانی سے بہی مایوس ہو کر سیدہا عیسائیون کے لشکر مین چلا گیا اور اون کا شریک ہو کر **ابن ابی عامر** پر حملہ آور ہوا مگر **غالب** نے اس جنگ مین نہ صرف شکست ہی پائی بلکہ مارا گیا۔

محمد ابن ابی عامر نے ان تمام امرائے جلیل القدر کے قتل اور تباہی سے فراغت اور میدان کو بالکل خالی پاکر اقتدارات شاہی کے غصب کرنے کی فکر و کوشش شروع کی اور نہایت جرأت اور اطمینان سے سلطان کے احکام کی نافرمانی کرنے لگا۔ **ابن ابی عامر** کو یہہ خوب معلوم تہا کہ اب خلیفہ کے خانگی ملازمون کے سوائے اور کسی کو قدرت میری مخالفت کی نہین ہے پس اس نے ان سب کو برطرف اور ان کی جگہہ خاص اپنے معتبر لوگون کو مامور کیا اس اثنا مین اس کو یہہ خبر پہونچی کہ بعض محل کی عورتون نے اون خزاین شاہی پر جو خاص محل مین رہا کرتے تہے تصرف کیا ہے اور ملکہ **صبح** نے جو اس کے ارادون سے پورے طور پر واقف ہوگئی تہی بہت کچہہ روپیہ نکال لیا ہے اور اس روپیہ کی جگہہ صندوق مختلف چیزون سے بہر کر رکہدیئے ہین اور حاکم شہر کو دہوکا دیکر بہت کچہہ بیش بہا مال و اسباب **قرطبہ** سے باہر بہجدیا ہے

ابن ابی عامر نے ملازمین شاہی کو طلب کیا اوران سے کہا کہ امیرالمومنین روپیہ
کا محل مین جمع رکہنا پسند نہین کرتے علاوہ برین چونکہ ان کا وقت زیادہ تر روزہ ونماز
مین گزرتا ہے خزانے کی نگرانی نہین ہوسکتی پس ملازمون کو یہہ ہدایت کی کہ روپیہ
میرے سپرد کردیا جائے یہہ ہدایت بمنزلہ حکم کے تہی۔ستاون لاکہہ دینار سُرخ موجودہ
خزانہ محلات اس کے خاص قلعہ الزاہرہ مین جواس نے خود قرطبہ کے باہر بنایا تہا
بہیجدئے گئے اور بلکہ صبح سے وہ روپیہ تمام وکمال جواس نے شاہی خزانہ سے
لیا تہا اور جوہنوز محل ہی مین رکہا تہا جبراً وصول کرلیا اس نے اپنی ظاہری اطاعت
وفرمانبرداری سے نوجوان خلیفہ کے دل پرایسا قبضہ کیا تہا کہ اوس کے ظلم وزیادتی
کی شکایت کا خلیفہ پرمطلق اثر نہ ہوتا تہا بلکہ ہشام اس کوایک مرد باخدا صاف باطن
اور ملک ومالک کا سچّا خیرخواہ سمجہنے لگا۔اوران معدودے چند کی زبانین جومحض بہ نیت
خیرخواہی بلالحاظ اپنے ذاتی نقصان کے اس کی سازشون اورارادون کو خلیفہ پرظاہر
کرتے رہتے تہے بند ہوگیئن۔

محمد ابن ابی عامر جب اس انتظام سے فارغ اور ہرطرح مطمئن ہوا تواب
اس نے فوج پرقبضہ کرنے کی کوشش کی سب سے پہلے اس نے افسران
سابق کو معزول اور بجائی اون کے اپنے خیرخواہون کو مامور کیا اور پہر رفتہ رفتہ تمام

فوج اہل بربر اور زناتہ سے بہردی فوج کا مطیع ہونا کیا تہا کہ تمام ملک اس کے قبضہ تصرف مین آگیا۔ تمام امرائی عرب مرعوب ہو ہی چکے تہے اس نے اپنے کو بالکل خود مختار پاکر ہشام کو محل مین نظر بند کر دیا اور خود بکمال اطمینان خلیفہ ہی کے نام سے حکومت کرنے لگا اور یہہ حکم نافذ کیا کہ آیندہ سے سب اس کو الحاجب اور المنصور کے القاب سے خطاب کیا کرین۔ اس نے بغرض حفاظت اپنا قیام قلعہ الزاہرہ مین اختیار کیا اور تمام دفاتر و خزائن و حکام وغیرہ کو اس ہی قلعہ مین رہنے کا حکم دیا۔ الغرض بتدریج ابن عامر کو ایسی ثروت و قوت حاصل ہوئی کہ ممالک محروسہ کی تمام مساجد مین بعد خلیفہ کے اس کا نام ہی خطبہ مین پڑہا جاتا تہا۔ نوبت یہان تک پہونچی کہ المنصور نے لباس شاہنشاہی علانیہ پہننا شروع کیا۔ سکہ پر بہی خلیفہ کے نام کی جگہہ المنصور دکہائی دینے لگا۔ بوقت جنگ فوج کو یہہ بذات خود لڑاتا تہا۔ مشہور ہے کہ چھپن ۵۶ بار یہہ لڑا اور ہمیشہ کامیاب رہا مخبرون کو افریقہ بہیجکر وہان کے قبیلون اور رئیسون مین نزاع کی بناڈالی اور پہر فوج بہیجکر مغربی افریقہ کو اپنے دائرہ حکومت مین لایا۔ اپنے بیٹے عبدالملک کو افریقہ زیری ابن عطیہ حاکم فاس کی تنبیہ کے لیئے صرف اتنی بات پر بہیجا کہ زیری نے چند ناسزا الفاظ اس کی شان مین استعمال کیے تہے اور اپنے بادشاہ ہشام کو قید کرنے کی نسبت ملامت کی تہی مگر اس جنگ کے

قبل ہم اون لڑائیون کا ذکر کرنا چاہتے ہین جو المنصور کے زمانہ عروج کی قبل اور بعد ہوئین
جن کی وجہ سے اس قدر جلد اپنے دلی مقصود کو پہونچا۔

خلیفہ الحکم کے انتقال کے پانچ یا چھہ سال کے بعد امرائی عرب کو خانہ جنگی
مین مصروف پاکر عیسائیون نے اندلس پر حملہ کیا المصحفی کو سازشون نے
پریشان کر رکہا تہا اس یورش کا فوراً انسداد نہ کرسکا جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ عیسائی نہایت
جرائت کے ساتہہ بلا مزاحمت قرطبہ کے قریب آپہونچے۔ جب اطراف واکناف
سے عیسائیون کے ظلم وزیادتی کی شکایتین متواتر پہونچین تو اس نے فوج بہیجنے
کی عوض صرف یہہ حکم دیا کہ دریائی ٹیگیس کا پل گرادیا جائے۔ مگر اس سے کیا ہوسکتا
تہا المصحفی کو اسقدر بدیروایا کر ابن عامر کو عمدہ موقع حملہ کا ملا اور اوس نے غل مچایا
کہ جب فوج کثیر جنگ کے لیئے تیار اور خزانے معمور ہین تو پہر کیون نہین عیسائیونکو
کافی سزا دی جاتی المصحفی نے مجبوراً تمام وزرا کو جمع کیا سب نے ابن عامر کی
رائی سے اتفاق کیا اور اس ہی کو فوج کا افسر مقرر کرکے عیسائیون کے مقابلہ کا حکم
دیا۔ ابن عامر کی دلی خواہش بہی یہی تہی یہہ اوسی وقت ایک لاکہہ دینار لیکر روانہ ہوا
اور (باوّن) ۵۲ روز مین عیسائیون کو سرحد کے باہر کردیا اور بہت کچہہ مال غنیمت لیکر واپس آیا
المنصور ۳۷۲ھ مطابق ۹۸۲ء مین یلغار کرکے جلیقیہ پہونچا اور وہان کے مشہور شہرون

مثل **لیون** وغیرہ کو لوٹنا چاہا۔ لیکن جب اس کو معلوم ہوا کہ عیسائی اس کے آنکی خبر پاکر ان شہرون سے تمام مال و اسباب لیکر پہاڑون مین پناہ گزین ہوے ہین **المنصور** کسی شہر مین داخل نہین ہوا بلکہ جن مقامات سے یہہ گزرا اون کو تاراج کرتا ہوا **قرطبہ** واپس چلا آیا لیکن دوسرے ہی سال پہر آکر **لیون** پر قبضہ کیا اور قلعون کو منہدم کرنے کا حکم دیا۔ **المنصور** نے ۳۷۴ھ ۹۸۵ء مین بعد اعلان جہاد جیان اور **البیرۃ** اور **لبسطۃ**[1] اور **تدمیر**[2] ہوتا ہوا **بلنسیہ** آیا اور یہان چند روز فوج کو آرام دیکر بادشاہ **بُریل** کے ملک مین داخل ہوا جس کو اس نے شہر **برشلونہ** کے قریب شکست فاش دی اور بتاریخ ۱۵ صفر اسپنے جہنڈے کو اس قلعہ پر نصب کیا اس مرتبہ بہی نامی مورخین و مصنفین و شعراء اس کے ساتہہ تہے جنہون نے اس کی اور اس کی فتوحات کی تعریف مین دفتر کے دفتر سیاہ کر دئے تہے۔ ایک مشہور مورخ نے جو اس جنگ مین **المنصور** کے ساتہہ تہا ان لوگون کے نام کی فہرست بہی دی ہے جس سے اس امر کا بہی اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس کے عہد حکومت مین کیسے کیسے عالم موجود تہے۔ ہم چند لوگون کے نام اس مقام پر درج کرتے ہین **ابو عبد اللہ**

---

[1] اس کو انگریزی مین بازا کہتے ہین [2] تدمیر اندلس کے ایک صوبہ کا نام تہا جو قرطبہ کے مشرق کی جانب واقع تہا اوایل زمانہ مین اس صوبہ کے حاکم کا نام بہی تدمیر تہا جس کو طارق ابن زیاد اور پہر عبد العزیز ابن موسیٰ ابن نصیر نے شکست دی تہی۔

ابن حسن ابوالقاسم ابن الحسین ابن الولید جو زیادہ تر ابن العارف کے نام سے مشہور ہے ابن شہید۔ عبدالرحمن ابن احمد۔ ابوالاعلی سعید ابن الحسن اللغوی جس کی مشہور تصنیف فصوص موجود ہے ابوبکر زیادۃ اللہ ابن علی ابن حسن الیمنی۔ عمر ابن النجم البغدادی۔ ابوالحسن علی ابن محمد القریشی العباسی۔ عبدالعزیز ابن الخطیب المحدود۔ موسی ابن طالب۔ مروان ابن عبدالرحمن یحیی ابن ہذیل ابن عبدالملک سعد ابن محمد۔ علی النکاس البغدادی۔ ابوبکر یحیی ابن امیہ ابن وہب محمد ابن اسمٰعیل الزبیدی جس کی کتاب مختصر فی اللغت اور کتاب العین کا خلاصہ جو خلیل ابن احمد کے نام سے مشہور ہے اور مختلف کتابیں صرف ونحو اور تاریخ میں موجود ہیں محمد ابن عبدالباصر۔ احمد ابن عبدالملک ابن شہید جو علاوہ مصنف ہونے کے وزیر بھی رہ چکا تھا محمد ابن حسن القریشی۔ طاہر ابن محمد جو مشہور ریاضی دان تھا۔ ابن امیہ ابن غالب وغیرہ وغیرہ تھے۔

۳۷۵ھ میں المنصور نے اپنے چچازاد بھائی ابوالحکم عمر کو فوج دے کر الحسن ابن کنون ادریسی کی تنبیہ کے لئے بھیجا۔ اس نے شہر بصرہ پر قبضہ کر لیا تھا عمر نے الحسن کو مع فوج محصور کر کے صلح پر مجبور کیا اور بعد صلح خلاف معاہدہ

اس کو گرفتار کرلیا اور حسب الحکم المنصور اس کو قتل کرکے اس کے سر کو قرطبہ بہیجا۔
۳۸۱ھ مطابق ۹۹۱ء مین زیری ابن عطیہ المغربی نے جو اہل زناتہ کا حاکم تہا جس کا ذکر اوپر مجملاً ہوچکا ہے ایک سفارت مع تحائف کے جس مین دو سو گہوڑے اور پچاس اونٹ نہایت تیز رفتار ایک ہزار سپر گینڈے کے چمڑے کی تیر و کمان زاب کی بنی ہوئین اور بہت سے نادر جانور مثل گینڈے اور ہاتہی اور شیر اور ایک ہزار تہیلے خرمے کے اور نادر افریقیہ کی اشیاء شریک تہین بہیجی اس سفارت کے روانہ کرنے سے اصل غرض یہہ تہی کہ زیری سے جو عظیم الشان فتوحات عمل مین آئے ہین اور جو نیا ملک اس نے خلیفہ کے نام سے فتح کیا ہے اوس سے المنصور مطلع کردیا جائے جس وقت دار الخلافہ مین یہہ واقعات عام طور پر ظاہر کیئے گئے تمام شہر نے خوشی منائی اور المنصور نے سفیرون کو خلعت اور تحفے دیکر مع فرمان منجانب خلیفہ ہشام واپس کیا۔ اس فرمان کے ذریعہ سے زیری اس تمام ملک مفتوحہ کا حاکم مقرر کیا گیا تہا۔

اس واقعہ کے دوسرے سال یعنی ۳۸۲ھ مین زیری ابن عطیہ نے بذات خود قرطبہ آکر المنصور سے ملاقات کی اور خلیفہ کے لیئے پہلے سے بہی زیادہ بیش بہا اور نادر تحفے ساتہہ لایا اس کے ہمراہ تین سو حبشی سوار اور اسی قدر

پیادے تھے المنصور نے بھی بہت ہی دہوم سے اس کا استقبال کیا اور جلد وہین ایسی حسن خدمات کے اس کو وزیر سلطنت مقرر کرکے جعفر المصحفی کا مکان اس کی سکونت کے واسطے تجویز کیا زیری ابہی قرطبہ ہی مین تہا کہ اس کو خبر پہونچی کہ ابن لعلی الیفرونی نے اس کی عدم موجودگی مین موقع پاکر شہر فاس پر قبضہ کرلیا ہے زیری فوراً افریقیہ واپس آیا اور کئی لڑائیون کے بعد جب ابن لعلی قتل ہوا تو ۳۸۳ھ مین فاس پر دوبارہ قابض ہوا۔

جیسا جیسا زیری ابن عطیہ کو المنصور کا مکروزور معلوم ہوتا گیا اوسی قدر زیری کو اس سے ایک قسم کی نفرت ہوتی گئی لیکن اصل نزاع ان دونون مین اوسی روز سے شروع ہوئی جبکہ زیری نے علانیہ المنصور کی طرز حکومت اور اوس بیہودہ برتاؤ کی جو اس نے اپنے بادشاہ کے ساتھ رکھا تہا نہایت ہی برے الفاظ مین مذمت کی اور گو زیری اس وقت بھی ہشام کو اپنا بادشاہ سمجھتا اور ہر طرح سے خیر خواہی پر آمادہ تہا لیکن اس نے المنصور کے مقابلے مین جنگ کی تیاری شروع کردی المنصور نے اس کو منحرف پاکر ایک صقلبی افسر کو مع فوج افریقہ روانہ کیا۔ یہہ افسر شہر طنجہ سے فاس کی طرف روانہ ہوا زیری نے اپنی فوج زناتہ کو ساتھ لیکر اس کا مقابلہ کیا اور اس کو شکستین دیتا ہوا شہر طنجہ مین محصور کردیا المنصور کو

جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اس نے فوراً اپنے بیٹے **عبد الملک** کو مدد
کے لیے بھیجا عبد الملک نے زیری کو بتاریخ ۱۵ر رمضان ۳۸۷ھ م
۹۹۷ء کامل شکست دیکر شہر **فاس** پر قبضہ کرلیا اور اہل زناتہ کے ایک افسر کو اس
شہر اور ملک کا افسر مقرر کیا زیری اس ناکامیابی کے بعد بھی **المنصور** کا مقابلہ
کرتا رہا اور باوجود المنصور کی سخت عداوت کے **ہشام** کا سچا خیرخواہ بنا رہا۔ اس نے
زاب اور **شلف** وغیرہ کو فتح کرلیا تھا اور اپنے باقی ملک کے فتح کرنے مین
مصروف تھا کہ ایک شہر کے قریب ۳۹۱ھ مطابق ۱۰۰۰ء مین اس کا انتقال
ہوگیا اور اس کے لڑکے **المعز** نے جب اپنے مین مقابلے کی قوت نہ دیکھی المنصور
سے صلح کرلی المنصور نے اس کے باپ کی خطاؤن سے درگزر ہوکر اس کو منجانب
خلیفہ **افریقیہ** کا حاکم مقرر کردیا۔

جس زمانے مین کہ مغربی **افریقیہ** مین جنگ وجدال کا بازار گرم تھا **المنصور**
عیسائیون پر بھی متواتر فتح پا رہا تھا۔ ۳۸۵ھ ہجری مین اس نے باغیون کو اس قدر
برباد اور تباہ کیا کہ ان لوگون مین بغاوت کی قوت باقی نہ رہی لیکن پھر بھی **المنصور**
ہر سال ایک دو بار فوج کشی اسی غرض سے کرتا تھا کہ اسلام کا رعب ان کے دلون پر
جس قدر ہے باقی رہے۔ اسی قصد سے **المنصور** بتاریخ ۲۳ جمادی الاخری ۳۸۷ھ

یورش کرتا ہوا **شنت یاقوہ**[1] پہونچا اس شہر کو عیسائیون کا کعبہ سمجھنا چاہیئے اس لیئے کہ یہان پر حضرت **عیسیٰ** کے حوارین مین سے ایک کی قبر تھی جس کی زیارت کی غرض سے نہ صرف اندلس بلکہ دور دور سے عیسائی آیا کرتے تھے **المنصور** نے شہر **سموره** مین جس کو **جلیقیہ** کا پایہ تخت سمجھنا چاہیئے چند روز قیام کیا اور یہان کے **قومسین** یعنی امراء کو مع فوج ساتھ چلنے کا حکم دیا ان عیسائیون نے طوعاً و کرہاً اس حکم کی تعمیل کی اور فوج اسلام کے ساتھ علاقہ **شنتیاقوہ** مین داخل ہوئے **المنصور** نے اس کے قبل ہی حکم دیا تھا کہ ایک بڑا جنگی جہازون کا مع فوج بندر **قصرابی دانس** مین تیار رہے جس وقت **المنصور** دریائی **ڈیورو** کے قریب پہونچا یہہ بڑا ہی حُسن اتفاق سے اوس ہی روز اس دریا مین داخل ہوا اور جہازون کے ذریعہ سے **المنصور** مع فوج دوسرے کنارے پر اوترا چونکہ رسد اور فوج کے آرام و آسایش کا پورا سامان مہیا ہوچکا تھا فوج شہر مذکور کی طرف روانہ ہوئی مختلف دریاؤن اور جنگلون کو طے کرتی اور **فرتارش** سے جو اپنی لطافت آب و ہوا اور کسانون کی محنت سے ایک بوستان جنت نشان بنا ہوا تھا گزرتی ہوئی ایک نہایت ہی پُر فضا کہسار مین داخل ہوئی اس راستہ کو دونون طرف کے بلند اور تنگ پہاڑون نے اس قدر دشوار گزار بنا دیا تھا کہ جو

[1] انگریزی مین سنٹا گو کہتے ہین۔

لوگ دلیل راہ تھے وہ بھی اس کے طے کرنے مین بہت حیران و پریشان
ہوئے لیکن المنصور اس قسم کی دشواریون کی کب پرواکرتا تھا اس نے فوج کو
حکم دیا کہ تبرون کے ذریعہ سے راستہ کشادہ کردیا جائے چنانچہ بہت ہی مشکلون سے
راستہ صاف اور کشادہ ہوا اور اس کوہ کنی اور محنت شاقہ کا نعم البدل مسلمانون کو فوراً
مل گیا یعنی جس وقت عرب کہسار سے باہر نکلے اور دریائی منیوہ[۱] کو عبور کر کے
دوسری طرف پہونچے تو ان کو ایک مرغزار ایسا نظر آیا جہان کی خوشگوار اور فرحت بخش
ہوا اور نہرہائی شیرین نے ان کے دل و دماغ کو تر و تازہ کر دیا اور کسافت راہ مبدل
براحت ہوگئی یہان سے المنصور رسیدہا دیرقسان آیا۔ یہان پر ایک بہت قدیم
عیسائیون کی عبادتگاہ بنی ہوئی تہی دیرقسان[۲] سے بلنسوا جولب دریائی شور
واقع تہا ہوتا اور شنت بلائی کے قلعہ کو منہدم اور وہان سے غنیمت حاصل کرتا ہوا
ایک جزیرے کے قریب پہونچا جس مین اطراف و اکناف کے باشندی عربون کی
دہشت سے پناہ گزین ہوئے تھے المنصور نے ان سب عیسائیون کو گرفتار
کیا اور وہان سے بجانب کوہ مرسیہ[۳] آیا اور دریائی الہ سے پار ہوتا ہوا ایک قدیم

[۱] اس کو انگریزی مین منیو کہتے ہین۔ [۲] اس کو انگریزی مین سنٹ کاسمو کہتے ہین۔

[۳] اس کو انگریزی مین مورازو کہتے ہین یہہ مقام ویگو کے قریب واقع ہے۔

گرجا کے قریب پہونچا شنت یاقوہ کے بعد عیسائی اس مقام کو نہایت ہی
متبرک سمجھتے تھے اور یہان بہی دور دور سے حتیٰ کہ ملک حبش سے عیسائی بغرض
زیارت آیا کرتے تھے۔ اس مقام کو عربون نے بالکل زمین دوز کر دیا اور یہانسے
روانہ ہو کر تاریخ ۲ شعبان چہار شنبہ کے روز خاص شہر شنت یاقوہ پہونچے
تو دیکھا کہ شہر پناہ کے دروازے کہلے ہین اور کسی فرد بشر کا نشان تک نہین تاہم
اس شہر کے مشہور عمارات اور معبد کو تباہ و تاراج اور جو کچھہ مال باقی رہ گیا تہا اوسپر
المنصور نے قبضہ کیا اور اطراف و اکناف کے شاداب اور مزروعہ مقامات کو تباہ
و برباد کرتا ہوا اور ایسے مقامات مین سے ہوتا ہوا جہان اس کے قبل کوئی مسلمان نہین
آیا تہا ان قومسون کے ملک مین جو کہ اس کے ہمراہ رکاب تھے داخل ہوا ان
بدنصیب قومسون نے اپنی آنکھون سے اپنے متبرک اور مشہور عبادت خانون کو
مٹتے دیکہا تہا بلکہ اکثر اوقات ان کے مٹانے مین خود بہی جبراً شریک ہوئے تھے
یہان آکر عربون نے لوٹ سے دست کشی کی اور ان مقامات سے گزرتے ہوئے
قلعہ بلیقہ آئے۔ یہان پر المنصور نے دربار عام کیا اور اون عیسائی قومسون اور
فوجی عیسائیون کو جو اس کے اس اڑتالیسوین یلغار مین شریک تھے خلعت
تقسیم کر کے اپنے اپنے ملکون کو واپس اور اسی مقام سے المنصور نے اپنی فتوحات

سے اہل قرطبہ کو مطلع کیا۔ دار الخلافہ کا اوس وقت جوش مسرت اور وفور نشاط احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ غرض جس وقت **المنصور** مع اپنی فوج کے دار الخلافہ مین داخل ہوا تو تمام مسجدون مین شکریہ کی نمازین پڑہی گیئن اور بہت کچہہ روپیہ خیرات کیا گیا

جس حالت مین کہ ہشام کو **المنصور** نے رکہا تہا اوس کا کچہہ ذکر ہم اوپر مختصر طور پر کر چکے ہین۔ قصر کی چار دیواری کے اندر پوری آزادی خلیفہ کو حاصل تہی مگر باہر نکلنے کی بلکہ کسی جہروکے سے منہہ تک نکالنے کی سخت ممانعت تہی جس کی نگرانی کے لیئے **المنصور** نے خاص لوگون کو مقرر کیا تہا۔ جب کبہی **المنصور** مجبوراً **ہشام** کو کسی باغ کے جانے کی اجازت دیتا تہا تو اس کے چہرے پر نقاب ڈال دیجاتی تہی اور وہ راستہ جدہر سے خلیفہ گزرتا تہا واپسی کے وقت تک رعایا کی آمد و رفت کے لیئے بند کر دیا جاتا تہا اور جب کبہی **المنصور** کو قرطبہ سے باہر جانے کی ضرورت ہوتی تہی تو سلطان کی حفاظت و نگرانی کے لیئے بہت سخت انتظام کیا جاتا تہا۔ اس کے آخر زمانے مین جب رعایا اپنے خواب غفلت سے چونکی تو ہر طرف سے شکایتون کے آوازے بلند ہونے لگے اور یہہ خبر مشتہر ہوئی کہ سلطان کو اس وزیر نے مار ڈالا ہے۔ رعایا کو برہم دیکہکر **المنصور** بہت ڈرا اور **ہشام** کو اپنے ساتھ گہوڑے پر سوار کر کے تمام شہر مین گشت کی سلطان کے دیکہنے کے لیئے دور دور سے رعایا

جمع ہوگئی تھی ہشام لباس شاہانہ پہنے اور تمام نشانات خلافت کے لگائے گھوڑے پر سوار المنصور عصائی وزارت ہاتھہ مین لیئے گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے چل رہا تھا اپنے خلیفہ کو جب رعایا نے بچشم خود دیکھا تو ان کے دلون کو اطمینان ہوا اور جو کچھہ شکوک المنصور کی نسبت پیدا ہوئے تھے وہ رفع دفع ہوگئے المنصور نے علاوہ امرائی جلیل القدر مثل المصحفی اور غالب وغیرہ کے تمام ارکان خاندان شاہی کو ہشام سے جدا کرنے کی غرض سے کسی نہ کسی بہانے پران کو قرطبہ سے باہر بھیجدیا تھا چنانچہ خاندان بنی امیہ کے اس قابل رحم حالت کو ایک شاعر نے یون نظم کیا ہے۔

اَبَنِی اُمَیَّۃَ اَینَ اِقْمَارُ الدُّجٰی	مِنْکُم وَ اَینَ نُجُومُہَا وَالکَوکَبُ
غَابَتْ اَسُودُ مِنْکُم عَنْ غَابِہَا	فَلِذَاکَ حَازَ الْمُلْکَ ھٰذَا الْتَغْلَبُ

ماہ صفر ۳۹۲ھ مطابق ۱۰۰۲ء مین المنصور نے اپنی (۵۲) یلغار کا ارادہ کیا اور فوج کو مختلف مقامات مثل افریقیہ وغیرہ سے فراہم کرکے دریائی ڈیورو سے اوتر کر قسطلہ کی سرحدمین داخل ہوا اس ملک کا قومس اپنے قلعہ کے

لہ اے بنی امیہ وہ لوگ تمہارے جو مثل چاند کے تھے کہان ہین اور وہ لوگ جو مثل ستارون کے تھے کہان ہین کیونکہ تمہارے لوگ جو شیر تھے اپنے نیستانون سے غائب ہوگئے اس لیئے اس ملک پر اس تغلب کا قبضہ ہوگیا

قریب مع فوج خیمہ زن تہا اور اس کی مدد کے لیئے اطراف وجوانب کی تمام عیسائی
حاکم اپنی اپنی فوج کے ساتہہ موجود تہے اس مقام پر ایک جنگ عظیم واقع ہوئی۔
جس کے متعلق عیسائی مورخین قدیم نے بہت کچہہ خامہ فرسائی کی ہے مگر اس
جنگ کا اخیر نتیجہ یہہ ہوا کہ عربون کو کامل فتح حاصل ہوئی۔ اس فتح کے بعد المنصور ایک
ایسے سخت مرض مین مبتلا ہوا کہ جس سے یہہ جانبر نہ ہوا۔ اپنے اخیر زمانے مین جب
اس کو اپنی زندگی سے ایک طرح کی مایوسی ہو گئی تہی سلطنت کی آیندہ ترقی اور ریاست
کے قیام واستحکام کی نسبت اس کو فکر وتردد رہا کرتا تہا اگر اس عجیب وغریب
آدمی کے حالات اور واقعات بنظر سرسری دیکہے جائین تو اس سے زیادہ خود غرض
اور بدخواہ سلطنت کوئی نہ ملے گا لیکن اگر اوس زمانے کی تاریخ کو کوئی شخص بنظر
حقیقت دیکہے اور جو رائی کہ مختلف مورخین نے اس کی نسبت قایم کی ہے اوسپر
کامل غور کرے تو ہر انصاف پسند آدمی کو یہہ ماننا پڑے گا کہ محمد ابن ابی عامر ایک
سچا خیرخواہ اپنے ملک کا تہا۔ اس مین شک نہین کہ اس نے اپنے بادشاہ کو بالکل
بے دست وپا کر رکہا تہا اور نہ اس مین شک ہے کہ اس نے اپنے مربی وسرپرست
مثل جعفر ابن عثمان المصحفی وغیرہ جیسے امرائے جلیل القدر اور خیرخواہان سلطنت
اندلس کو نہایت بے رحمی کے ساتہہ قتل وتباہ کیا بلکہ ان لوگون کے خاندانون کے

کے نام کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا لیکن جب ہم اس کے زمانے کی حکومت پر نظر ڈالتے ہین تو وہ سچی عظمت و شوکت اور جلال دکھائی دیتا ہے جو سابق مین اندلس کو کبھی نصیب نہین ہوا تھا۔ اگر اس کو دنیا مین کوئی فکر تھی تو وہ یہہ تھی کہ اس سلطنت کے قیام و استحکام مین کوئی فرق نہ آنے پائے اور اگر اس کی کوئی آرزو تھی تو یہہ تھی کہ مین بعون الٰہی علم و فن اور سلطنت کی عظمت و بزرگی کو اس قدر ترقی دون کہ میرے بعد اس کو کوئی آفت نہ پہونچے اور تمام دنیا خلیفہ اندلس کے نام سے لرزتی رہے ہشام ثانی کے عہد حکومت اور المنصور کے زمانہ وزارت مین جس قدر علم و فن کو عروج حاصل ہوا اس کی نظیر زمانہ گزشتہ کی تاریخ مین بہت کم ملیگی المنصور کی کوشش یہ تھی کہ علم کا شوق عام طور پر پیدا کیا جائے۔ ان خیالات کا اثر امیر اور غریب سب پر ایسا پڑا کہ اہل صقلب بھی جو زیادہ تر خوجے اور محض جاہل اور ادنی ملازمین محلات شاہی کے زمرہ مین شمار کیئے جاتے تھے حصول علم کیطرف ایسے رجوع ہوئے اور ایسی شہرت پائی کہ یہ بھی مجلس علما مین شریک کر لیئے گئے۔ عبادہ[1] ابن ہیسما اور حبیب[2] الصقلبی اس نہج کے عالم گزری ہین جنکی کتابین اسوقت تک موجود ہین۔

[1] اس کی کتاب تذکرۃ الشعراء موجود ہے [2] اسکی کتاب الاستظہار والمغالبہ علی من انکر فضایل الصقالبہ مشہور اور موجود ہی۔ ایسی حیثیت کے لوگون مین المغیرہ ابن حزم اور ابو الولید اور ابن الدباغ اور یوسف ابن عبداللہ کا نام بھی اس زمانہ کی فہرست علما مین نظر آتے ہین ان سب نے اپنے اپنے زمانہ کی تاریخ لکھی ہے

المنصور نے **ابوعلی سعید ابن الحسن ابن علیسی اللغوی** کو بغداد سے تعریف سن کر بلایا تہا لیکن جس وقت **ابوعلی قرطبہ** پہونچا تو کچہہ تو دوسرے علما کی شکایت سے جن کو ایک نئے شخص کا آنا بہت ناگوار گزرا تہا اور کچہہ اس وجہ سے کہ اس کو اس قدر ذی علم جیسی کہ تعریف سنی گئی تہی نہین پایا **المنصور** نے اس پر زیادہ توجہ نہین کی دوسرون نے موقع پاکر **ابوعلی** کو نالایق ثابت کرنا چاہا مگر یہہ نہایت چالاک اور حاضر جواب آدمی تہا اس کی ظرافت اور بذلہ گوئی نے **المنصور** کو اسکی طرف پہر متوجہ کر لیا مگر دیگر علمائے دربار سے بدستور رد و قدح جاری رہی جب اس نے دیکہا کہ بغیر اظہار لیاقت کامیابی دشوار ہے اس نے ایک روز **المنصور** سے درخواست کی کہ مجہکو اگر اجازت ہو تو تیرے ذاتی اور خاندانی حالات کی نسبت ایک ایسی کتاب تیار کرون جو کتاب النوادر[1] کے مقابلہ مین بلکہ اوس سے بہتر ہو۔ چنانچہ حسب الحکم اس نے ایک کتاب لکہی اور اوس کا نام **فصوص** رکہا۔ اس کے تمام ہمعصر علما اس کتاب کی اشاعت کے منتظر تہے۔ اس کے شائع ہوتے ہی اس پر حملے اور اس کی کتاب پر نکتہ چینیان شروع کردین اور یہ ثابت کر دکہایا کہ یہہ تمام

[1] یہ کتاب عبدالرحمن الناصر کے زمانہ سلطنت مین ملک الشعرا ابوعلی القالی نے تصنیف کی تہی۔ اسمین خاندان بنی امیہ کے حالات و واقعات مندرج تہے۔

کتاب جہوٹ اور مبالغہ سے بہری ہوئی ہے اور اس مین ایسے واقعات درج
ہین جن کی تصدیق نہ توکسی تاریخ سے ہوتی ہے اور نہ اون لوگون سے جو المنصور
اور اوس کے حالات سے بخوبی واقف ہین ان علماء نے صرف نکتہ چینیون ہی پر اکتفا
نہین کی بلکہ المنصور سے یہہ کہا کہ یہہ شخص علم سے بے بہرہ اور نہایت جہوٹا اور
دغاباز ہے اس کے اشعار بہی جو قابل تعریف ہین وہ سب مسروقہ ہین اور اپنے
اس بیان کی تصدیق مین محض سادہ کاغذ کی ایک کتاب تیار کی اور اوس کا نام
کتاب النکت اور اوس کے مصنف کا نام **ابوالغوث** جلد کے باہر لکہکر
اس کو ایک ایسی جگہہ رکہا کہ جہان سے سعید ہمیشہ گزرا کرتا تہا جس وقت یہہ وہان
آیا تو المنصور نے کتاب کو اس خیال سے اوٹہا لیا کہ کہین اس کو کہول کر نہ دیکھہ
لے اور صرف کتاب اور مصنّف کا نام بتاکر پوچہا کہ یہ کتاب بہی تیری نظر سے کبہی گزری
ہے یا نہین سعید نے بلا تأمّل جواب دیا کہ ہان اس کتاب کو مین نے ایک
شیخ کے ساتہہ پڑہا تہا چونکہ اس کو پڑہے ہوئے ایک زمانہ ہوتا ہے مجہکو اس کا پورا
مضمون یاد نہین رہا صرف اتنا کہہ سکتا ہون کہ اس مین مختلف اور نہایت مختصر واقعات
درج ہین المنصور کو یہہ سن کر نہایت غصہ آیا اور کہا کہ مین نے تجہہ سے زیادہ جہوٹا اور
دغاباز آدمی دنیا مین نہین دیکہا اور اپنے سامنے سے نکلوا دیا وہ لوگ جو اس کی ذلت

کے بانی تھے ان مین سے ایک نے یہہ شعر کہا۔

قَدْ غَاصَ فِی الْبَحْرِ کِتَابُ الْفُصُوْصِ[1]	وَهٰكَذَا كُلُّ ثَقِيْلٍ يَغُوْصُ

جس کا جواب ابوعلی سعید نے نظم مین یون دیا۔

عَادَ اِلٰی مَعْدِنِہٖ اِنَّمَا[2]	تُوْجَدُ فِیْ قَعْرِ الْبُحُوْرِ الْفُصُوْصُ

ابوعلی سعید گو ایک خودغرض اور حیلہ ساز آدمی تھا تاہم بعض وقت اس کے قلم سے ایسا پھڑکتا ہوا اور پر مضمون شعر نکل جاتا تھا کہ جسے دیکھکر شعرائی وقت دنگ ہو جاتے تھے۔ ایک روز یہہ اپنے چند دوستون کے ساتھہ مے کشی مین مشغول تھا کہ ان مین سے ایک نے قطرہ شراب کا لب جام لگا ہوا دیکھہ کر نظم کرنے کی درخواست کی سعید نے فی البدیہہ یہہ شعر پڑھا۔

کَاَنَّ رِيْحَ الرَّوْضِ لَمَّا اَتَتْ[3]	فَتَّتْ عَلَيْنَا مِسْكَ عَطَّارِ
كَاَنَّمَا اَبْرِيْقُنَا طَائِرٌ	يَحْمِلُ يَاقُوْتًا بِمِنْقَارِ

دوسرا واقعہ یہہ ہے کہ ایک شخص نے المنصور کو گلاب کا پھول غیر موسمی لاکر دیا

[1] کتاب فصوص دریا مین ڈوب گئی اور اسی طرح جو چیز بوجہل ہوگی وہ تہ مین بیٹھے گی۔

[2] پلٹ گئے اپنے معدن کی طرف کیونکہ سمندرون کی تہ مین نگینے پائے جاتے ہین۔

[3] جبکہ باغ مین ہوا آئی تو اوس نے ہم پر عطار کے بڑھائی مشک کو چھڑکا۔ ہمارا جام شراب اوس پرندکی شل ہے کہ جس کی منقار مین دانہ یاقوت ہو۔

اتفاقاً سعید بہی اس وقت موجود تہا۔ اس نے فوراً یہہ شعر پڑہا۔

أَتَتْكَ بُوعَامِرٍ وَرْدَةً[1]	يُذَكِّرُكَ الْمِسْكَ أَنْفَاسُهَا
كَعَذْرَاءَ أَبْصَرَهَا مُبْصِرٌ	فَغَطَّتْ بِأَكْمَامِهَا رَأْسَهَا

المنصور ایسے نادر اور برجستہ کلام سے نہایت محظوظ ہوا لیکن ابن العارف نے المنصور سے کہا کہ یہہ اشعار سعید کے نہین بلکہ ایک بغدادی شاعر کے ہین جو قاہرہ مین رہتا ہے اوس نے اپنے قلم سے میری ایک کتاب مین لکھدیئے ہین المنصور نے اوس کتاب کے لانے کا حکم دیا ابن العارف فوراً ایک شاعر ابن بدر نامی سے یہہ اشعار نظم کرا لایا جنمین سعید کے شعر بہی درج ہین۔

عَشَوْتُ إِلَى قَصْرِ عَبَّاسَةٍ	وَقَدْ جَدَّلَ النَّوْمُ حُرَّاسَهَا
فَأَلْقَيْتُهَا وَهِيَ فِي خِدْرِهَا	وَقَدْ صَرَّعَ السُّكْرُ أُنَاسَهَا
فَقَالَتْ أَسَارٍ عَلَى هَجْعَةٍ	فَقُلْتُ بَلَى فَرَمَتْ كَاسَهَا
وَمَدَّتْ يَدَيْهَا إِلَى وَرْدَةٍ	يُحَاكِي لَكَ الطِّيبَ أَنْفَاسُهَا
أَتَتْكَ أَبُو عَامِرٍ وَرْدَةً	يُذَكِّرُكَ الْمِسْكَ أَنْفَاسُهَا
كَعَذْرَاءَ أَبْصَرَهَا مُبْصِرٌ	فَغَطَّتْ بِأَكْمَامِهَا رَأْسَهَا
وَقَالَتْ خَفِ اللّٰهَ لَا تَفْضَحَنْ	فِي ابْنَةِ عَمِّكَ عَبَّاسَهَا

[1] تمکو ابو عامر نے جو گلاب کا پھول دیا ہی اوسکی خوشبو تمکو مشک یاد دلا رہی ہی ۔ یہ پھول اوس کنواری لڑکی کی مشابہ ہے کہ جب اوسکو کسی نے دیکھا تو اپنے سر کو آستینوں سے ڈہانپ لیا

فَوَلَّيْتُ مِنْهَا عَلٰى غَفْلَةٍ	وَلَا خُنْتُ نَاسِيْ وَلَا نَاسِهَا

ابن العارف نے یہہ اشعار ایک مصر کی لکھی ہوئی کتاب مین چھپان کرکے المنصور کے سامنے پیش کیئے المنصور نے دوسرے روز ایک نہایت عمدہ کشتی مختلف چیزون سے سجی ہوئی اپنے سامنے رکھی اور سعید سے کہا کہ آج تیری لیاقت اور سچائی کا امتحان ہم کو منظور ہے اسی وقت فی البدیہ کشتی کی تعریف مین کچھہ اشعار کہہ سعید نے فوراً یہہ قصیدہ نظم کیا اور پڑھا۔

قصیدہ

اَبَا عَامِرٍ هَلْ غَيْرُ جَدْوَاكَ وَاكِفُ	وَهَلْ غَيْرُ مَنْ عَادَاكَ فِي الْاَرْضِ خَائِفُ
يَسُوْقُ اِلَيْكَ الدَّهْرُ كُلَّ غَرِيْبَةٍ	وَاَعْجَبُ مَا يَلْقَاهُ عِنْدَكَ وَاصِفُ
وَشَائِعُ نَوْرٍ صَاغَهَا هَامِرُ الْحَيَا	عَلٰى حَافَتَيْهَا عَبْقَرٌ وَرَفَارِفُ

حاشیہ صفحہ ۱۶۵۔ قصر عباسہ کی طرف مین شب مین پہونچا وہان کے پاسبانون کو نیند نے خواب غفلت مین لٹا دیا تہا مین نے عباسہ سے ملاقات کی جبکہ وہ اپنے خیمہ مین تہی اور نشہ نے اوس کے ہمنشینون پر غلبہ کرلیا تہا۔ پس عباسہ نے کہا کہ کیا تو میرے عالم بیداری مین آگیا ہے مین نے کہا ہان۔ یہ سن کر اوس نے اپنے ہاتہہ سے پیالہ پہینکدیا اور اپنا ہاتہہ گلاب کیطرف دراز کیا جو اعلی درجہ کا خوشبو دار تہا۔ ابو عامر جو میرے پاس گلاب لایا ہے اوسکی خوشبو مشک کو یاد دلاتی ہے اور وہ مثل اوس کنواری لڑکی کے ہے کہ جب کسی نے اوسے دیکہا تو اوس نے آستینون سے اپنا سر چہپا لیا پہر اوس نے کہا کہ اللہ سے ڈر اور اوس لڑکی کو رسوا نکر کہ عباس اوس کا چچا تیرا ہی پس مین اوسکی غفلت مین پلٹ گیا اور مین نے اپنی لوگون سے نہ خیانت کی اور نہ اوسکے لوگو نے

ولما تناها الحسن فیها تقابلت ۔۔۔ علیها بانواع الملاهی الوصائف
کمثل الظباء المستکنة کنساً ۔۔۔ تظللها بالیاسمین السقائف
واعجب منها انهن نواظر ۔۔۔ الی برکة ضمت الیها الطرائف
حصاها اللآلی سابح فی عبابها ۔۔۔ من الرقش مسموم اللعابین زاحف
تری ما تراه العین فی جنباتها ۔۔۔ من الوحش حتی بینهن السلاحف

المنصور برجستہ اور عمدہ کلام سن کر بہت مسرور ہوا اور اس کو ایک ہزار دینار سرخ مع خلعت فاخرہ عطا اور تیس دینار اپنی جیب خاص سے ماہانہ بطور وظیفہ جاری کیے

ایک روز سعید نے ایک ہرن مع ایک قصیدے کے جس کے چند اشعار ہم ذیل مین تحریر کرتے ہین المنصور کو تحفۃً بھیجا۔

ترجمہ صفحہ ۱۶۶۔ اے ابو عامر تیری بخشش کی مقابلہ مین باران بھی نہین ہی اور سوا اوس شخص کی کہ جس نے تجھہ سی دشمنی کی روی زمین پر کوئی خائف و ترسان نہین ہے ہر ایک نادر اور عمدہ چیز کو زمانہ تیرے پاس پیش کرتا ہی اور عجب تر شی جو تیرے لیئے زمانہ کو ملتی ہی وہ تیرا اوصاف و مداح ہی + اور بہت سی کلیان ہین جنھین باران نے سنوارا اور بنایا ہی کہ دونون کنارون پر اوس کی عبقر (نام پارچہ سبز) اور ریزہاے آویزان ہین + اور جبکہ حسن اوس کا کامل ہوا اور انتہا کو پہونچا تو کنیزان حسین نے انواع لہو و لعب سے اوس کا مقابلہ کیا + وہ کنیزین مثل ان آہوون کی ہین جو آرام سے اپنے مسکنون مین ہین اور اون پر اون کی مسکنون کی چھتین گلہای یاسمین سے سایہ افگن ہین اور عجب تر یہ ہی کہ وہ کنیزین نظارہ کر رہی ہین اوس حوض (ممکن ہی کہ مقصود اس حوض سے وہی کشتی ہو) کی طرف جسے عجائب روزگار نے گھیر لیا ہے اور سنگریزے اوس کے موتی ہین + اور اوس کے معظم آب مین وہ سانپ جن کے دونون لعاب زہریلے ہین ایک دوسرے کے تعاقب مین تیر رہے ہین + (مقصود اس تشبیہ سے زلف کنیزان مذکور ہین)

قصیدہ

یَا حِرْزَ کُلِّ مُخَوَّفٍ وَاَمَانَ کُلِّ مُشَرَّدٍ وَمُعِزَّ کُلِّ مُذَلَّلٍ

یَا سِلْکَ کُلِّ فَضِیْلَۃٍ وَنِظَامَ کُلِّ جَزِیْلَۃٍ وَثَرَاءَ کُلِّ مُعَیَّلٍ

عَبْدٌ جَذَبْتَ بِضَبْعِہٖ وَرَفَعْتَ مِنْ مِقْدَارِہٖ اَھْدٰی اِلَیْکَ بِنَایِلٍ

سُمِّیَتْ غَرْسِیَّۃٌ وَبُغْیَۃٌ لِیَصِحَّ فِیْہِ تَمَایُلِیْ وَتَفَاوُلِیْ

حسن اتفاق سے جس روز یہہ قصیدہ جس مین غرسیہ کا بہی ذکر تہا پیش ہوا اوسی روز عرب قومس قسطلہ کو جس کا نام غرسیہ تہا اور جو اتفاقاً شکار کہیلنے نکلا تہا گرفتہ و بستہ دربار مین حاضر لائے المنصور اس نادر واقعہ سے بہت محظوظ ہوا اور سعید کو پہلے سے بہی زیادہ عزیز رکہنے لگا۔

المنصور نہایت انصاف پسند اور رعایا پرور حاکم تہا عدالتی احکام مین اوسنے کبہی بلا وجہ معقول دخل نہین دیا اور نہ ایسے معاملات مین کبہی سعی وسفارش پر عمل کیا۔

لہ اے تعویز ہر خائف کے اور امان ہر گریختہ کے اور عزت بخش ہر خوار و پریشان کے ÷ ای سلک ہر فضیلت کے اور نظام ہر بخشش کے اور دولت وثروت ہر عیالدار کے ÷ جس بندہ کا تونے بازو تہام کر اپنی جانب کہینچا اور جس کو اندازہ سے تونے بلند کیا اوس نے تیری خدمت مین ہدیتہً ایک چہیل پیش کیا ہی جو زہر خوار غرسیہ (جسکی پیدایش کے وقت کے بال جسم پر ہنوز باقی ہون) اور بُغیہ ہے (عنوان شباب مین جو وہ خواہش کی گئے) تاکہ میرا میلان اور میری گفتگو اوس کے بارے مین صحیح ہو۔ یہان اتفاق وقت سے اوس گرفتار شدہ کا نام بہی غرسیہ تہا جس کا ذکر متن مین ہے۔

ایک روز المنصور نے فصد لینے کی غرض سے اپنے جرّاح محمد نامی کو طلب کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ کسی الزام مین قاضی کے حکم سے قید کر دیا گیا ہے المنصور نے جرّاح کو قید خانے سے بلوایا اور فصد لینے کے بعد جب اس جرّاح نے اپنی رہائی کی درخواست کی تو جواب دیا کہ مین عدالت کے احکام مین بشرطیکہ وہ صحیح اور منصفانہ ہون ہرگز دخل نہین دیتا۔ یہہ کہکر جرّاح کو جیلخانہ واپس بہیج دیا۔

المنصور امراء اور رعایا سب کے حالات خفیہ طور پر دریافت کیا کرتا تہا بالخصوص عیسائیون کی نگرانی اور اون کی سازشون نے اس پر دن کا چین اور رات کی نیند حرام کر رکہی تہی تمام شب اسی فکر و اندیشہ مین بسر ہوتی تہی۔ ایک بار کسی امیر نے شب کو ارام لینے کی نسبت اصرار کیا المنصور نے جواب دیا کہ رعایا کی استراحت و آرام۔ ملک کا امن و امان میری بیداری پر موقوف ہے۔ یہہ کہکر المنصور نے ایک سوار کو حکم دیا کہ شہر پناہ کے دروازہ پر کہڑا ہو اور علی الصباح جو شخص سپہلے باہر نکلے اوس کو میرے پاس حاضر کر۔ چنانچہ صبح کو ایک نہایت معمر عیسائی گدہے کو ہنکاتا ہوا شہر کے باہر نکلا۔ سوار نے بڈہے کے اس بیان پر کہ مین لکڑی لانے کے واسطے جنگل جا رہا ہون اور نیز اس خیال سے کہ ایک ضعیف از کار رفتہ کا لیجانا بے سود ہے اوس سے معترض نہ ہوا مگر المنصور کے حکم کی تعمیل

کے خیال نے کہ پہلا شخص جو دروازہ سے باہر نکلے حاضر کیا جائے اس سوار کو ایسا بیچین کیا کہ وہ اوس بڈہے کے پیچہے دوڑا اور کشان کشان اوس کو دربار مین لے آیا المنصور نے اس بڈہے کی جامہ تلاشی کا حکم دیا جب اس کے پاس سے کوئی چیز برآمد نہ ہوئی تو گدہے پر جو ایک چمڑا پڑا ہوا تہا دیکہا گیا۔ بہت کچہہ تلاش کے بعد اس چمڑے مین سے ایک خط نکلا اس مین شہر کے عیسائیون نے اپنے ہم مذہب رئیسونکو یہان کے واقعات سے مطلع کر کے عربون پر فوج کشی کی رائے دی ہتی المنصور نے ان باغیون کو فوراً گرفتار کر لیا۔

اس کے زمانے مین جس قدر رعب عربون کا عیسائیون پر چہایا تہا وہ واقعات مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ عیسائی صرف اس کے رایت لشکر کو دور سے دیکہہ کر شہرون کو چہوڑ کر پہاڑون مین جا چہپتے تہے ایک دفعہ جب عرب جنگ کے بعد اپنے ملک کو واپس ہوئے ایک علم ان کا شہر کے قریب کسی بلند مقام پر گڑا رہ گیا۔ باوجودیکہ تمام فوج کوسون دور نکل گئی ہتی لیکن پہریرے کو ہوا مین لہلہاتا دیکہکر کئی روز تک دروازے شہر کے بند رہے اور کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ شہر سے باہر نکل کر اس واقعہ کو دریافت کرتا۔ میدان جنگ مین المنصور کا نام سُن کر بہادر ترین عیسائیون کے زہرے آب ہوتے تہے اور قبل از جنگ یہہ خیال ان کے دلون مین جم جاتا تہا

کہ اس کے مقابلے مین کامیابی ممکن نہین۔ بعض وقت جب اس کو عیسائی گہیر لیتے تہے اور ظاہرا رہائی کی کوئی صورت نظر نہ آتی تہی وسوقت بہی اوسکی ہمت مردانہ وہ کارنمائیان ظہور مین آتی تہین جس کے دوست دشمن دونون معترف ہین۔ چنانچہ المنصور ایک بار ان لوگون سے جنگ مین مصروف تہا اور ایک نہایت تنگ وتاریک راستے سے جو دو سربفلک کشیدہ پہاڑون کے بیچ مین واقع تہا گزر کر دشمن کے ملک مین داخل ہوا۔ لیکن ہنوز عیسائیون سے مقابلہ نہین ہوا تہا کہ اس نے دیکہا کہ عرب اپنی سرحد سے بہت دور نکل آئے ہین اور عیسائی جنگ سے برابر گریز کر رہے ہین اور نیز بہت کچہہ مال غنیمت عربون کے ہاتہہ آگیا ہے اس نے فوج کی واپسی کا حکم دیا۔ جس وقت عرب اس درہ کوہ کے قریب پہونچے تو المنصور نے دیکہا کہ عیسائیون نے اس پر قبضہ کرلیا ہے اور ایسی حالت مین اوس مقام سے گزرنے کی کوشش کرنا اپنے کو اور اپنی فوج کو محض برباد کرنا ہے۔ یہہ اپنی لشکرگاہ سابقہ پر واپس آیا اور حکم دیا کہ فوج کے رہنے کے لیئے مکانات تیار ہون اور اطراف کے تمام مقامات پر قبضہ کرلیا جائے اور سوائے عورتون اور بچون کے جو عیسائی ملے اوس کو قتل کرکے لاش اس درہ کوہ کے سامنے ڈال دی جائے اور عورتون اور بچون کو مسلمان ہونے کی ترغیب دتحریص دلائی جا

غرض چند ہی روز مین ایک انبار عظیم ان نعشون کا عیسائیون کے سامنے جمع ہوگیا۔ عیسائی اپنے ملک و قوم کو اس طرح تباہ ہوتے دیکھکر بہت پریشان ہوئے بالآخر المنصور کو کہلا بھیجا کہ جو عورتین اور بچے مقید ہین رہا کر دئے جائین اور مال غنیمت واپس کر دیا جائے تو ہم تجھکو اور تیری فوج کو بلا تعرض درۂ کوہ سے گذرنے دین گے المنصور نے یہہ جوابدیا کہ میری فوج فی الحال اس ملک سے جانا نہین چاہتی یہان پر سب قسم کا بندوبست اپنے آرام و آسایش کے لیئے کرلیا ہے اور اگر ہم اس وقت واپس گئے بہی تو سال آیندہ موسم بہار مین ہم کو پہر یہان آنا ہوگا اس آمد و رفت کی تکلیف گوارا کرنے کی عوض ہمارا یہین رہنا مناسب ہے۔ اب بغیر کامل فتح ہمارا قدم پیچہے نہ ہٹے گا۔ عیسائی اس کے کمال استقلال اور علو ہمت کو دیکھکر بہت ڈرے اور نہایت عجز و انکسار کے ساتہہ اپنی عفو خطا کی درخواست کی المنصور نے اس شرط پر کہ اگر فوج کی بار برداری کے لیئے خچر فراہم اور رسد کا ایسا بندوبست کیا جائے کہ عربون کو اپنی سرحد مین پہونچنے تک کسی قسم کی تکلیف نہو اور نیز لاشون کا ڈہیر جو راستے کے دہانے پر ہے وہ الگ کرا دیا جائے۔ فی الحال درخواست صلح منظور کرلی۔ ایک مورخ نے اس واقعہ کے متعلق لکھا ہے کہ اس سے زیادہ دشمنان اسلام کی کیا توہین ہوگی اور اس سے زیادہ خدا ای تعالی کا کیا قہر ان

مغروروں پر نازل ہو سکتا تہا کہ اپنے مقتولوں کی نعشیں ان کو اوٹہانی پڑیں ۔،،
عیسائیوں نے ان تمام شرایط کو پورا کر دیا اور عرب بلا تعرض درہ کوہ سے گزر کر اپنے
ملک واپس آئے ۔

اگر ہم **المنصور** کی یلغاروں اور عیسائیوں کے ساتہہ جس قدر کہ محاربات اس کے
زمانے میں واقع ہوئے ان سے قطع نظر کریں اور صرف سلطنت کی اندرونی حالت
پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ ملک و رعایا کو کس درجہ امن و فارغ البالی حاصل تہی **المنصور**
کا کچہہ ایسا رعب و داب اس ملک پر چہایا ہوا تہا کہ لوگ اگر کوئی اچہا کام بہی کرتے
تہے تو دیکہہ لیتے تہے کہ کہیں **المنصور** کے خلاف طبع نہ ہو ۔ ملازمین سلطنت کی کیا مجال
تہی کہ ان سے کسی قسم کی بے ضابطگی عمداً یا سہواً سرزد ہو جاتی ۔ سب سے زیادہ اس کو
اپنی فوج کی آراستگی کا خیال تہا ۔ ادنیٰ سے ادنیٰ خلاف ورزی کی پاداش میں اہل فوج
کو نہایت ہی سنگین سزائیں بلکہ اکثر سزائے قتل دیجاتی تہی **المنصور** کے زمانہ میں
فوج کی تعداد چہہ لاکہہ سے زیادہ تہی ۔ ایک روز یہ اپنی فوج کا معائنہ کر رہا تہا اور
رسالے اور پلٹنیں نہایت ہی باقاعدہ اور باترتیب بالکل خاموش اس کے سامنے
سے گزر رہی تہیں ۔ اس کا حکم تہا کہ ایسے موقعوں پر گہوڑے کی آواز بہی کان تک نہ پہونچے
اتفاقاً کسی سپاہی کی تلوار کی جہلک نظر آئی ۔ اس بدقسمت نے خلاف قاعدہ بلا اجازت

اپنے افسر کے تلوار میان سے نکال لی ہتی المنصور نے اوس کو اپنے سامنے طلب کیا اور صرف اتنی سی غفلت پر اوس کے قتل کا حکم دیا

المنصور کو تعمیر مکانات کا بہت شوق تہا۔ چنانچہ اس کے زمانہ حکومت مین جو عمارتین بنائی گئی تہین وہ بہی کچہہ کم مشہور نہین ہین۔ مسجد قرطبہ کو جس کی نسبت ہم بہت کچہہ تحریر کر چکے ہین اس کے زمانے مین وسعت دی گئی اور دار الخلافہ سے کچہہ فاصلے پر ۳۶۸ھ مین قلعہ الزاہرہ تعمیر کیا گیا جو رفتہ رفتہ اس کے زمانہ عروج مین ایک خاصہ شہر بن گیا تہا۔ عمدہ اور نفیس مکانات جن کے سنہرے گنبد مثل آفتاب منور تہے اور پر فضا سیر گاہون اور خوشنما بازارون سے مزین تہا دریائے وادی الکبیر پر ایک پل ایک لاکہہ چالیس ہزار دینار سرخ کے صرف سے ۳۷۹ھ مین تعمیر کیا گیا تہا علاوہ ان کے اور بہت سی عمارتین اور پل اندلس اور افریقیہ مین اس کے زمانے مین تیار ہوئے۔ المنصور اپنے عقائد مذہبی کا بہت پابند اور مشہور ہے کہ قرآن بہی اپنے ہاتہہ سے لکہا کرتا تہا جس وقت یہہ اپنی آخری جنگ سے لیون کو فتح کر کے واپس ہو رہا تہا شہر سالم مین ماہ رمضان ۳۹۲ھ مطابق ۱۰۰۲ء مین اس نے انتقال کیا

جب المنصور کے انتقال کی خبر عام طور پر معلوم ہوئی تو صرف اوس کے مخالفین ہی کو نہین بلکہ تمام رعایا کو ایک طرح کی خوشی حاصل ہوئی اور یہ خیال ہوا کہ اب ہمارا خلیفہ

بذات خود اپنی سلطنت کے نظم ونسق کی طرف متوجہ ہوگا سب سے زیادہ آثار مسرت کے اہل قرطبہ کے بشرون سے ظاہر تھے اور قصر الزہرا کے باہران کے نعرہائے شادمانی سے تمام دار الخلافہ گونج رہا تھا۔ اعلی اور ادنی کا یہی خیال تھا کہ اپنے جابر وزیر کے مرنے سے خلیفہ بہی بہت خوش ہوگا لیکن اس زمانہ دراز کی بیکاری نے ہشام کو اس قدر آرام طلب اور عیش پسند کردیا تھا کہ جب اس کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو بجائے خوشی کے آثار رنج وفکر کے اس کے چہرے سے نمودار ہوئے اور عبد الملک بن المنصور کے آنے تک یہ بالکل ساکت رہا جب عبد الملک مدینہ سالم سے اپنے باپ کو دفن کرکے قرطبہ آیا ہشام نے اپنے ہاتھ سے اس کو خلعت پہنایا اور المنصور کی جگہ اس کو اپنا حاجب مقرر کیا۔ اس تقرر سے لوگون کو تعجب ہی نہین بلکہ ازحد افسوس ہوا اور سب بیدل ومایوس ہوکر اپنے اپنے گھرون مین بیٹھ رہے خلیفہ کی یہ حالت دیکھ کر عبد الملک نے اپنے باپ کی روش پر چلنا شروع کیا اور بلاخوف وخطر جو چاہا کرنے لگا۔

عبد الملک بن المنصور نے عنان حکومت کو ہاتھ مین لیتے ہی سنہ ۳۹۲ھ مین بغرض تالیف قلوب المعزبن زیری بن عطیہ کو اوس کے حسب استدعا بذریعہ فرمان شاہی مغرب الاقصیٰ کا مستقل حاکم مقرر کیا۔ اور مثل اپنے باپ کے

ہر سال عیسائیون پر فوج کشی کرتا رہا۔ اس نے اپنے زمانہ حکومت مین آٹھہ بار ان لوگون پر فوج کشی کی اور ہر بار کامیاب رہا سنہ ۳۹۴ ہم سنہ ۱۰۰۴ع مین بادشاہ جلیقیہ کو شکست عظیم دیکر اوس کے پای تخت لیون کو تاراج کیا جس کے صلہ مین سلطان نے اس کو **سیف الدولہ** اور **المظفر** کا خطاب عطا فرمایا **عبد الملک** نے تقریباً نو سال کی حکومت کے بعد ماہ محرم سنہ ۳۹۹ ہم سنہ ۱۰۰۸ع مین انتقال کیا۔

عبد الملک کے بعد اس کا بہائی **عبد الرحمن بن المنصور** حاجب مقرر ہوا اور خلیفہ کو ایک مضغۂ گوشت سمجھکر مثل اپنے باپ اور بہائی کے بلا مزاحمت حکومت کرتا رہا۔ ان واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ **المنصور** نے اپنے زمانہ حکومت مین نہ صرف بادشاہ کو قید کر رکھا بلکہ امرائے عرب کی قوت کو اس قدر توڑا تہا کہ ایک زمانہ دراز تک یہ لوگ اس کے خاندان کا مقابلہ نہ کر سکے **عبد الرحمن** نے اپنے تقرر کے چند ہی روز بعد **المامون** یا جیسا کہ بعض لوگ بیان کرتے ہین **الناصر لدین اللہ** کا لقب اختیار کیا اور تمام لوازمات اور اقتدارات شاہی کو کام مین لانے لگا **المنصور** نے گو فی الحقیقت بادشاہی کی تہی لیکن ہمیشہ اپنے کو **ہشام** کا وزیر ظاہر اور احکام و فرمان شاہی خلیفہ ہی کے نام سے جاری اور نافذ کرتا تہا لیکن **عبد الرحمن** نے اس ظاہری تابعداری اور خیر خواہی کو بہی بالائے طاق رکہا اور

حکم اور فرمان بہی اپنے ہی نام سے جاری کرنے لگا۔ موجودہ امرائی دربار چونکہ
سب اسی خاندان کے ساختہ و پرداختہ تہے ہر حالت مین اسی کے
طرفدار و معاون بنے رہے علاوہ برین عامہ خلائق بہی اب اس طرز حکومت
کی عادی ہوگئی تہی کسی نے ان باتون پر اعتراض نہین کیا **عبدالرحمن**
نے جب یہ حالت دیکہی جس کی اس کو خود امید نہ تہی اس نے **ہشام** پر اور زیادہ
زور اور دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ چونکہ یہہ تباہی اور ذلت **ہشام** کو خود اپنے ہاتہون نصیب
ہوئی تہی اب اس مین کہان اتنی قدرت تہی کہ اپنے زبردست وزیر کے احکام
کو منسوخ یا اون پر اعتراض کرے۔ رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ **عبدالرحمن** کے
دل مین تاج اور تخت کی ہوس پیدا ہوئی اور اس نے ایک فرمان **ابوحفص ابن برد**
سے تیار کرا کر اوس کی ایک نقل خود سلطان سے جبراً کرائی اور اس حکم سلطانی کا اعلان
تمام ممالک محروسہ مین کیا گیا۔ یہ فرمان جو کہ ایک معاہدہ کی شکل مین تہا حسب ذیل ہے
امیر المومنین **ہشام المؤید باللہ** بہ ثبت دستخط خاص اپنی عزیز رعایا سے بحلف
یہہ وعدہ کرتا ہے کہ جو کچہہ کہ اس فرمان مین درج ہے اوس کی پوری پوری پابندی
کریگا بعد بہت بہت غور اور تامل اور اون عنایات اور بخششہای ایزدی کو پیش نظر رکہکر جو
خدائی تعالی نے بمقتضای کرم اور فضل خلیفہ **ہشام** بن خلیفہ **الحکم المستنصر باللہ** بن

خلیفہ عبدالرحمن الناصر لدین اللہ کو عطا فرمائی ہین اور اوس کو عامہ خلائق
کا امام اور امیر المومنین گردانا ہے یہہ خوف عظیم امیر المومنین کے دل مین پیدا ہوا کہ اگر
مین اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے مین قاصر رہا اور اپنی عزیز رعایا اور ملک کا جن کو خدا تعالے
نے بطور ودیعت میرے سپرد کیا ہے بغیر معقول انتظام کیے بے یار اور مددگار
او ربغیر ایسے سرپرست کے سپرد کیے جو سچّا خیر خواہ ملک و رعایا کا ہو اس جہان فانی سے
کوچ کر گیا اوس وقت منتقم حقیقی کو کیا جواب دیا جائے گا پس خلیفہ نے مصمم قصد کر لیا ہے
کہ خاندان قریش یا اون عربون مین سے جنھون نے اس ملک کو اپنا وطن گردانا ہے
کسی ایسے شخص کو اپنا جانشین اور وارث ملک اور قوم کا نگہبان مقرر کرون جو قوم کا
سچّا ہمدرد اور دلی بہی خواہ ہو اور جو سچے عقائد کے ساتھہ اپنے مذہب کا پورا
پابند ہو جس کا آئینہ قلب زنگ خود غرضی اور خود ستائی اور مردم آزاری کی ضلالت سے
صاف اور روشن ہو۔ جو معدلت گستری اور رعایا پروری اور راست بازی مین مشہور
عالم ہو۔ غرض وہ ایسا آدمی ہو جو ہمیشہ اپنے خدا اور رسول سے ڈرتا رہے اور اون کے
احکام سے سرمو انحراف نہ کرے اور جس سے خدا و رسول اور عامہ خلائق خوش
رہین ۔ بعد جستجوی بسیار امیر المومنین نے ایک ایسے شخص کا انتخاب کیا ہے جو ان تمام
جوہرون سے آراستہ اور تمام صفات سے پیراستہ ہے جس کا نام المطرف عبدالرحمن

بن المنصور ابن محمد ابن ابی عامر ہے یہ شخص ایک خاندان عالی شان کا
رکن اعظم ہے اور بلحاظ لیاقت اور متانت اور سنجیدگی اور دیگر صفات حمیدہ اور
خصائل ستودہ اس قابل ہے کہ میرے بعد خلافت اندلس کو انجام دے
اس کا نادر العصر اور اس مین ان تمام باتون کا جمع ہونا جو کہ بادشاہون مین لازمی
اور ضروری ہین جن کے باعث اوس کو اپنے ہمعصرون پر ہر طرح فوق حاصل ہے
کوئی تعجب خیز امر نہین۔ اس لیئے کہ یہہ شخص المنصور کا بیٹا اور المظفر کا بہائی
ہے۔ ایک دوسری نہایت اہم وجہ اسی شخص کو منتخب اور دوسرون پر ترجیح
دینے کی یہ ہوئی کہ جب امیر المومنین نے علم نجوم سے کام لیا تو معلوم ہوا کہ خلیفہ کے
بعد ایک شخص بنی قحطان سے تخت خلافت کو زینت دیگا جسکی تصدیق عبداللہ ابن
عمرو ابن العاص اور ابو ہریرہ کی اس تحریر سے ہوتی ہے کہ ایک روز
رسولخدا صلعم نے فرمایا تہا کہ ایک وقت وہ آنے والا ہے کہ بنی قحطان کا ایک
شخص آدمیون کو اپنے سامنے لکڑی سے ہنکائے گا۔ چونکہ اس آدمی مین تمام
خوبیان جس سے انسان بنتا ہے موجود ہین اور چونکہ کوئی اس کا ہمسر
نظر نہین آتا لامحالہ یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ وہی آدمی ہے۔ پس امیر المومنین اپنی خاص
خواہش اور رغبت سے بلا جبر و اکراہ اور گواہون کے سامنے خدا اور رسول اور

چار خلفاء راشدین کو اپنے اس فعل کا گواہ گردانکر اپنے زمانہ زندگی مین **المامون عبد الرحمن بن المنصور** کو سلطنت کا انتظام سپرد کرتا ہے اور بعد اس کے انتقال کے یہی تخت وتاج کا وارث ہوگا **المامون عبد الرحمن بن المنصور** جو اس وقت حاضر ہے اس کو قبول کر کے وعدہ کرتا ہے کہ اپنے کار مفوضہ کے انجام دینے مین ہمہ تن مصروف رہے گا"[1]

یہہ فرمان جس کو سند ولی عہدی کہنا چاہیے ماہ ربیع الاول **۳۹۹ھ** مطابق **۱۰۰۸ء** مین دربار عام مین بہ حاضری وزرائی سلطنت اور اعیان دولت وغیرہم پڑہا گیا اور حاضرین دربار کی اس پر دستخطین لیگیئن اوسی روز سے **عبد الرحمن** ولیعہد مشہور ہوا

الغرض جب **عبد الرحمن** کی امیدین پوری ہوئین اور اس کی ولیعہدی کا اعلان مسجد **قرطبہ** کے ممبر سے کیا گیا تو اس نے نہایت اطمینان اور استقلال کے ساتہہ اپنے خیالات کے موافق سلطنت کا انتظام شروع کیا لیکن ابہی اس کا ستارہ اقبال اپنے کمال عروج تک پہونچا تہا کہ اس کے ساتہہ ہی آثار انحطاط اور بداقبالی کے نمودار ہونے لگے جس کا آخر نتیجہ یہہ ہوا کہ اس کی تباہی کے ساتہہ اس کا خاندان بہی برباد ہوا وہ امرائی عرب جو ابتک اس شہاب ثاقب کی تیز رفتاری اور غیر معمولی روشنی سے متحیر اور بے حس وحرکت ایک سکتے کے عالم مین پڑے تہے

[1] المقری

ایک دفعہ چونکے تو دیکھا کہ ایک شخص جس کا باپ ان کی خوشامد اور کفش برداری کو
اپنا کمال فخر سمجھتا تہا اس کے دل مین اب اس عظیم الشان سلطنت کے تاج و تخت
کی آرزو پیدا ہوئی بلکہ اس نے ایک حد تک کامیابی بہی حاصل کر لی ہے یہ عجیب و
غریب تماشا دیکھکر بنی امیہ اور قریشیون نے اس کی مخالفت شروع کی۔ ان کی خوبی
بخت سے چند ہی روز مین اون کو عمدہ موقع اس کے مقابلہ کا ملا یعنی عبد الرحمن نے
اپنے تئین اس ملک کا مستقل حاکم جان کر ظلم و زیادتی شروع کر دی اور رعایا کو جو اس وقت
تک اگر کسی کی طرفدار نہ تہی تو مخالف بہی نہ تہی اس کی زیادتیون سے بددل ہونے لگی
اسی اثناء مین عبد الرحمن نے مثل اپنے باپ کے عیسائیون سے جنگ کا قصد
کیا اور فوج لیکر بذات خود قرطبہ سے جلیقیہ کی طرف روانہ ہوا۔ امرای عرب نے
رعایا کو مختلف تدبیرون سے اس جدید انتظام سے ناخوش اور برداشتہ خاطر کر ہی دیا تہا
اس کی عدم موجودگی مین افسر فوج کو جس کے سپرد عبد الرحمن نے دار الخلافہ کا
انتظام کیا تہا قتل کر ڈالا اور خلیفہ کو معزول کر کے خلیفہ عبد الرحمن الناصر لدین اللہ
کے دوسرے بچون مین سے محمد بن ہشام بن عبد الجبار کو ہشام کی جگہہ تخت
خلافت پر بٹہا دیا اور قلعہ الزاہرہ کو بہی منہدم کر ڈالا۔

باب ہشتم

طوایف الملوکی ۔ محمد ابن عبدالجبار المہدی ۔ سلیمان ۔ سلطان ہشام کا دوبارہ تخت پر بیٹھنا ۔ اہل بربر کی بغاوت ۔ قتل عام ۔ خلیفہ ہشام کا قتل ۔

محمد المہدی باللہ کے مختصر حالات یہ ہین کہ اس کے باپ ہشام ابن عبدالجبار نے عبدالملک ابن المنصور کے زمانہ حکومت مین تخت پر بیٹھنے کی کوشش کی تہی لیکن بہت جلد عبدالملک کو اس کے ارادے کی اطلاع ہوگئی اور اوس نے ۳۹۷ھ مطابق ۱۰۰۶ء مین اس کو قتل کر ڈالا ۔ اوس کے قتل کے بعد محمد ابن ہشام کا جو کہ ایک صاحب ہمت و جرأت آدمی تہا یہ قصد ہوا کہ اپنے باپ کے شروع کیئے ہوئے کام کی تکمیل کرے لیکن عبدالملک کی ہوشیاری اور حسن انتظام نے اس کو اوس قصد سے باز رکہا ۔ جب عبدالرحمن اپنے بہائی کی جگہہ وزیر مقرر ہوا اور ہیجر خلیفہ کو معطل کر کے اپنی ولیعہدی کا اعلان کیا ۔ محمد ابن ہشام نے عامہ خلائق کو اس بات سے بے انتہا ناراض اور

عبدالرحمن کی عدم موجودگی مین میدان خالی پاکر اس کے خلاف مین سازش شروع کردی حسن ابن یحییٰ اور ایک شخص مطرف نامی نے اس سازش مین اس کو بہت کچھ مدد دی علاوہ اس کے اس نے اپنے گرد بہت سے بدمعاشون اور ایسے جرایم پیشہ لوگون کو جو محض اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنی جان عزیز دینے پر آمادہ اور تیار تھے فراہم کرلیا۔

عبدالرحمن نے قرطبہ چھوڑنے کے قبل خزانہ کی تنقیح کی اور احمد ابن حزم اور عبداللہ ابن عمر کو جن کی خیرخواہی اور ہوشیاری پر اس کو پورا بھروسہ تھا دارالخلافہ کا حاکم مقرر کیا چونکہ اس کو پورے طور پر یقین ہوگیا تھا کہ اب میرے مقابلہ مین کوئی شخص سر شورش نہین اوٹھا سکتا لہذا دارالخلافہ مین زیادہ فوج چھوڑنے کی چندان ضرورت نہ سمجھی اس سہل انکاری کا یہہ ثمر ملا کہ اس کے جاتے ہی اس کے مخالفین درپے اس کی بربادی کے ہوگئے محمد ابن ہشام ابن عبدالجبار کے لوگون مین سے کسی کی غلطی سے قبل ازوقت تمام شہر مین یہہ افواہ پھیلی کہ ایک زبردست شخص ابن ابی عامر سے عنقریب حکومت چھینا چاہتا ہے ابن عمر نے جب اس خبر وحشت اثر کو سنا تو فوراً شہر مین اس گمنام شخص کے گرفتار کرنے کی غرض سے جاسوس مقرر اور مشتبہ اشخاص کی نگرانی کے لیے سخت احکام جاری کیے۔ اس

غلطی کا نتیجہ یہہ ہوا کہ چند روز تک باغیون کو اپنا کام ملتوی کرنا پڑا لیکن تہوڑے روز
بعد موقع پاکر بتاریخ ۱۵ جمادی الاخری روز دوشنبہ ۳۹۹ھ مطابق ۱۰۰۹ء محمد
ابن عبد الجبار نے اپنے ہمرازون مین سے تیس آدمیون کو جن کی جرأت اور
خیرخواہی پر اس کو پورا اطمینان تہا یہہ حکم دیا کہ یہ پُل کے دروازہ سے قرطبہ مین
داخل ہون اور فصیل پر جہان شام کو لوگ بطور سیر و تفریح جمع ہوا کرتے ہین مثل تماشائیون کے
کہڑے ہون اور حکم کے منتظر رہین۔ ان کی روانگی کے بعد محمد ابن عبد الجبار
خود ایک خچر پر سوار ہوا اور تنہا اوس دروازہ پر آیا جس کی فصیل پر یہ لوگ حکم کے منتظر
کہڑے تہے۔ جب یہ قریب پہونچا اس کے ساتہی جو اندر پوشیدہ موجود تہے اونہون
نے دروازہ کہول دیا اور دربان وغیرہ جو ان کے سد راہ ہوئے اون کو قتل کرتے
ہوئے ابن عمر کے مکان پر حملہ آور ہوئے۔ اوس وقت ابن عمر دو عورتون کے
ساتہہ میکشی مین مشغول تہا محمد ابن عبد الجبار خود خوابگاہ مین گہس آیا اور ابن عمر کو
اپنے ہاتہہ سے قتل کیا۔ اس عرصہ مین اس کے تمام رفقا جمع ہوگئے اون کے
ساتہہ محمد ابن عبد الجبار قصر شاہی کی طرف آیا۔ یہان حاکم شہر کے قتل کی پہلی ہی
خبر پہونچ چکی تہی دروازے قصر کے بند کرکے ہر جگہہ فوج متعین کردی گئی تہی باغیون کی
تعداد بمقابلہ فوج شاہی کہین زیادہ تہی باب السباع اور باب الجنا کی دیوار

کو توڑتے اور فوج کو شکست دیتے ہوئے قصر مین داخل ہو گئے محمد ابن عبدالجبار
بہی اسیوقت باب السدۃ کی طرف سے ان کی مدد کے لیئے پہونچا باوجودیکہ قلعہ الزاہرہ[1] مین
اعلی اعہدہ دار اور افسران فوج مثل ابو عمر ابن خرم اور عبداللہ ابن سلامہ
وغیرہم مع فوج موجود تہے اور ان کو اوس ہی روز عصر کے وقت تک اس بغاوت
کی اطلاع ہو گئی تہی لیکن مثل سابق اس کو محض ایک افواہ سمجھی۔ ان کو اس بغاوت
کا اوس وقت یقین ہوا کہ جب المہدی نے قصر شاہی پر قبضہ کر لیا۔ با این ہمہ
دفع بغاوت کی تدبیر نہ کی اور صرف قلعہ کے دروازے بند کر کے رات بہر مسلح
یورش کی انتظاری مین بیٹھے رہے۔ قرطبہ مین جب خلیفہ ہشام کو المہدی
کے قصر مین گہس آنے کی خبر ہوئی تو اس نے کہلا بہیجا کہ اگر تو میری ہلاکت سے
درگزرے تو مین سلطنت سے دست بردار ہو جاتا ہون المہدی نے جواب دیا
کہ خدا میری نیت سے واقف ہے کہ مین اپنے خاندان کا دشمن نہین اور نہ مین
اپنے رشتہ دارون مین سے کسی کے قتل کا قصد رکہتا ہون ہشام اگر اس ملک
کی حکومت سے کنارہ کش ہو تو مین اوس کے ساتہہ وہی برتاؤ کرونگا جو اوس کے
لائق اور سزاوار ہوگا۔ اس کے بعد اس نے علماء اور امراء اور رعایا کے سر برآوردہ
لوگون کو جمع کیا اور ایک فرمان تیار کرایا جس کا مضمون یہ تہا کہ ہشام سلطنت سے

[1] اس قلعہ کو بالس بہی کہتے ہین۔

دست بردار اور محمد ابن ہشام ابن الجبار المہدی اوس کی جگہہ تخت نشین ہوا۔ اس دستاویز پر تمام حاضرین دربار نے اپنے دستخط کیئے۔

بروز چہارشنبہ علی الصباح سلطان محمد اول المہدی نے مستقل طور پر دارالخلافہ کا انتظام شروع کیا۔ اس نے سب سے پہلے اپنے ایک چچازاد بہائی محمد ابن المغیرہ کو حاجب اور دوسرے امیہ ابن الحاف کو صاحب المدینۃ یعنی حاکم قرطبہ مقرر کیا اور ان دونون کو حکم دیا کہ فوراً جدید فوج کی بہرتی بلالحاظ قوم اور پیشہ شروع کردی جائے۔ اس کی فیاضی کی خبر سن کر اتنے لوگ بخواہش دلی جمع ہوے کہ قلیل عرصہ مین عمدہ فوج تیار ہوگئی۔ اس انتظام سے بعد المہدی نے اپنے حاجب کو الزاہرہ کی تسخیر کا حکم دیا۔ مگر دارالخلافہ پر قبضہ کر لینے کے بعد اہل الیس ایسے مایوس و پست ہمت ہوئے کہ بغیر لڑے دروازے فوراً کہول دیئے۔ محمد ابن المغیرہ قلعہ مین داخل ہوا باوجودیکہ وہان کی رعایا نے کسی قسم کی مخالفت نہین کی تہی تاہم چند روز تک لوٹ مار کا بازار گرم رہا۔ عامہ خلائق اور شاہی مکانات اور امراء کے باغ وغیرہ سے نہ صرف مال ومتاع ہی لیا بلکہ مکانات کو اس قدر شکستہ و برباد کیا کہ یہ قلعہ چند ہی روز مین خرابہ ہوگیا مگر المغیرہ[1] نے اس غارتگری اور تباہی پر

---

[1] المقری رقمطراز ہے کہ اس لوٹ سے سترہ لاکہہ دینار اور اکیس لاکہہ دینار خاص حاجب محمد بن المغیرہ کے حصہ مین آیا تہا۔

بہی اکتفا نہ کیا اور بتاریخ ۱۹ رجادی الآخر ۳۹۹ سنہ قلعہ مین آگ لگا کر اوس کو بالکل
نیست ونابود کر دیا اوسی روز محمد المہدی جشن شاہانہ کے ساتھہ تخت خلافت
پر متمکن ہوا اور مسجد قرطبہ مین اس کے نام کا خطبہ پڑہا گیا اور اوس خطبہ مین
عبد الرحمن بن المنصور کی بہت کچہہ مذمت کی گئی۔ ختم خطبہ کے بعد عامہ
خلایق کی اطلاع کے واسطے ایک فرمان جو مشتمل بایں مضمون تہا کہ بجای ہشام
المہدی فرمان روای اندلس ہوا صادر ہوا اور ہشام کی نسبت جو محل کے
ایک حصّہ مین قید تہا مصلحتاً یہہ مشہور کیا کہ خلیفہ فوت ہو گیا۔ بتاریخ ۲۵ رجادی الآخر
۳۹۹ سنہ مطابق ۱۰۰۹ سنہ ء المہدی نے مسجد قرطبہ مین بذات خود جا کر عامہ خلایق
کے ساتھہ نماز پڑہی اس کے بعد امام نے ممبر پر کہڑے ہو کر حاضرین سے باآواز
بلند کہا کہ امیر المومنین کا یہ حکم ہے کہ میری عزیز رعایا مجہکو عبد الرحمن اور اوس کے
ساتہیون کے استیصال مین مدد دے۔ اس حکم کے مشہور ہوتے ہی دور دور
سے لوگ جو عبد الرحمن کی طرز حکومت سے نالان تہے قرطبہ مین جمع ہوئے
اور فوج مین شریک کر لیئے گئے۔ اس نئی فوج کو حکم ہوا کہ قرطبہ کے باہر میدان
سرادق مین خلیفہ کے خیمے کے گرد اقامت پذیر ہو۔

ادہر دار الخلافہ مین یہ واقعات پیش تہے ادر اودہر عبد الرحمن ابن المنصور

ان معاملات سے بالکل بے خبر کمال اطمینان اور خوشی کے ساتھہ آگے بڑہتا چلا جاتا لیکن جب یہ مع فوج شہر طلیطلہ مین داخل ہوا تو اس کو یہہ خبر وحشت اثر پہونچی کہ قرطبہ پر مخالفین کا قبضہ ہو گیا ہے فوج اور ملازمین بلکہ اس کے تمام رفقا جن پر اس کو کمال اطمینان اور بہروسہ تہا باغیون کے شریک ہو گئے ہین اور روز بروز المہدی کی قوت اور حکومت بڑہتی جاتی ہے۔ یہہ فوراً طلیطلہ سے قلعات واپس آیا اور فوج اور جو عہدہ دار اس کے ساتہہ تہے ان سب سے خیر خواہی کا عہد مواثیق لینا چاہا لیکن فوج نے حلف اوٹہانے سے قطعی انکار کیا اور صاف جواب دیا کہ ہم ایک بار حلفاً اقرار کر چکے ہین وہی کافی ہے اس جواب سے شنشول[1] نہایت حیران اور خوفناک ہوا کہ شاید بغاوت کا اثر یہان تک پہونچ گیا ہے چنانچہ جب اس نے محمد ابن یعلی الزناتی کو جو ان منکرون مین شریک تہا بلا کر یہہ سوال کیا کہ تیرے اور میرے عہدہ اور وقعت مین کوئی فرق مابہ الامتیاز ہے یا نہین اس امیر نے جواب دیا کہ مین صرف یہ کہہ سکتا ہون کہ میرے علاوہ اس فوج مین کوئی شخص تجہکو ایسا نہ ملے گا جو تیرے حکم سے یا تیرے بچاؤ کے لیئے اپنی تلوار کو میان سے کہینچے عبد الرحمن نے پہر پوچہا کہ تیرے پاس اس فوج کے منحرف ہو جانے کا کیا ثبوت ہے اس نے جواب دیا کہ تو اپنے باورچیون اور خیر خواہون کو

[1] شنشول سے اشارہ عبد الرحمن کی طرف ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ حاجب کو شنشول بہی کہا کرتے تہے۔

یہ حکم دے کہ یہ لوگ طلیطلہ روانہ ہون خود معلوم ہوجائے گا کہ اس فوج مین سے
کون تیرا ساتھہ دینے پر آمادہ ہے۔ یہ سن کر شنلشول نہایت برداشتہ خاطر
ہوا اور حالت غضب مین کہا کہ تیرے بیان کی تصدیق ابھی ہوجاتی ہے اوس وقت
عبدالرحمٰن کے ہمراہ ایک عیسائی حاکم ابن عوس بھی موجود تھا اس نے
عبدالرحمٰن کو اس حالت پریشانی مین دیکھکر صلاح دی کہ مناسب وقت یہی ہے
کہ تو میرے ملک کو چلا چل بعد درستی لشکر مین بھی تیرا ساتھہ دینے پر ہمہ تن آمادہ
ہون۔ چونکہ عبدالرحمٰن کے تنزل کا زمانہ آگیا تھا اس عیسائی کی نیک ہدایت
کو نامنظور کیا اور کہا کہ مین قرطبہ ضرور جاؤن گا اور مجھکو قطعی امید ہے کہ جب لوگ
مجھکو دارالخلافہ کے قریب دیکھین گے تو یقیناً میری مدد کے لیئے آمادہ ہوجاینگے
ابن عوس نے باردیگر باصرار تمام اوس کو اس ارادے سے باز رکھنا چاہا
اور کہا کہ ایک امید موہوم پر اپنی جان کھونا عقلمندی اور دانشوری سے بعید ہے۔
بخدا کہتا ہون کہ اقبال نے تجھہ سے اپنا منہہ پھیر لیا اور فوج تجھکو صاف جواب دیچکی
ہے۔ جب اس عیسائی نے دیکھا کہ شنلشول اپنی تباہی اور ہلاکت پر بالکل آمادہ ہے
مجبوراً کہا کہ بہتر ہے کہ جو امر تجھکو مناسب معلوم ہو اوس پر عمل کر مین تیرا ساتھہ کسی حالت
مین نہ چھوڑون گا حالانکہ مین یہ خوب جانتا ہون کہ جو طرز کہ تو اختیار کرنا چاہتا ہے وہ ہم دونکو

تباہ کریگا۔ مگر عبدالرحمن اپنے ارادہ پر قایم رہا اور مع ابن عومس قرطبہ کی طرف کوچ کیا باوجودیکہ اس کو اثنا ئی راہ مین یہ خبر پہونچتی گئی کہ دور دور سے لوگ بخوشی تمام آکر المہدی کی فوج مین شریک ہو رہے ہین عبدالرحمن اوسی طرح بڑہتا چلا گیا اور بتاریخ ۲۹ رجمادی الاخری ۳۹۹ھ اس نے قرطبہ کے قریب مقام کیا اوسی رات کو بربری فوج جو پہلے سے منحرف تہی المہدی کی فوج مین جاکر شریک اور صبح تک باقی ماندہ فوج بہی بلا اطلاع قرطبہ کی طرف روانہ ہوگئی صرف اس کے چند خانگی ملازم اور ابن عومس مع اپنی فوج کے رہ گئے اس عیسائی نے عبدالرحمن کی تباہ حالت دیکہکر اس کو بہر سمجہایا کہ اس آفت عظیم سے بچنے کے لیئے جو قلیل وقت باقی رہ گیا ہے اس کو غنیمت سمجہہ اور اپنی بربادی کے قبل بہاگ چل لیکن شنشول نے پہر وہی جوابدیا کہ مین ضرور قرطبہ جاؤن گا ہان قبل روانگی مین اپنے قاضی کو بہیجکر وہان آنے کی اجازت منگوالیتا ہون لیکن اس احتیاط سے بہی اس نے قطع نظر کی اور وہان سے چل کر بتاریخ ۳ رجب روز چہار شنبہ دیر شنوس[1] مین مقام کیا۔ اسی اثنا مین محمد المہدی کو عبدالرحمن کے آنے اور اس کی فوج کی بغاوت کی اطلاع پہونچی اس نے محمد ابن المغیرہ کو دو سو سوار دیکر اسکی گرفتاری کے لیئے بہیجا۔ حاجب نے دیر شنوس کے قریب ایک افسر ابن ذری نامی

[1] یہ ایک نہایت مستحکم عیسائیون کا معبد تہا۔

کو ایک رسالے کے ساتھہ آگے جانے کا حکم دیا ابن ذرّی نہایت احتیاط اور ہوشیاری سے بروز جمعہ علی الصباح دیر شوس کے سامنے نمودار ہوا عبدالرحمٰن نے فصیل پہ سے ذری کے آنے کی وجہ دریافت کی اور کہا کہ میں المہدی کی فرمانبرداری کے لیئے ہمہ تن موجود ہون یہ کہکراس نے گرجا کے دروازے کہول دینے کا حکم دیا اور خود مع ابنؔ عومس اور عیسائی افسرون کے ابن ذری کے ساتھہ ہو گیا اوسی روز بعد ظہر ابن المغیرہ بہی وہان آیا اوران سب کو ساتھہ لے کر قرطبہ کی طرف روانہ ہوا۔

ایک زمانہ وہ تہا کہ عبدالرحمن نے تخت خلافت کا دعوی کیا تہا اور ان قدیم امرائی عرب کو جن کو اپنی نسل اور خاندان پہ کمال فخر تہا اپنے ملازمین خانگی سے بہی بدتر سمجہتا تہا اور اب یہ زمانہ ہے کہ محض اپنی جان کے خوف سی عبدالرحمن نے حاجب کی صرف تعظیم ہی نہین کی بلکہ اس کے گہوڑے کے سمون اور ٹہون کو بوسہ دیا ابن عومس سرنگون بالکل خاموش ایک طرف کہڑا ہوا اس انقلاب عظیم کا تماشا دیکہتا رہا۔ دوسرے روز جب یہ لوگ اپنی قیامگاہ سے روانہ ہونے لگے تو قبل از روانگی حاجب کے حکم سے عبدالرحمٰن کی مشکین خوب مضبوط باندہی گئین

لہ ایک نہایت مستحکم عیسائیون کا معابد تہا۔

کچھ دور تو یہ بمشکل تمام چلا لیکن جب اس تکلیف کے برداشت کرنے کی قوت نہ رہی
تو اس نے نہایت ہی عجز و انکسار سے اپنی رہائی کی استدعا کی ابن المغیرہ کو
بھی اس کے حال زار پر رحم آیا اور اس کی مشکیں کھول دینے کی اجازت دی
لیکن عبدالرحمٰن کی بدبختی اور کوتہ اندیشی کو دیکھنا چاہیئے کہ جب دیر شوس کی
بلندی اور مستحکم دیوارین اس کو اپنی آغوش پناہ مین لیئے ہوئے تھین اس نے اپنے
بچانے کی مطلقاً فکر نہ کی بلکہ برضا و رغبت خود اپنے کو دشمنون کے حوالے کر دیا اور
جبکہ یہ ان لوگون کے قبضے مین پوری طرح آچکا اس نے صرف اپنے ہاتھون کو رہا
پاکر ایک چھری سے جو اس کے کپڑون مین پوشیدہ تھی ایک سپاہی پر جو اس کے
قریب کھڑا تھا حملہ کیا مگر قبل اس کے کہ یہ کسی کو ضرر پہونچائے محمد ابن المغیرہ نے
آگے بڑھکر اس کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور اسی طرح ابن عومس کو راہ عدم دکھاکر
ان دونون کے سر اور عبدالرحمٰن کی لاش قرطبہ لایا یہان عبدالرحمٰن کا سر
باب السدۃ پر لٹکایا گیا اور اس کی لاش کو دروازے کے سامنے ایک ستون پر
نصب کر دیا اور اس کی فوج کی خاص افسر الرسان نامی کو نعش کے قریب کھڑا کیا
اور اوس کو حکم دیا کہ باآواز بلند کہتا رہے کہ "شنشول المامون یہی ہے اس کے
اور میرے سرون پر خدای تعالی اپنا قہر نازل کرے"

عبد الرحمن ابن المنصور ماہ محرم ۳۹۹ ؁ہ مطابق ستمبر ۱۰۰۸ ؁ء مین خلیفہ
ہشام کا حاجب مقرر ہوا تھا اور ۳ ماہ رجب ۳۹۹ ؁ہ مطابق ۴ مارچ ۱۰۰۹ ؁ء مین
تقریباً سات مہینہ کی حکومت کے بعد قتل ہوا اس قلیل زمانہ مین جو عروج کہ اسکو
حاصل ہوا اوس کا ذکر ہم پہلے تحریر کر آتے ہین اس کے ذاتی حالات کی نسبت
صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ گو یہ شل اپنے باپ اور بھائی کے نہایت ہوشیار
اور تجربہ کار اور لایق بھی تھا لیکن المنصور اور عبد الملک مین عمدہ خصایل بھی
ایسے تھے کہ اون نمک حرامیون کو جو اونھون نے اپنے بادشاہ کے ساتھ کین تھین
ایک حد تک مٹا کر اون کو قوم وملت کا سچا خیر خواہ ظاہر کرتے ہین عبد الرحمن
ان عمدہ خصائل سے معرّا تھا۔ یہ اس قدر خود غرض تھا کہ اس کو سلطنت کی بربادی
اور بہبودی کی پروانہ تھی صرف اپنے ذاتی نفع سے غرض رکھتا تھا یہی سبب تھا
کہ فوج اور رعایا المنصور اور المظفر کو عزیز رکھتی تھی اور عبد الرحمن کے برتاؤ سے
ناراض ہو کر بالکل برگشتہ ہو گئی تھی۔ علاوہ اس کے سب لوگ اس کی زناکاری
اور شراب خواری اور فسق وفجور سے نہایت تنفر تھے ایک روز حسب اتفاق
اس کے سامنے مسجد قرطبہ مین موذن نے اذان دی تو اس نے کہا کہ اس
شخص کو یہ اذان دینی چاہیئے کہ یہان آ کر خدا سے انکار کرو چونکہ عبد الرحمن

لاولد تہا اور کوئی عزیز بہی اس کا موجود نہ تہا پس خاندان ابن عامر کا خاتمہ اس ہی پر ہوگیا
محمد المہدی کو عبدالرحمن بن المنصور و دیگر مخالفین کے استیصال کے
بعد بہی بغاوت سے نجات نہ ملی قوم بربر جس نے المنصور اور المظفر کو اس قدر
مدد دی اور جو ہمیشہ اون کے اور اون کے خاندان کے خیرخواہ تہے اب
عبدالرحمن کے طرز برتاؤ سے ناراض ہوکر محمد المہدی کے شریک ہوگئی تہے
باوجودیکہ عامہ خلائق اس قوم کے مظالم سے جان بلب ہوگئی تہی اور یہ خوب
جانتا تہا کہ اگر حسب خواہش رعایا اس ظلم و زیادتی کا فوراً انتقام نہ لیا گیا تو عام بلوہ
و فساد کا بڑا اندیشہ ہے مگر کچہہ ایسے واقعات چند در چند پیش تہے کہ المہدی کو
بمقابلہ رعایا اہل بربر کی طرفداری کرنی پڑی خلاف امید بادشاہ کو اپنے دشمنون کا
معاون پاکر رعایا ایسی برافروختہ خاطر ہوئی کہ خاص قرطبہ مین ایک ہنگامہ عظیم برپا
ہوگیا اور بربری افسرون کے مکانات ایک آن مین زمین دوز کردئے گئے۔
المہدی نے اہل بربر کے دباؤ اور خوف سے جو لوگ اس فساد کے بانی تہے
اون کے قتل کا حکم دیا اور جو لوگ راستون پر بربر امراد کی توہین کے مرتکب ہوتے
تہے اون کو بہی سخت سزائین دی گئین۔ ان واقعات سے المہدی کے ساتہہ
رعایا کا نفاق اور مخالفت دن بدن بڑہتی گئی اگرچہ المہدی بظاہر بربر کا شریک

معاون تہا لیکن باطناً ان کا مخالف اور ان کی قوت کے توڑنے کی فکر مین تہا
مگر اہل بربر کو اس کی طرز روش سے مخالفت کے آثار معلوم ہونے لگے جب
اوس نے پوشیدہ طور پر ان کا بندوبست کرنا چاہا تو اس قوم نے مخالفت کی خبر پا کر
ان سب سے فوراً باہم مشورہ کیا کہ **المہدی** کو فوراً تخت سے اوتار کر اس کے
رشتہ دار **ہشام بن سلیمان**[1] کو تخت پر بٹہانا چاہیئے۔ اس سازش کی اطلاع جس وقت
امرائی عرب کو ہوئی اونہون نے بہ مشارکت رعایا ان کو جبراً دار الخلافہ کے باہر
کر دیا اور **ہشام بن سلیمان** اور اس کے بہائی **ابوبکر** کو گرفتار کر کے **المہدی**
نے ان کو اپنے ہاتہہ سے قتل کیا۔ ان ہی کا ایک عزیز **سلیمان بن الحکم**
بہیس بدل کر بمشکل تمام **قرطبہ** کے باہر بربرون مین آملا۔ اہل بربر نے **سلیمان**
کو فوراً **المستعین باللہ** کے لقب کے ساتہہ اپنا بادشاہ بنایا اور چاہا کہ **قرطبہ** پر حملہ کرے
لیکن **سلیمان** نے اپنے مین حملہ کی قوت نہ پائی اور ان لوگون کو بمشکل راضی
کر کے **ثاغر** یعنی **طلیطلہ** کی سرحد پر لے آیا یہان اس نے **احمد ابن نصیب**
کو اپنا وزیر مقرر کیا اور **وادی الحجارۃ** پر حملہ کر کے اوس مقام کو اپنے قبضہ مین
لایا اس کے بعد **سلیمان** نے **واضح العامری** حاکم **مدینہ سالم** کو ترغیب دیکر

---

[1] ہشام کا سلسلہ خلیفہ عبد الرحمن ثالث سے ملتا ہے۔

اپنا معاون اور طرفدار بنانا چاہا مگر واضح نے عبد الرحمن کی قتل کی بعد ہی المہدی
کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا تہا سلیمان کے خوشامد آمیز الفاظ اور ترقی کے وعدونپر
بالکل التفات نہ کیا اور اپنے بچاؤ کا ہر طرح بندوبست کر لیا جب المہدی کو
خبر پہونچی کہ سلیمان اپنی فوج لیکر واضح پر حملہ کرنا چاہتا ہے اس نے فوراً
چند رسالہ اپنے غلام قیصر کے ساتہہ اوس کی امداد کے لیئے روانہ کیئے
ان دونون مخالف فوجون مین متعدد لڑائیان ہوئین اور ہربار المہدی کی فوج
کو شکست ملی مگر آخر جنگ مین دونون طرف بے انتہا مسلمان ایک دوسری کی
شمشیر خون آشام کے لقمہ ہوئے اور قیصر قتل ہوا واضح بمشکل تمام باقی ماندہ
فوج کے ساتہہ مدینۃ السالم مین قلعہ بند ہو گیا اور بربرون کو پئے درپے کی دہاؤن
اور شب خونون اور نایابی غلہ نے اس قدر پریشان کیا کہ صرف پندرہ ہی روز مین
ان پر فاقہ کشی کی نوبت پہونچی جو مقامات شاداب اس شہر کے اطراف واکناف
مین واقع تہے اون کو واضح نے بالقصد تباہ کر دیا تہا۔ الغرض جب سلیمان نے
دیکہا کہ رسد وغیرہ کا اگر فوراً کوئی انتظام نہ ہوا تو بربر شکستہ دل اور تاب فاقہ کشی نہ لاکر
منتشر و فرار ہو جائینگے اس نے اپنے فوجی افسرون سے مشورہ لیا اور بموجب
صوابدید اون کے دو آدمی بطور سفیر ابن مادویہ ایک عیسائی قومس کے پاس

نے بھیجے اور اوس سے درخواست کی کہ تم ہماری اور المہدی کی مصالحت
کرادو اور اگر المہدی صلح پر راضی نہ ہو تو پھر ہم اور تم دونون قرطبہ پر حملہ
کرین گے۔ جب سفارت ابن ماذویہ کے پاس پہونچی سفیرون نے دیکھا
کہ المہدی اور واضح کے قاصد بھی اس عیسائی کو اپنی مدد پر آمادہ کرنیکی
غرض سے آئے ہوئے ہین اور قریب ہے کہ اس کو بہت کچھہ طمع دیکر اپنا طرفدار
اور معاون بنالین۔ المہدی نے منجملہ دیگر وعدون کے یہ بھی کہلا بھیجا تھا کہ
بشرط کامیابی سرحدی قلعون پر تمہارا قبضہ کرادیا جائے گا۔ ادہر سلیمان کے
لوگون نے بھی ابن ماذویہ کے ہموار کرنے مین کوشش بلیغ کی۔ بالآخر
عیسائیون نے سلیمان کے شرائط کو منظور کرلیا اور بہت کچھہ سامان خوردونوش
مع ایک ہزار بیل اور گائے اور پندرہ ہزار بکرے اور ضروری لباس وغیرہ سلیمان
کو بھیجا۔ اس مدد کے پہونچتے ہی بربرون کی مایوسی بالکل رفع ہوگئی واضح
اور سلیمان اون کو ہر طرح جنگ کے واسطے آمادہ پاکر مدینۃ السالم آیا اور
واضح سے صلح کا خواستگار ہوا مگر واضح نے اس کو مدد دینے سے انکار کردیا
اہل بربر ماہ محرم ۴۰۰ھ مطابق ۱۰۰۹ء مین قرطبہ کی طرف روانہ ہوئے
واضح بھی المہدی کی مدد کے لیئے ان کے عقب مین چلا مگر اس سے ایک

بڑی غلطی یہ ہوئی کہ اپنی فوج کو کافی اور قوی سمجھکر اثنا ء راہ مین سلیمان کے ساتھہ
جنگ شروع کردی اس جلدی کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ شکست فاش کہا کر بمشکل تمام یکہ و تنہا
قرطبہ بہاگ آیا - یہان تو اہل بربر اور المہدی کے طرفدارون مین قرطبہ
کے حوالی مین بازار حرب و ضرب گرم تہا - وہان یعنی دار الخلافہ کی چار دیواری کے
اندر المہدی ان واقعات سے بالکل بے پروا نشۂ حکومت سے مست
نائے و نوش مین مصروف تہا - جس وقت واضح اور اس کے بعد اس کی فوج
کے چار سو آدمی ہزیمت خوردہ نہایت پریشان اور تباہ قرطبہ مین داخل ہوئے
تب المہدی کی آنکھین کہلین اور بحالت پریشانی و سراسیمگی اس نے شہر کے
باہر میدان سرادق مین اپنی فوج کو فراہم کیا - لشکر کے اطراف ایک نہایت
عمیق خندق بنوائی - یہ ہنوز انتظام مین مصروف تہا کہ اس کا ایک خواجہ سرا ایلیق
نامی دو سو سوارون کے ساتھہ افتان و خیزان سلیمان کی فوج کے ہراول سے
اپنی جان بچاکر آیا ہی تہا کہ اتنے مین سلیمان کی فوج نمودار اور وہین شہر کے
سامنے خیمہ زن ہوئی المہدی نے حکم دیا کہ شہر مین جو مرد ہتہیار اوٹہانے کے
قابل ہین وہ سب مسلح میدان سرادق مین حاضر ہو جائین - الحاصل بتاریخ
۱۳ ربیع الاول ۴۰۰ھ مطابق ۳ نومبر ۱۰۰۹ع دونون فوجین باترتیب اور

صف بستہ ایک دوسرے کے سامنے استادہ ہوئین سب سے پہلے **سلیمان** نے اپنی خاص تین ہزار جنگ آزمودہ سواران جوشن پوش کو حملہ کا حکم دیا۔ ان سوارون نے اس دلیری اور شجاعت سے **المہدی** کی فوج پر حملہ کیا کہ جسکی تاب قرطبی نہ لاسکے اور پراگندہ ہوکر شہر کی طرف بہاگ نکلے **واضح العامری** اپنی جان بچاکر **طلیطلہ** کی طرف بہاگ آیا **محمد المہدی** نے جب اس تباہی کا سامنا دیکہا میدان جنگ سے سیدہا قصر شاہی واپس آیا اور **خلیفہ ہشام** کو قید سے رہا کرکے اعلان کیا کہ جب کہ ہمارا بادشاہ زندہ اور سلامت ہے مین کسی طرح سلطنت کا مستحق نہین ہوسکتا مین صرف امیرالمومنین کا وزیر اور فرمان بردار ہون۔ اس کے بعد **المہدی** نے پہلے خود خیر خواہی اور جان نثاری کا حلف کیا اور پہر حاضرین دربار سے بہی اطاعت و راست بازی کا حلفی وعدہ لیا۔ پہر **المہدی** نے بوساطت اپنے قاضی کے اہل بربر کو یہ کہلا بہیجا کہ "مین صرف امیرالمومنین **خلیفہ ہشام** کا ایک ادنی سچا غلام ہون وہ میرا خلیفہ برحق ہے اور مین اوس کا حاجب ہون۔ ملک و رعایا کا وہی مالک ہے" بربرون نے جواب دیا کہ اے دروغگو ہمارے سامنے سے دور چلا جا۔ کیا ہم نہین جانتے کہ یہ کل ہی کا واقعہ ہے کہ یہ مشہور کیا گیا تہا کہ **خلیفہ ہشام** کا انتقال ہوگیا اور تو ہی نے اوس کی نماز جنازہ بہی پڑہی تہی

اور تو ہی اب یہ کہتا ہے کہ امیر المومنین زندہ ہے اور یہ خلافت اوس ہی کو سزاوار ہے ہم کس بات کو باور کرین - قاضی اس طرز گفتگو سے نہایت خائف ہوا اور کسی حیلہ وبہانہ سے **قرطبہ** واپس آیا **قرطبہ** کی رعایا ان خانگی لڑائیون سے اور نیز **محمد المہدی** کی طرز حکومت سے اس قدر تنگ اور پریشان تھی کہ اس لڑائی کے بعد ہی ہر کس وناکس شہر کا **سلیمان** کے پاس آیا اور اس فتحیابی پر ہر شخص نے اپنی خوشنودی ظاہر کی **سلیمان** نے رعایا کو جب اپنا اس قدر طرفدار پایا تو یہ شہر مین داخل ہوا قصر شاہی مین یہہ معلوم ہوا کہ **المہدی** اپنی جان بچا کر کسی طرف بہاگ گیا ہے -

جب **سلیمان المستعین باللہ** نے دار الخلافہ پر اپنا قبضہ کیا تو **ابن ماد ویہ** نے ایفائی وعدہ کی درخواست کی **سلیمان** نے جواب دیا کہ ابھی تمام ملک میرے زیر حکومت نہین آیا ہے بعد تسلط واطمینان قطعی کے تمام شرایط کی تکمیل کر دونگا - اس قرارداد کے بعد **ابن ماد ویہ** بتاریخ ۲۳ ربیع الاول ۴۰۰ھ مطابق ۱۰۰۹ء اپنے ملک واپس چلا گیا **سلیمان** نے اس عیسائی کے جانیکے بعد سب سے پہلے خلیفہ **ہشام** کو محل مین قید کیا اور **عبد الرحمن** کی نعش کو ستون سے اوتار کر اوس کے باپ اور بہائی کی قبر کے پائنتی دفن کرا دیا **المہدی**

چند روز تک **قرطبہ** مین اپنے ایک دوست کے مکان مین روپوش رہا اور بمشکل تمام اپنی جان بچاکر بتاریخ یکم جمادی الاول سنہ ۱۸۰ھ مطابق ۲۰ ڈسمبر سنہ ۷۹۶ء **طلیطلہ** پہونچا یہان کے باشندے خلاف امید بمدارا پیش آئے جس سے اس کا انتشار کسیقدر برطرف ہوا لیکن چند روز مین جس بات کا اس کو خوف تہا وہی پیش آئی یعنی بتاریخ ۱۸ جمادی الآخر سنہ ۱۸۰ھ مطابق ۶ جنوری سنہ ۷۹۷ء **سلیمان** کا بیٹا **ہشام** اس کی گرفتاری کی غرض سے مع فوج **طلیطلہ** وارد ہوا شہر مین داخل ہونیکے قبل اس نے چند علماء کو بجانب شہر بدین غرض روانہ کیا کہ رعایا کا خیال **المہدی** کی نسبت دریافت اور اگر عامہ خلایق اس کی مدد اور طرفداری پر آمادہ ہو تو اوس کو اس سے باز رکہنے کی کوشش کرین۔ اہل طلیطلہ نے **المہدی** کا ساتہہ چہوڑنے سے قطعی انکار کردیا۔ اس ہی اثنا مین ایک شخص **القریشی** نے بغاوت کے جہنڈے کو بلند کیا **سلیمان** نے اپنے ایک افسر **علی ابن داعہ** کو اس شخص کی تنبیہ کے لئے بہیجا **علی** نے **القریشی**[1] کو شکست دیکر گرفتار کرلیا۔

سلیمان نے بذات خود باین امید **طلیطلہ** کا عزم کیا کہ یہان کی رعایا میری رو و رعایت سے **المہدی** کی طرفداری نہ کرے گی۔ چنانچہ یہ یلغار کرکی **مدینۃ السالم**

[1] القریشی قرطبہ مین بحکم سلیمان قتل کیا گیا۔

آیا اور ابن مسلمہ بہی اس کی فوج خاص لیکر یہان پہونچا واضح نے جب اس کے
آنے کی خبر سُنی تو وہ یہان سے بہاگ کر طرطوشہ مین پناہ گزین ہوا اور منافقانہ
صلح کی درخواست بشرط جان بخشی پیش کی سلیمان اس کے دہوکہ مین ایسا آیا کہ
اس نے صرف واضح کی خطاؤن کو معاف ہی نہین کیا بلکہ اوس سمت کی فوج
اور ملک کا افسر وحاکم اس کو بنا کر مخالف عیسائیون کے تصفیہ کا حکم دیا اور خود قرطبہ
واپس چلا آیا۔ واضح کو جب حکومت اور قوت حاصل ہوئی اس نے خفیہ طور پر
عیسائیون کو لالچ اور طمع دلا کر بمقابلہ سلیمان اون کو المہدی کی مدد پر آمادہ
وراضی کیا۔ قلیل عرصہ مین یہ عیسائی اپنی اپنی فوج لیکر المہدی کے پاس جمع
ہوگئے سلیمان کو جب خبر پہونچی کہ المہدی عیسائیون کے ساتہہ اس کی مقابلہ
کے لیئے آرہا ہے اس نے بہی اپنی فوج کو درست کیا اور عقبۃ البقر کے قریب
المہدی کی فوج سے آملا۔ بتاریخ ۵ یا ۱۰ شوال سنہ ۴۰۰ھ یہ جنگ شروع ہوئی
سلیمان اپنے حبشی رسالہ کے ساتہہ لشکر کے قلب مین استادہ تہا بربرون نے
نہایت بہادری کے ساتہہ عیسائیون پر حملہ کیا لیکن ناکام رہے اور عیسائیون کے
حملہ کی تاب نہ لاسکے۔ اس ابتدائی جنگ مین اہل بربر کو پسپا دیکہکر سلیمان کچہہ ایسا
مایوس اور منتشر الحواس ہوا کہ بعوض مدد اس نے اپنی خاص فوج کو واپسی کا حکم دیا اور

خود بعجلت تمام مع مصاحبین قرطبہ بہاگ آیا یا ین ہمہ بربر باستقلال تمام نہایت شجاعت
اور مردانگی سے تا دیر عیسائیون کا مقابلہ کرتے رہے حتیٰ کہ ارمنغید بادشاہ فرنگ
کو مع نامی افسران فوج کے قتل کیا۔ مگر جب ان کو سلیمان کا میدان جنگ
سے فوج کو بے سر چہوڑکر بہاگ جانا معلوم ہوا تو حالت غصہ اور نا امیدی مین
یہ لوگ صف بستہ نہایت اطمینان سے لڑتے ہوئے الزہراء مین داخل
ہوئے اوس ہی رات کو جب انہون نے اپنی مین تاب و توانائی جنگ اور امید مدد کی
نہ پائی اس مقام کو بہی خالی کر دیا سلیمان سات مہینہ کی حکومت کی بعد قرطبہ سے شاطبہ چلا آیا
جنگ مذکور کے دوسرے روز المہدی مع اپنی عیسائی فوج کے
دار الخلافہ مین داخل ہوا اور بتاریخ ۶ ذیقعدہ ننکہ مطابق ۲۱ جون ۱۰۱۰ء اس نے
عیسائیون کو بربرون کے تعاقب کا حکم دیا اور خود بہی ان کے
ساتہہ روانہ ہوا۔ اوس ہی روز ایک سخت جنگ واقع ہوئی جس مین
تین ہزار عیسائی قتل اور باقی ماندہ نہایت تباہ حال المہدی کے ساتہہ قرطبہ
بہاگ آئے۔ یہان عیسائیون نے حالت رنج و غصہ مین اس قدر ظلم و زیادتی شروع
کی کہ رعایائی شہر جو پہلے ہی ان خانگی جہگڑون سے تباہ و تنگ تہی از حد پریشان و
برباد ہوئی۔ بالآخر ان عیسائیون نے لڑنے سے انکار کر دیا اور سب اپنے ملک کو

چلے گئے المہدی دوبارہ بربرون کا مقابلہ کرنے کے لیئے آمادہ ہوا فوج کیواسطے
رعایا سے بجبر روپیہ وصول کیا مگر یہ نئی فوج تاب مقاومت نہ لاسکی اور بغیر لڑے
واپس چلی گئی۔ جب المہدی نے فوج کی یہ حالت دیکھی تو اب بغرض حفاظت
خود ایک عمیق خندق شہر کے گرد اور اوس کے قریب ایک نہایت مستحکم دیوار
تیار کرائی لیکن جائے افسوس ہے کہ باوجود ملک کی تباہی اور عامہ خلایق کی بربادی
اور متواتر شکستون کے اس خندق و دیوار کو سد سکندری سمجھکر پہر بعادت معہود
عیش و عشرت مین مصروف ہو گیا۔ فوج نے بادشاہ کو عیش پسند اور بے خبر
اور اپنے کو مطلق العنان پاکر خلائق پر ظلم و تعدی شروع کردی **واضح** گو بظاہر المہدی
کا طرفدار تہا اور اس مین شک نہین کہ اس نے **المہدی** کا برابر اس وقت تک
ساتہہ دیا لیکن **قرطبہ** اور رعایا کی یہ سخت تباہی اس سے دیکھی نہ گئی پہلے اس نے
خود المہدی سے ان امور کی اصلاح کی درخواست کی۔ جب اس نے دیکھا
کہ المہدی اس طرف متوجہ ہی نہین ہوتا تو اس نے چند باخدا امرا سے مشورہ
کیا گو المہدی کو **واضح** کی یہ حرکت بہت ناگوار گزری مگر بخوف بغاوت دم بخود ہو رہا
اور خفیہ طور پر جو کچہہ زر و جواہر اوس وقت قصر مین موجود تہا تمام و کمال بذریعہ **ابو رفع**
طلیطلہ بہیجدیا **واضح** **المہدی** کی بے پروائی اور مذموم حرکات سے متنفر ہو کر

باغیون سے جا ملا اور بتاریخ ۱۲ ذی الحجہ ۳۹۹ھ[1] واضح العامری اپنی فوج اور غلامون کو ساتھہ لیئے اور سب یہ نعرہ مارتے ہوئے کہ ہم اپنے حقیقی خلیفہ ہشام کے حلقہ بگوش اور فرمان بردار ہین قصر شاہی کی طرف آئے اور ہشام کو قید سے رہا کر کے تخت خلافت پر بٹھایا المہدی اوس وقت حمام مین مصروف تھا یہ خبر وحشت اثر سن کر فوراً دربار مین آیا اور ہشام کے ساتھہ تخت پر بیٹھنے کا قصد کیا کہ ایک خواجہ سرا عنبر نامی نے اس کو پکڑ کر نیچے اوتارا اور جبراً تخت کے نیچے بٹھا دیا۔ خلیفہ اس کی نمکحرامی کا ذکر اور شکایت تا دیر کرتا رہا۔ بعدہ عنبر نے تلوار اس کے قتل کی نیت سے کھینچی۔ المہدی اپنی موت کو سامنے دیکھہ کر عنبر کے جسم سے لپٹ گیا اور نہایت عاجزی سے اپنی جان بخشی چاہی لیکن کسی نے اس کی تضرع وزاری پر رحم نکیا اور عنبر نے اس کو اوس ہی حالت مین قتل کیا۔ اس کی لاش شہر کی فصیل پر سے خندق مین پھینک دی گئی محمد ابن عبدالجبار المہدی ۳۵ سال کی عمر مین دس مہینہ کی حکومت کے بعد قتل ہوا ابن بسام نے اس کی حکومت چندروزہ کو یون سلک نظم مین کھینچا ہے۔

قَدْ قَامَ مَهْدِیُّنَا وَلٰكِنْ	بِمِلَّتِ الْفِسْقِ وَالْمُجُوْنِ
وَشَارَكَ النَّاسَ فِیْ حَرِیْمٍ	لَوْلَاهُ مَا زَالَ بِالْمَصُوْنِ

[1] بعض مورخین ۲۰ ذوالحجہ تحریر کرتے ہین۔

مَن کَانَ مِن قَبلِ ذَا اَجمَاً		فَالیَومَ قَد صَارَ ذَا قُرُونِ

خلیفہ ہشام نے بار دیگر اپنے آبائی تخت خلافت پر بتاریخ ۱۱ ذیحجہ ۴۰۰ھ مطابق ۲۴ جولائی ۱۰۱۰ء مین جلوس کیا اور بمشورہ وزرا المہدی کے سر کو اہل بربر کے پاس بمقام وادی شوس بہیجکر اون کو بغاوت اور سلیمان کی شراکت سے باز رہنے کی کوشش کی لیکن خلاف امید بربرون نے ہشام کی اطاعت سے یکلخت انکار کردیا اور جو لوگ منجانب خلیفہ آئے تہے اون کو یہہ کہکر کہ اگر اپنی اپنی جان عزیز رکہتے ہو تو فوراً چلے جاو واپس کردیا جب واضح نے دیکہا کہ صلح کی کوئی امید باقی نہین رہی اور سلیمان نے اس قدر رسوخ حاصل کیا ہے کہ بربر اپنے خلیفہ کے ساتہہ بر سر پرخاش ہین ناچار دار الخلافہ کے قلعہ اور برجون کے استحکام اور بندوبست کی طرف متوجہ ہوا اور دشمن کے سوارون کے روکنے کے لیئے خندقین کہدوائین اور مناسب موقعون پر جدید برج تیار کیئے۔ اودہر سے سلیمان مع اپنی فوج شہر کی طرف بڑہا لیکن متعدد یورشون کے بعد جب اس نے دیکہا کہ شہر پر قبضہ کرنا ممکن نہین۔ بتاریخ ۲۴ ربیع الاول ۴۰۱ھ مطابق ۵ نومبر ۱۰۱۰ء

ترجمہ صفحہ (۲۰۵) تحقیق ہمارے مہدی نے طریقہ فسق اور گستاخی پر حکومت کی۔ اور اپنی حریم (یعنی دولت و حکومت مین) اور لوگون کو شریک نہ کرتا تو محفوظ رہتا۔ اس سے قبل جو شخص کہ اپنے سرسینگ نہ رکہتا تہا آج اوس کے سرسینگ نکل آئے

قصر الزہرا کی طرف متوجہ ہوا اور اس مقام پر پہر قبضہ کر کے قتل عام کا حکم دیا اور پہر تاریخ ۲۴ شعبان سنہ ۴۰۱ھ مطابق ۲ فروری سنہ ۱۰۱۱ء قرطبہ کی تسخیر کے خیال سے شہر کے اطراف و اکناف جو باغات اور میوہ دار درخت او کہیت جنمین نہرین آب شیرین کی بہکر شہر کو سیراب کرتی تہین واقع تہے نہایت بیدردی سے تباہ کرنا شروع کیئے۔ ان مقامات کی رعایا حیران اور پریشان جو کچہہ سرمایہ ہاتہہ آیا لیکر قرطبہ مین پناہ گزین ہونے لگی۔ شہر مین پہلے ہی سے سامان خورونوش کی تکلیف تہی ان لوگون کے مجمع سے فاقہ کشی کی نوبت پہونچی یہان تک کہ گیہون کے دو پیمانے تین سو درہم کو بہی نہایت دشواری سے دستیاب ہوتے تہے اس حالت نزاع و پریشانی مین ابن مادویہ نے تکمیل معاہدہ کا تقاضا کیا۔ ایسے نازک وقت مین اس عیسائی کو ناراض کرنا خلاف مصلحت تہا بہت گفت و شنید کے بعد اس وعدہ پر کہ عیسائی خلیفہ کے خلاف کوئی امر نہ کرین گے اور اوس کی دشمنون کو کسی قسم کی مدد نہ دین گے دو سو قلعہ علاوہ چند بڑے شہرون کے جو خلیفہ الحکم مستنصر باللہ کے زمانہ سے عربون کے قبضہ مین چلے آتے تہے ابن مادویہ کے حوالہ کر دئے گئے۔ اس انحطاط و کمزوری کو دیکہکر ہر عیسائی نے سر شورش اوٹہایا۔ چنانچہ ابن سیالس[1] نے اپنی بغاوت کا خوف دلا کر چند قلعون کی درخواست کی جو مجبوراً منظور کرلینی پڑی

[1] یہ بہی ایک عیسائی حاکم تہا۔

اہل بربر نے عیسائیون کی اس سرکشی پر مطلقاً التفات نہ کیا بدستور ملک کو تاراج کرتے رہے جو شہر اور قصبے کہ سیکڑون سال کی محنت اور عرق ریزی سے آباد اور سرسبز ہوئے تھے اون کو نیست و نابود کر دیا صرف چند شہر مثل **مدینہ سالم** اور **طلیطلہ** جو اس حصۂ ملک سے باہر تھے تباہی سے محفوظ رہے۔

ملک اور رعایا اس قدر تاراج ہوئی کہ اگر کوئی شخص گہوڑے پر دو مہینہ تک سفر کرتا تو راستہ مین کسی فرد بشر سے ملاقات نہ ہوتی۔ چونکہ خلیفہ کی حفاظت اور شہر و باشندگان شہر کی امن و آسایش کا دار و مدار فوج ہی پر تہا لہذا فوج کے ساتھ **ہشام** بہت رعایت کیا کرتا تہا لیکن اب رفتہ رفتہ جب فوج پر بہی وہی سختیان گزرنے لگین تو فوج مین بہی آثار عدول حکمی اور سرکشی کے پیدا ہونے لگے یہہ حالت دیکہکر فوج نے **واضح** کو ذمہ دار تمام اون آفات کا جو اون پر گزر رہی تہین گردانا تہا اسلیئے **واضح** نے اپنی بچاؤ کی نیت سے ایکبار پہر اپنے خاص رفیق **ابن بکر** کو **سلیمان** کے پاس بہیجکر بربرون کو راہ راست پر لانا چاہا مگر جب **ابن بکر** بربرون سے ملکر شہر مین داخل ہوا برداشتہ خاطر فوج نے اس کو بلا وجہ قتل کر ڈالا اور اوس کے خون آلودہ سر کو ایک نیزہ پر بلند کر کے شہر کا گشت لگایا فوج کی اس حرکت سے **واضح** کو اپنی جان کا خوف پیدا ہوا اور اس نے خفیہ طور پر یہان سے فرار ہونے کا بندوبست کیا

لیکن اس کی بدنصیبی سے اس کے ایک مخالف ابن ابی ودعاۃ کو اس کے ارادہ کی خبر پہونچ گئی ابن ابی ودعاۃ نے فوراً آکر واضح کو گرفتار کیا اور دوسرے فوجی لوگون کی شرکت سے اس کو اوسی وقت اور نیز جو لوگ کہ اس کے دوست اور معاون سمجھے جاتے تھے سب کو قتل اور اون کے گھرون کو زمین دوز کردیا۔ واضح بتاریخ ۱۵ ربیع الاول ۲۰۰ھ مطابق ۱۶ اکتوبر ۸۱۵ء قتل ہوا اوسی روز ابن ابی ودعاۃ والی مدینہ مقرر کیا گیا۔

سلیمان ان اندرونی واقعات سے ناواقف نہ تھا۔ اس نے بربرون کو لیکر محاصرہ مین سختی کی۔ بالآخر ایک زمانہ دراز کے محاصرہ کے بعد بتاریخ ۳ شوال ۴۰۳ھ مطابق ۱۷ اپریل ۱۰۱۳ء بعد جنگ وقتل عظیم سلیمان غالب آیا اور بتاریخ ۵ شوال قصر شاہی مین داخل ہوا اور خلیفہ ہشام کو اپنے سامنے طلب کرکے اوس سے سوال کیا کہ تجھکو کیا یاد نہین کہ تو نے بطور خود خلافت کو میرے سپرد کیا تھا، پھر کیون تو اپنے وعدہ سے منحرف ہوا۔ خلیفہ نے جواب دیا کہ جو واقعات کہ مجھہ سے سرزد ہوئے اون کا مین اپنی خواہش نفس سے مرتکب نہین ہوا بلکہ یہ امور مجھہ سے بحالت مجبوری وقوع مین آئے۔ اس جواب وسوال کے بعد ہی خلیفہ ہشام ابن خلیفہ الحکم خفیہ طور پر سلیمان کے حکم سے مار ڈالا گیا۔

ان اہل افریقہ نے جو ظلم وستم کہ عامہ خلائق پر کیا وہ احاطہ تحریر سے باہر ہے وہ دن دار الخلافہ کے لیئے قیامت کا نمونہ تہا جو شہری راستہ پر ان ظالمون کے سامنے آتا تہا بے تأمل اور بلا خوف منصف حقیقی لقمۂ تیغ اجل ہوتا تہا اس قتل عام مین مشہور علمائی وقت اور فضلائی عصر اور امام زمانہ اور قاضی جن کو خلفائی سابق نے نہایت محنت اور قدردانی اور شوق علم سے فراہم کر کے دار الخلافہ قرطبہ کو وہ رونق اور زینت بخشی ہتی جس پر بغداد اور شام اور مصر کو رشک آتا تہا شہید ہوئے - ان مین ابو الولید ابو محمد عبد اللہ ابن یوسف ابن نصر القرطبی جو زیادہ ابن الفراضی کے نام سے علمی دنیا مین مشہور ہے شریک تہا -

غرض اس ظلم اور خون ریزی کے بعد سلیمان المستعین باللہ یہ سمجہا کہ اب کوئی مخالف ایسا باقی نہین رہا جو اس کا معترض ہو لیکن اس خانہ جنگی سے ملک مین ایسی بدنظمی پہیلی ہتی کہ مستحق وغیر مستحق جس کسی نے اپنے کو قرطبہ سے دور اور کسی قدر مقتدر پایا شراب غرور سے سرمست سلطنت کا دعویدار بن بیٹہا سب سے پہلے سلیمان کو قوم بربر کا مقابلہ کرنا پڑا جس کی مدد سے اس کو خلافت نصیب ہوئی تہی بربرون نے بڑے بڑے شہرون اور مختلف ملک کے حصّون پر اپنا قبضہ کیا اور خود مختاری کا دم بہرنے لگے چنانچہ بادیس ابن حابوس نے غرناطہ پر اور

البرزائی نے قرمونہ پر اور حرزون نی سریش پر اپنا قبضہ کرلیا جسکا ذکر آیندہ کیا جائیگا جن بربرون نے سلیمان کا ساتھہ دیا تھا اون مین دو شخص نہایت باوقعت علی اور القاسم بہی شریک تہے ان کا دادا ادریس خلیفہ ہارون الرشید کے خوف سے افریقیہ چلا آیا تہا اور بربرون کے ملک مین اقامت اختیار کی تہی چند روز مین یہان اس نے ایک عظیم الشان سلطنت قائم کی اور ایک زمانہ تک خلیفہ مذکور کے ملک پر متواتر حملہ کرتا رہا ادریس کے بیٹے ادریس نامی نے شہر فاس کو آباد کیا تہا علی اور قاسم دونون المنصور کے زمانہ حکومت مین اندلس وارد ہوئے اور فوجی ملازمت اختیار کی۔ دونون آدمی نہایت جری اور دلیر تہے۔ چند ہی روز مین عیسائیون کی جنگ مین ان دونون نے وہ جوہر مردانگی اور شجاعت دکہائے کہ المنصور نے ان کو مختلف فوجون کا افسر مقرر کردیا۔ جب یہ جنگ بربریہ قرطبہ مین شروع ہوئی تو یہی دو آدمی تہے جنہون نے سلیمان کا ساتھہ دیکر خاندان ابن ابی عامر کو تباہ اور سلیمان کو تخت پر بٹہا کر بنی امیہ کو دوبارہ ترقی دی سلیمان نے اس خیرخواہی اور اعانت کی صلہ مین

لہ علی اور القاسم کا سلسلہ یہ ہے۔ ابن حمود ابن احمد ابن علی ابن عبداللہ ابن عمر ابن ادریس ابن عبداللہ ابن حسن ابن حسین ابن حضرت علی کرم اللہ وجہہ ابن ابی طالب۔

فوج پر صرف امرائی بربر کو افسر مقرر کیا اور انہین مین سے بعض کو صوبون کی حکومت سپرد کی - چنانچہ علی ابن حمود طنجہ اور دیگر صوبجات افریقیہ کا والی مقرر ہوا یہان اس نے پوری خود مختاری کے ساتھہ حکومت کی گو ظاہرہ سلیمان کا مطیع بنا رہا لیکن جب اس نے دیکھا کہ بعض صوبون کے حاکم سلیمان سے منحرف ہو گئے ہین اس نے بہی اطاعت اور فرمان برداری اور پاس نمک کو بالائی طاق رکھا اور اپنے دائرہ حکومت کو بڑہانے کی کوشش شروع کر دی اس امیر کی بغاوت کی خاص وجہ یہ ہوئی کہ خلیفہ ہشام المؤید باللہ نے علم نجوم کے ذریعہ سے جس مین اس کو کامل دستگاہ تہی یہ دریافت کیا تہا کہ بنی امیہ کی حکومت کا زمانہ ختم ہو چکا ہے اور ایک شخص ایسا پیدا ہونیوالا ہے جس کا سلسلہ حضرت علی ابن ابی طالب اور جس کا نام حرف ع سے شروع ہوگا اور وہ شخص اس ملک کا بادشاہ ہوگا جب سلیمان نے قرطبہ کو فتح کیا اور خلیفہ ہشام کے قتل کے درپے ہوا ہشام نے علی ابن حمود سے کہ جو اس زمانہ مین امرائی بربرین سربرآوردہ تہا حالات دریافت کیے اور اوس کو لکہا کہ مین یقین رکہتا ہون کہ تو ضرور مالک تخت وتاج ہوگا مجہکو اپنی زندگی کی امید باقی نہین اگر سلیمان نے مجہکو قتل کیا تو مین اپنا انتقام تیرے سپرد کرتا ہون - معلوم ہوتا ہے کہ ان الفاظ نے اس امیر کے دل پر ایسا اثر کیا کہ اوسی

زمانہ سے سلطنت کی ہوس اوس کے دل مین پیدا ہوئی بہرکیف علی ابن حمود نے اپنے بیٹے یحیی کو اپنا جانشین کیا اور خود مع فوج جرار آبنائے طارق کو عبور کر کے اندلس مین داخل ہوا والی المیرۃ خیران اس کی مدد پر آمادہ ہو گیا علی نے اندلس پہونچکر یہ مشہور کیا کہ مین صرف خلیفہ ہشام کے خون ناحق کا انتقام لینے کی غرض سے یہان آیا ہون سلیمان کو جس وقت اس کا منشائے فساد معلوم ہوا یہ بہی فوراً اس کی طرف متوجہ ہوا۔ ماہ محرم ۴۰۷ھ مطابق ۱۰۱۶ء عرین طالقہ[1] کے میدان مین سخت جنگ واقع ہوئی جہان سلیمان کی فوج نے شکست کہائی اور یہہ خود گرفتار ہوا علی ابن حمود نے بغیر تعرض قرطبہ پر قبضہ کیا اور جنگ کے چند روز بعد اسی ماہ محرم مین سلیمان اور اوس کے باپ الحکم کو قتل کروا ڈالا اور خود تخت خلافت پر متمکن ہوا۔

خلیفہ سلیمان المستعین باللہ نے صرف تین سال چند ماہ حکومت کی تہی۔ وہ بہی اوس زمانہ غدر مین جبکہ تمام ملک مین خانہ جنگی کی آگ بہڑک رہی تہی لیکن پہر بہی چونکہ یہہ بذات خود ذی علم شخص تہا بالخصوص شعر و سخن مین مہارت کامل رکہتا تہا اس نے دارالخلافہ مین علم و فن کو فروغ دینے کی بہت کچھہ کوشش کی تہی اگر یہ سلطنت پر پوری طرح مسلط ہو جاتا تو ممکن تہا کہ اس کی حکومت سے ملک اور رعایا کو بہت کچھہ فائدہ پہونچتا۔

[1] اس کو اٹالیکا کہتے ہین۔ یہہ میدان اشبیلیہ کے قریب واقع ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

جلد سوم

۲۳۸ د

خلافت اندلس

یعنی

ملک اسپین میں عربون کی ہشت صد سالہ حکومت

تصنیف عالی جناب مستطاب نواب ذو القدر جنگ بہادر ایم اے بیرسٹر ایٹ لا
ناظم اول فوجداری بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مترجم کتاب گیاولی و علم سیاست

باہتمام محمد قاسم

قاسم پریس حیدرآباد دکن میں رونق طبع پائی

فہرست مضامین خلافت اندلس حصہ سوم

باب اول

بنی حمود علی بن حمود کی تخت نشینی۔ اس کا ظلم۔ خیران کی بغاوت۔ علی کا قتل ہونا۔ القاسم کی تخت نشینی۔ المرتضیٰ اور راوس کا قتل۔ یحییٰ ابن علی کی بغاوت۔ المستظہر کی تخت نشینی اور راوس کا قتل۔ محمد ثالث المستکفی۔ ہشام المعتمد۔ یحییٰ کا قتل۔ ۱ تا ۱۸

باب دوم

خانہ جنگی کا نتیجہ۔ سلطنت اندلس کا چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہو جانا۔ دیگر حالات۔ ۱۹ تا ۳۷

باب سوم

عیسائیوں کی ترقی۔ طلیطلہ پر ادفونش چہارم کا قبضہ۔ شانجہ اول کی فتوحات۔ عیسائیوں کی ظلم و زیادتی۔ ادفونش کی گستاخانہ درخواستیں۔ ادفونش کا اشبیلیہ پر حملہ۔ المعتمد اور یوسف کا اشبیلیہ میں داخل ہونا۔ ادفونش کی تیاریاں۔ فوج عرب کا روانہ ہونا۔ ادفونش کی دغابازی۔ عیسائیوں کی شکست۔ ادفونش کا انتقال۔ یوسف کا افریقہ واپس ہونا۔ ۳۸ تا ۶۱

باب چہارم

خاندان المرابطین والموحدین و بنی ہود کا یکے بعد دیگرے اندلس پر مسلط ہونا۔ یوسف ابن تاشفین کا دوبارہ اندلس آنا۔ اس کی فتوحات۔ المعتمد اور ادفونش۔ المعتمد کی گرفتاری ۶۲ تا ۱۱۰

عبد الجبار بن المعتمد - یوسف ابن تاشفین کا انتقال - علی کی تخت نشینی - اس کی فتوحات -
اس کا انتقال - تاشفین ابن علی کی تخت نشینی - عیسائیون کی ترقی - ادفونش ثانی -
عبد المومن کا اندلس مین داخل ہونا - یوسف اول کی تخت نشینی - طلیطلہ کا محاصرہ -
یوسف کا انتقال - یعقوب المنصور - عیسائیون کی شکست - محمد الناصر جنگ العقاب عربونکی
شکست - اس جنگ کا نتیجہ - یوسف ثانی - ابن ہود - خلافت بغداد - فردلند ثالث کا قرطبہ پر قبضہ

باب پنجم

بنی نصر کا عروج - محمد ابن الاحمر اسکی فتوحات - عیسائیون کی شکست - محمد ثانی - تناجہ کی شکست | ۱۱۱ تا ۱۳۴
اور اوس کا قتل ہونا - محمد ثانی کا انتقال - محمد ثالث - نصر کی بغاوت - فردلند بادشاہ قسطلہ - ابوسعید
ابوالولید اسمٰعیل ابن ابوسعید - جنگ البیرہ - محمد چہارم - جبل الطارق پر عربون کا قبضہ اور عیسائیون کی شکست
یوسف - جنگ طریفہ - یوسف کا قتل - محمد پنجم - اسمٰعیل کی بغاوت - محمد ششم - محمد پنجم کا دور ثانی -

باب ششم

محمد پنجم کا انتقال - یوسف ثانی - محمد ہفتم - اس کا اشبیلیہ جانا - محمد کی بادشاہ قسطلہ سے | ۱۳۵ تا ۱۶۳
ملاقات - محمد ہفتم کا انتقال - یوسف ثالث - صلح کل طرز حکومت - محمد ہشتم - محمد الصغیر کی
بغاوت اور تخت نشینی - الصغیر محمد نہم کا انتقال - یوسف ابن الاحمر کی بغاوت - یوسف کا
انتقال - عیسائیون کے ساتھ جنگ - محمد ابن عثمان کی بغاوت - ابن اسمٰعیل -

باب ہفتم

ابوالحسن کی تخت نشینی۔ صحرہ پر عربون کا قبضہ۔ جنگ الحمۃ۔ عربون کی شکست۔ الزغل کی بغاوت۔ لوشہ کا محاصرہ۔ عیسائیون کی شکست۔ انقلاب غرناطہ۔ ابوعبداللہ فردلند۔ ملاقہ اور المیریہ اور باجہ پر عیسائیون کا قبضہ۔ خانہ جنگی۔ عربون کی شکست جنگ غرناطہ۔ عیسائیون کی عہد شکنی۔ عربون کا ملک اندلس سے اخراج۔ ۱۶۴ تا ۱۹۶

باب ہشتم

اسلامی اندلس کے مجمل حالات۔ طرز ریاست۔ صنعت و حرفت۔ علوم و فنون۔ تعلیم نسوان۔ شجاعت۔ عربون کا اثر یورپ پر۔ ۱۹۷ تا ۲۴۳

غلطنامہ جلد سوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۳ عنوان کی	المعتداد	المعتمد	۸۱	۳	طریف	طریفہ
۵	۱۱	لیکین	×	۸۲	۸	شرف	ثروت
۷	۱۲	سپاہون	سپاہیون	۸۹	۹	سوارنگ	ارنگ
۱۶	۶	المستخفی	المستخفی	۹۴	۹	دینے	مدد دینے
۲۲	۱۲	ابن جابوس	ابن جبوس	۱۰۱	۱۱	لبون	لیون
۲۳	۱۱	جابوس	جبوس	۱۰۳	۷	امرائی	امرار
۲۶	۳ نوٹ کی	عالم	حاکم	۱۱۵	۱۴	مغیرہ	مقبرہ
۳۴	۳	لغد	بعد	۱۲۴	(۱) نوٹ کی	نہ	سنہ
۳۸	۵	روسائی	روساسے	۱۲۷	(۱) نوٹ کی	الملق البدریہ	اللمعۃ البدریہ
۴۳	۹	تقریر	تحریر	۱۳۵	(۲) عنوان کی	محمد الصغر	محمد الصغیر
ایضاً	۱ نوٹ کی	ابن الطول	ابن الطویل	۱۳۷	۱۲	ہمارا	تمہارا
۴۵	۸	ادقونشلہ	ادفونش	۱۳۸	۱۴	شلوبانیہ	شلوبانیہ
۴۷	۱۴	بطلیموس	بطلیوس				
″	۱۵	جابوس	جبوس	۱۳۹	۹	بعض معاہدہ	نقض معاہدہ کی نیت
۵۰	۷	تاشقین	تاشفین	۱۴۰	۱	،	کہ
۵۵	۴	دریای کوہ	دریائی کوہ	۱۴۱	۸	ہفتم	ہفتم نے
۷۱	۱۲	دارلطنت	دارالسلطنت	۱۴۲	(۱) نوٹ کی	شلوبانیہ	شلوبانیہ
۷۲	۴	لبشونہ	لشبونہ	۱۴۴	۱	طرف کے	طرف سے
۷۳	(۱) نوٹ	طبقہ	صوبہ	۱۵۰	۶	کرچکا	ہوچکا
۷۴	۲	ابن رومیر	ابن ردمیر	ایضاً	۱۰	اسکی	اس کو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٥١	٨	باہمی	×	٢٠٦	١	داخ	داغ
ایضاً	١٢	کہین	لیکن	ایضاً	(٢) نوٹ کی	اسّی ہزار	اسّی
ایضاً	١٤	مدد کریگا	مدد نہ کریگا	٢١٣	٣	کتاب	کتشاب
١٥٢	(٢) نوٹ کی	یعنی	×	٢١٤	٤	شام افریقہ	شام اور افریقہ
١٥٦	١١	ہوگئے	ہوئے	٢١٦	٢	الیوفرہ	البوفرہ
١٦٧	١	اس غرض سے	اس عرصہ مین	٢٢٠	١٢	مورخ	مورخ تہین
ایضاً	١٣	شہر پر	شہر اور	٢٢٢	١	معلوم کرین گے	معلوم کرنیکے
١٧٦	١٠	مگر اور	مگر اہل	٢٢٣	٧	ابن زور	اون ذور
١٨٤	(١) نوٹ کی	البکراس	الیکراس	٢٢٨	٢	مبولیون	میسولیون
١٨٧	١١	پھر یہہ	بہتر یہہ	٢٣٤	١٣	ایمان کو	ایمان کی
١٩٥	١٣	مزا	مرنا	٢٣٩	٢	آبنائی قطن	آبنائی وطن
١٩٨	٣	الوزراتین	الوزارتین	ایضاً	٥	تعصب آمیز	تاسف آمیز
٢٠٠	١	تنزل کے	تنزل سے	٢٤٢	١٤	فنون	فتوون

فَاعتَبِرُوا یَا اُولِی الاَبصَار

جلد سوم

خلافت اندلس

یعنی

ملک اسپین مین عربون کی ہشت صد سالہ حکومت

من تصنیف عالی جناب نستطاب نواب ذو القدر جنگ بہادر ایم اے بیرسٹر ایٹ لا

ناظم اول فوجداری بلدۂ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مترجم کتاب مکیاولی و علم سیاست

باہتمام محمد قاسم

قاسم پریس حیدرآباد دکن مین برونق طبع پائی

جملہ حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہین

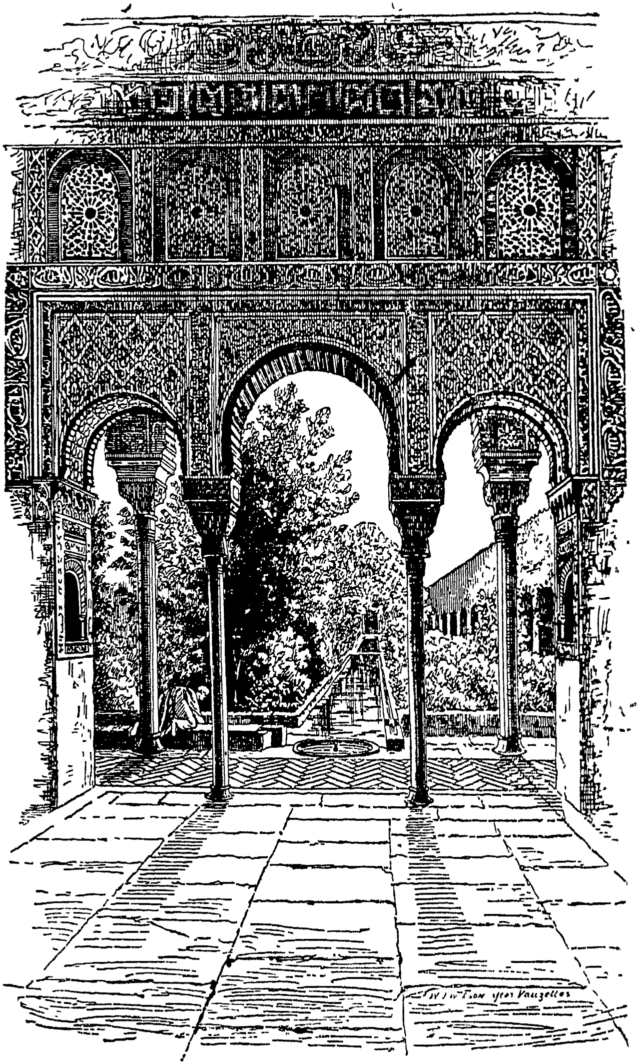

غرناطہ کا جنت العارف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حصہ سوم

باب اوّل

بنی حمود - علی بن حمود کی تخت نشینی - اس کا ظلم - خیران کی بغاوت - علی کا قتل ہونا - القاسم کی تخت نشینی - المرتضی اور اوس کا قتل یحیی ابن علی کی بغاوت - المستظہر کی تخت نشینی اور اوس کا قتل - محمد ثالث المستکفی - ہشام المعتداد - یحیی کا قتل -

علی نے تخت پر بیٹھنے کے بعد الناصر لدین اللہ کا لقب اختیار کیا اور اپنی حکومت کے مضبوط کرنے کی غرض سے اہل بربر کو جو بالکل مطلق العنان اور بیخوف ہو گئے تھے اپنے قبضے مین لانے کی کوشش شروع کی پہلے پہل اس کے انصاف اور رعایا پروری نے خاطر خواہ اپنا اثر کیا چنانچہ رعایا جو بربرون کے ہاتھ سے تباہ ہو رہی تھی بادشاہ کو اپنا حامی اور مددگار سمجھکر بربر اور بدمعاشون کے استیصال مین مدد دینے پر آمادہ ہوئے اور چند روز مین ایک حد تک امن ملک و رعایا کو نصیب ہوا علی ابن حمود روزانہ قصر شاہی کے

دروازے پر عام دربار کیا کرتا تھا جہان ہر شخص کو بلا تکلف عرض معروض کرنے کی
عام اجازت تھی ۔ جب کبھی کوئی بربر کسی جرم کی علت مین گرفتار ہوتا تھا اوس کو مجمع عام مین
قتل کرتا تھا علی نے اس دلدہی اور جفاکشی سے ملک کا انتظام کیا کہ اس کے
انصاف اور دادرسی کی لوگ مثال دیا کرتے تھے ۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ جب یہ
باب عام سے گزر رہا تھا اس نے ایک بربر کو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار ایک بہت بڑا
بار انگور کا لیئے جاتا ہے علی نے اس سوار کو روک کر اوس سے پوچھا کہ یہ انگور کہان سے
لایا ۔ بربر نے جواب دیا کہ ان کو مین نے اپنی جوانمردی سے حاصل کیا ہے یہہ گستاخانہ
جواب سن کر علی نے اس کو قتل کیا اور اوس کا سر انگورون پر رکھکر تمام شہر مین پھرایا
تاکہ اس کے ہمقوم کو عبرت ہو ۔ اٹھارہ مہینے تک سلطان نے یہی اپنا طرز جاری رکھا
یہ ممکن تھا کہ اگر اہل اُندلس سیہ المرتضی المروانی کی تائید نہ کرتے تو یہ شاہراہ انصاف
وعدل سے کبھی منحرف نہ ہوتا ۔ ان لوگون نے خاندان امیہ کے قایم کرنے کی نیت سے
بغاوت کے علم کو بلند کیا علی ابن حمود کو تخت پر بیٹھے ہوئے چند ماہ کا عرصہ ہوا تھا ۔
اس کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ جس معدلت گستری اور رحم دلی سے مین نے
کام لیا ہے اس کو لوگون نے میری پست ہمتی اور بزدلی پر محمول کیا ہے ۔ اس نے
فوراً اپنی طرز حکومت کو بدل دیا اور بربرون کے ساتھہ جو سختی کہ اس نے شروع کی تھی

وہ کم کردی - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بربر مثل سابق پر شور بن گئے اور رعایا پر ظلم وستم کا مینہ
برسادیا اور دار الخلافہ کی عجوبہ روزگار عمارات کو منہدم اور شہر کے متمول اور خوشحال
لوگون کو اس قدر لوٹا کہ یہ لوگ نان شبینہ کو محتاج ہو گئے - بربرون کی اس ظلم وزیادتی
مین سلطان نے بھی بہت کچھہ مدد دی اور اس قدر جدید محصول اور ٹکیس رعایا پر لگائی
کہ جس کی وہ متحمل نہ ہو سکی اور ترک وطن اختیار کیا اور باقی ماندہ بوجہ عدم ادائی زر محصول
محبوس ہوئے اور اُن کی جائدادین سرکار مین ضبط کر لی گئین - ان آفت زدہ لوگون
مین ایک شخص ابوالخزم[1] نامی بھی شریک تھا اس جابرانہ طرز حکومت سے علی ابن
حمود جس قدر کہ پہلے ہر دل عزیز تھا اوس سے زیادہ خلق اللہ اوس سے نفرت کرنے لگی
اور ایسی سخت بغاوت کا سلسلہ شروع ہوا کہ بجز گوشہ قبر کوئی مامن اس کو نہ ملا خیران صقلبی
حاکم المیرۃ باوجود انقلاب زمانہ بنی امیہ کا طرفدار بنا رہا اہل قرطبہ کو علی ابن حمود اور بربرون سے
بددل ومتنفر پا کر اس نے اپنے صوبے مین بغاوت اور مخالفت کی بنیاد ڈالی اور
خاندان بنی امیہ کے ایک رکن عبد الرحمن ابن محمد المرتضی کو بادشاہ مشہور کیا اور
مع اپنے ہمخیال وہمراز مقتدر امراء کے بافوج کثیر دار الخلافہ کی طرف روانہ ہوا - علی
جب امرائ مذکور کی بغاوت سے مطلع ہوا حتی الامکان اپنے خیر خواہون کو مقابلے
کے لیئے فراہم اور آمادہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس کے ظلم نے اس کے گرد

[1] یہ شخص آیندہ چل کر قرطبہ کا بادشاہ بن بیٹھا تھا -

دشمنون کا وہ جال بچہایا تہا کہ کشت وخون سے قبل ہی گہر ہی کے لوگون نے اس کا
کام تمام کردیا۔ چنانچہ ماہ ذیقعدہ سنہ ۴۰۸ھ مطابق سنہ ۱۰۱۷ء مین یہہ ایک روز حمام مین مصروف
تہا کہ چند صقلبی ملازمون نے جو بظاہر خیرخواہ و مطیع بنے ہوئے تہے حمام مین جاکر اس کو
قتل کیا۔ جس وقت دار الخلافہ مین علی ابن حمود کے قتل کی خبر معلوم ہوئی امیر وغریب
سب نے خوشیان منائین۔

جس وقت ہم علی ابن حمود کے تقریباً دو سالہ زمانہ حکومت پر نظر ڈالتے ہین
اور اس کے ذاتی حالات کو بنظر انصاف جانچتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ بالذات یہ شخص لائق
اور رحم دل تہا چنانچہ اوائل زمانہ مین جس متانت و سنجیدگی سے اس نے حکومت کی تہی
وہ اس امر کی خود گواہی دیتی ہے کہ اگر اوس وقت خاص کی بغاوتین اور سازشین اس کو
مجبور نہ کرتین تو یہ کبہی ایسی مذموم باتون کو اختیار نہ کرتا جن کی وجہ سے یہ بدنام ہی نہین ہوا
بلکہ اپنی جان عزیز کو کہو بیٹہا۔ اس کی لیاقت و قدردانی کا اندازہ ہم اس کے مصاحبین
کی لیاقت سے کر سکتے ہین چنانچہ اس کے زمرہ مصاحبین مین ایسے مشہور علما و شعرا
مثل ابن الحناط القرطبی اور عبادہ ابن ماء السما اور ابن درّاج القسطلی
شریک تہے عبادہ مذہب امامیہ رکہتا تہا۔ شعر و سخن مین مشہور زمانہ تہا۔

ابن حمود کے انتقال کے بعد القاسم حاکم اشبیلیہ تخت نشین ہوا باوجودیکہ علی

کے دو بیٹے ایک یحیی حاکم افریقہ اور دوسرا ادریس حاکم صوبہ ملاقہ موجود تھے اور نیز علی نے اپنے حین حیات یحیی کو اپنا ولیعہد و جانشین مقرر کیا تھا لیکن بربر کی جماعت کثیر نے القاسم کا اس وجہ سے ساتھ دیا کہ اولاً بہ نسبت یحیی کے سن رسیدہ اور زیادہ تجربہ رکھتا تھا۔ ثانیاً یہ کہ القاسم علی کے قتل کے وقت دار الخلافہ کے قریب مقیم تھا جس وقت القاسم کو اپنے بھائی کے قتل کی خبر پہونچی اور فوج نے اوس سے تخت پر بیٹھنے کی درخواست کی تو پہلے یہ ڈرا۔ اور یہ خدشہ اس کے دل مین پیدا ہوا کہ یہہ خبر مشہور کر کے علی کہین میری خیر خواہی اور محبت کو آزماتا نہ ہو دو چار روز تک یہ اپنے مقام سے نہ ہلا۔ لیکن جب اس کو یقین کامل ہو گیا کہ یہ واقعہ فی الحقیقت صحیح ہے اس نے فوراً قرطبہ پہونچکر شہر پر قبضہ کیا۔

القاسم کی طبیعت شر و فساد سے بالکل نافر حلم اور انصاف کی طرف مائل تھی اور اگر بربر اس کا پورا ساتھ دیتے تو ممکن تھا کہ اس کا زمانہ بغیر کشت و خون گزر جاتا لیکن اگرچہ چند وجوہ خاص سے یہ تخت پر بٹھایا گیا تھا مگر دلی خواہش ان بربرون کی یہ تھی کہ یحیی ابن علی بادشاہ بنایا جائے اور یہہ راز القاسم پر منکشف ہو چکا تھا اس نے محض اپنے تحفظ کی نیت سے صقلبی غلامون کی فوج اپنے گرد جمع کی اور فوج اور صوبجات کی حکومت بھی انہین لوگون کے سپرد کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بربر کشیدہ خاطر ہو کر اس سے

بالکل الگ ہوگئے ادہر تو یہ حال تہا اور ادہر عامہ خلائق بنی حمود سے اس لیئے
نفرت کرتی تہی کہ اس خاندان کا قیام واستحکام محض بربرون کی قوت پر منحصر تہا
جو فی الحقیقت بادشاہت کررہے تہے پس یہ لوگ بدل عبدالرحمن[1] بن محمد کی مدد
پر تیار و مستعد ہوگئے جس طرف امیر خیران[2] عبدالرحمن کو لیئے نکل جاتا تہا اد ہراد ہر
کے چہوٹے بڑے رئیس وامیر اس کو اپنا بادشاہ تسلیم کرکے شریک ہوجاتے تہے۔
نامی امراءمین سے علاوہ خیران عامری کے منذر التجیبی حاکم سرقسطہ اور ایک دو
عیسائی قومس بہی اس کے شریک ہوئے غرض جب القاسم کو ان لوگون کے
آنے کی خبر پہونچی یہ بہی فوج بربر لیکر ان کے مقابلے کے لیئے آگے بڑہا اس اثناء
مین جبکہ عبدالرحمن کو اپنے موروثی تخت وتاج کے ملنے کا یقین کامل ہوگیا تہا فلک ناہنجار
نے اس کے روشن ستارے کو اپنے عکس نیلگون سے دُہندلا کردیا چنانچہ کسی خاص
وجہ سے وہی لوگ جو اس کے معاون و مددگار بنے تہے اس کے خلاف مین سازشین
کرنے لگے منذر اور خیران نے آپس مین یہ مشورہ کیا کہ گو ابہی عبدالرحمن کو
حکومت وثروت نصیب نہین ہوئی ہے لیکن ابہی سے اس کے تیور بدلتے جاتے

[1] عبدالرحمن بن محمد الملقب بہ المرداني کا سلسلہ خلیفہ الناصر لدین اللہ سے ملتا ہے۔ یہ خاندان امیہ کا ایک رکن تہا

[2] خیران العامری جس کا ذکر پہلے ہوچکا ہے صوبہ المیریہ کا حاکم تہا

ہین معلوم نہین کہ آگے چل کر یہہ ہمارے ساتہہ کیا سلوک کریگا ایسے خود غرض و خود پسند کا ساتہہ دینا گویا اپنے ہاتھون سے تباہ ہونا ہے۔ اس مشورہ کے بعد خیران نے ابن زیری امیر غرناطہ کو ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ ہم لوگ بنی مروان کے ہمیشہ مخالف رہے ہین ہم نہین چاہتے کہ عبدالرحمن اس ملک کا بادشاہ بنایا جاے اگر تم اس پر حملہ کرنے کا وعدہ کرو تو ہم یہ وعدہ کرتے ہین کہ ہم بوقت جنگ عبدالرحمن سے علیحدہ ہوجایئن گے چونکہ ابن زیری خود قوم بربر سے تہا اس نے اس درخواست کو منظور کرلیا عبدالرحمن ان واقعات سے بالکل بےخبر اور اپنی خوش قسمتی پر نازان منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا قلعہ غرناطہ کے سامنے پہونچا اور ابن زیری کو لکہا کہ تم میری اطاعت و فرمان برداری قبول کرو جس وقت یہ خط ابن زیری کے سامنے پڑہا گیا اس نے اپنے معتمد کو حکم دیا کہ وہ اس کی پشت پر سورۃ الکفرون لکھکر واپس کردے عبدالرحمن نے یہہ جواب دیا کہ ہوشیار ہوجا کہ مین بہادر ترین سپاہون کو اپنے ساتہہ لیے ہوئے موجود ہون اور اس فقرے کے آخر مین یہہ شعر لکہا۔

اِنْ كُنْتَ مِنَّا اَبْشِرْ بِخَيْرٍ	اَوْلَا فَاَيْقِنْ بِكُلِّ شَرٍّ

اگر تو ہم مین سے ہے تو تجھے خیر و خوبی کی بشارت دی جاتی ہے ورنہ ہر مصیبت و شر جو تیرے لیے مہیا ہے اون کا یقین کرلے

اسی خط کی پشت پر ابن زیری نے پہر قرآن شریف کی ایک آیت لکھی کہ جس کا
مفہوم یہ ہے کہ "تم کو مال واولاد کے فراہم اور زیادہ کرنے کی ہوس مشغول رکہتی
ہے تا اینکہ تم قبرمین جاؤ" ان گستاخانہ جوابون سے عبدالرحمن ایسا مغلوب الغضب
ہوا کہ اس نے قرطبہ کے ارادون کو ترک کرکے پہلے اس امیر کی تنبیہ کا ارادہ
کیا زیری نے خیران اور منذر کے اعتماد و بہروسے پر اپنے سوارون کے
ساتہہ عبدالرحمن پر حملہ کیا - عبدالرحمن نے نہایت جوانمردی کے ساتہہ اس حملے
کا جواب دیا لیکن عین وقت کارزار پر عبدالرحمن نے دیکہا کہ منذر اور خیران
مع اپنی فوج کے میدان سے بہاگے جاتے ہین باوجود اس حادثۂ عظیم کے یہہ
کچہہ دیر تک اپنی تہوڑی سی فوج لیئے مردانہ وار دشمن کا مقابلہ کرتا رہا بالآخر حالت
یاس و نومیدی مین فوج کو پسپا دیکہکر میدان جنگ سے بہاگ نکلا چند روز تک یہہ
قرب وجوار غرناطہ مین پوشیدہ رہا لیکن انجام کار گرفتار اور قتل ہوا - اس جنگ کے
اور عبدالرحمن المرتضیٰ کی شکست کے بعد بربر ملک اندلس پر پورے طور سے
قابض اور مسلط ہوگئے القاسم نے بہی مصلحتاً اس آفت ناگہانی کو دفع کرنیکی
غرض سے بربرون کی دلجوئی کرنے مین کمی نہین کی لیکن جب عبدالرحمن کی
شکست اور قتل سے عامہ خلائق کی نومیدہ امیدون پر پانی پہر گیا القاسم نے پہر

بربرون کی قوت توڑنے کی کوشش کی مگر اس سے بہت بڑی غلطی خلاف مصلحت یہ ہوئی کہ اس نے رعایا کو راضی وخوش رکہنے مین توجہ نہین کی اگر ایسے نازک وقت پر القاسم اہل اندلس کا ساتہہ دیجاتا اور اگر یہ اپنی آیندہ کامیابی کو رعایا کی کامیابی پر چہوڑ دیتا توپہر بربرون کا استیصال کوئی مشکل امر نہ تہا۔ رعایا تو بربرون کی سخت مخالف تہی اور یہہ بہی باطن مین ان کا دوست نہ تہا لیکن ظاہرا محبت اور دوستی کا دم بہرتا تہا اگر یہ عامہ خلایق پر اپنا راز دلی کسی طرح ظاہر کردیتا تو رعایا کو پوری قوت اور جرات حاصل ہوجاتی اور بہ آسانی تمام یہ بربرون کی قید سے رہائی پاجاتا۔ ادہر تو رعایا بادشاہ کو اپنا مخالف اور بربرون کا معاون سمجہی تہی اودہر بربر اس کے طرز عمل سے ناخوش تہے اس مذبذب اور ڈانواڈول طرز حکومت کا آخر کار نتیجہ یہ ہوا کہ القاسم سلطنت کہو بیٹہا یحییٰ ابن علی نے القاسم کی یہ حالت دیکہکر علانیہ سلطنت کا دعوی کیا اور ایک تحریر اس مضمون کی بربرافسرون کے پاس بہیجی کہ صحیح وارث تخت کا مین ہون میرے چچا نے جبراً میرا حق غصب کرلیا ہے اور صرف اس ہی پر اوس نے اکتفا نہین کیا بلکہ تمہارے ساتہہ بہی وہ بہت ناانصافی کے ساتہہ پیش آیا چنانچہ اوس کے برتاؤ سے صاف ظاہر ہے کہ رفتہ رفتہ وہ تمکو تمام منصب اور عہدون سے علحدہ اور بجائے تمہارے اپنے حبشی غلامون کو مامور کیا

چاہتا ہے حالانکہ تمہاری مدد سے اوس کو یہ رتبہ اور ثروت حاصل ہوئی مین اپنے
حقوق کے تصفیہ اور انتزاع سلطنت کے لیئے آیا ہون اگر مین کامیاب ہوا تو جن
عہدون پر تم پہلے مامور تہے اور جن جاگیرون پر تم پہلے حکومت کرتے تہے ان پر پہر مقرر
کیئے جاؤ گے اور ان نو دولتون کا معقول بندوبست کرون گا۔ بربرون کو راضی
پاکر یحیی نے جہازون کا بندوبست کیا اور سامان جنگ وغیرہ مین اس کے بہائی
ادریس حاکم مالقہ نے بہی بہت مدد کی اس نے اپنے بہائی کو اپنی جگہہ سوطا
اور افریقہ کا حاکم مقرر کیا اور مع فوج جرار اندلس مین داخل ہوا خیران حاکم المیرہ
نے سابق کی خیرخواہی اور دوستی جتا کر درخواست کی کہ اگر حکم ہو تو مین بہی فوج وغیرہ
سے تمہاری مدد کو حاضر ہون ادریس نے اپنے بہائی کو ہوشیار کیا کہ یہ شخص نہایت
بدباطن اور خود غرض ہے ہرگز ہرگز اس کے وعدون پر بہروسا نہ کرنا یحیی نے جواب
دیا کہ اس وقت ہوشیار اور لائق آدمی کو اپنے دوست اور دشمن دونون سے کام نکالنا
چاہیئے بعد تصفیہ جیسا مناسب ہوگا ان کے حق مین کیا جائے گا یحیی اندلس مین
داخل ہوتے ہی فوراً قرطبہ کی طرف روانہ ہوا القاسم مین اتنی بہی عقل وتمیز نہ تہی
کہ یہ اپنے دوست اور دشمن کو پہچانتا۔ حالت تذبذب اور پریشانی مین عقل وہوش
نے بہی اس سے کنارہ کشی اختیار کی اور بغیر میدان جنگ مین قسمت آزمائے رات

کے وقت اپنے پانچ خاص ملازمین کو لیکر بتاریخ ۲۸ ربیع الاخری ۴۱۲ھ مطابق ۱۰۲۱ء قرطبہ سے بہاگ کر اشبیلیہ مین قاضی ابن عباد کے گہر مین پناہ گزین ہوا۔ اور اس کا بہتیجہ علی بلا تعرض بتاریخ یکم جمادی الاخری ایک مہینہ کے بعد دار الخلافہ مین داخل اور سریر خلافت پر متمکن ہوا اور المتعالی کا لقب اختیار کیا۔

یحیی ابن علی گو قرطبہ پر قابض و متصرف ہو گیا تہا لیکن ابہی اس کی حکومت صرف دار الخلافہ کی چار دیواری تک محدود تہی کیونکہ ہنوز صوبہ دار اور بعض چہوٹے بڑے رئیس بپاس نمک بنی امیہ کے طرفدار بنے ہوئے تہے یحیی نے ان لوگون کو ہموار کرنے کی مطلق کوشش نہین کی بلکہ اپنی کوتاہ اندیشی و پست ہمتی سے صرف قرطبہ پر قابض ہوتے ہی اپنے تئین تمام ملک کا بادشاہ سمجہنے لگا اور لہو و لعب مین مشغول ہو گیا اس کو اپنی عالی خاندانی پر کہ جس کا سلسلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہونچتا تہا اس قدر ناز و تفاخر تہا کہ بڑے بڑے خاندانی امرائے عرب کو نظر حقارت دیکہتا تہا لیکن سب سے بڑی غلطی اس سے یہ ہوئی کہ جن شرائط پر بربرون نے اس کی مدد کی تہی انکو پورا نہین کیا اور بربرون کے اصرار پر صرف اتنا کیا کہ نو دولتون کو ملازمت سے برطرف کر دیا۔ سب بددل ہو کر القاسم کے پاس بہاگ آئے۔ چند روز کے بعد بربرون نے بہی بحالت ناامیدی ان مفرورون کی تقلید شروع کر دی۔ چونکہ القاسم لطبع خود

اپنے خیر خواہون کے بلا اطلاع بہاگ آیا تہا اپنی حرکت پر کمال نادم ہوا اور ان لوگون کو اپنا سچا خیر خواہ سمجھنے لگا۔ باشندگان صوبہ ملاقہ بہی اپنے حاکم ادریس کو اپنے سے دور اور غافل سمجھکر بغاوت پر آمادہ ہوگئے اور خیران سے درخواست کی کہ وہ اس صوبہ کو بہی اپنے صوبہ مین شریک کر لے۔ اس خبر وحشت اثر سے یحییٰ کے رہے سہے ہوش بہی جاتے رہے اور یہ بلا سوچے سمجھے بوقت شب چند خاص مصاحبین کے ہمراہ قرطبہ سے بطرف ملاقہ روانہ ہوا۔

جس وقت القاسم نے سنا کہ یحییٰ قرطبہ سے چلا گیا ہے یہہ اشبیلیہ سے روانہ ہوا اور اخیر ذیقعدہ ۴۱۳ھ مطابق ۱۰۲۳ء مین بروز سہ شنبہ دار الخلافہ مین داخل ہوا پہر چند ہی روز مین وہی مخالفتین اور سازشین پیدا ہوگئین اہل بربر مین سے بعض نے اس کی طرفداری اختیار کی اور بعض نے اس کے بہتیجے کا ساتہہ دیا باقی خاندان امیہ کے خیر خواہ بنے رہے۔ ان تینون فرقون مین روزانہ جہگڑے اور فساد ہوتے تہے اور القاسم مین اتنی قوت نہ تہی کہ ان پر وہ کسی قسم کا اثر ڈال سکے ان مین سے سب سے کمزور بنی امیہ کا گروہ تہا جس کے ساتہہ القاسم نہایت سختی سے پیش آیا یہ لوگ اپنی جانون کو بچا کر قرطبہ سے دور دور روپوش ہوگئے۔ پہر یحییٰ نے ملاقہ[1] اور صوبہ الجزایر پر قبضہ کر لیا۔ ادریس اپنے بہائی کو مخالف پا کر شہر طنجہ اور

[1] اس کو مالقہ بہی کہتے ہین۔

اوس کے مضافات پر مسلط ہوگیا القاسم کو خانگی جہگڑون سے اتنی فرصت کہان تہی کہ ان صوبجات کا بندوبست کرتا دار الخلافہ مین بربر اور عامہ خلایق مین نزاع اس قدر بڑہی کہ بالآخر شارع عام پر روزانہ کشت وخون ہونے لگا۔ رعایا نے بہت روز بربرون کے ظلم وستم کو برداشت کیا۔ جب تکلیف انتہا کو پہونچ گئی تو تمام رعایا ایک دفعہ ان پر حملہ آور ہوئی اول تو تعداد مین اہل قرطبہ بربرون سے کہین زیادہ تہے اور دوسرے یہ کہ جان پر کہیل کر یورش کی تہی آن واحد مین بربرونکو مع القاسم کے شہر کے باہر کر دیا اور فوراً شہر پناہ کے دروازون کو بند اور اُن کو چونے اور پتہر سے چن کر مستحکم کر دیا اور تقریباً دو مہینے تک بربرون کے حملون کا جواب دیتے رہے۔ جب اہل شہر پر خورونوش کی تکلیف ہونے لگی تو شہر کے سربرآوردہ لوگون نے باہم مشورہ کیا اور یہ رائے قرار پائی کہ فاقہ کشی سے میدان مین ایک بار قسمت آزمائی کرکے جان دینا بہتر ہوگا۔ چنانچہ آخر ماہ شعبان ۴۱۴ھ مطابق ۱۰۲۳ء بروز پنجشنبہ اہل بربر کو غافل پاکر دفعتاً ایسی سخت یورش کی کہ بربر بدحواس ہوکر ملاقہ کی طرف بہاگ گئے اور القاسم مع اپنے حبشی غلامون کے اشبیلیہ بہاگ آیا القاسم نے قرطبہ آنے کے قبل اپنے بیٹے محمد کو اشبیلیہ کا حاکم اور محمد ابن زیری اور محمد ابن عباد کو اس کا مشیر اور معاون مقرر کیا تہا۔ یہ دونون امیر اپنی اپنی قوم مین سربرآوردہ تہے

اور ان مین ہر ایک بجای خود حکومت کا خواہان تہا چونکہ عہدہ اور قوت مین دونون مساوی تہے اس لیئے غلبہ کسی کو حاصل نہ ہوتا تہا جب **القاسم** شکست کہا کر **اشبیلیہ** آیا تو ان دونون امیرون نے شہر کے دروازون کو بند کر دیا اور القاسم کے ساتھہ مقابلہ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ جب **القاسم** نے کشایش کار کی کوئی صورت نہ دیکھی تو اس نے امیرون کو کہلا بہیجا کہ اگر تم میرے بیٹے اور رشتہ دارون کو حوالہ کر دو تو مین تم سے متعرض نہ ہون گا۔ ان دونون نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور **القاسم** مع اپنے رشتہ دارون وغیرہ کے قلعہ **سرلیش** مین اقامت پذیر ہوا۔ ۴۱۵ھ مطابق ۱۰۲۴ء مین **یحیی** نے اس قلعہ کو فتح کر کے **القاسم** کو گرفتار کر لیا **القاسم** چند سال کی قید سخت کے بعد ۴۲۷ھ مطابق ۱۰۳۵ء مین بحکم یحیی قتل کیا گیا

اب **قرطبہ** کا حال سنو کہ جب **القاسم** ہزیمت کہا کر **اشبیلیہ** پہونچا تو دار الخلافہ تقریباً دو مہینے تک بغیر کسی حاکم اور انتظام کے حالت نزاع مین پڑا رہا یہان کے باشندے حیران تہے کہ کس کو بادشاہ مقرر کرین اسی اثنا مین بتاریخ ۱۵ رمضان المبارک ۴۱۴ھ مطابق ۱۰۲۳ء خاندان امیہ کے تین شہزادے **عبد الرحمن بن ہشام** اور **سلیمان بن المرتضی** اور ایک شخص تخت و تاج کی دعویدار شہر مین داخل ہوئے اور ان مین سے ایک کے انتخاب کے لیئے رعایا جمع ہوئی

اگرچہ سلیمان کے طرفدارون کی جماعت کم نہ تھی لیکن عبدالرحمٰن بن ہشام نے بھی خوش سلیقگی اور فراست سے عوام الناس کو پہلے ہی اپنا معاون بنالیا تھا پس بغلبہ آرا یہ اس منصب عظیمہ کے واسطے منتخب کیا گیا اور دیگر دعویداران ریاست کو طوعاً و کرہاً اس کی اطاعت قبول کرنی پڑی۔

عبدالرحمٰن چہارم نے المستظہر کا لقب اختیار کیا اور تخت خلافت پر متمکن ہوتے ہی اس نے سلیمان اور محمد ابن عبدالرحمٰن کو فوراً قید اور اپنے خیرخواہون اور متوسلین کو عہدہائے جلیلہ سے سرفراز کیا۔ ان نو سرفرازون مین صرف ایک ابو عامر ابن شہید اعلیٰ درجہ کا فوجی افسر تھا باقی مثل ابو محمد ابن حزم اور عبدالوہاب ابن الحزم کا تقرر جنکی ناشایستہ حرکتون سے سب بیزار اور متنفر تھے اہل دربار کو سخت ناگوار گزرا عبدالرحمٰن کی یہ کوتہ اندیشی تھی کہ اوس نے امرا اور علمار کو منحرف پاکر اہل بربر کے ساتھہ ناجائز رعایت شروع کردی اور اس قوم کے بھروسہ پر عنان حکومت کو اپنے خودغرض مشیرون کے سپرد کردیا اور خود اپنے چند خاص ذی علم مصاحبین کے ساتھہ مشاغل علمی مین مصروف ہوگیا رعایا ہنوز برگشتہ خاطر تھی امرا کے ورغلانے سے فوراً فساد پر آمادہ ہوگئی اور جیلخانے بغاوت و فساد کی علت مین معمور ہونے لگے۔ ان باغی قیدیون مین ابوعمران بھی

شریک تہا اس کو عبد الرحمن نے اپنے وزرا کی رائے کے خلاف قید سے
رہا کیا یہی بالاخر سلطان کی تباہی کا باعث ہوا عبد الرحمن مہمات سلطنت سے
بالکل غافل تہا اس کے نا عاقبت اندیش وزرا اہل بربر سے لڑ بیٹھے بربرون نے
بتاریخ ۳ ذیقعدہ تخت نشینی کے سینتالیسوین روز تیس سال کی عمر مین عبد الرحمن
کو قتل کر ڈالا اور اوسکی جگہہ اوس کے ایک رشتہ دار محمد نامی کو بادشاہ بنا دیا۔

محمد ابن عبد الرحمن ابن عبد اللہ۔ المستکفی باللہ کے لقب سے
تخت پر بیٹہا اس کے باپ کو **المنصور ابن ابی عامر** نے قتل کیا تہا۔ سنہ ۴۱۶ھ م
سنہ ۱۰۲۵ء مین **المتعالی یحیی ابن علی** جو اپنے چچا **القاسم** کی گرفتاری کے بعد
سرلیش اور ملاقہ اور الجزائر پر حکمران تہا مع فوج **قرطبہ** کی طرف روانہ ہوا سلطان محمد
کو فوج کے فراہم کرنے مین کچہہ ایسی دشواریان پیش آئین کہ یہ بلا لڑے **ثاغر**[1] کی
طرف بہاگ آیا اور چند ہی روز بعد بتاریخ ۲۵ ربیع الاول سنہ ۴۱۶ھ انتقال کیا یحیی نے
قرطبہ مین داخل ہوکر ایک افسر **ابن عطاف** کو یہان کی حکومت سپرد کی اور
خود ملاقہ واپس چلا آیا اور **ابوالقاسم ابن عباد** حاکم **اشبیلیہ** کی تسخیر کی غرض سے
فوج کی درستی اور انتظام مین مصروف ہوا دار الخلافہ مین سنہ ۴۱۷ھ مطابق سنہ ۱۰۲۶ء مین
اہل قرطبہ نے بغاوت کی اور بہت کچہہ کشت و خون کے بعد **ابن عطاف** کو مع

[1] صوبہ ارغون کو ثاغر بہی کہا کرتے تہے۔

فوج شہر سے باہر کردیا۔ ایک شخص **ابو محمد جہور ابن محمد** نامی کے جس کو بہت کچھہ رسوخ حاصل تہا مشورہ سے رعایا نے **المرتضیٰ** کے بہائی **ہشام** کو جو خاندان امیہ سے تہا خلافت **اندلس** کے واسطے منتخب کیا **ہشام** اوس زمانہ مین **لریدۃ** مین **مقیم** اور وہان کی خانہ جنگیون کے فرو کرنے مین مصروف تہا۔
جب **ابن ہود** نے منجانب **ابو محمد** یہ خوش خبری سنائی **ہشام** نے فوراً **قرطبہ** آنے کا قصد کیا لیکن تنازعات مذکورہ نے تقریباً تین سال تک اس کو بدستور مصروف رکہا۔ بالآخر اس نے رؤسائے مخالف سے اس شرط پر صلح کرلی کہ اگر یہ لوگ **قرطبہ** کو **اندلس** کا پایہ تخت تسلیم اور اس کے احکام سے انحراف نہ کرین گے تو یہ بہی ان کا مزاحم نہ ہوگا۔ سب نے اس شرط کو قبول کرلیا۔ اور **ہشام** آخر سنہ ۴۲۰ھ م سنہ ۱۰۲۹ع مین **قرطبہ** آیا اور بلقب **المعتمد باللہ** تخت نشین ہوا **ہشام** نہایت رحم دل اور سیدا رمغز بادشاہ تہا جس نے تخت پر بیٹہتے ہی اپنے تئین ہر دل عزیز بنانے کی بہت کچھہ کوشش کی لیکن پہر بہی رعایا نے اس کا ساتہہ برے وقت پر نہ دیا اور تخت نشینی کے دو ہی سال بعد سنہ ۴۲۲ھ مین **فوج** نے اس کو تخت سے اوتار دیا۔ یہ بہی کامیابی سے بالکل مایوس ہوگیا تہا دار الخلافہ پر مکرر قبضہ کرنے کی کوشش نہین کی اور سیدہا **الریدۃ** چلا آیا جہان اس نے سنہ ۴۲۸ھ م سنہ ۱۰۳۶ع

مین انتقال کیا ہشام آخر خلیفہ سلطنت اندلس کا تہا اور اب عبدالرحمن اول کی تخت نشینی کے دوسو چوراسی برس بعد یہہ ملک چہوٹی چہوٹی ریاستون مین منقسم ہوگیا۔ گو یحییٰ ابن علی نے اس کے بعد سلطنت کے سنبہالنے کی کوشش کی اور اہل قرطبہ نے بہی اسکو بادشاہ تسلیم کیا لیکن سنہ ۴۲۷ھ مطابق سنہ ۱۰۳۵ء مین جبکہ یہہ القاسم ابن عباد کے تصفیہ کی غرض سے اشبیلیہ جا رہا تہا شہر قرمونہ مین اپنے ملازمین کے ہاتہہ سے قتل ہوا۔

باب دوم

خانہ جنگی کا نتیجہ۔ سلطنت اندلس کا چھوٹی چھوٹی ریاستون مین تقسیم ہوجانا۔ دیگر حالات

ہم بغاوت اور خانہ جنگی کی حالات جہان تک ہم کو مختلف تواریخ سے معلوم ہوئے ہین بالتفصیل اوپر تحریر کرچکے ہین جس محنت وجان فشانی سے الداخل عبدالرحمان اعظم نے اس عظیم الشان سلطنت اندلس کو قایم کیا جس کے ماتحت ایک بڑا حصہ شمالی افریقہ کا بہی تہا اوس کے بعض جانشینون نے بوجہ کوتہ اندیشی اور آرام طلبی ملک کو ایسا برباد کیا کہ سلطنت چہوٹی چہوٹی خودمختار ریاستون مین بٹ گئی۔ ان کی کمزوری اور آپس کی نزاعون کی بدولت عیسائیون کو اس ملک پر دوبارہ قبضہ کرنے کا عمدہ موقع ملا قرطبہ اور صوبجات غرناطہ طلیطلہ اشبیلیہ مالقہ الجزائر۔ سرقسطہ۔ المیریہ۔ افریقہ وغیرہ مین ہر امیر اور صوبہ وارنے کوس انا ولاغیری کی صدا بلند کی اور ایک دوسرے کی تباہی کے ایسے خواہان ہوئے کہ اپنے ہم مذہب اور ہم قوم کو اپنا دشمن اور اپنے اصلی دشمنون کو اپنا دوست سمجہنے لگے

چھوٹی خودمختار ریاستوں کے قائم کرنے مین سب سے پہلے بنی حمود نے پیش قدمی کی قرطبہ کی رعایا اور جو فوج کہ وہان باقی رہ گئی تھی سب نے سلطنت کے سنبھالنے مین بڑی کوشش کی لیکن جن کا انھون نے بادشاہت کے لیئے انتخاب کیا وہ سب ایسے خود غرض او نفس پرست نکلے کہ سلطنت کی حالت روز بروز ابتر اور تباہ ہوتی گئی۔ جو لوگ کہ ایک قرطبہ کا انتظام نہ کر سکے وہ اس عظیم الشان سلطنت کو کیا قایم رکھہ سکتے تھے یہ نہ تھا کہ لیاقت اس قوم سے مفقود ہو گئی ہو۔ اس زمانہ مین بہی نہایت لایق اور بیدار مغز لوگ موجود تھے۔ لیکن حکم حاکم حقیقی بدین نہج ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم نافذ ہو چکا تھا۔ عقل اور دور اندیشی نے اس قوم سے کنارہ کشی اختیار کی اور ان کا بخت نگون سار ان کو اعلیٰ سے اسفل کی طرف لیجا رہا تھا۔ ان پر ایسی غفلت طاری ہوئی تہی کہ ان مین اپنے بہلے اور برُے کے پہچاننے کی قابلیت باقی نہ رہی۔ اگرچہ زندہ تھے لیکن بدتر از مردہ تھے

آمدم برسر مطلب۔ المتعالی یحییٰ بن علی جب ۴۲۷ھ مین قتل ہوا تو اہل قرطبہ نے فوج بی افسر اور ملک بے بادشاہ دیکھکر اس کے بہائی ادریس حاکم افریقیہ کو سوطا سے بلا بہیجا ادریس ابن علی نے خواجہ سرا ناجا کی نگرانی مین اپنے

بیٹے حسن کو اپنا قایم مقام مقرر کیا اور خود فوراً قرطبہ آیا یہان آکر اس نے
سب سے پہلے اپنے بہائی یحیی کے قتل کا انتقام ابو القاسم اسمعیل
بن عباد سے لینے کا ارادہ کیا اور اسی غرض سے فوج اشبیلیہ روانہ کی۔
کئی سال کی متواتر لڑائیون کے بعد ابو القاسم ۴۳۱ھ مطابق ۱۰۳۹ء مین گرفتار
اور قتل ہوا۔ ادریس کا پیمانہ عمر بہی لبریز ہو چکا تہا اس واقعہ کے دو ہی روز بعد اس نے
بہی انتقال کیا اور فوج نے ایک دوسرے بیٹے یحیی ابن ادریس کو تخت پر بٹہانا
چاہا۔ یہ خبر سُن کر ناجا حسن کو لیکر بتعجیل تمام ملاقہ پہونچا اور یہ اعلان کیا کہ صحیح وارث
سلطنت کا حسن ابن ادریس ہے یحیی ابن ادریس بغیر لڑے قلعہ قمارش
مین روپوش ہو گیا اور یہین ۴۳۴ھ مطابق ۱۰۴۲ء مین اس نے انتقال کیا اسی
سال یحیی ابن ادریس کی ایک بہن نے اپنے بہائی کے انتقام مین حسن کو
زہر دیکر مار ڈالا حسن کے انتقال کے بعد ناجا نے خود ملاقہ پر قبضہ کرنا چاہا۔ لیکن
بربرون کے ہاتہہ سے یہہ بہی بالآخر قتل ہوا۔ اس واقعہ کے بعد بربرون نے
ادریس ابن یحیی المتعالی کو جو اوس وقت قید تہا رہا کر کے اخیر ماہ جمادی الثانی
۴۳۴ھ بلقب العالی باللہ تخت پر بٹہایا۔ سب سے پہلے صوبہ غرناطہ اور
قرمونہ نے ادریس کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ یہی ادریس ہے جس کی تعریف مین

ابوزید عبدالرحمن ساکن لشبونہ نے ایک قصیدہ لکھا تہا جو ابن لبسام کے ذخیرہ مین موجود ہے۔

ادریس سنہ ۴۳۸ھ مطابق سنہ ۱۰۴۶ء مین تخت سے اوتار دیا گیا اور یحیای اوس کے اوس کا چچازاد بہائی محمد ابن ادریس ابن علی الملقب بالمہدی تخت نشین ہوا مگر یہ بہی چند ہی سال کے بعد سنہ ۴۴۸ھ مطابق سنہ ۱۰۵۶ء مین فوت ہوا اور ادریس ابن یحییٰ ابن ادریس الملقب بالموفق باللہ تخت پر بٹہایا گیا لیکن بخلاف خلفائ سابق اس کی تخت نشینی کا اعلان مساجد مین نہین کیا گیا۔ چند مہینے کے بعد اسکا چچازاد بہائی ادریس المتعالی نے جو بعد معزولی قلعہ قماریش مین پناہ گزین ہوا تہا موقع پاکر بغاوت کی اور مالقہ پر قابض ہوگیا اور اس صوبہ کے پایہ تخت کو اس قدر تباہ کیا کہ رعایا شہر چہوڑکر دوسری مقامات مین جا بسی اس نے سنہ ۴۴۶ھ م سنہ ۱۰۵۴ء مین انتقال کیا

الموفق باللہ کے بعد اس کا بیٹا محمد المتعالی باللہ تخت پر بیٹہا لیکن سنہ ۴۴۹ھ مطابق سنہ ۱۰۵۷ء مین بادلیس ابن حابوس بادشاہ غرناطہ نے ملاقہ پر قبضہ کیا اور محمد المتعالی باللہ شکست کہاکر المیریہ چلا آیا۔ یہ خاندان حمود کا جس نے ملاقہ پر خود مختارانہ حکومت کی تہی اخیر بادشاہ تہا یہ روز کی خانہ جنگیون سے بہ تنگ آکر حکومت سے کنارہ کش ہوا اور سنہ ۴۵۶ھ مطابق سنہ ۱۰۶۳ء مین اہل ملیلہ ور قلوع جارہ

کی درخواست پر افریقیہ چلا آیا جہاں یہ ۴۶۶ھ مطابق ۱۰۷۶ء تک حکومت کرتا رہا
ان ہی ایام مین الجزائر اور اوس کے مضافات پر محمد المعتصم باللہ رکن خاندان
حمود حکومت کر رہا تہا محمد نے ۴۳۸ھ تک بادشاہت کی اور اس کی بعد اس کا
بیٹا القاسم الواثق باللہ ۴۵۰ھ مطابق ۱۰۵۸ء تک بلا تعرض الجزایر پر
حاکم رہا۔ سال مذکور مین المعتضد ابن عباد بادشاہ اشبیلیہ نے الجزایر قبضہ
کر لیا اور بنی حمود حکومت سے محروم کر دئے گئے۔

جس زمانے مین بنی حمود نے ملاقہ مین اپنی حکومت قائم کی تہی ایک
بربر امیر زاوی ابن زیری غرناطہ کا بادشاہ بن بیٹہا تہا اس کا باپ زیری
المنصور کے زمانے مین افریقیہ سے اندلس آیا تہا جب اندلس مین
خانہ جنگی شروع ہوئی تو زاوی نے غرناطہ مین اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی ۴۰۱ھ
مین اپنے بہتیجے حابوس کے سپرد غرناطہ کیا اور خود بضرورت افریقیہ چلا آیا حابوس
اپنے چچا کی عدم موجودگی مین موقع پا کر خود مختار ہو گیا اور چند سال حکومت کرتا رہا۔
۴۲۹ھ مطابق ۱۰۳۷ء مین حابوس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا بادیس
المظفر غرناطہ کے تخت پر بیٹہا مگر بنی حمود کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکا اور بالآخر
اون کی اطاعت قبول کر لی لیکن خفیہ طور پر ایک قلیل عرصہ مین اس نے اپنی سپی

قوت بڑہائی کہ ۴۴۹ھ مین ظہیر صقلبی بادشاہ المیریہ کو اور بعدہٗ محمد البرزالی بادشاہ قرمونہ اور اوس کے معاون بادشاہ اشبیلیہ کو شکست دی اس کے بعد اس نے القادر بن ذی النون بادشاہ طلیطلہ کے ساتھہ سلسلہ جنگ کا شروع کیا اور پہر ۴۴۹ھ مین شاہ ملاقہ کو کم قوت پا کر ان پر حملہ کیا اور اوس ملک کو اپنی قبضہ مین لایا بادیس پہلا بادشاہ تہا جس نے شہر غرناطہ کے گرد مستحکم فصیل کی بنیاد ڈالی تہی۔ اس کا انتقال ۲۰ شوال ۴۶۹ھ مطابق ۱۰۷۶ء مین ہوا۔ اس کی جگہہ اس کا پوتا عبداللہ ابن بلکین المظفر تخت پر بیٹہا اور صوبہ مالقہ کا انتظام اپنے بہائی تمیم کے سپرد کیا عبداللہ ۴۸۳ھ مطابق ۱۰۹۰ء تک بلا تعرض بکمال اطمینان غرناطہ اور اوس کے مضافات پر حکومت کرتا رہا سنہ مذکور مین یوسف ابن تاشفین نے اس کو تخت سے اوتار دیا تہا جس کا ذکر آیندہ اپنے موقع پر کیا جائے گا۔ یہہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہین کہ اہل قرطبہ نے بنی حمود کو تخت سے علیحدہ کر کے خاندان امیہ کے ایک شہزادے ابوبکر ہشام ابن محمد ابن عبدالرحمن الناصر کو اپنا بادشاہ بنایا تہا - باوجودیکہ یہ ایک رحیم اور عدل گستر بادشاہ تہا۔ لیکن تین سال کی حکومت کے بعد اہل قرطبہ نے بسبب اپنی تلون مزاجی کے اس بادشاہ کو بہی معزول کر دیا ہشام کے علیحدہ کر دینے کے بعد چونکہ اب اس

خاندان کا کوئی رکن باقی نہ رہا تہا امرائی شہر نے باستمزاج رعایا ابو الحزم جہوار ابن محمد کو جو بلحاظ تجربہ ولیاقت شہر مین وقعت کی نگاہون سے دیکہا جاتا تہا اور بنی عامر کے زمانے مین عہدہ وزارت سے بہی ممتاز رہا تہا۔ شہر کی حکومت سپرد کی۔ اس دور اندیش امیر نے محض بغاوت فرو اور ملک کی چہوٹی چہوٹی ریاستون مین خیال عصبیت پیدا کرنے کی غرض سے یہہ مشہور کیا کہ امیر المومنین المویدبالله[1] ہنوز زندہ ہے اسی کے نام کا خطبہ شہر کی مساجد مین پڑہا گیا بعدہ اسنے قاضی ابن عباد بادشاہ اشبیلیہ اور المنذر بادشاہ سرقسطہ اور ابن ذی النون بادشاہ طلیطلہ کو فرمان شاہی حسب الحکم خلیفہ ہشام باین مضمون بہیجے کہ تم حلف نامے اطاعت وفرمان برداری کے روانہ کرو اور قرطبہ کو بدستور اس سلطنت کا دار الخلافہ سمجہو لیکن خلیفہ ہشام کے مرنے کے اس قدر زمانے کے بعد لوگون کا اس دہوکے مین آنا اگر غیر ممکن نہین تو دشوار توضرور تہا کسی نے اس فرمان پر بالکل التفات نہ کیا۔ ابو الحزم نے جب دیکہا کہ یہ دہوکا اس کا کارگر نہین ہوا تو یہ خود قرطبہ اور اوس کے مضافات کا بادشاہ بن بیٹہا اور باوجودیکہ اس کی حکومت کا اثر قرطبہ کی چاردیواری کے باہر بالکل نہ تہا باین ہمہ یہ انصاف اور رحم دلی کے ساتہہ اپنے عہدہ جلیلہ کو انجام دیتا رہا۔ اس نے ماہ صفر ۴۳۵ھ مطابق ۱۰۴۳ء مین انتقال کیا اور اس کا

[1] یعنی ہشام ثانی جو قرطبہ کے قتل عام مین قتل ہوا تہا۔

بیٹا ابوالولید محمد اپنے باپ کی جگہہ تخت پر بیٹہا یہ بہی مثل اپنے باپ کی دادرسی اور معدلت گستری مین نام پیدا کرتا رہا۔ اخیر عمر مین جب انحطاط و کمزوری نے اس کو بالکل بیکار بنا دیا تو اس نے اپنے بیٹے عبدالملک کو تخت پر بٹہا کر خود دنیا سے کنارہ کشی اختیار کی عبدالملک چند روز کے بعد تخت سے علیحدہ کر دیا گیا جس کا ذکر ہم آگے چل کر تحریر کرین گے۔

اس زمانہ غدر اور طوائف الملوکی مین بنی عباد[1] شاہان اشبیلیہ اور الغرب نے بہی بہت کچہہ سرمایہ نیک نامی کا جمع کیا تہا۔ اس خاندان کا سب سے مشہور بادشاہ المعتمد ابن عباد تہا جس کا ذکر مورخین اور شعراء نے جابجا کیا ہے اس کی حالات دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بغداد کے خلفائی بنی عباسیہ کا علم و لیاقت اور حلم و مروت مین ہمعصر تہا جس کی بہت کچہہ تعریف ابوبکر علیسی ایک مشہور مورخ ساکن اشبیلیہ نے اپنی کتاب الاعتماد فی اخبار بنی عباد مین کی ہے بعض افریقہ کے شعراء نے اس خاندان کی بہت کچہہ ہجو اور مذمت مین بہی طبع آزمائی کی لیکن یہ لوگ معدودے چند ہین۔ زیادہ تر مصنفین جن کی کتابین ہماری نظر سے گزری ہین

[1] خاندان عباد کا پہلا شخص جس نے اندلس مین سکونت اختیار کی تہی عطاف تہا اور یہ سنہ ۱۲۳ھ م سنہ ۷۴۱ع مین امیر بلج ابن بشر کے ساتہہ اندلس آیا تہا بنی عباد کی ترقی کا بانی ابوالولید اسمٰعیل ابن قریش تہا جو بزمانہ خلیفہ ہشام المؤید باللہ صاحب الشرطہ یعنی کوتوال و پہر اشبیلیہ کا عالم مقرر ہوا بعد ازان اشبیلیہ کی حکومت اس کے بیٹے محمد ابوالقاسم کو سپرد کی گئی جو زمانہ غدر مین خود مختار بن بیٹہا۔ المقری

وہ سب اس خاندان کی تعریف او عظمت وشان مین ہمزبان ہین۔

اس کے قبل ہم تحریر کر چکے ہن کہ ۴۱۴ھ مین جب القاسم ابن حمود قرطبہ سے ہزیمت پاکر شہر اشبیلیہ آیا تو یہان کے باشندون نے دروازے بند کر دیئے اور یہ صاف طور سے ظاہر کر دیا کہ اس خاندان کی حکومت ہم کو منظور نہین اور امرائی شہر مین سے تین امیرون کا انتخاب کر کے مساوی اختیارات کے ساتھ ان کو حاکم مقرر کیا۔ ان امیرون مین قاضی ابن عباد بھی شریک تھا۔ یہ شخص اپنے شرکاء سے کہین زیادہ لائق اور بندۂ حرص تھا ایک قلیل عرصہ مین اس نے اپنی چالاکی سے دیگر شرکاء کو معطل و بیکار کر دیا اور خود بلاشرکت غیرے حکومت کرنے لگا لیکن یحییٰ ابن علی کے تصفیہ کے بعد اس نے دیکھا کہ سلطنت اندلس پر قبضہ کرنیکے لیئے سب سے اہم ضرورت یہ ہے کہ کسی ترکیب سے خاندان امیہ کے باقی ماندگان کو اپنا معاون اور مددگار بنانا چاہیئے پس اس نے بھی وہی طریقہ اور روش اختیار کی کہ جس کے ذریعہ سے ابوالحزم اور واضح نے ملک پر قبضہ کرنا چاہا تھا ابن عباد نے بہ شکل تمام ہشام المؤید باللہ کا ہمشکل اور ہم وضع ایک شخص پیدا کیا اور بحیثیت حاجب یہ حکم دیا گیا کہ امیرالمومنین زندہ ہے لہذا بمقتضائی خیرخواہی وخیراندیشی اہل اندلس کو چاہیئے کہ خلیفہ کی زندگی مین اس بغاوت

اور خانہ جنگی کو موقوف کرین۔ چونکہ دروغ کو فروغ ممکن نہین یہ بہی مثل ابو الحزم
وغیرہ ناکام رہا مگر طمع ملک ومال نے اس کو خاموش نہ رہنے دیا اوس وقت
اس نے اپنے بیٹے اسمٰعیل کو محمد ابن عبد اللہ البرزالی بادشاہ قرمونہ پر
یورش کا حکم دیا محمد ابن عبد اللہ نے باداد بادشاہ غرناطہ اور مالقہ اسمٰعیل کو
شکست کامل دیکر ۴۳۱ھ مطابق ۱۰۴۰ء مین قتل کرڈالا۔ اس کے دو برس بعد
اخیر جمادی الاول ۴۳۳ھ مین قاضی ابن عباد نے بہی انتقال کیا اس کے بعد
اس کا بیٹا ابو عمرو عباد فخر الدولہ المعتضد باللہ تخت نشین ہوا اس نے اپنی
لیاقت و فراست سے وہ قوت و عظمت حاصل کی کہ دیگر شاہان اندلس اس کے
رعب وداب سے متاثر ہونے لگے۔ اس نے علاوہ دیگر مقامات کے شہر قرطبہ
پر بہی قبضہ کرلیا تہا اس کی عمر زیادہ تر میدان جنگ مین صرف ہوئی اور جو لوگ کہ
اس کی خاص شمشیر خون آشام کے لقمہ ہوئے تہے اون کے سرون کو اس نے
ایک خاص مکان مین جمع کیا تہا جن کو یہ روز جاکر بہت دیر تک بنظر عبرت دیکہا کرتا
تہا اور بعض وقت اس ہولناک سماں سے رحم کا دریا اس کے سینے مین ایسا جوش
زن ہوتا تہا کہ بیساختہ اس کی آنکہون سے آنسو جاری ہوجاتے تہے اور اپنے
مظالم پر آپ نادم ہوتا تہا لیکن یہ حالت اسپر صرف اس مکان مین طاری ہوئی تہی

اس مقام سے باہر آتے ہی مثل سابق سنگ دل ہو جاتا تھا۔ اس کو شعر و سخن سے بہت شوق تھا۔

المعتضد باللہ نے جمادی الآخر ۴۶۱ھ مطابق ۱۰۷۱ء میں اٹھائیس برس کی مستقلانہ حکومت کے بعد انتقال کیا اور اس کا بیٹا المعتمد علی اللہ انتیس سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ یہہ نہایت منصف مزاج اور رحیم بادشاہ تھا اس کے زمانہ حکومت میں رعایا اور ملک امن اور چین میں رہا۔ ۴۷۵ھ مطابق ۱۰۸۲ء میں ایک یہودی ابن شالب نامی مع چند عیسائی امراء کے منجانب ادفونش[1] سالانہ روپیہ لینے کی غرض سے اشبیلیہ آیا۔ یہہ تو پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ اندلس چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہو جانے کے بعد ہر امیر اور بادشاہ عیسائیوں کی خوشامد کرتا تھا اور عیسائی جن سے زیادہ فائدہ پہونچتا تھا اون کے معاون اور طرفدار بن جاتے تھے۔ شاہان اشبیلیہ نے بھی ایک کثیر التعداد رقم کی لالچ دیکر ان لوگوں کو اپنا طرفدار بنا لیا تھا۔ غرض بادشاہ نے ابن شالب کے شہر میں داخل ہوتے ہی فوراً وہ رقم اس یہودی کو بھجوا دی لیکن اس نے روپیہ لینے سے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ میں سوائے خالص سونے کے اور کچھہ نہ لونگا اور سال آیندہ سے اس ملک کا پورا محاصل ادا کیا کرو۔ جب یہ روپیہ المعتمد کے پاس واپس آیا اور اس

[1] انگریزی میں الفانزو کہتے ہیں۔

یہودی کی گستاخانہ گفتگو سے اطلاع ہوئی تو اس نے اس یہودی کو سپاہیون کے ذریعہ سے بلایا اور حکم دیا کہ ایک تختے پر لٹا کر اس کے ہاتھون اور پیرون مین میخین ٹہونک دو۔ یہودی نے بالحاح وزاری عرض کیا کہ اگر تو مجکو چہوڑ دے تو مین اپنے ہموزن سونا تجہکو تول دیتا ہون المعتمد نے اسی حالت غضب مین جواب دیا کہ اگر تو اپنی جان کی عوض تمام افریقیہ اور اندلس کی حکومت بہی مجہکو دے تب بہی تیرے قتل سے باز نہ آون گا ابن شالب قتل ہوا اور اس کے ہمراہ جس قدر عیسائی آئے تہے قید کر دئے گئے جس وقت اس واقعہ کی اطلاع الفونش[1] کو ہوئی اس نے اپنے ملازمون کی رہائی کی درخواست کی۔ بادشاہ نے اون کو فوراً چہوڑ دیا۔ عیسائیون کی قوت روز بروز بڑہتی جاتی تہی اور اسی قسم کے موقعون کے یہہ منتظر رہا کرتے تہے ادفونش نے اپنے ملازمین کی رہائی پر اکتفا نہین کیا اور قسم کہائی کہ جبتک مین آبنائی طارق تک نہ جا پہونچون گا کہین دم نہ لون گا جس وقت المعتمد کو یہ خبر ہوئی کہ الفونش فساد پر آمادہ ہے اور اپنے مین اس کے مقابلے کی طاقت نہ پائی اوسی وقت جہاز پر سوار ہو کر افریقیہ آیا اور یوسف ابن تاشفین سے جو اوس زمانے مین سوطا کا محاصرہ کیئے ہوئے تہا مدد کا وعدہ لیا اور واپس آکر فراہمی فوج وغیرہ مین نہایت سرگرمی کے ساتہہ مشغول ہوا اسی اثنا مین یوسف بہی

[1] الفانزو کو ادفونش اور الفونش دونون کہتے ہین۔

حسب وعدہ مع فوج اشبیلیہ پہونچا اور بمقام زلاقہ ایک جنگ عظیم واقع ہوئی۔
جس مین عیسائیون کو شکست فاش ہوئی۔ اس جنگ کے بعد یوسف افریقیہ واپس
چلا گیا لیکن اندلس کی زرخیزی اور کمزوری دیکھکر اس کے دل مین یہان کی حکمرانی
کی ہوس پیدا ہوئی۔ چنانچہ یہ دوبارہ اشبیلیہ آیا المعتمد کو بھی یوسف کی بلاوجہ
و تحریک چلے آنے سے بقرائن اس کی نیت فاسد کا حال معلوم ہو گیا یوسف
صرف بغرض دریافت حالات آیا تھا چند روز کے بعد سوطا چلا آیا اور وہان سے
المعتمد کو لکھا کہ اگر جزیرۃ الخضرا مع شہر اور بندرگاہ میرے حوالے کر دیا جائے
تو مین بھی ہمیشہ تمہاری مدد پر آمادہ رہون گا المعتمد نے اس درخواست کے منظور
کرنے مین پہلوتہی کی یوسف دفعتاً سو جنگی جہاز لیکر اس جزیرے کے سامنے
نمودار ہوا یزید بن المعتمد نے اپنے باپ کو اس یورش کی خبر دی المعتمد نے
اپنے مین قوت مقاومت نہ پاکر یزید کو حکم دیا کہ جزیرہ یوسف کو دیدیا جائے اس
خلاف امید کامیابی سے یوسف کی ہمت اور بڑھی اور اس نے اپنے فوجی
افسرون کو خاص شہر اشبیلیہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ یہان کی رعایا پہلے بنی عباد
کی حکومت سے راضی اور خوش تھی اب المعتمد کی شرابخواری اور زناکاری اور
نیز دیگر قبیح حرکات سے نہ صرف بادشاہ بلکہ اس کے تمام خاندان سے سخت متنفر

ہو گئی تہی المعتمد نے ایک حالت نا امیدی اور یاس مین عیسائیون سے مدد چاہی
یوسف کو جب اس امر کی خبر ہوئی تو اس نے اشبیلیہ مین عیسائیون کے داخل
ہونے سے قبل ہی فوراً آگے بڑہ کر عیسائیون کا مقابلہ کیا اور اون کو شکست دیکر
منتشر کر دیا۔ المعتمد نے اس زمانہ غدر و تباہی مین بہی عیش و آرام کو ترک نہ کیا۔
اس کے دوسرے بیٹے الرشید نے جب اپنے باپ کو یہ خبر وحشت اثر پہونچائی
کہ یوسف کی فوج نے شہر کے ایک حصّے پر قبضہ کر لیا ہے المعتمد بہت پریشان
ہوا اور چونکہ ایک صحیح النسب عرب تہا دریائی شجاعت نے جوش مارا شمشیر بکف
باب الفرج جدہر سے یوسف ابن تاشفین کی فوج داخل ہوئی تہی آیا اور
بلا خوف یکہ و تنہا دشمن پر جا پڑا اور نفارچی کو قتل کرتا ہوا قلب لشکر مین در آیا اوس کی
شجاعت اور جرأت سے دشمن ایسے متاثر ہوئے کہ حالت پریشانی مین کچہہ تو
دروازون کے باہر نکل آئے اور جو فصیلون پر چڑہ گئے تہے اونہون نے اپنے تئین
خندق مین گرا دیا المعتمد نے دروازہ اپنے سامنے بند کرا دیا اور پہر قلعہ کا معائنہ کرتا ہوا
باب السباغین پر آیا یہان اپنے بیٹے مالک کو مقتول پایا کچہہ دیر تک یہہ اپنے
بیٹے کی لاش پر خاموش کہڑا رہا لیکن یہہ وقت رنج و غم کا نہ تہا دشمن ہر طرف سے
متواتر حملے کر رہے تہے یہ قلعے کے اندرونی حصّے مین چلا آیا یوسف کی فوج پہر قلعہ

کے اندر داخل ہوئی المعتمد نے محض اس وعدے پر کہ اس کو زندہ چلا جانے دیں گے شہر کو دشمن کے حوالے کر دیا۔ یوسف نے شہر پر قبضہ کرنے کے بعد المعتمد کو افریقیہ روانہ کیا یہاں یہ ۴۸۸ھ مطابق ۱۰۹۵ء تک تا مرگ قید رہا

ایک دوسری خود مختار ریاست جو سلطنت اندلس کے کھنڈروں پر قائم ہوئی تھی وہ ریاست طلیطلہ تھی جہاں بنی ذو النون نے اپنے خاندان کو قائم کیا تھا اس خاندان کا پہلا بادشاہ جس نے شہر طلیطلہ پر حکومت کی اسمٰعیل ابن عبد الرحمن ابن عمر ابن ذو النون تھا اس خاندان کے مختصر واقعات یہ ہیں کہ یحییٰ اور الفتح اور مطرف ایک بربر افسر موسیٰ ابن ذو النون حاکم شنت بریہ کے بیٹے تھے۔ موسیٰ کا سلسلہ خاندان السمح سابق والی اندلس سے ملتا ہے ان کی ترقی مدارج کے اسباب یہ ہیں کہ سلیمان موسیٰ کا باپ شنت بریہ میں مقیم تھا کہ سلطان عبد اللہ کا ایک خواجہ سرا کسی بیماری سے سخت علیل ہوا۔ سلطان اس سے بہت مانوس تھا۔ سرحد ارغون سے واپسی کے وقت اس خواجہ سرا نے شنت بریہ میں مقام کیا۔ یہاں سلیمان نے اس کو اپنے گھر میں اوتارا اور اس کی تیمارداری میں بہت محنت اور مشقت کی۔ اس کے صلے میں اس خواجہ سرا نے سلطان سے سفارش کر کے سلیمان کو اوس کے وطن کا حاکم

مقرر کر دیا سلیمان باوجود اپنے بیٹے موسیٰ کی بغاوت و شرارت کے اپنے
بادشاہ کا تا دم مرگ خیر خواہ بنا رہا۔ ۲۷۴ھ مطابق ۸۸۸ء مین اس کے انتقال
کے بعد موسیٰ اس کی جگہہ حاکم ہوا لیکن چند ہی روز بعد بالزام بغاوت قتل کیا گیا
اس جرم بغاوت مین ملک ضبط ہوا صرف برعایت سلیمان ایک قلیل حصہ
ملک سلیمان کے دوسرے بیٹے یحییٰ کو عطا ہوا یحییٰ نے اپنے اوایل زمانہ
مین نہایت خیر خواہی اور دیانت سے اپنے کام کو انجام دیا اور جب محمد ابن
عبد اللہ البکری نے باغیون مین شریک ہو کر قلعہ ملقون پر قبضہ کیا تو اوس وقت
یحییٰ نے ربیع الثانی ۳۰۲ھ مطابق ۹۱۴ء مین محمد ابن عبد اللہ کو بغاوت
کی سزا دیکر اوس کا سر قرطبہ بہیجا جس کے صلے مین اس کو تمام صوبے کی
حکومت مل گئی سلطان عبد الرحمن ثالث کے زمانے مین یحییٰ سے وہ حرکات
سرزد ہوئے کہ جو منجر بہ بغاوت تہے۔ خلیفہ نے اپنے وزیر عبد الحمید کو اس کی
تنبیہ کیواسطے بہیجا۔ اس نے یحییٰ کو ۳۲۱ھ مطابق ۹۳۳ء مین گرفتار کرکے گرفتہ و
بستہ مع اس کے خاندان کے قرطبہ مین حاضر کیا یحییٰ نے بمقام قسطبہ ۳۲۵ھ انتقال کیا
الفتح ابن موسیٰ حاکم اقلیم نے طلیطلہ پر حملہ کیا اور اپنی فتحیابی کی خوشی کے جوش مین
اس نے ہزیمت خوردہ فوج کا اس قدر دور تک تعاقب کیا کہ ایک بہاگتے سپاہی

نے اس کو قتل کر ڈالا۔

مطرف ابن موسیٰ اپنے باپ کے بعد شہر **ویدہ**[1] کا حاکم مقرر ہوا تھا ایک جنگ مین **شانجہ** بادشاہ **نوار** کے ہاتھہ گرفتار ہوا لیکن کسی ترکیب سے مع اپنے تین ہمراہیون کے بھاگ آیا۔ یہ ۳۲۷ھ مطابق ۹۳۹ء مین جنگ **الخندق** مین شریک تھا۔ اسی جنگ مین اس نے اپنی دلیری اور جوانمردی سے ناموری حاصل کی اور اس کے صلے مین سلطان **عبد الرحمن ثالث** نے **مدینة الفرج** کی حکومت اس کے سپرد کی **مطرف** کا انتقال ۳۳۳ھ مطابق ۹۴۴ء مین ہوا

غرض **اسمٰعیل بن عبد الرحمن** کے بعد اس کا بیٹا **یحیی المامون** تخت نشین ہوا اس نے اپنے زمانہ حکومت مین لیاقت و بہادری مین وہ نام پیدا کیا کہ جس سے اس ملک کے عیسائی مرعوب ہوتے تھے **یحیی** نے بزمانہ **المعتمد ابن عباد قرطبہ** پر حملہ کیا اور بعد قتل **ابوعمرو ابن المعتمد** شہر پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازان **ابن ابی عامر** حاکم **بلنسیہ** کو شکست دیکر اس ملک پر بھی مسلط ہو گیا۔

باوجود طوایف الملوکی جب تک کہ ان مختلف خود مختار رؤسا نے اپنے رعب داب سابق کو عیسائیون پر قائم رکھا عیسائی پیش قدمی کرنے سے ڈرتے رہے مگر ان روسائے عرب کے نالائق و بے ہنر جانشینون کو کمزور پا کر عیسائی

[1] اس کو ہلیوطے کہتے ہین۔

منحرف و سرکش ہو گئے۔ سب سے پہلے **ادفونش** نے ۴۷۸ھ م ۱۰۸۵ء
مین بزمانہ **القادر**[1] **ابن ذی النون** جھنڈا بغاوت کا بلند کیا اور **القادر** کو ایسی
شکست فاش دی کہ اوس نے خود محض اس وعدہ پر کہ **بلنسیہ** کی حکومت اس کے
سپرد کر دی جائے گی **طلیطلہ** کو **ادفونش** کے حوالہ کر دیا۔

فرمان روایان **سرقسطہ** کے مختصر حالات یہ ہین۔ خاندان **بنی عامر** کے
خاتمہ کے بعد اور **المہدی** کے زمان حکومت مین **المعتمد ابن یحیی التجیبی** **سرقسطہ**
کی صوبہ داری پر مامور رہا تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا **یحیی** صوبہ دار مقرر رہا جو
بعد چندے **سلیمان ابن احمد ابن محمد** کے ہاتھون معزول ہوا۔ اس خاندان کے
باوقار و رفیع الشان بادشاہون مین **ابوجعفر**[2] **ابن ہود المقتدر باللہ** اور اس کا بیٹا
ابوعامر یوسف[3] **المؤتمن** شمار کیے جاتے ہین۔ بعد ازان **المستعین**
احمد ابن المؤتمن تخت نشین ہوا۔ اس نے عیسائیون کے مقابلے مین ۴۸۹ھ
مطابق ۱۰۹۶ء مین شکست فاش کھائی اور ۵۰۳ھ مطابق ۱۱۱۰ء مین **سرقسطہ**

---

[1] القادر بادشاہ طلیطلہ یحیی ابن المامون کا پوتا تھا۔ [2] ابوجعفر نے ۴۷۴ھ م ۱۰۸۱ء مین انتقال کیا۔

[3] المؤتمن کو علم ریاضی سے کمال دلچسپی تھی اور اس فن مین اکثر کتب تصنیف کین منجملہ اون کے کتاب الاستکمال
والمناظر اپنی خوبی مطالب مین قابل دید ہے۔ اس نے ۴۷۸ھ مطابق ۱۰۸۵ء مین انتقال کیا۔

کے سامنے عیسائیون کے حملے کو رد کرتے ہوئے میدان جنگ مین شہید ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عبد الملک **عماد الدولہ سرقسطہ** کی تخت پر بیٹھا لیکن **۵۱۲ھ** مطابق **۱۱۱۸ء** مین ردمیر نے **سرقسطہ** پر قبضہ کیا اور **عماد الدولہ** حکومت سے محروم کر دیا گیا۔ اس کے بیٹے **سیف الدولہ** نے اپنے باپ کے انتقال کے بعد اپنے آبائی ملک کے استرداد مین بہت کچھہ کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا اور حالت نا امیدی و یاس مین مع اپنے متعلقین کے **طلیطلہ** مین گوشہ نشینی اختیار کی اور یہین اس کا انتقال ہوا۔

باب سوم

عیسائیون کی ترقی - طلیطلہ پر ادفونش چہارم کا قبضہ - شانجہ اول کی فتوحات - عیسائیون کے ظلم و زیادتی - ادفونش کی گستاخانہ درخواستین - ادفونش کا اشبیلیہ پر حملہ - المعتمد اور یوسف کا اشبیلیہ مین داخل ہونا - ادفونش کی تیاریان - فوج عرب کا روانہ ہونا - ادفونش کی دغابازی - عیسائیون کی شکست - ادفونش کا انتقال - یوسف کا افریقہ واپس ہونا -

یہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہین کہ عربون کے شروع زمانہ حکومت مین ایک عیسائی بلائی نامی ساکن جلیقیہ قرطبہ سے بھاگ کر اپنے وطن کے پہاڑون مین پناہ گیر ہوا تھا اور اپنے ہم مذہبون کو اغوا کر کے بغاوت شروع کر دی تھی وہ زمانہ امیر عنبسہ ابن الکلبی[1] کا تھا - چونکہ مسلمانون کا قبضہ قریب قریب تمام اندلس پر ہو چکا تھا اور عیسائی بادشاہ اور روسائے اطاعت و فرمان برداری قبول کر لی تھی - عربون نے ان چند عیسائیون کی مخالفت کو امر خفیف سمجھکر توجہ نہ کی بلائی مع تیس آدمی اور دس عورتونکے

[1] امیر عنبسہ الکلبی منجانب خلیفہ دمشق اندلس پر حکمران تھا جس کا ذکر جلد اول مین ہو چکا ہے -

صرف شہد پر وہان زندگی بسر کرتا تہا۔ اس عیسائی کی ہمت و استقلال کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے ان تمام آفات ومشکلات کا برداشت کرنا منظور کیا لیکن عربونکی اطاعت کبہی قبول نہ کی اور تادم مرگ مخالف بنا رہا۔ اس نے ۱۳۳ھ مطابق ۷۵۰ع مین انیس سال بغاوت کے بعد انتقال کیا اس کے بعد اس کا بیٹا فافلہ[1] اس کا قایم مقام ہوا اور دو سال تک اپنی قلیل فوج پر حکومت کرتا رہا اس کے بعد ادفونش ابن بطروہ[2] حاکم مقرر ہوا۔ غرض پلائی اور اس کے جانشینون نے اپنی تعداد و قوت مین رفتہ رفتہ یہان تک ترقی کی کہ سلطان عبد الرحمن بن ناصر کے زمانہ حکومت مین جنگ سمورہ مین عربون کو شکست دی جس سے اہل جلیقیہ اور لیشکنس کی ہمت وجرات اس قدر بڑہی کہ انہون نے سرحد فرانس کے قریب ۳۳۰ھ مطابق ۹۴۱ع مین شہر ترکونہ اور مختلف قلعون پر بہی قبضہ کرلیا لیکن اس زمانے مین جو کچہہ کامیابی عیسائیون کو حاصل ہوئی تہی اوس کا عوض المنصور ابن ابی عامر نے ایسا لیا کہ پہر تا شکست سلطنت اندلس عیسائیون مین اس سلطنت پر حملہ کرنے کی جرات پیدا نہ ہوئی المنصور کے زمانہ مین شرق مین شہر برشلونہ اور غرب مین شہر شنت یاقوہ عیسائیون کے مشہور شہر اسلام کے

[1] انگریزی مین فاولہ کہتے ہین۔ [2] اس ہی سے شاہان ادفونش کا سلسلہ شروع ہوا تہا۔

دائرہ حکومت مین داخل ہوئے۔

جب سلطنت اندلس اپنی عمر طبعی کو پہونچی اور طوائف الملوکی پہیلی عیسائیون کو پہر اپنی قوت بڑہانے کا موقع ملا تقریباً سنہ ۴۶۷ھ مطابق سنہ ۱۰۷۴ء مین ادفونش چہارم ابن فرڈلند نے نہایت محنت و فراست سے تمام خودمختار اسلامی ریاستوں کے حالات کو دریافت کیا بعد ازان اپنے ہموطنون کو بمشکل تمام بغاوت و جنگ پر آمادہ کیا۔ سب سے پہلے اس نے باوقعت و باقوت امرائی عرب مین اپنی چالاکی و ذہانت سے باہمی نزاع پیدا کرا دی اور جب یہ لوگ خانہ جنگی مین مصروف ہوئے تو اس نے چہوٹے چہوٹے روسائی عرب کو بجبر اپنا باج گزار بنا لیا بعد اس کامیابی کے اپنے کو قوی پا کر طلیطلہ پر حملہ آور ہوا اور سات برس کی متواتر جنگ کے بعد سنہ ۴۷۸ھ مطابق سنہ ۱۰۸۵ء مین بزمانہ القادر باللہ[1] طلیطلہ[2] پر اپنا قبضہ کیا

الغرض ادفونش نے پہلے پہل عدل و انصاف سے کام لیا اور افہام و تفہیم سے مسلمانون کو عیسائی مذہب اختیار کرنے کی ترغیب دی لیکن جب اس نے

---

[1] جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے القادر باللہ المامون یحیٰی ابن ذی النون کا پوتا تہا اس نے اپنے مین قوت مقاومت نہ پا کر محض اس وعدے پر کہ بلنسہ کی حکومت اس کے سپرد کر دی جائے گی اس نے طلیطلہ کو ادفونش کے حوالہ کر دیا تہا۔ [2] طلیطلہ نہایت قدیم شہر تہا جس کو فنیقی یا قرطاجنیون نے دریائی ٹگس کے کنارے آباد کیا تہا۔ یہہ ایک نہایت مستحکم فصیل سے محصور تہا شہر کے

دیکھا کہ یہ لوگ اپنے مذہب پر اوسی طرح قایم ہین تو اس نے مسلمانون پر سختیان[1] اور مساجد کو برباد کرنا شروع کیا شہر کی بڑی بڑی مسجدون پر جبراً قبضہ کر کے اون کو گرجا بنانے کا حکم دیا۔ جس روز یہ حکم نافذ ہوا تمام مسلمان **طلیطلہ** کی مسجد مین جمع تھے اور نماز کے بعد امام ممبر پر وعظ بیان کر رہا تھا کہ عیسائی مسجد کے اندر گھس آئے اور مذہب اسلام کی توہین کے مرتکب ہوئے۔ مسلمانون نے بمشکل نماز کو ختم کیا اور پھر روتے ہوئے باہر نکل آئے۔

جبکہ **جلیقیہ** کے عیسائی شمال سے متواتر حملے کر رہے تھے **ارغون** کا عیسائی بادشاہ بھی خاموش نہ تھا۔ چنانچہ ۴۵۶ھ مطابق ۱۰۶۳ء مین **ارغون** کے عیسائیون نے بہ فوج کثیر **بلنسیہ** کا محاصرہ کیا یہان کے لوگ جنگ کے لیئے تیار نہ تھے تاہم عیسائیون نے قبل از جنگ حکمت عملی سے کام نکالنا چاہا اور اہل بلنسیہ کو یہہ دہوکا دیا کہ ہم جنگ و فساد کے لیئے نہین بلکہ اتحاد و دوستی کو ترقی دینے کے واسطے آئے ہین۔ اہل بلنسیہ نے جواب دیا کہ فوج کثیر کے ساتھ آکر دوستی کا دم بھرنا یہہ

بقیہ حاشیہ صفحہ (۴۰) قریب ایک در کا پل بھی زمانہ قدیم کا بنا ہوا موجود تھا جو صنعت و دستکاری مین دنیا کی عجائبات سے سمجھا جاتا تھا اسکی قریب ایک پانی کھینچنے کا پہیہ بنا ہوا تھا پہلے اس آلہ کے ذریعہ سے پانی پل کے اوپر لایا جاتا تھا اور پھر نلون کے ذریعہ سے شہر مین پہونچایا جاتا تھا۔ المقری

[1] یہ ظلم مسلمانون پر ۴۹۶ھ مطابق ۱۱۰۲ء مین شروع ہوا تھا۔

ایک نئی بات ہے۔ عیسائیون نے جب دیکھا کہ یہ ملک ہمارا خالی گیا تو یہ کہکر کہ ہم لڑنا نہین چاہتے شہر کے سامنے سے ہٹ آئے اور لبطرنہ کے قریب جہاڑی مین مع فوج پوشیدہ ہوگئے **عبدالعزیز ابن ابی عامر** نے یہ سمجھکر کہ عیسائی خوف سے بہاگے جاتے ہین ان کا تعاقب کیا لیکن جب **عبدالعزیز** کی فوج ان کو ڈہونڈہتی ہوئی حالت بیخبری مین جہاڑی مین داخل ہوئی فتہ عیسائیون نے چار طرف سے ان کو گہیر لیا بیان یہ کیا جاتا ہے کہ سوائے چند مسلمانون کے باقی سب گرفتار یا قتل ہوئے سنہ مذکور مین عیسائیون نے شہر **بسبشطر**[1] پر حملہ کیا **الاردملیس**[2] جب اپنی فوج لیکر اس قلعہ کے سامنے نمودار ہوا تو **یوسف ابن سلیمان** بادشاہ سرقسطہ نے باوجود اطلاع اس قلعہ کے بچانے کی کوشش نہین کی۔ عیسائیون نے بادشاہ کو غافل و بے پروا پاکر نہایت اطمینان سے قلعہ کا محاصرہ کیا اور ہر طرف سے حملہ آور ہوئے ایک سخت لڑائی کے بعد پانچ ہزار عیسائی بیرونی حصّے مین داخل ہوگئے۔ کئی روز تک بازار حرب و ضرب جانبین سے گرم رہا باوجودیکہ امداد کی تمام امیدین منقطع ہوگئین تہین اور عیسائی بہی نسبت عربون کے تعداد مین کہین زیادہ تہے تاہم متحصنین نے ایک

---

[1] انگریزی مین بربسترو کہتے ہین یہ صوبہ ارغون مین واقع تہا ابن حیان لکہتا ہے کہ یہ مستحکم قلعہ برطنیہ مین جو ارغون کی مضافات سے ہے سرقسطہ کی قریب واقع تہا۔ [2] عربی مورخ سینکو اول بن رامیر کو عموماً اس نام سے موسوم کرتی ہین اور اسکے ہمراہیون کو الاردملیون کہتی ہین

سخت یورش عیسائیون پر کی جس مین تقریباً پانسو عیسائی کام آئے - مگر عین حالت خوشی مین عربون کو خبر پہونچی کہ آب رسانی کے نل ٹوٹ گئے ہین اور آمد پانی کی بالکل موقوف ہوگئی - فاقہ نے پہلے سے پریشان کر رکہا تہا اب پانی جو مایہ حیات تہا اوس کے بند ہو جانے سے سب ایسے مایوس ہوئے کہ محض اس وعدہ پر کہ عیسائی قتل وغارتگری سے باز رہین گے ہتیار رکہدئے - مگر شانجہ[2] نے قلعہ پر قبضہ کرتے ہی خلاف عہد وپیمان قتل عام[1] کا حکم دیا - تمام مورخین عرب متفق اللفظ ہین کہ علاوہ اہل فوج کے ہزارہا عورتین اور بچے اور نیز وہ لوگ جن کو جنگ سے کچہہ تعلق نہ تہا بے گناہ قتل ہوئے بقیۃ السیف جبراً غلام بنائے گئے - الحاصل جو ظلم وزیادتی اور وحشیانہ حرکات کہ ان عیسائیون سے اس جنگ مین سرزد ہوئین وہ احاطہ تقریر سے باہر ہین - امرائے عرب کے اون عیش وآرام گاہون مین جو صنعت اور آرایش مین اپنا نظیر نہین رکہتی تہین عیسائی امیر مقیم ہوگئے اور تمام مال واسباب پر قبضہ کرلیا -

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان	طوق زرین ہمہ درگردن خرمی بینم

شانجہ نے قلعہ بربشتر مین پندرہ سو سوار اور دو ہزار پیادے انتظام کی غرض سے چہوڑے اور خود ارغون واپس چلا آیا جب اس وحشت ناک قتل عام

[1] المقری مظہر ہے کہ باشندگان شہر مین سے صرف ایک قائد اور دوسرا قاضی جنکے نام ابن الطول اور ابن عیسی تہے قتل سے بچکر نکل گئے تہے

[2] سنیکو کو عربی مین شانجہ اور الارذلیس دونون کہتے ہین -

کی خبرین ملک مین چارون طرف پہلین تو مسلمانون کے دل پر اس حادثہ عظیم کا جو اثر ہوا اوس کا اندازہ ممکن نہین مسلمانون نے بالاتفاق اس واقعہ کا باعث احمد المقتدر[1] ابن ہود کو ٹہیرایا المقتدر بوجہ شرم وندامت اس کا انتقام لینے پر مستعد ہوا۔ یہ ایسا موقع تہا کہ اس کی فوج کا ہر سپاہی کفن بہ سر تہا۔ حمیت عرب جوش زن تہی ایک ہی یورش مین قلعہ کو فتح کر لیا۔ مگر عربون کی شجاعت کو دیکہنا چاہیئے کہ باوجودیکہ عیسائیون نے قتل عام کے وقت زن ومرد مین کوئی فرق نہین کیا جو سامنے آیا اوس کو تہ تیغ کر ڈالا تہا۔ افسران فوج عرب نے قبل از جنگ سخت احکام جاری کیئے کہ گو ان عیسائیون نے ہماری عورتون اور بچون کو بہی قتل کیا ہے لیکن اس کی ذمہ داری اون کی عورتون اور بچون پر عائد نہین کی جا سکتی صرف مردون ہی سے انتقام لیا جائے۔ ہان اہل فوج کو اس قدر اجازت ہے کہ اگر کوئی عورت یا بچہ گرفتار ہو تو وہ گرفتار کرنے والے کی ملک سمجہا جائےگا۔ غرض عربون نے اپنے ایک ایک شہید بہائی کے عوض دس دس عیسائیون کو قتل کیا۔ بعد فتح جب فوج کا معائنہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اس معرکہ عظیم مین صرف پچاس[2] عرب سپاہی شہید ہوئے۔

---

[1] بادشاہ سرقسطہ جس کی بے پروائی سے یہ قتل عام ہوا تہا۔ [2] المقری۔

ہم اپنے عنان قلم کو پہر طلیطلہ کی طرف موڑتے ہین ادفونش نے جس وقت اپنے کو اس زرخیز حصّہ سلطنت اندلس کا حاکم پایا اس کی عقل کوتہ اندیش نے اس کے دل مین تمام اندلس کے فتح کرنے کی ہوس پیدا کی اسی نیت سے ابن الافطس بادشاہ بطلیوس اور المعتمد ابن عباد بادشاہ اشبیلیہ کی حدود مین قدم بڑہانا شروع کیا۔ ان بادشاہون نے محض بخیال امن اس کو ایک رقم کثیر سال اوا کرنے کا وعدہ کیا اس واقعہ کے چند روز بعد المعتمد چونکہ بادشاہ المیریہ کے ساتہہ جنگ مین مشغول تہا اس رقم کی ادائی مین کچہہ دیر ہوئی اور جس وقت رقم مقررہ ادفونش کے پاس پہونچی اس نے رقم لینے سے انکار کیا اور کہا کہ اس تاخیر کی یاداش مین چند قلعہ بہی مجہکو دیئے جائین علاوہ برین اس بانی شر وفساد نے ایک یہ بہی گستاخانہ درخواست کی کہ اس کی بی بی القمنجہ[1] کو جو اوس زمانے مین حاملہ تہی تا وضع حمل قرطبہ کی مسجد مین رہنے کی اجازت دی جائے اور قصر الزہرا بہی اس کی بی بی کے قبضے مین دیدیا جائے المعتمد نے اس درخواست کو فوراً نامنظور کر دیا جب عیسائی سفیر نے زیادہ اصرار کیا تو المعتمد نے حالت غضب مین دوات اوٹہا کر اس زور سے اس یہودی کے سر پر ماری کہ وہ فوراً مر گیا حاضرین دربار اور علمائے وقت نے اس امر مین المعتمد کی تائید کی اور کہا کہ جب سفیر

[1] انگریزی مین کونسٹنزا کہتے ہین۔

خاص بادشاہ کے ساتھہ بے ادبانہ اور گستاخانہ گفتگو کا مرتکب ہو تو اوس کو حاکم وقت ہر طرح کی سزا دے سکتا ہے" **ادقونش** نے جب اپنے سفیر کے قتل کا واقعہ سُنا تو حالت غصہ میں قسم کہا کر کہا کہ میں **المعتمد** کو بغیر سزا دئے آرام نہ لونگا اس نے فوراً اپنی فوج کو فراہم اور افسر فوج کو حکم دیا کہ وہ **بیجتہ** اور اوس کے مضافات کو تاراج کرتا ہوا بمقام **طریانہ**[1] انتظار کرے۔ غرض ادقونش اور اس کا افسر دونوں زرخیز ملکوں کو تباہ کرتے ہوئے دریائی **وادی الکبیر** کے کنارے پر **اشبیلیہ** کے محاذی خیمہ زن ہوئے یہاں سے **ادقونش** نے ایک نہایت توہین آمیز خط **المعتمد** کو اس مضمون کا لکہا کہ "مین اس مقام پر بہت دیر ٹہیر چکا ہون اور یہان کی گرمی اور مکہیون نے مجکو بہت پریشان کر رکہا ہے تم اپنا محل خاص میرے نظر کرو تاکہ اس کے سایہ دار درختون مین نہرہای شیرین کے کنارے آرام لون" **المعتمد** نے اسی خط کی پشت پر یہ جواب لکہا کہ "ہم نے تیرا خط پڑہا جس سے تیرا غرور و تکبر مترشح تہا انشاء اللہ تعالیٰ چند روز مین ہم تجہکو اپنے بہادر سپاہیون کی ڈہال کے سایہ مین سُلا دین گے" **ادقونش** اس جواب کو پڑہکر کچہہ دیر سرنگون رہا اور پہر چونکہ ایک نہایت چالاک اور دغاباز آدمی اور عربون کے خیالات سے پوری واقفیت رکہتا تہا۔ قبل از جنگ اس نے اپنے جاسوسون کے ذریعہ سے تمام ملک مین اس خبر کو

[1] یہ مقام اشبیلیہ کے قریب واقع تہا۔

مشتہر کیا کہ **المعتمد** نے امیر **یوسف** کو **افریقیہ** سے ایک فوج کثیر کے ساتھ اپنی مدد کے لئے طلب کیا ہے اور وہ عنقریب **اندلس** مین داخل ہونے والا ہے مسلمانون نے عام طور پر یہ خبر سُن کر خوشیان منائین لیکن روسائے عرب کو یہ حرکت **المعتمد** کی بہت ناگوار گذری اور بعض نے **المعتمد** کو بغرض سرزنش یہ لکہا کہ تو نے بغیر ہماری رائے اور مشورہ کے **یوسف** کو طلب کیا ہے کیا تجہکو یہ مقولہ یاد نہین ہے کہ "الملک[1] عقیم والسیفان لا یجتمعان فی غمدٍ واحدٍ" **المعتمد** نے جواب دیا کہ "مجہکو سورون کی پاسبانی سے اونٹون کی نگہبانی پسند ہے" اس جواب مین کنایہ یہ تہا کہ **ادفونش** کا قیدی بن کر سورون کی نگہبانی کرنے سے **یوسف** کا قیدی بن کر **افریقیہ** کے بر اعظم مین اونٹون کی پاسبانی کرنا بدرجہا بہتر ہے۔ اس نے یہ بہی کہا کہ اگر مین ایک مسلمان کو اپنا معاون و مددگار قرار دون گا تو میرا خدا بہی مجہہ سے خوش رہے گا اور اگر مین کسی عیسائی کی اطاعت و فرمانبرداری قبول کرون گا تو معلوم نہین کہ مجہپر کیا غضب الٰہی نازل ہو اس جواب نے ان لوگون کے غصے کو ایک حد تک فرو کیا

المعتمد نے **المتوکل عمرو ابن محمد** بادشاہ **بطلیموس** اور **عبداللہ ابن جاتوس** بادشاہ **غرناطہ** کے قاضیون کو طلب کیا اور **قرطبہ** کے قاضی القضاۃ

[1] ملک بغیر وارث کے اور سیف یہ دو چیزین ایک کاٹہی مین سما نہین سکتی ہین۔

ابو بکر عبد اللہ ابن ادہم کو بہی جو ایک باخبر اور صائب الرائی شخص تہا بلا بہیجا اور ان تینون کو اپنے وزیر ابو بکر ابن زیدون کے ساتہہ بطور سفارت امیر یوسف کے پاس افریقیہ روانہ کیا المعتمد کی اس دور اندیشی سے اس ملک کے عام مسلمانون کے دم مین دم آیا اور انہون نے ابن ادہم پر یہ پورے طور سے ظاہر کردیا کہ اگر امیر یوسف اس موقع کو غنیمت جان کر بدنیتی کو اپنے دل مین جگہہ دے اور اس ملک پر مسلط ہو جائے تب بہی چونکہ وہ مسلمان ہے اوس کی حکومت بہ نسبت کافرون کے ہم کو ہر طرح منظور ہے۔

اوس زمانے مین ابن تاشفین افریقیہ مین اپنے دائرۂ حکومت کو وسیع کر رہا تہا۔ اس نے تمام مغرب الاقصیٰ پر قبضہ کیا اور دو مشہور شہر مراکش اور تلمسان الجدید کی بنا ڈالی اس کا قصد تہا کہ ادہر سے فارغ ہو کر اندلس کو بہی اپنے قلمرو مین شامل کرے اس کی فتوحات و شجاعت کا سکہ اطراف و جوانب کے بادشاہون کے دلون پر جم گیا تہا بالخصوص اندلس مین مسلمانون سے زیادہ عیسائی اس کے نام سے لرزتے تہے اور خوب جانتے تہے کہ یہان کسی عیسائی بادشاہ مین اس شخص کے مقابلے کی جراٴت و ہمت نہین ہے۔ اندلس کے چہوٹے بڑے رئیس عیسائیون کے دست تطلّم سے پریشان ہو رہے تہے اور سبکی نظرین یوسف ہی کی تہتین

لیکن ان کو خوف یہ تہا کہ یوسف عیسائیون کو سزا دینے کے بعد کہین ہماری ریاستون پر قبضہ نہ کرلے پس المعتمد ابن عباد بادشاہ اشبیلیہ کے سفارت بہیجنے کے قبل محض اس افواہ پر کہ یوسف اندلس کی تسخیر کا بہی قصد رکھتا ہے روسای اندلس نے باہم متفق ہوکر اس مضمون کا خط یوسف کے پاس بہیجا کہ "اگر تو اس ملک پر فوج کشی نہ کرے اور ہم کو اپنے ظل عاطفت مین پناہ دے تو تیرا یہ فیاضانہ برتاؤ تیرے نام کو صفحہ ہستی پر ہمیشہ کے لئے برقرار رکہے گا اور ہم خوب جانتے ہین کہ اگر ہم تجہکو اپنا سرپرست بنائین تو تمام دنیا ہمکو دور اندیش اور صائب الرائی اور اپنے ملک کا سچا خیر خواہ سمجہے گی۔ ہم درخواست کرتے ہین کہ تو اس سرپرستی کو منظور کرے۔ اس مین صرف ہمارا ہی فائدہ نہین بلکہ تجہکو اس عظیم الشان سلطنت کے قیام واستحکام مین بہی بہت کچہہ مدد ملے گی"۔ یوسف کے پاس جب یہ خط پہونچا چونکہ یہ خود زبان عربی سے اچہی طرح واقف نہ تہا اس نے اپنے معتمد کو ترجمہ کا حکم دیا یوسف ایک نہایت سمجہدار شخص تہا اس نے اس خط کا مضمون سُن کر اپنے معتمد سے رائی طلب کی اوس نے عرض کیا کہ "اى بادشاہ سچی عظمت و بزرگی وہ چیز ہے کہ جو بلا جنگ و جدل لوگون کو مطیع و فرمان بردار بنالیتی ہے ایسے خوش قسمت باقوت بادشاہ کا یہ فرض ہے کہ ترحم و انصاف کو اپنے

ہاتھہ سے نہ چھوڑے اور جو لوگ کہ معافی کے خواستگار رہون اون کی درخواستون کو شرف قبولیت عطا فرما کر اپنے فیاضانہ برتاؤ سے ان کے دلون پر ایسا قبضہ کرے کہ اوس کا رعب و داب انہین لوگون کے ذریعہ سے دور دور کے ملکون پر اپنا اثر ڈالے ۔ زمانہ سابق کے کسی بادشاہ نے کیا اچھا کہا ہے کہ رحم دل اور فیاض آدمی پہلے اپنے ہمسایون کا سرپرست اور پھر ان کا حاکم اور پھر اون کا بادشاہ بن جاتا ہے"

امیر یوسف نے اپنے معتمد کی رائے کی بہت تعریف کی اور حسب ذیل جواب لکھوایا "منجانب **یوسف ابن تاشفین** بعد سلام سب کو معلوم ہو کہ جو ملک کے تمہارے قبضے مین اس وقت ہے وہ تم کو مبارک رہے ۔ اور مجھکو یقین ہے کہ تم اس کی حفاظت مین کوتاہی نہ کروگے اور چونکہ ہم تمہارے سچے خیرخواہ ہین ہم چاہتے ہین کہ ہم اور تم ایک دوسرے کو مثل بھائیون کے سمجھین اور ہر امر مین خدائے تعالیٰ سے مدد مانگتے رہین" اس کمال اطمینان بخش و تسلی دہ جواب سے جملہ اہل اندلس نہایت شادان و فرحناک عیسائیون کی طرف متوجہ ہوئے ۔

الغرض جب **المعتمد** کی سفیر سوطہ پہونچے اور اپنے اسناد اور بادشاہ کے خطوط پیش کر کے **یوسف** کے سامنے ملک **اندلس** کی دردناک حالت کا مختصر طور پر ذکر کیا تو اس امیر نے ان لوگون کی بہت کچھ تشفی اور دل جوئی کی اور کہا کہ تمہارے

آنے کے قبل ہی ہم کو عیسائیون کی اور بالخصوص اوس بانی شر و فساد یعنی
اد فونش کی ظلم و زیادتی کی خبر پہونچ چکی تھی تم اپنے بادشاہ کو اطلاع دو کہ جہان تک
ممکن ہو سکے گا اندلس پہونچکر ان کافرون کو ایسی سزا دی جائیگی کہ پھر ان کو بھی
سر اوٹھانے کی مجال نہ رہے گی۔ اس واقعہ کے چند ہی روز بعد یوسف مع
فوج جزیرۃ الخضرا آیا یہان چونکہ پہلے ہی سرکاری طور پر اس کے آنے کا
اعلان ہو چکا تھا عوام الناس نے اس کی اور اس کی فوج کی وہ مدارات کی
اور تمام ضروری سامان بلا طلب مہیا کیا جس سے یہ امیر بہت خوش ہوا اور یہان سے
فوراً فوج کو اشبیلیہ کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا۔ المعتمد نے اپنے بیٹون کو
اس کے استقبال کے لیئے بھیجا اور جو مقامات کہ راستے مین پڑتے تھے
وہان کے حاکمون کو تاکیدی حکم تھا کہ یوسف اور اس کی فوج کو کسی طرح تکلیف
نہ پہونچنے پائے۔ جب امیر یوسف کی فوج ترتیب وار شہر کے سامنے نمودار
ہوئی المعتمد خود مع سوسوار اور تمام امرائی دربار یوسف کے استقبال کے
لیئے شہر سے باہر نکل آیا یوسف کے خیمے کے قریب یہ دونون امیر نہایت محبت
و اخلاق سے بغلگیر ہوئے۔ وہ رات ان دونون نے اپنے اپنے خیمون مین بسر کی
اور دوسرے روز صبح کو حسب خواہش المعتمد یہ دونون گھوڑون پر سوار نہایت کروفر

کے ساتھہ شہر اشبیلیہ مین داخل ہوئے کوئی بادشاہ اور امیر اندلس کا ایسا نہ تہا کہ جس نے تحائف اس کے لیئے نہ بہیجے ہون اکثر تو بذات خود مع لشکر موجود تھے

اودہر جب ادفونش کو یوسف کے اس ملک مین آنے کی خبر پہونچی اس نے فوراً قریب وودور سب طرف کے حاکمون کو اپنی مدد پر آمادہ کیا اور ایک فوج کثیر جمع کرنے کے بعد اپنے دشمن کے حالات دریافت کرنے کے لیئے جاسوس روانہ کیئے اور المعتمد کو ایک خط اس مضمون کا لکہا کہ تمہارا دوست یوسف معلوم ہوتا ہے کہ اپنے ملک سے بیزار ہو کر تمہارے ملک مین دائمی طور پر سکونت اختیار کرنا چاہتا ہے لیکن مین اس کو مرتے دم تک آرام نہ لینے دون گا ظاہر ہے کہ تمہاری محبت نے اس کو ایسا بیقرار کیا کہ اس نے تمہارے افریقہ آنے کا بہی انتظار نہین کیا بلکہ خود تمہارے پاس اپنی محبت اور دوستی جتانے کو چلا آیا اس کے بعد ادفونش نے اپنے امرائی دربار کو جمع کیا اور کہا کہ بہت کچھہ فکر و غور کے بعد مجھکو مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مین دشمن کو در ہائی کوہ سے اپنی سرحد مین آنیکا موقع ندون بلکہ اپنی سرحد سے باہر دشمن کے حدود مین اس کا مقابلہ کرون اس لیئے کہ اگر عرب ہماری سرحد مین گہس آئے اور میدان جنگ مین ہم کو ناکامی حاصل ہوئی تو یہ لوگ ملک کو برباد کرنے کے علاوہ ہم مین سے ایک کو بہی زندہ نہ چہوڑین گے

اور ہمارے ملک پر قبضہ کرنے مین انکو بہت کچھہ آسانی ہوگی۔ بخلاف اس کے اگر لڑائی انہین کے ملک مین واقع ہوئی اور اگر وہ بفرض محال کامیاب بہی ہوئے تب بہی ان مین اتنی قوت باقی نہ رہے گی کہ وہ ان درہ ہای کوہ سے گذر کر ہمارا تعاقب کرین اور اگر ہم کامیاب ہوئے تو ہم کو ان کے ملک کی تسخیر کا عمدہ موقع ملے گا۔ ان وجوہ سے مین نے مصمم قصد کر لیا ہے کہ دشمن ہی کے ملک مین ان کا مقابلہ کیا جائے۔" اس کے امرا نے اس رائی کی تائید کی ادفونش مع اوس فوج کے جس کی ہمت وجرأت پر اس کو کامل بہروسا تہا اشبیلیہ کی سرحد کی طرف روانہ ہوا اور باقی کو تا صدور حکم ثانی وہین رہنے کا حکم دیا۔ ادفونش نے جب اپنی چالیس ہزار فوج کا معائنہ کیا تو بیساختہ از راہ کبر وغرور اس کے مُنہہ سے نکلا کہ "مین ان بہادرون کے ساتہہ جن اور دیو کا بلکہ اگر فرشتے بہی آسمان سے آئین تو اون کا مقابلہ کر سکتا ہون"

المختصر ادفونش منزل بمنزل چلا آتا تہا کہ راستے مین ایک مقام پر اس نے یہہ خواب دیکہا کہ یہ ایک ہاتہی پر سوار ہے اور ہاتہی اپنی سونڈ نقارے پر مار رہا ہے خوف سے اس کی آنکہہ کہل گئی اور اسی حالت پریشانی مین اس نے اپنے پادریونکو جمع کیا اور اس خواب کی تعبیر پوچہی جب ان سے اس کا اطمینان نہ ہوا تو اس نے

ایک یہودی کو بہت کچھہ روپیہ دیکر کہا کہ تو کسی عرب عالم سے اس کی تعبیر دریافت کر
یہودی نے بدقت تمام ایک عرب سے ملاقات کی اور اوس سے یہ خواب بیان کیا
عرب نے سن کر کہا کہ تو بالکل جہوٹا ہے تو نے یہ خواب نہین دیکہا بلکہ اوس کا دیکہنے والا
ایک دوسرا شخص ہے اور جب تک تو اوس کا نام نہ بتائے گا مین اس کی تعبیر نہ بتاؤن گا
یہودی نے بالآخر مجبوراً **ادفونش** کا نام بتادیا۔ عرب نے سورۂ اصحاب فیل
پڑہا اور کہا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ ایک صدمۂ عظیم **ادفونش** اور اوس کی فوج کو
پہونچنے والا ہے۔ نقارہ پر سونڈ مارنے کے یہ معنی ہین کہ **ادفونش** کے منہہ پر ایک
شدید زخم جنگ مین پہونچے گا۔ یہودی واپس آیا لیکن اس کی ہمت نہ ہوئی کہ صحیح
تعبیر **ادفونش** کو سُنائے اس نے اپنی جانب سے ایک وربات گہڑ کی ادفونش کا طمینان کر دیا
ادفونش نے اپنا رعب ڈالنے کی غرض سے ایک خط **یوسف** کو لکہا۔
جس مین علاوہ اپنی فوج و سامان کی تعریف کے دشنامہای مغلظہ بہی درج تہین۔
یوسف نے اپنے معتمد **ابوبکر ابن القصیر** کو اس خط کے جواب لکہنے کے لیئے
حکم دیا **ابوبکر** ایک عالم شخص تہا اس نے ایک مطول اور مدلّل مسودہ تیار کیا **یوسف**
نے یہ کہکر کہ اس قدر عبارت آرائی کی ضرورت نہین **ادفونش** کے خط کی پشت پر
یہ مختصر سا جملہ "الذی یکون ستراہ" یعنی جو شخص زندہ بچے گا وہی دیکہے گا۔ لکہکر خط واپس

کر دیا اس مختصر اور پر مضمون جملے کو پڑھکر ادفونش مارے خوف کے کانپنے لگا اور یہ کہا کہ مجھکو ایک بڑے بہادر سپاہی سے سابقہ پڑنے والا ہے دیکھا چاہئے کہ انجام کیا ہوگا۔ ادھر یوسف اپنے مدمقابل کی نقل وحرکت سے باخبر تھا اس نے جب سنا کہ ادفونش کی فوج دریائے کوہ سے نکل کر سرحد اشبیلیہ مین داخل ہو رہی ہے یہ بھی اپنی فوج لیکر آگے بڑہا اور المعتمد اس کے پیچھے مع اپنے لشکر کے بغرض امداد روانہ ہوا۔

یہہ دونون امیر نہایت شان وشوکت کے ساتھہ شہر بطلیوس[1] کے سامنے وارد ہوئے۔ یہان کا بادشاہ المتوکل عمرو ابن محمد ان کے ساتھہ بمدارا پیش آیا اور یوسف کو اطلاع کی کہ ادفونش سرحد کے قریب پہونچ گیا ہے۔ یوسف نے فوج کی روانگی کا حکم دیا زلاقہ کے قریب دونون فوجین ایک دوسرے کے سامنے ہوئین المعتمد چونکہ دشمن کی دغابازی سے بخوبی واقف تہا اس لیئے بذات خود انتظام کی طرف متوجہ ہوا اور راتون کو بغرض حفاظت مثل معمولی سپاہیون کے لشکر کا گشت لگایا کرتا تہا یوسف نے قبل از جنگ اسلامی قواعد کے موافق ادفونش کو لکھا کہ "تو ہمارے مذہب پاک کو اختیار کر اور اگر یہہ تجھکو منظور نہین تو خراج دینا قبول کر ورنہ جبراً تجھکو عروس موت سے بغل گیر ہونا پڑے گا۔ یہہ ہم کو معلوم ہوا ہے

[1] یہ شہر بطلیوس (باڈاجوز) کے شمال کی جانب واقع ہے۔

کہ ایک دفعہ تونے ہمارے پاس **افریقہ** آنے کا قصد ظاہر کیا تھا لیکن افسوس ہے
کہ تونے اپنے ارادے کو پورا نہین کیا اور اب ہم نے تیری اوس امید کو پورا
کیا کہ ہم خود یہان موجود ہین اور تیری دعاؤن سے اثر کو دیکھنا چاہتے ہین" اس
خط کے پہونچتے ہی اہل نصاریٰ نے صلیب کو ہوا مین بلند کیا اور انجیلون پر قسمین
کھائین کہ ہم بغیر مرے پیچھے نہ ہٹین گے۔ اودہر علمائے وقت نے جہاد کے فضائل
سنا کر عربون کے دلون مین جوش فتح و شہادت پیدا کیا۔ رجب ۴۷۹ھ مطابق ۱۰۸۶ء
بروز چہارشنبہ **ادفونش** مقابلے کی غرض سے آگے بڑھا عرب بھی سامان حرب
سے آراستہ مقابلے کے منتظر تھے۔ دفعتاً عیسائی فوج ٹھہر گئی اور ایک شخص نے
منجانب **ادفونش یوسف** کو یہ پیام پہونچایا کہ اب جمعہ آنے والا ہے جس کو تم ایک
مقدس روز سمجھتے ہو اور اس کے بعد اتوار کا دن ہے جو ہمارے یہان خاص عبادت
کے لیئے مقرر ہے۔ اگر تم کو کوئی عذر نہو تو جنگ کے لیئے ہفتہ کا روز جو ان دونون
کے درمیان واقع ہے مقرر کیا جائے۔ **المعتمد** نے **یوسف** کو اس کے مکر سے
مطلع کیا اور کہا کہ ہمکو جمعہ کے روز تیار رہنا چاہیئے یہ اوس روز ضرور ہمکو بیخبر پا کر حملہ کر بیٹھیگا
چنانچہ ایسا ہی ہوا شب جمعہ کو دو سوار جو خاص حفاظت کے لیئے مقرر کیئے گئے تھے
المعتمد کے پاس آئے اور خبر دی کہ **ادفونش** کی فوج مین ہل چل ہو رہی ہے۔

اس کے بعد ہی چند اور سواروں نے اس کی تائید کی اور چند جاسوسوں نے یہہ خبر پہونچائی کہ ادفونش اپنے افسران فوج کو یہ حکم دے رہا تھا کہ عربوں مین صرف المعتمد ایسا آدمی ہے جو اس ملک سے پوری طرح واقف ہے اور اسی کی رائے پر یہہ اہل افریقیہ[۱] کاربند ہین۔ سب سے پہلے تم المعتمد ہی پر نہایت جرأت و ہمت سے حملہ کرنا اگر اس کو ہم نے شکست دیدی تو پھر ان نئے لوگون کا دبا لینا کوئی بڑی بات نہ ہوگی مجھکو یقین ہے کہ المعتمد تمہاری جرأت کے سامنے نہین ٹھہر سکتا یہ سن کر المعتمد نے بذریعہ ابن القصیرہ اس واقعہ سے یوسف کو مطلع کیا اور اپنی مدد کے لیئے فوج طلب کی یوسف نے جواب دیا کہ مین خود تیری مدد کے لیے آتا ہون اور ایک رسالہ فوج کا اپنے ایک افسر کو دیکر حکم دیا کہ جس وقت ادفونش المعتمد پر حملہ آور ہو فوراً پیچھے سے ان عیسائیون کے لشکر کو آگ لگا کر ان پر یورش کرے۔ ہنوز یہہ احکام جاری ہی ہوئے تھے کہ المعتمد کے خرگاہ کی جانب سے جدال و قتال کی آواز بلند ہوئی۔ چونکہ عیسائی تعداد مین کہین زیادہ تھے تھوڑے ہی عرصے مین بہت عرب شہید ہوئے اور جو باقی رہ گئے تھے اون کے دلون پر ناامیدی چھانے لگی المعتمد نہایت اضطراب اور پریشانی سے یوسف کا منتظر اور محض اپنی فوج کی ہمت قائم رکھنے کی غرض سے بلا خوف ہلاکت سب سے آگے

[۱] یعنی یوسف ابن تاشفین اور اوس کے ساتھہ جو فوج افریقیہ سے آئی تھی۔

لڑرہا تہا اس کی ران کے نیچے تین گہوڑے مارے گئے اور تین جگہہ زخم شدید اس کو پہونچا ایک زخم تو اس کے سر پر پہونچا تہا تلوار اس کے سر کو کاٹتی ہوئی کنپٹی تک اوتر آئی تہی دوسرا زخم تلوار کا اس کے سیدہے ہاتہہ پر اور تیسرا زخم نیزے کا اس کے زانو پر تہا۔ خون ان زخموں سے مثل فوارے کے بہ رہا تہا اور یہ ایک حالت یاس و ناامیدی مین شہادت کی غرض سے یکہ و تنہا دشمنون کے مجمع مین گہسا چلا جاتا تہا اور اپنے بیٹے ابو ہاشم کو جو بوجہ بیماری اشبیلیہ مین رکہا تہا یاد کر کے یہہ اشعار پڑہ رہا تہا۔

اَبَا هَاشِمٍ هَشَّمَتْنِي الشِّفَارُ	فَلِلّٰهِ صَبْرِي لِذَاكَ الْأُوَارُ
ذَكَرْتُ شُخَيْصَكَ تَحْتَ الْعَجَاجِ	فَلَمْ تَثْنِنِي ذِكْرُهُ الْفِرَارُ

عین حالت مایوسی مین یوسف میدان جنگ مین نمودار ہوا ادفونش نے چند دستے فوج کے لیکر اس کو روکنا چاہا لیکن عیسائی اہل افریقیہ کے حملے کی تاب نہ لا سکے اور پسپا ہوتے ہوئے اپنی فوج پر آپڑے۔ اس جنگ عظیم[۲] مین عیسائیون کو شکست فاش ملی ادفونش خود مجروح و پریشان حال اپنی جان بچا کے گیا اور جو مال و اسباب

ترجمہ[۱] اے ابو ہاشم شمشیر آبدار نے میری ہڈیان توڑ دین پس اس جنگ عظیم کی حرارت مین اللہ ہی پر صابر ہون اس معرکہ کے گرد و غبار مین مین نے تجھکو یاد کیا اور تیرے ذکر نے مجھکو بہاگنے سے روک لیا

[۲] عربون کو یہ فتح بتاریخ ۲۰ رجب ۴۷۹ھ مطابق ۱۰۸۶ء بروز جمعہ حاصل ہوئی تہی۔

کہ عیسائیون کے ہمراہ تہا تمام وکمال عربون کے ہاتہہ آیا۔

بعد فتح المعتمد نے امیر یوسف کا بہت کچہہ شکریہ ادا کیا یوسف نے بہی المعتمد اور اس کی فوج کی جرأت وشجاعت کی تعریف کی۔ چار روز تک عرب اسی میدان جنگ مین خیمہ زن رہے المعتمد نے مال غنیمت کی تقسیم کے متعلق یوسف کی رائے دریافت کی یوسف نے جواب دیا کہ "مین اس ملک مین لوٹ حاصل کرنے کی غرض سے نہین بلکہ فی سبیل اللہ تمہاری مدد اور جہاد کی نیت سے آیا تہا جس مین بفضلہ کامیابی حاصل ہوئی" یہان سے یہ دونون اشبیلیہ آئے یوسف تو اول ہی سے اندلس کی حکومت پر مفتون تہا مگر اب اس کے رفقا کے دلون مین بہی یہان کے امراء کے تمول اور فارغ البالی نے عیش وآرام کی ہوس پیدا کی یوسف ایک لایق اور دور اندیش آدمی تہا اور عیش وآرام کا نتیجہ یعنی سلطنت اندلس کی تباہی دیکہہ چکا تہا اس نے اپنے مصاحبون کے اصرار اور ترغیب پر جواب دیا کہ اس ظاہری نمایش چند روزہ پر فریفتہ نہ ہونا چاہیئے۔ تم بچشم خود دیکہہ رہے ہو کہ اس ہی تمول اور عیش ونشاط کی بدولت اہل اندلس اوج حکومت وبرتری سے پستی ذلت وخواری پر پڑے اپنی زندگی کے دن پورے کر رہے ہین تاہم اپنے نکبت اعمال سے باوجود تادیب وتنبیہ خواب غفلت سے بیدار نہین ہوتے۔

اندلس مین باوجودیکہ عربون نے بہت ہی سخت شخصی سلطنت قائم کی تہی
لیکن یہان کے ہر بادشاہ اور امیر نے یہ قدیم قاعدہ آخر وقت تک جاری رکہا کہ
ہر کس و ناکس بلا تامل خلیفہ سے ملنے کی درخواست کرسکتا تہا اور خلیفہ کو بہی بلحاظ
تہذیب مروجہ باریابی کی اجازت دینا ضرور ہوتی تہی۔ چنانچہ ایک روز ایک نہایت
غریب عالم نے دروازے پر آکر المعتمد سے ملنے کی خواہش ظاہر کی بعد باریابی
اس گمنام شخص نے پہلے نہایت ادب سے سر تسلیم خم اور پہر عرض کیا کہ "یا امیر آج
مین یوسف کے چند ہمراہیون کے ساتہہ گفتگو کر رہا تہا ان کے
فحوای کلام سے معلوم ہوا کہ جس مکر و حیلہ سے اس نے اقوام افریقیہ کو مسخر کیا ہے
اوسی طرح اس ملک پر بہی قابض ہونا چاہتا ہے۔ مین چونکہ ملک و قوم کا
بہی خواہ ہون میرا فرض تہا کہ ان وحشیون کی نیت سے تجہکو آگاہ کردون اور اگر تو اس
اہم معاملے مین میری رائی پوچہے تو مین یہ رائی دونگا کہ تو یوسف کو کسی ترکیب سے
گرفتار کرلے جو اس وقت ہر طرح ممکن ہے اور بعد گرفتاری تا وقتیکہ ان کا بچہ بچہ
جہاز پر سوار نہ ہو جائے اور یوسف چند اپنے خاص رشتہ دارون کو بر غمال مین دیکر
اس امر کا حلفی وعدہ نہ کرلے کہ پہر وہ مدت العمر اس ملک کا رخ نہ کریگا اس کو رہا نہ کر"
المعتمد نے اس شخص کی رائی کو پسند کیا لیکن اتفاق سے اس وقت ایک صاف گو

مصاحب بہی اس تخلیہ مین شریک تہا وہ بلا تامل کہہ اوٹہا کہ بادشاہون کو ایسے مذموم حرکات یعنی دغا و فریب ہرگز لایق و سزاوار نہین۔ اس واقعہ کی اطلاع کسیطرح **یوسف** کو بہی پہونچ گیئی۔ دوسرے روز علی الصباح جب المعتمد اپنے دستور کے موافق تحائف لیکر اپنے مہمان سے ملنے آیا تو **یوسف** کچہہ دیر باتین کر کے اوٹہہ کہڑا ہوا اور افریقہ واپس چلا گیا۔

باب چہارم

خاندان المرابطین والموحدین و بنی ہود کا یکے بعد دیگرے اندلس پر مسلط ہونا۔ یوسف ابن تاشقین کا دوبارہ اندلس آنا۔ اس کی فتوحات۔ المعتمد اور ادفونش۔ المعتمد کی گرفتاری عبدالجبار بن المعتمد۔ یوسف ابن تاشقین کا انتقال۔ علی کی تخت نشینی۔ اس کی فتوحات اس کا انتقال۔ تاشقین ابن علی کی تخت نشینی۔ عیسائیون کی ترقی۔ ادفونش ثانی۔ عبدالمومن کا اندلس مین داخل ہونا۔ یوسف اول کی تخت نشینی۔ طلیطلہ کا محاصرہ۔ یوسف کا انتقال۔ یعقوب المنصور۔ عیسائیون کی شکست۔ محمد الناصر۔ جنگ العقاب۔ عربون کی شکست اس جنگ کا نتیجہ۔ یوسف ثانی۔ ابن ہود۔ خلافت بغداد۔ فردلند ثالث کا قرطبہ پر قبضہ۔

یوسف ابن تاشقین کی روانگی کے بعد ہی عیسائیون نے پھر شور و فساد کے علم کو بلند اور ادفونش[1] کو بدقت تمام انتقام پر آمادہ کیا ادفونش نے اپنے ماتمی لباس کو

[1] المقری لکھتا ہے کہ بعد جنگ زلاقہ ادفونش اپنی فوج کی تباہی اور رفقا کے مارے جانیکے سبب سے مثل دیوانون کے ہوگیا تہا یہی وجہ ہے کہ اب بدقت تمام کمر جنگ پر آمادہ ہوا۔

جسم سے اوتارا اور اس کی جگہہ زرہ فولادی پہنی اور فوج کو دوبارہ ترتیب دیکر عبد العزیز
بادشاہ مرسیہ پر حملہ آور ہوا اور قلعہ الیٹ[1] کو فتح کر لیا اور فوج بقدر ضرورت قلعہ مذکور مین
چھوڑ کر خود طلیطلہ واپس چلا آیا۔ لیکن اس چھوٹی سی کامیابی سے عیسائی
کچھہ ایسے مغرور ہو گئے تھے کہ الیٹ کی فوج نے محض اپنی قوت پر اشبیلیہ کے
سرحدی مقامات کو تباہ و تاراج کرنا شروع کیا المعتمد کو عیش پرستی نے ایسا کم ہمت
اور کاہل بنا دیا تھا کہ ان معدودے چند کا بھی انتظام اس سے نہ ہوسکا اور بہبودی
سے بالکل نا امید ہوکر بذات خود افریقیہ آیا اور اپنے سرپرست یوسف ابن تاشقین
سے دوبارہ مدد کا خواہان ہوا۔ اس کے حسب استدعا امیر یوسف ماہ ربیع الاول
سنہ ۴۸۱ھ مطابق ۱۰۸۸ء میں براہ الجزائر اندلس پہونچا اور فوراً بشرکت المعتمد
قلعہ الیٹ کا محاصرہ کر لیا لیکن عربون کی بدقسمتی کو دیکھو کہ ایسے نازک وقت مین اور
قبل از تسخیر المعتمد اور عبد العزیز آپس مین لڑ بیٹھے۔ نزاع اس قدر بڑھی کہ المعتمد
کی شکایت پر یوسف نے عبد العزیز کو گرفتار کر کے المعتمد کے حوالہ کر دیا اس کا
نتیجہ یہ ہوا کہ عبد العزیز کی فوج فوراً اپنے ملک واپس چلی آئی اور ہر طرح کی امداد سے
دست بردار ہو گئی۔ چونکہ یہ قلعہ عبد العزیز ہی کی حدود حکومت مین واقع تھا یوسف کو
ہر قسم کی تکلیف پہونچنے لگی جس سے یہ ایسا برداشتہ خاطر ہوا کہ قلعہ کو اس ہی حالت مین چھوڑ کر

[1] انگریزی مین الیڈو کہتے ہین۔

مع فوج افریقیہ واپس چلا آیا۔

واقعہ مذکور کے دو سال بعد ۴۸۳ھ مطابق ۱۰۹۰ء مین یوسف ابن تاشفین کو شوق حکومت پہر اندلس سے لے آئی حتی کہ یہ ادفونش کے پائی تخت یعنی طلیطلہ تک جا پہونچا۔ اس شہر کے لینے کی اس امیر نے بیحد کوشش کی اور قرب وجوار کے تمام مقامات کو تباہ کرکے رسد کی آمد و رفت بالکل مسدود کردی مگر باوجود اعلان جہاد و وعدہ امداد عربون مین سے کوئی متنفس اس کا شریک حال نہوا یہ مجبوری تمام نقصان عظیم اوٹھا کر طلیطلہ کے سامنے سے ہٹ آیا یوسف کو عربون کی یہ حرکت ایسی ناگوار گزری کہ اس نے ان کی تنبیہ کا عہد کیا۔ چنانچہ اسی قصد سے پہلے عبداللہ ابن بلکین بادشاہ غرناطہ کی طرف جس نے باوجود وعدہ مدد دینے سے پہلوتہی کی تہی آیا۔ عبداللہ نے بہی مقابلہ کی تیاری کی اور کچھہ روز مخالفت پر آمادہ رہا آخرکار اپنی مان کی حسب ہدایت یوسف کے پاس آکر اپنی خطا کی معافی چاہی یوسف اوس وقت مصلحتاً خاموش ہوگیا عبداللہ نے اس کو راضی اور خوشنود پاکر شہر مین نہایت تزک و احتشام سے اس کی دعوت کا بندوبست کیا۔ امیر یوسف نے اثنائی دعوت مین عبداللہ اور اس کے بہائی تمیم حاکم مالقہ کو گرفتار اور شہر پر قبضہ کرلیا۔

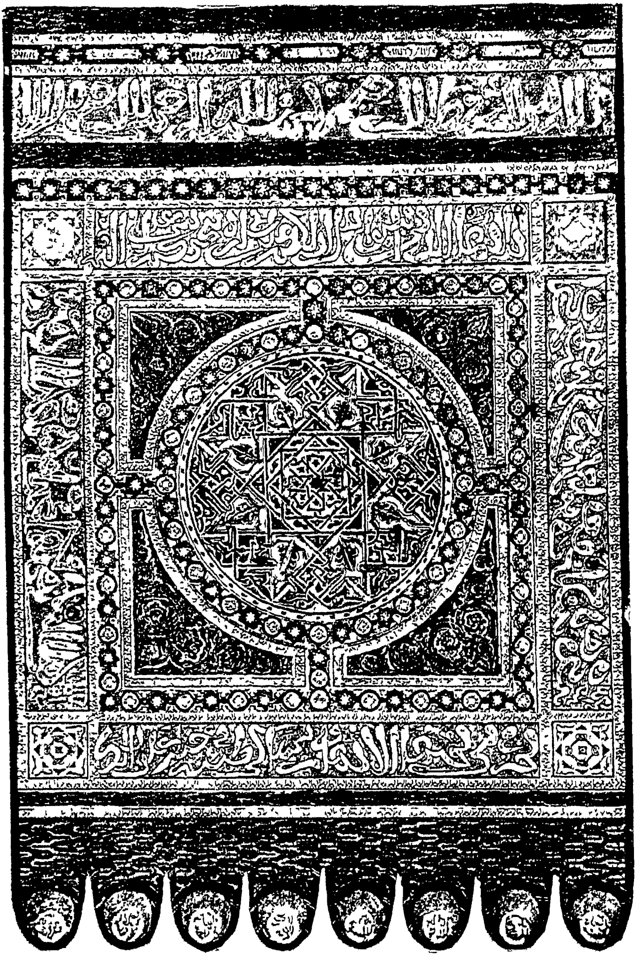

الموحدین کا پرچم

یوسف نے ماہ رمضان المبارک ۴۸۳ھ؁ مین اپنے نامی فوجی افسر سیر ابن ابی بکر کو فوج کا سپہ سالار مقرر کیا اور اوس کو حکم جہاد دیکر خود **افریقیہ** چلا آیا۔ اس امیر نے حسب الحکم فوراً اد **قولنس** پر یورش کی۔ بعض مقامات معرض تباہی مین آئے اور بعض پر اس نے قبضہ کرلیا **یوسف** کے **اندلس** سے جاتے ہی رؤسائی عرب نے پھر سرکشی شروع کردی ان کو یہ کب منظور تھا کہ یہ امیر اپنے ارادہ مین کامیاب ہو اور **اندلس** کو **افریقیہ** کا ایک صوبہ بنالے پس جب کبھی سیر نے ان سے مدد طلب کی سب نے شرکت جہاد سے انکار کردیا سیر مثل اپنے سلطان کے ایک لائق اور صاحب جرأت شخص تھا اس نے بمصلحت وقت امرائے عرب کو بدستور لہو لعب مین مصروف رکھا اور خود یکہ وتنہا عیسائی قومین کا مقابلہ کرتا اکثر قومین نے اس کی اطاعت و فرمانبرداری قبول کرلی۔ جب کچھہ اطمینان اس کو حاصل ہوا تو اب اس نے **یوسف ابن تاشقین** کو اپنی فتوحات سے مطلع کیا اور یہہ بھی استدعا کی کہ "ہم تو جہاد مین بے انتہا پریشانیان اوٹھا رہے ہین اور یہان کے مسلمان بادشاہ اپنے ملکون سے بےخبر عیش و آرام مین مصروف ہین ان مین سے ایک نے اس وقت تک مجھکو کسی قسم کی مدد نہین دی ان کی نسبت بھی کوئی حکم صادر ہونا چاہیئے"۔ **یوسف** نے جواب دیا کہ "تم ان سب کو حکم دو کہ یہ تمھارے ساتھہ

اس جہاد مین شریک ہون اور اگر یہ لوگ تمہارے حکم کی تعمیل نہ کرین تو تم کچھ بعد دیگرے ان کے ملکون پر قبضہ کر لو۔ لیکن اس کا خیال رہے کہ سب سے پہلے اون ملکون پر ہاتھہ ڈالو جو عیسائیون کی سرحدون پر واقع ہین اور جبتک کہ تمام اندلس پر مسلط نہ ہو جاؤ المعتمد کی ساتھہ جنگ نہ چھیڑو جس ملک پر تم قبضہ کرو اوس پر ایک فوجی افسر بغرض انتظام ہماری طرف سے مقرر کر دینا۔

اس حکم کے پہونچتے ہی سیر ابن ابی بکر اولاً ابن ہود بادشاہ سرقسطہ کی طرف متوجہ ہوا اور قلعہ روطہ کا جس مین یہ بادشاہ اوس وقت مقیم تھا محاصرہ کر لیا یہہ قلعہ ایک نہایت بلند کوہ پر واقع اور راستہ ایسا دشوار گزار تھا کہ قبل اس کے کہ دشمن کی فوج اس کی دیوارون تک پہونچے اہل قلعہ اوس کا بآسانی خاتمہ کر سکتے تھے۔ علاوہ برین باوجود اس قدر بلندی کے بہت وسیع اور تمام ضروری سامان اس مین موجود تھا اگر تمام راستے رسد کی مسدود کر دئی جاتے اور اہل قلعہ کی فاقہ کشی کا انتظار کیا جاتا تو بھی برسون مین کامیابی حاصل ہوتی۔ امیر سیر کو جب یہ تمام واقعات معلوم ہوئے تو اس نے حکمت عملی سے کام نکالنا چاہا قلعہ کے محاصرے سے دست برداری اختیار کی اور مشہور کیا کہ فی الحال جنگ کا ارادہ نہین ہے۔ قلعہ سے کچھہ فاصلے پر اس نے اپنی فوج کے چند سپاہیون کو عیسائی لباس پہنایا اور اون کو بجانب قلعہ بھیجکر خود مع فوج قریب کی جھاڑی مین پوشیدہ ہو گیا ابن ہود ہو کا کھا کر

چند مصاحبین کے ساتھہ قلعہ کے باہر نکل آیا اور اون سپاہیون کو عیسائی سمجھکر درخواست کی کہ وہ کسی قومس کو اوس کی مدد پر آمادہ کرین - ہنوز یہ مشورہ ختم نہ ہوا تھا کہ دفعتاً سیر نے ان سبکو گھیر کر ابن ہود کو مع ہمراہیون کے گرفتار کرلیا بادشاہ کی گرفتاری کے بعد اہل قلعہ نے بھی اس کی مزاحمت نہین کی - یہ مشکل مہم یون بآسانی سر ہوگئی بعد ازان قبل اس کے کہ امرائے عرب کو باہمی اتفاق و مشورہ کا موقع ملے سیر نے فوراً ہی آخر ماہ شوال ۴۸۴ھ مطابق ۱۰۹۱ء مین عبدالرحمن ابن طاہر بادشاہ مرسیہ کو بھی شکست دیکر شہر پر قبضہ کرلیا اور عبدالرحمن کو گرفتہ وبستہ افریقہ بھیجدیا یہان سے امیر سیر نے ایک افسر ابو ذکریا نامی کو المیریہ روانہ کیا اور خود یلغار کرتا ہوا بطلیوس آیا اس شہر کو اوس نے چند ہی روز مین فتح کرلیا اور یہان کے بادشاہ المتوکل عمر ابن محمد کو مع اوس کے دونون بیٹون الفضل اور العباس کے قتل کرڈالا - ادہر ذکریا نے شہر المیریہ پر قبضہ کرلیا - یہان کا بادشاہ المعتصم جو ایک قلعہ مین پناہ گزین ہوا تھا اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی فوت ہوگیا اور اوس کے بیٹے حسام الدولہ نے اطاعت و فرمانبرداری قبول کرلی سیر نے جب اندلس کے ان چھوٹے چھوٹے بادشاہون کو گرفتار کرکے افریقہ بھیجدیا اور اون کے ملکون کو اپنے قبضے مین لے آیا تو اب اس نے

یوسف کو لکھا کہ اب سوائے المعتمد کے کوئی بادشاہ خودمختار باقی نہین رہا۔ یوسف نے جواب دیا کہ "پہلے تم المعتمد کو ہمارا یہ حکم پہونچاؤ کہ وہ فوراً مع اپنی عیال واطفال اور رشتہ دارون کے ہمارے پاس افریقیہ چلا آئے۔ اگر وہ اس حکم کی تعمیل نہ کرے یا صاف انکار کردے تو اوس کو جس طرح ممکن ہو گرفتار کرکے یہان بھیجدو۔" امیر سیر نے اس فرمان کے پہونچتے ہی المعتمد کو حکم مذکور سے مطلع کیا المعتمد نے کچھہ جواب نہ دیا اور جنگ کی تیاریان کرنے لگا سیر نے فوراً ابوعبداللہ ابن الحاج کو مع فوج قرطبہ جہان المعتمد کا بیٹا الفتح حکمران تھا روانہ کیا اور خود بقیہ فوج المرابطین کے ساتھہ اشبیلیہ روانہ ہوا اور قرمونہ کو بتاریخ ۲۷ ربیع الاول ۴۸۴ھ فتح کرلیا۔ اسی اثنا ءمین ابن حاج بیجہ اور قلعہ البلاط کو تسخیر کرتا ہوا قرطبہ آیا اور اس نے بتاریخ ۳ صفر روز چہارشنبہ قلعہ کو فتح کیا اور المامون کو گرفتار کرکے قتل کرڈالا۔ امیر سیر کے دوسرے افسر جرور الحشمی نے صوبہ ملاقہ کے قلعہ رونده کو فتح اور المعتمد کے دوسرے بیٹے یزید الراضی کو گرفتار اور قتل کیا۔

المعتمد نے جب اپنے تئین دشمنون کے جال مین پھنسا ہوا دیکھا حالت پریشانی مین اپنے دشمن سابق ادفونش سے مدد کی درخواست کی ادفونش نے

کچھہ فوج بغرض امداد روانہ کی امیر سیر نے عیسائیون کے آنے کی خبر پاکر ابو اسحٰق اللمطونی کو مع دس ہزار سوارون کے اون کے مقابلہ کے واسطے بھیجا اس افسر نے عیسائیون کو شکست دیکر منتشر کر دیا۔ جب المعتمد نے اپنی نجات کی کوئی صورت نہ دیکھی تو میدان جنگ مین مرنا پسند کیا اور بہ تاریخ ۱۲ رجب ۴۸۴ھ اپنی قلیل فوج کے ساتھہ دشمنون پر حملہ آور ہوا عین وقت کارزار مین اسکو اپنے بیٹے فخر الدولہ کے قتل اور فوج کی سب طرف سے پسپا ہونے کی خبر پہونچی یہ خبر سنکر ایسا متاثر ہوا کہ پھر اس سے نہ ٹھہرا گیا ہجوم رنج والم سے پریشان اپنی قیامگاہ پر چلا آیا اور رات کے وقت اپنے بڑے بیٹے الرشید کو سیر ابن ابی بکر کے پاس بھیجا لیکن سیر نے ملاقات سے انکار کر دیا الرشید نے اپنے باپ سے آکر کہا کہ ان لوگون سے کوئی امید نہین رکھنی چاہیے یا ملک سے دست بردار ہو جاؤ یا جان کو میدان جنگ مین ملک پر تصدق کر دو۔

جب توقع ہی اوٹھہ گئی غالب	کیون کسی کا گلہ کرے کوئی

یہہ سنکر المعتمد کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے اس مین لڑنے کی قوت کہان تھی اپنے بچون اور رشتہ دارون کو رخصت کیا اور خود اپنی قسمت کی تحریر کا منتظر رہا اس واقعہ کے تھوڑی دیر بعد امیر سیر محل مین داخل ہوا اور المعتمد کو مع اوسکے بیٹے ابو الحسن عبد اللہ الرشید اور اوس کی بی بی اعتماد کے افریقہ بھیجدیا۔

۴۸۸ھ مطابق ۱۰۹۵ء مین **مالقہ** کا ایک مشہور شخص **خلف** نامی کسی علت مین قید کر دیا گیا تہا چند روز بعد یہ شخص مع اپنے ساتہیون کے جیلخانہ سے بہاگ نکلا۔ یہہ لوگ یہان سے سیدہے قلعہ **منت میور*** آئے اور یہان کے حاکم کو غافل پاکر قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اتفاق سے اوسی زمانہ مین **المعتمد** کا ایک دوسرا لڑکا عبدالجبار نامی یہان مقیم تہا خلف کے ورغلانے سے یہ بہی باغیون مین شریک اور اون کی افسری منظور کر لی۔ اس نے اپنی مان کو فوراً اس قلعہ مین بلا لیا اور الجزایر اور **ارقوش** جاسوس بہیجکر یہان کے لوگون کو اپنا شریک حال کر لیا۔ جس وقت اس بغاوت کی اطلاع امیر **یوسف ابن تاشفین** کو پہونچی اس نے بیٹے کے گناہون کا بار بے گناہ باپ کے سر پر ڈالا اور حکم دیا کہ **المعتمد** فولادی زنجیرون سے باندہ دیا جائے **المعتمد** سے اخیر عمر مین یہ تکلیف برداشت نہ کی گئی اور اوسی حالت رنج و غم مین اس کے منہہ سے یہ اشعار دردناک بے ساختہ جاری ہوئے

قَیدِی اَمَا تَعلَمُنِی مُسلِمًا	اَبَیتُ اَن تُشفِقَ اَو تَرحَمَا
یُبصِرُنِی فِیكَ اَبُوهَاشِم	فَیَنثَنِی القَلبُ وَقَد هُشِّمَا

ترجمہ۔ اے میری زنجیر کیا تو مجہے نہین جانتی کہ مین مسلمان ہون مین اسی حال مین شب بسر کردن گا تاکہ تو شفقت اور رحم کرے ابو ہاشم تیرے ساتہہ مجہکو دیکہے گا تو سخت دل بہی نرم ہو جائے گا۔

* انگریزی مین مانٹ میر کہتے ہین۔

جب سیر ابن ابی بکر کو یہ واقعہ معلوم ہوا اوس نے اس قلعہ کا محاصرہ اور بعد چند
لڑائیوں کے جن مین عبد الجبار قتل ہوا قلعہ کو فتح کر لیا اور تمام اہل بغاوت کو قتل کر ڈالا
المعتمد نے اوسی حالت قید مین ماہ ربیع الاول ۴۸۸ھ مین انتقال کیا
اور اپنی بی بی اعتماد کے پہلو مین دفن ہوا المعتمد باوجود آرام طلب اور عیش پرست
ہونے کے نہایت لائق اور علم دوست بادشاہ تہا اس کی لیاقت اور نازک خیالی کا
اندازہ اون اشعار سے ہوسکتا ہے جو ہم نے اس کے حالات کے سلسلہ مین
جابجا درج کیئے ہین ایک مصنف اور شاعر ابن اللبانہ نامی نے جو المعتمد کا وزیر
بہی رہ چکا تہا خاص طور پر اس کے اور اس کے باپ دادا کے کلام کو اپنی
بے نظیر کتاب "سقیط الدرر ولقیط الزہر فی شعر بنی عباد" مین جمع کیا ہے قابل دید ہے۔

امیر یوسف ابن تاشفین نے ماہ محرم ۵۰۰ھ مطابق ۱۱۰۶ع مین
بمقام مراکش انتقال کیا۔ مرنیکے کچہہ دیر قبل اپنے بیٹے ابو الحسن علی کو طلب
کر کے جہان اور نصیحتین کین یہہ بہی تاکید کی تہی کہ اشبیلیہ کو اپنا دار السلطنت قرار دینا
علی بمقام سوطا ۴۷۷ھ مین پیدا ہوا تہا اور بوقت تخت نشینی اس کی عمر ۲۳ سال
کی تہی۔ یہہ مثل اپنے نامور باپ کے نہایت محنت و بیدار مغزی سے اپنے
ملک کا انتظام کرتا رہا اور جہاد کے سلسلہ کو اخیر وقت تک قائم رکہا اس نے ۵۰۳ھ

مطابق ۱۱۰۹ء مین دوبارہ اندلس جاکر طلیطلہ کا محاصرہ کیا اور گو یہہ اس شہر کو فتح نہ کر سکا لیکن اور مشہور قلعہ و شہر مثل وادی الحجارہ وغیرہ پر قابض و متصرف رہا یہہ وہ زمانہ تہا کہ جس مین اس کا بہادر فوجی افسر امیر سیر ابن ابی بکر بجانب غرب پرتگال اور لسشونہ کی تسخیر مین مصروف تہا۔

ادہر تو علی اور سیر دونون کافرون کے استیصال مین مشغول تہے اور ادہر بجانب شمال ادفونش اول ابن رومیر بادشاہ برشلونا نے فساد برپا اور مسلمانونکو اپنی یورشون سے سخت حیران و پریشان کر رکہا تہا۔ اس نے ۵۰۳ھ مین المستعین ابن ہود کو طوطلہ کے قریب شکست دیکر تمام ملک ارغون کو فتح کرنے کا مصمم ارادہ کیا لیکن تمیم ابن یوسف نے جس کو علی نے والی اندلس مقرر کیا تہا اپنی ہوشیاری اور بہادری سے ادفونش کو اوس کے قصد کے پورا کرنے سے روکدیا بالآخر ادفونش نے ۵۱۲ھ مطابق ۱۱۱۸ء مین موقع پاکر ملک فرانس کے عیسائیون کو اپنی مدد پر آمادہ کیا اور ایک فوج کثیر کے ساتہہ شہر سرقسطہ[1] کو گہیر لیا۔ اہل شہر نے نہایت جرأت وہمت سے عیسائیون کا مقابلہ کیا اور محاصرے کو اس قدر

لہ اس جنگ مین عیسائی فوج کے ساتہہ آلات قلعہ شکن مین چند لکڑی کے برج نہایت بلندیون پر تہے ان مین سپاہی بیٹہکر بآسانی دیوارون کے قریب جاسکتے تہے۔ المقری۔

طوالت ہوئی کہ شہر مین لوگ فاقون سے مرنے لگے۔ شہر والون نے جب
کوئی امید اپنی نجات کی نہ دیکھی تو آخرالامر شہر کے دروازے کھول دیے۔
اس واقعہ کے چند ہی روز بعد بارہ ہزار سوار علی ابن یوسف کے بھیجے ہوئے
یہان پہونچے لیکن شہر پر عیسائیون کو قابض اور ان کی کثرت افواج کو دیکھکر
واپس چلے گئے علاوہ اس مشہور شہر کے ادفونش ابن ردمیر نے قلعہ ایوب
اور طرسونہ وغیرہ اسی صوبہ کے مقامات کو فتح کیا دروقہ[1] کے قریب ادفونش نے
امیر ابراہیم ابن یوسف ابن تاشفین کو شکست عظیم دی جس مین بیس ہزار
عرب شہید ہوئے جس وقت یہ غمناک خبرین علی کو پہونچین تو یہ المرابطین کی جمعیت
کے ساتھ سنہ ۵۱۳ھ مطابق سنہ ۱۱۱۹ع مین اشبیلیہ اور قرطبہ ہوتا ہوا سرقسطہ کی
طرف آیا۔ صرف اس کی آمد آمد ہی کی خبر پاکر دشمنون کے دلون مین ایسا خوف و رعب
عظیم پیدا ہوا کہ یہہ سب قلعون مین پوشیدہ ہوگئے علی ان مقامات کو کہ جو
عیسائیون کے قبضہ مین آگئے تھے فتح کرتا ہوا اپنے بھائی تمیم سے آملا اور راس کو
اندلس کا حاکم مقرر کرکے خود سنہ ۵۱۵ھ مطابق سنہ ۱۱۲۱ع مین افریقیہ واپس چلا گیا۔
اگرچہ ادفونش بادشاہ طلیطلہ سنہ ۵۱۳ھ مین مرچکا تھا مگر ادفونش ابن ردمیر
ہنوز موجود تھا علی کی افریقیہ جاتے ہی اس نے پھر بغاوت شروع کردی اور اپنی فتوحات سابقہ کی نشہ مین مخمور

[1] یہ شہر بھی طلبقہ سرقسطہ مین واقع ہے۔

میدان خالی پاکر غرناطہ تک گہس آیا۔ اس یورش کی خاص وجہ یہہ تہی کہ غرناطہ کے عیسائیون نے خفیہ طور پر ابن رومیر کو یہ لکہا تہا کہ اگر تو ادہر آیا تو ہم سب تیری مدد کے واسطے موجود ہین۔ ادقونش ابن ردمیر ماہ شعبان ۵۱۵ھ مین بجانب غرناطہ روانہ ہوا اور اپنے ارادے کو پوشیدہ رکہنے کے خیال سے شہر بلنسیہ کا محاصرہ کرلیا۔ یہان منجانب علی ابو محمد ابن یدرسن حکمران تہا چونکہ اسی طرف یہہ محض دہوکا دینے کی غرض سے آیا تہا۔ چند روز کے محاصرے کے بعد جزیرہ شُکر اور پہر دینیہ اور شاطبہ اور بیرۃ اور المنصورہ ہوتا ہوا وادی یاجلہ کے قریب چند روز مقام کیا بعدہ شہر القصر پر قبضہ کرکے غیانۃ اور وادی آلش[1] پر دو مہینے متواتر حملے کیئے لیکن بے نیل مقصود رہا آخر کار دجمہ مین غرناطہ کے قریب آکر خیمہ زن ہوا۔ بتاریخ ۱۰ ذی الحجہ ۵۱۵ھ مین عید کے روز اہل غرناطہ کو عیسائیون کی اس شورش کی خبر پہونچی۔ اگر ادقونش اوسی وقت حالت بے خبری مین شہر پر حملہ کرتا تو یہ مشہور اور مستحکم شہر بآسانی اس کے ہاتہہ آجاتا باوجودیکہ یہہ روز عید مبدل بہ شام غم ہوگیا اور ہر طرف سے مایوسی و اضطرار نے گہیر لیا تہا تاہم حاکم شہر نے نہایت استقلال و ہمت سے فوراً فوج کو فراہم کیا اور ہر طرح جنگ کیواسطے تیار ہوگیا ادقونش ابن ردمیر نے

[1] وادی آلش کو انگریزی مین گواڈکس کہتے ہین اور جزیرہ شکر کو ایسلر کہتے ہین یہ سب مقامات غرناطہ کے قریب واقع ہین۔

بمقام دجمہ دس روز بیکار صرف کیئے اور پہر باغی عیسائیون کو اپنا دلیل راہ قرار دیکر غرناطہ کی طرف روانہ ہوا یہ مرسیلیہ اور بیش ہوتا ہوا منزل بمنزل چلا آتا تہا کہ لورسینہ کے قریب اس کو اطلاع پہونچی کہ تمیم ابوطاہر مع فوج اس کے مقابلہ کی غرض سے آرہا ہے یہ سنکر ادفونش فوراً ابلی کی طرف چلا مگر اس مقام کے قریب ہی عربون نے اسے آلیا اور ایک جنگ عظیم برپا ہوئی۔ قریب تہا کہ عیسائی پسپا ہوکر بہاگ اوٹہین ایسے نازک وقت مین سپہ سالار عرب نے فوج کے خیمون کو نشیب سے بلندی پر قایم کرنے کا حکم دیا فوج اوس وقت نہایت دلیری کے ساتہہ دشمن کا مقابلہ کر رہی تہی ان خیمون کو اکہڑتا دیکہکر یہ سمجہی کہ سپہ سالار میدان سے ہٹنے والا ہے۔ اس غلط فہمی نے عربون کی فتح کو مبدل بہ شکست کردیا۔ عرب شکست کہا کر میدان جنگ سے ہٹ آئے اور عیسائی اون کے خیمہ اور خرگاہ پر قابض ہوگئے۔ اس کامیابی نے ادفونش اور اس کی فوج کے اس قدر دل بڑہائے کہ یہ شلوبانیہ[1] اور بلبیش[2] دریا کے کنارے کنارے پہر غرناطہ کی طرف متوجہ ہوئے اور شہر سے تین فرسنگ جنوب کی جانب بمقام دُلر[3] ادفونش نے فوج کو آرام

[1] انگریزی مین سلوبریتا کہتے ہین۔ [2] انگریزی مین ولیز مالقہ کہتے ہین۔ [3] ابن الخطیب نے اس ہی مقام کا نام ذکر لکہا ہے مگر دیگر کتب کے دیکہنے سے دُلر صحیح معلوم ہوتا ہے اس ہی قسم کے اکثر مقامات اس زمانہ کی نقشہ مین نہین پائے جاتے

دینے کی غرض سے دو روز قیام کیا اور پھر ہمدان آیا یہان دونون لشکرون کے
ہراولون مین مختصر سی جنگ ہوگئی مگر یہان اس نے لڑنا پسند نہین کیا اور الفج[1]
ہوتا ہوا عین اطسہ کے قریب فوج کو ٹھیرنے کا حکم دیا ادقونش ابن ردمیر
کی اس نقل وحرکت سے عربون کو بہت فائدہ پہونچا اور اونہون نے اس عرصہ
مین کافی فوج فراہم کر لی - عربون نے جب دیکھا کہ یہ کسی مقام پر جم کر لڑتا ہی نہین
اور برابر جنگ سے گریز کر رہا ہے تو اونہون نے عیسائیون کو چارون طرف سے
گھیر لینے کی کوشش کی مگر ابن ردمیر اس پھندے سے نکل بھاگا اور جبل
البراجلہ[2] اور اللغون کے راستہ سے وادی آش واپس آگیا عرب اس کی
فوج کو گھیرے ہی ہوئے تھے اثنائی راہ مین اونہون نے اس کی بہت کچھ
سپاہ اور بعض نامی عیسائی افسرون کو قتل کر ڈالا - اس دور و دراز سفر کے علاوہ
شب و روز کی دوا دوش سے عیسائی فوج بالکل بیکار ہوگئی تھی ادقونش کو مجبوراً
اپنے قصد سے دست بردار ہونا پڑا اور بدقت تمام آدھی سے زیادہ فوج کھو کر ناکام اپنے ملک مین داخل ہوا
ہم پہلے ہی تحریر کر آئے ہین کہ اس یورش کے اصل بانی غرناطہ کے عیسائی

---

[1] بعض عرب مورخین نے اس مقام کو المرج لکھا ہے - [2] المقری نے اس پہاڑ کا نام جبل البراجات لکھا ہے انگریزی مین اس کو سیرانوادا کے نام سے موسوم کرتے ہین ابن حیان و دیگر عرب مورخین نے اس کا نام جبل البراجلہ تحریر کیا ہے اور بعض نے غلطی سے کوہ الپکسرا اس کا بھی یہی نام لکھدیا ہے
[3] تحقیقات سے معلوم ہوا کہ عرب الپکسرا اس کو البشرات کہتے ہین -

ہوئے تھے اور گو عیسائی اپنے ارادے مین کامیاب نہین ہوئے مگر باغیون نے دشمن کو ہر قسم کی مدد دیکر مسلمانون کو نقصان عظیم پہونچایا تھا قرطبہ اور اشبیلیہ بلکہ تمام ملک اندلس کی عرب رعایا کی درخواست پر قاضی ابو الولید ابن رشد[1] نے افریقیہ جاکر سلطان علی کو ان واقعات سے مطلع کیا اور کہا کہ علاوہ بیرونی دشمنون کے ہمارے گہر مین اس قدر دشمن موجود ہین کہ ایک لحظہ کے لیئے ہمکو آرام سے بیٹھنے نہین دیتے۔ رعایا ئے اندلس کی درخواست ہے کہ غرناطہ کے قریب جتنے عیسائی بسے ہوئے ہین وہ سب خارج البلد کردئے جائین اور اون کو افریقیہ مین کوئی مقام رہنے کے لیئے دیا جائے علی نے اس درخواست کو منظور کیا اور ہزارہا عیسائی جبراً افریقیہ مین لاکر بسائے گئے علی پہر ایک بار ۵۱۵ھ مین اندلس آیا تہا لیکن اس کے بعد محمد المہدی کی بغاوت نے اس کو افریقیہ مین ایسا مصروف رکہا کہ پہر یہان نہ آسکا۔ ۵۲۰ھ مطابق ۱۱۲۶ء مین ابو طاہر تمیم کے انتقال کے بعد اس نے اپنے بیٹے تاشقین کے سپرد اندلس کی حکومت کردی علی نے بمقام مراکش چہتیس برس[2] سات مہینے کی حکومت کے بعد ماہ رجب ۵۳۷ھ مطابق ۱۱۴۳ء مین انتقال کیا

---

[1] یہ ایک نامی فلاسفر گزرا ہے جس کو اہل یورپ آویروز کے نام سے موسوم کرتے ہین۔ [2] المقری نے علی ابن تاشقین کی تقریباً ۳۰ سالہ حکومت کے واقعات کو دو سطرون مین ختم کر دیا ہے مگر قرطاس مین اس عہد کے واقعات نہایت شرح و بسط کے ساتھہ درج ہین۔ اس کتاب کا پادری مورا نے عربی سے زبان پرتگال مین ترجمہ کیا تھا۔ پادری موصوف نے اس کتاب کے مصنف کا نام عبدالحلیم غرناطی بتایا ہے جو بالکل غلط ہے۔ ابن خلدون و دیگر عربی مورخین سے یہ بخوبی ثابت ہے قرطاس کا مصنف ابن ابی زرع ہے جو فاس کا رہنے والا تھا قرطاس مین اکثر مقامات وغیرہ کے نام غلط پائے گئے اس ہی وجہ سے المقری کی مختصر واقعات پر اکتفا کیا گیا۔

علیؔ ابن یوسف ابن تاشفین کے بعد اوس کا بیٹا تاشفین ابو محمد تخت نشین ہوا۔ اس کے باپ ہی کے زمانہ مین خاندان الموحدین کا عروج شروع ہو گیا تہا اس فرقہ کے افسر ابو عبداللہ محمد علی نے اس قدر متواتر یورشون سے پریشان کیا کہ یہہ پہر اندلس نہ جا سکا اور اس کی باقی ماندہ عمر اسی فساد کے فرو کرنے مین صرف ہوئی ابو عبداللہ محمد کا انتقال ۵۲۴ھ مطابق ۱۱۳۰ء مین ہو چکا تہا اور خیال یہ تہا کہ اس کے ساتہہ بغاوت کا بہی خاتمہ ہو جائیگا لیکن اس کے جانشین عبد المومن نے سلسلہ جنگ کا اوسی طرح جاری رکہا تاشفین نے اوائل مین ان باغیون کو کئی بار شکست دی مگر ۵۳۹ھ مطابق ۱۱۴۵ء مین تلمسان کے قریب سخت معرکہ آرائی کے بعد تاشفین ہزیمت پاکر وہران چلا آیا اور یہان متحصن ہو گیا۔ جب کوئی صورت نجات کی نظر نہین آئی تو یہ اپنے چند خاص جان نثارون کے ساتہہ بتاریخ ۲۷ رمضان ۵۳۹ھ رات کے وقت گہوڑے پر سوار ہو کر دریا کی طرف اس غرض سے روانہ ہوا کہ اگر موقع ملا تو اندلس چلا جائے لیکن اس کی عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تہا مع گہوڑے کے ایک عمیق خندق مین گر پڑا صبح کو اس کی نعش وہان پڑی ہوئی ملی۔ اس واقعہ کے بعد

لہ یوسف ابن تاشفین خاندان المرابطین سے تہا۔

تاشفین کا بیٹا ابو اسحق ابراہیم تخت پر بیٹھا ادہر عبد المومن نے ۵۴۰ھ مین تلمسان اور ۵۴۱ھ مین فاش کو فتح کرتا ہوا مراکش کی طرف آیا اور اس شہر کا محاصرہ کر لیا۔ ماہ شوال ۵۴۱ھ مطابق ۱۱۴۷ء مین عبد المومن کو فتح حاصل ہوئی اور ابراہیم گرفتار اور قتل ہوا۔

جس زمانہ مین مغرب الاقصیٰ مین المرابطین اور الموحدین مین خانہ جنگی برپا تھی اندلس مین عیسائی مسلمانون کی تباہی اور بربادی مین ہمہ تن مصروف اور قرطبہ کی جواب صرف نام ہی کا دار السلطنت رہگیا تھا دیوارون تک آپہونچے تھے ادفونش ابن ردمیر نے ارغون کے ایک مشہور شہر فراجتہ کو گہیر لیا تھا ۵۲۸ھ مطابق ۱۱۳۴ء مین ابن غانیہ فوج مرابطین کو لیکر اس شہر کی مدد کے لیئے دوڑا اور عیسائیون کو شکست اور اون کے بادشاہ ادفونش کو قتل کر کے مسلمانون کو قید سے رہا کیا۔

ناظرین کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ یوسف ابن تاشفین کے زمانہ حکومت مین المرابطین کی حکومت اس ملک مین پورے طور پر قائم ہو چکی تھی اور سیر ابن ابی بکر نے تمام ریاستہای اندلس کو بکمال محنت و جانفشانی اپنے بادشاہ کا مطیع و فرمان بردار بنا دیا تھا لیکن ابراہیم کے قتل کے بعد المرابطین کی حکومت

مین انحطاط پیدا ہونے لگا اور الموحدین کی قوت مین روز بروز ترقی ہوتی گئی افریقیہ کے ان واقعات سے اندلس کا متاثر ہونا لازمی تھا اس انحطاط کے ساتھ طوائف الملوکی کے آثار اس ملک مین پہر ظاہر ہونے لگے۔ عیسائی جداشرو فساد پر آمادہ تھے۔ اب عرب رؤسا بہی المرابطین کے خلاف سازشین کرنے لگے تاشفین نے یحییٰ ابن علی ابن غانیہ کو والی اندلس مقرر کیا اور اس امیر نے بدقت تمام عربون کو عیسائیون کے متواتر حملون سے محفوظ رکہا تہا مگر اس بغاوت عام کا اس سے بہی کچھہ انصرام نہ ہوسکا تاشفین اور ابراہیم کے قتل کی خبر پاکر جسطرح کہ حکومت بنی امیہ کے چہوٹے بڑے حاکم اور جاگیردار اپنے اپنے صوبون اور جاگیرون مین خودمختار بن بیٹھے تھے اسی طرح اب بہی ہرشخص خودمختاری کا دعویٰ کرنے لگا قرطبہ مین ابن احمدین اور غرناطہ مین میمون اللمطونی اور بلنسیہ مین ابن مردنیش الجذامی وغیرہ نے بغاوت کا جہنڈا بلند کیا۔ چونکہ یہہ لوگ مختلف اقوام مین سے تھے اور ہرشخص اس ملک مین اپنی سلطنت قائم کرنا چاہتا تہا لہٰذا المرابطین کے علاوہ آپس مین بہی ایک دوسرے کو حسد کی نگاہ سے دیکھتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ المرابطین کے بعد الموحدین اس ملک پر بآسانی مسلط ہوگئے۔

لہ اس دوسری طوایف الملوکی کو جملہ عرب مورخین "الفتنۃ الثانیہ" کے نام سے موسوم کرتے ہین۔

ماه ذی حجہ ۵۳۹ھ مطابق ۱۱۴۵ء مین عبد المومن سردار الموحدین نے اپنے ایک افسر ابو عمران موسی ابن سعید کو اس ملک کی تسخیر کی غرض سے بہیجا اس امیر نے جزیرۂ طریف اور قرب وجوار کے مقامات پر قبضہ کیا- دوسرے سال مالقہ اور اشبیلیہ فتح ہو گئے اس کے تین سال بعد قرطبہ[1] کے قلعہ پر الموحدین کا علم نصب کیا گیا ۵۴۶ھ مطابق ۱۱۵۱ء مین عبد المومن نے بذات خود مراکش سے اندلس کا قصد کیا یہہ قصر عبد الکریم مین اپنی فوج کا معائنہ کر رہا تہا کہ اس کو مشرقی افریقہ سے ایسی وحشت ناک خبرین پہونچین کہ اس نے اپنے ارادہ کو مجبوراً ملتوی کیا اور اپنے بیٹے ابو سعید کو المیریہ جہان عیسائی برسر فساد تہے بہیجا المیریہ ایک نہایت خوش وضع اور وسیع شہر تہا جو بحر متوسط کے کنارے پر واقع اور اوس زمانے مین یہ اندلس کا مشہور تجارتگاہ تہا افریقیہ اور مصر اور شام سے تجار مال لا کر یہان بیچا کرتے تہے بنی امیہ کے زمانہ حکومت مین یہان پر بحری بیڑہ جات کے لحاظ سے ایک قلعہ

[1] ابن خلدون مظہر ہے کہ اس زمانہ مین ابن غانیہ منجانب المرابطین قرطبہ پر حکمران تہا ابن غانیہ نے بمعاوضہ شہر جیان قرطبہ اور قرمونہ کو عبد المومن کے امیر کے حوالہ کر دیا تہا اور بعد ازان الموحدین کا طرفدار بن کر میمون اللمطونی حاکم غرناطہ کو بہی الموحدین کی اطاعت پر آمادہ کرنا چاہا مگر اس امیر نے صاف انکار کر دیا اور بغاوت کو بدستور جاری رکہا ابن غانیہ نے ۵۴۳ھ مطابق ۱۱۴۹ء مین انتقال کیا-

تمام بحری الات حرب سے اراستہ کیا گیا تہا اور یہین سے جنگی جہاز تیار ہو کر عیسائیون کے مقابلے کے لیئے جایا کرتے تہے علاوہ برین یہان کی مٹی کے برتن اور گلاس اور ریشمی کپڑے ہر وضع اور رنگ کے اور دیگر کارخانہ جات دور دور مشہور رہے۔ چونکہ اس کے مضافات نہایت سرسبز و شاداب اور آب و ہوا بہ نسبت دوسرے مقامات کے معتدل اور خوشگوار تہی عرب یہان کی سکونت بہت پسند کرتی تہے ۵۴۲ھ مطابق ۱۱۴۷ء مین السلیطان یعنی ادفونش ثانی بادشاہ طلیطلہ المیریہ کی طرف متوجہ ہوا اور بامداد اہل جنوہ خشکی اور تری دونون طرف سے المیریہ کو گہیر لیا۔ روسائے عرب مین بلحاظ قوت و شرف ابن مردنیش بادشاہ بلنسیہ صرف اس قابل تہا کہ وہ اس بے نظیر مقام کو عیسائیون سے بچائے لیکن ادفونش نے اس کو پہلے ہی ہموار کر لیا تہا اوس کے پاس خاطر ابن مردنیش بیٹہا ہوا تماشا دیکہتا رہا تا اینکہ بتاریخ ۲۰ جمادی الاول ۵۴۲ھ مطابق ۱۱۴۷ء بروز جمعہ عیسائی اس شہر پر قابض ہو گئے۔

مثل دیگر اقوام مشرق کے عربون مین بہی قوت واہمہ بدرجہ غایت موجود تہی قصہ اور کہانی وہ کیسی ہی خلاف عقل کیون نہ ہو فوراً باور کر لیتے تہے بالخصوص جب کبہی کوئی سخت آفت ناگہانی سر پر آتی تہی اور اوس کا دفعیہ ان سے ممکن نہ ہوتا تہا تو یہ اپنی

قوتِ واہمہ کے ذریعہ سے ایسی باتین پیدا کر لیتے تھے جس سے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا کارکنانِ قضا و قدر کو ان کا تنزل منظور ہے صبر و شکر کے ساتھہ ہر قسم کے صدمہ برداشت کر لیتے تھے - اس مین شک نہین کہ ایسی باتین بے حد اطمینان بخش ہوتی ہین لیکن آئندہ ترقی اور کامیابی کے تمام دروازون کو مسدود بھی کر دیتی ہین لوگ اسکو ایک امر شدنی تصور کر کے اس کے رفع کرنے کی بالکل کوشش نہین کرتے چنانچہ نہایت وثوق کے ساتھہ بیان کیا جاتا ہے کہ جنگ المیریہ کے دو سال قبل یہان تک کہ سنہ کا بھی تعین کر دیا گیا ہے یعنی ۵۴۱ھ مین ایک شخص ساکن المیریہ **ابو مروان ابن ورد** نے یہ وحشت ناک خواب دیکھا کہ ایک طویل القامت معمر آدمی نے پیچھے سے آکر اس کے دونون شانون کو مضبوط پکڑا اور اس زور سے اس کو ہلایا جیسے بلی چوہے کو جھنجھوڑتی ہے قریب تھا کہ مارے خوف کے اس کا دم نکل جائے اور پھر اس کو ان اشعار کے پڑہنے کا حکم دیا۔

اَلَا اَیُّھَا الْمَغْرُوْرُ وَیْحَکَ لَا تَنَمْ[1]	فَلِلّٰہِ فِیْ ذَا الْخَلْقِ اَمْرٌ قَدْ اَنْبَھَمْ
فَلَا بُدَّ اَنْ یَزُرُوْا بِاَمْرٍ یَسُوْءُھُمْ	فَقَدْ اَحَدُ تُوْجَرَمَا عَلٰی حَاکِمِ الْاُمَمْ

[1] افسوس ہے تیری حالت پر اے مغرور خبردار آرام نہ کر کیونکہ اس خلق کی نسبت اللہ تعالی کی نزدیک ایک روز سربستہ ہے پس ضرور ہے کہ وہ لوگ اوس امر کے ساتھہ معرض عنایت مین آئین جو اون کی لیئے بد ہی پس وہ لوگ حاکم الامم کی جرم کی مرتکب ہوئے

یہہ خواب ہولناک فوراً اوس حصۂ ملک مین مشہور ہوگیا اور سب باین خیال کہ قسمت کے لکھے کو کون مٹا سکتا ہے بہایت اطمینان کے ساتھہ اس آینوالی آفت کے منتظر رہے اور جب آفت سر پر آپڑی تو چونکہ یہ یقین ہو چکا تھا کہ اس کا رد ممکن نہین ہے جیسی کہ کوشش کرنی چاہیئے تھی وہ نہین کی اور مفت ملک کھو بیٹھے۔

عبدالرحمن[1] ابن محمد ابن عبداللہ ابن یوسف الملقب بہ ابن حبیش

کا بیان ہے کہ جس وقت عیسائی المیریہ مین داخل ہوئے تو مین اون کے بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا مین نے اوس سے کہا کہ تیرا سلسلہ ہرقل بادشاہ قسطنطنیہ سے ملتا ہے اور اوس کے استفسار پر مین نے اوسی وقت ثابت کر دیا اس میری تحقیق پر ادفونش نہایت مسرور ہوا اور حکم دیا کہ ابن حبیش مع جملہ متعلقین کے بلا اخذ خراج رہا کر دیا جائے"

ادفونش ثانی بادشاہ **طلیطلہ** نے ۵۴۵ھ مطابق ۱۱۵۰ء مین ہمراہی چالیس ہزار سوار **قرطبہ** کا محاصرہ کیا۔ قریب تھا کہ بوجہ فاقہ کشی حاکم شہر اس دار السلطنت اندلس کو عیسائیون کے حوالہ کر دے مگر عین وقت پر

[1] ایک نامی مورخ تھا اس نے متعدد کتابین تصنیف کی تھین منجملہ اون کے ایک کتاب جو اس نے فتح اندلس کے باب مین لکھی تھی اسپین کے مشہور کتب خانہ مین اس وقت موجود ہے۔

عبدالمومن نے یحیی ابن میمون کو مع بارہ ہزار سوار نبرد آزمودہ شہر کی مدد کے لیئے بہیجا ادفونش یحیی کے آنے کی خبر پاتے ہی شہر کے سامنے سے ہٹ آیا حاکم شہر نے اس مدد کے معاوضہ مین الموحدین کی حکومت کو اندلس مین تسلیم کرلیا یحیی نے کچھہ فوج بغرض انتظام وحفاظت شہر مین چھوڑی اور خود مع باقی ماندہ فوج کے افریقیہ چلا گیا۔ اس کے بعد ادفونش نے قرطبہ کو پھر آکر گھیر لیا مگر اس مرتبہ بھی ناکام رہا۔

عبدالمومن نے سنہ ۵۶ھ مین اپنے ایک فوجی افسر ابوحفص نامی کو بیس ہزار فوج کے ساتھہ اندلس روانہ کیا اس امیر نے میمون بادشاہ غرناطہ اور ابن ہمشک کے ورغلانے پر ابن مردنیش سے جنگ کا قصد کیا۔ ابن مردنیش نے ان لوگون کو اپنی طرف آتے دیکھکر عیسائی بادشاہ برشلونا سے مدد کا خواستگار ہوا بادشاہ مذکور نے دس ہزار فوج امداداً بھیجدی ابوحفص نے جب یہ سنا کہ عیسائی فوج مردنیش کی فوج مین شریک ہوچکی ہے اپنے قصد کو ملتوی کیا اور المیریہ کی طرف واپس ہوا اور چند روز کی محاصرہ کے بعد بوجہ قلت سامان وافواج ناکام اشبیلیہ چلا آیا

ابوعبداللہ محمد ابن مردنیش ایک مشہور سپاہی سعد نامی کا بیٹا تہا بچپنے ہی سے اس کو فن سپہ گری کا بدرجہ غایت شوق تہا اس کا باپ سعد شہر فرجہ کا حاکم

تہا اور اس ہی کی محنت وجرأت سے عربون کو محاربہ **فراجہ** مین فتح عظیم[1] نصیب ہوئی
تہی **ابن عیاض** بادشاہ **مرسیہ** نے جو **ابن مردنیش** کو بہت دوست کہتا
تہا اپنا داماد بناکر **بلنسیہ** کا حاکم مقرر کردیا **ابن عیاض** کے انتقال کے بعد **ابن
مردنیش مرسیہ** اور **جیان** اور **بیجیہ** وغیرہ پر قابض ہو گیا یہ چونکہ یہہ خود **اندلس** کی
فرمان وہی کا شایق تہا لہذا **الموحدین** کی ترقی کا مانع ہوا۔ ۵۴۶ھ مین **ابو حفص**
اور **ابو سعید** **المومن** کے بیٹون نے **المیریہ** کا محاصرہ کیا **ابن مردنیش** اس
وقت کو غنیمت اور ان لوگون کو عیسائیون کے ساتہہ جنگ مین مشغول پاکر پشت پر
سے دفعتاً حملہ آور ہوا لیکن جب اس نے دیکہا کہ تمام دنیا اس کی اس حرکت پر
لعن طعن کرتی ہے شرم وحیا اس کی دامنگیر ہوئی اور یہ فوراً میدان جنگ سے ہٹ
آیا اودہر عیسائیون کو **مردنیش** کی اس حرکت بیجا سے دم لینے کا موقع ملا اور اس کو
اپنا معاون سمجہے۔ مگر جب انہون نے اس کو میدان سے ہٹتے دیکہا تو یہ خوف ان کے
دلون مین پیدا ہوا کہ کہین اور فوج **الموحدین** کی مدد کے لیئے نہ آتی ہو جس کے ڈر
سے **ابن مردنیش** واپس ہو رہا ہے۔ اس خیالی خوف نے اس قدر عیسائیونکو
پریشان کیا کہ بالآخر انہون نے **المیریہ** کو **ابو حفص** و **ابو سعید** کے حوالہ کردیا۔

---

[1] اس جنگ کا ذکر پہلے آچکا ہے جس مین ادفونش ابن ریمیر قتل ہوا تہا۔

۵۵۵ھ مطابق ۱۱۶۰ء مین جب عبد المومن ابن علی نے تمام
مغرب الاقصی کو فتح کر لیا اور شہر مہدیہ جس کو اہل جزیرہ صقلیہ نے ۵۴۳ھ مطابق
۱۱۴۸ء مین فتح کیا تہا مع دیگر بندرگاہون کے اپنے قبضہ مین لانے کے بعد
سیدہا فاس چلا آیا اور یہان چند روز ٹہر کر اوس نے سوطا مین فوج کو ترتیب
دی اور جہازون کے ذریعہ سے جبل الطارق پر اپنی فوج کو اوتارا اس مشہور
پہاڑ پر ایک قلعہ جس کا نقشہ اس نے خود تیار کیا تہا بنانے کا حکم دیا اور اس مقام
کا نام جبل الفتح رکہا اور قلعہ کو بمدینۃ الکبری موسوم کیا۔ تعمیر کا کام مشہور معمار اور ریاضی
دان حاجی یعیش کے سپرد کیا اس نامی معمار نے علاوہ بہت سی نادر کلون کے
ایک پہاڑ پر پانی چڑہانے کی ہوا کی کل بہی تیار کی تہی جس کے ذریعہ سے قلعہ کو
پانی بآسانی پہونچ جاتا تہا عبد المومن نے اپنے بیٹے ابو سعید حاکم غرناطہ کو
نگران کار مقرر کیا اور بعد ضروری انتظام ملک اندلس خود افریقہ واپس چلا آیا۔
واقعہ مذکور کے ایک سال بعد ۵۵۶ھ مین ابو سعید حاکم غرناطہ کو افریقہ مین اپنے
باپ کے ساتہ بغاوت فرو کرنے مین مصروف پاکر ابراہیم ابن ہمشک نے
دام تزویر ایسا پہیلایا کہ بلا کشت و خون غرناطہ پر قبضہ کر لیا۔ جس وقت اس حادثہ کی
خبر مراکش پہونچی ابو سعید فوراً مع اپنے بہائی ابو محمد ابو حفص کے مع فوج

شہر کے سامنے نمودار ہوا ابن ہمشک نے بلا خوف و خطر باہر نکل کر صف آرائی
کی نہایت سخت لڑائی کے بعد ابو حفص قتل ہوا اور ابو سعید ہزیمت خوردہ
اپنی باقی ماندہ فوج کے ساتھہ مالقہ بھاگ آیا اور یہان سے اپنے باپ المومن
کو ان واقعات کی اطلاع دی المومن نے ۵۵۷ھ مین اپنے دوسرے بیٹے ابو
یعقوب کو اپنے نامی فوجی افسر شیخ ابو یوسف ابن سلیمان کے ہمراہ مدد
کے لیئے بہیجا ابو سعید نے بہی اس ہی اثنا مین بہت کچھہ فوج فراہم کر لی تہی
یہہ دونون فوجین غرناطہ کے قریب مقام دُلیر پر خیمہ زن ہوئین ابن ہمشک
نے اس طوفان عظیم کو اپنی طرف آتے دیکھکر اپنے داماد ابن مردنیش کو اپنی مدد
کے لیئے بلایا ابن مردنیش جہان تک جلد ممکن تہا فوج و سامان کے ساتھہ
غرناطہ روانہ ہوا اور شہر کے قریب ایک بلند مقام پر جواب تک اس کے نام
سے مشہور ہے فوج کو اوتارا۔ شہر کے قریب ایک دوسری جنگ واقع ہوئی
اس جنگ مین الموحدین کامیاب ہوئے اور ابن مردنیش شکست کہا کر
جیان کی طرف بہاگ گیا اس واقعہ کے چند روز بعد سسر اور داماد مین خانہ جنگی
اس وجہ شروع ہوئی کہ ابن مردنیش نے اپنی بی بی یعنی ابن ہمشک کی
بیٹی کو طلاق دیدی ابن ہمشک الموحدین کا طرفدار ہو کر ابن مردنیش

کی تباہی کا درپے ہوا۔

عبدالمومن بجمعیت تین لاکھہ فوج ۵۵۸ھ مطابق ۱۱۶۳ع مین اندلس مین داخل ہوا۔ یہان پر ایک لاکھہ اسی ہزار آدمی برضا و رغبت خود جہاد کی نیت سے اس کی فوج مین شریک ہوئے لیکن **عبدالمومن** کا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا تہا قبل اس کے کہ یہ اپنے ارادے کو پورا کرے ماہ جمادی الثانی ۵۵۸ھ بروز جمعہ انتقال کر گیا اس کے بعد **ابو یعقوب یوسف** تخت نشین ہوا اور بعد انتظام مملکت ۵۶۶ھ مطابق ۱۱۷۰ع مین دس ہزار فوج کے ساتہہ **اندلس** مین داخل ہوا اور **اشبلیہ** کو اپنا پایہ تخت قرار دیا اس امیر کے یہان پہونچنے کے قبل ایک عیسائی **ابن سوارنگ**[1] نے **اندلس** کے مغربی حصّے کی جانب شر و فساد برپا کر رکہا تہا اس حاکم قلمریہ نے **الموحدین** اور **المرابطین** کی خانہ جنگیون کو غنیمت جان کر ۵۵۴ھ مین **یجبہ** پر قبضہ کر لیا اور ماہ جمادی الثانی ۵۶۰ھ مطابق ۱۱۶۴ع مین **ترجالہ**[2] اور ماہ ذیقعدہ سنہ الیہ مین **یابورہ**[3] اور ۵۶۱ھ مطابق ۱۱۶۵ع مین **قاصرش**[4] اور ماہ جمادی الاول سنہ صدر مین **منتاجس**[5]

---

[1] یعنی الفانزو وانریکیز جو بقول ابن صاحب الصلوٰۃ قلمریہ کا جس کو اب کویمبرا کہتے ہین حاکم تہا۔ [2] ترکسلو انگریزی مین کہتے ہین۔ [3] انگریزی مین ابورا کہتے ہین۔ [4] کازیریز کہتے ہین۔ [5] مانٹانچیز کہتے ہین —

اور شنیترنہ[1] اور جلمانیہ[2] کو یکے بعد دیگرے فتح کیا۔ مگر جب اس عیسائی نے یوسف
کے اشبیلیہ آنیکی خبر سُنی تو وہ قلعبند ہوگیا اودہر ابن مردنیش حاکم مرسیہ
پر یوسف کا کچھہ ایسا رعب چہایا کہ اوس نے عرصہ قلیل مین حکومت دنیا سے دست بردار
ہو کر ملک جاوادانی کی راہ لی اس کے انتقال کے بعد اس کے بیٹون اور رشتہ
دارون نے اشبیلیہ آکر اپنے تمام ملک کو یوسف کے نذر کر دیا یوسف بہی
ابن مردنیش کے بیٹون کے ساتھہ بہت اخلاق سے پیش آیا اور اپنے بیٹیونکا
نکاح ان سے کر دیا ان امور کے تصفیہ کے بعد یوسف عیسائیون کی طرف متوجہ ہوا
اور جن شہرون پر کہ یہ لوگ قابض ہوگئے تھے اون کو فتح اور عیسائیون کو متواتر
شکستین دیتا ہوا طلیطلہ کا محاصرہ کر لیا مگر بعد چندے ناکام و نامراد افریقیہ واپس چلا گیا
۵۸۰ھ مطابق ۱۱۸۴ع مین یوسف ابو یعقوب نے اندلس کے مغربی حصہ ملک پر
فوج کشی کی اور شہر شنتترین کا محاصرہ کیا لیکن ایک ہی مہینے کے بعد یہہ ایک ایسی
سخت بیماری مین مبتلا ہوا کہ اسی شہر کے سامنے سنہ مذکور مین اس کا انتقال ہوگیا
اس کی فوج لاش کو شہر اشبیلیہ لے آئی[3]۔

[1] اس کو انگریزی مین سنٹ ابنیرین کہتے ہین۔ [2] جرمینا کہتے ہین۔ [3] ابن زرع مصنف قرطاس کو المقری سے اختلاف ہے ابن زرع کا بیان ہی کہ یوسف ابو یعقوب شنتترین سے واپسی کے وقت نہر تاجہ دریای ٹیگس کے کنارہ پر فوت ہوا تہا۔ قرطاس کے یہہ الفاظ ہین "وکانت وفاتہ بنہر تاجہ فی قبولہ من غزوۃ شنتترین علی الطہر دابتہ۔ شنتترین کو انگریزی مین سنٹرم کہتے ہین۔

ابو یعقوب کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا **ابو یوسف المنصور باللہ**
اپنے تخت موروثی پر بیٹھا۔ اس نے اپنے زمانہ حکومت مین وہ نام حاصل کیا جو
اس کے قبل اس کے خاندان مین کسی کو نصیب نہ ہوا تھا ۵۸۵ھ مطابق ۱۱۸۹ء
مین اس نے **اندلس** کے مغربی حصے کو عیسائیون کے شر و فساد سے پاک کیا
اور **اشبیلیہ** ہوتا ہوا **مراکش** چلا گیا۔ مگر اس کو واپس ہوئے ایک سال بھی
نہ گزرا تھا کہ ۵۸۶ھ مین اطلاع ہوئی کہ عیسائیون نے اوسی حصہ ملک مین جس کو
اس نے اپنی دانست مین ان کے حملون سے محفوظ کر دیا تھا شہر **شلب**[۱] پر
قبضہ کر لیا ہے **المنصور** نے فوراً **اندلس** آکر اس شہر کو عیسائیون کے ظلم و
ستم سے نجات دی اور عیسائیون کی تنبیہ کی غرض سے فوج کو ان کے تعاقب
مین روانہ کیا **ادفونش ثانی** بادشاہ **طلیطلہ** نے بخیال حفاظت خود صلح کی درخواست
کی۔ اس شرط پر صلح ہوئی کہ پانچ سال تک فریقین مین سے کوئی ایک دوسرے
کے ملک پر حملہ نہ کرے گا یہ بھی ایک دفع الوقتی تھی اس لیئے کہ پانچ سال کے
بعد جب عیسائیون نے اپنے مین عربون کے مقابلے کی قوت پائی تو پھر شورشون کا
سلسلہ قائم کر دیا **المنصور** کو جب انکی شورش کی خبر پہونچی تو یہ ماہ رجب ۵۹۱ھ مطابق ۱۱۹۵ء

---

[۱] اس کو شلویز کہتے ہین اور صوبہ الغرب مین واقع ہے۔

مین اندلس داخل اور عیسائیون کی طرف روانہ ہوا ادفونش مع ان عیسائی
حاکمون کے جو اس کی مدد کے لئے آئے تہے بمقام الارک حدود بطلیوس
مین مقیم تہا۔ یہان دونون فوجین باہم مقابل ہوئین المنصور عیسائیون کی
عادت سے بخوبی واقف اور جانتا تہا کہ سب سے پہلے یہہ لوگ میری قیامگاہ پر
حملہ آور ہون گے اس لیئے شیخ یحیی ابن ابی حفص کو اپنے خیمہ مین قیام کا حکم
دیا اور خود اس امیر کے خیمے مین چلا آیا۔ بتاریخ ۹ شعبان ۵۹۱ھ بروز پنجشنبہ عیسائیون
نے جیسا کہ المنصور کا خیال تہا اوس طرف تمام فوج سے حملہ کیا جہان بادشاہ کا
علم ہوا مین لہرا رہا تہا ادہر سے المنصور اپنی خاص فوج کے ساتہہ ان عیسائیون پر
آگرا اور دیر تک جنگ شدید ہوتی رہی بالآخر مسلمانون کو فتح نمایان حاصل ہوئی اور
عیسائی ایک لاکہہ چہیالیس ہزار میدان جنگ مین مردہ اور تیس ہزار کو بند قید مین چہوڑ کر
جس طرف منہہ اوٹہا بہاگ نکلے اس فتح غیر مترقبہ مین ایک لاکہہ پچاس ہزار خیمے
اور اسی ہزار گہوڑے اور ایک لاکہہ خچر اور چار لاکہہ باربرداری کے گدہے اور ساٹہہ
ہزار مختلف وضع کے زرہ بکتر اور بہت کچہہ زر و جواہر مسلمانون کے ہاتہہ آیا اس مال غنیمت
کو المنصور نے اپنی فوج مین تقسیم کردیا۔

ادفونس ثانی اپنی باقی ماندہ فوج کے ساتہہ قلعہ رباح[1] مین پناہ گزین ہوا

[1] اس کو انگریزی مین کلاٹرادا کہتے ہین۔

لیکن **المنصور** نے اس کو دوبارہ فوج کے فراہم کرنے کا موقع نہ دیا اور تعاقب کنان قلعہ کو گھیر لیا اور چند روز کے محاصرے کے بعد قلعہ پر قابض ہوگیا۔

ادفونش یہان سے بھاگ کر نہایت ابتر حالت مین **طلیطلہ** آیا اور اس شدید شکست کے غم وغصہ مین سر اور ڈاڑھی کو منڈا کر صلیب کو اوٹھا لیا اور قسم کھائی کہ جب تک ان ہزارون مقتولون کا انتقام نہ لے لون گا عیش وآرام مجھپر حرام ہے

ادہر **المنصور** کو جب معلوم ہوا کہ یہ چالاک عیسائی دام سے نکل بھاگا تو یہہ بھی بلا توقف اس کے پیچھے روانہ ہوا اور **طلیطلہ** کے قریب **ادفونش** کو دوبارہ شکست دیکر شہر کو محصور کر لیا اور بذریعہ الرعدات[1] عیسائیون کو اس قدر پریشان کیا کہ قریب تھا کہ یہہ مشہور شہر بھی اس کے ہاتھہ آجائے مگر عین وقت پر اس کی مان مع اس کی بیوی اور بچون کے سر برہنہ روتی ہوئی **المنصور** کے سامنے آئی اور اس قدر آہ وزاری سے اپنے بیٹے کی معافی کی خواستگار ہوئی کہ امیر کے دل مین رحم کا دریا جوش زن ہوا اور جس نے میدان جنگ مین خون کے دریا بہادیے تھے عورتون کی آہ وزاری کو نہ دیکھہ سکا اور ان کی نہایت

---

[1] قلعہ شکن آلات کو عرب الرعدات کہتے تھے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ان آلات سے مثل توپ کے آواز پیدا ہوتی تھی۔ ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ مین اس ہی نام سے توپون کو موسوم کیا ہے۔

تشفی اور دل جوئی کی اور بہت کچہہ زر و زیور دیکر ان کو رخصت کیا[1] اور خود قرطبہ چلا آیا۔ یہان ادفونش کے سفیر بغرض صلح اس کے پاس آئے۔

یعقوب المنصور نے چودہ سال گیارہ مہینے کی حکومت کے بعد مراکش مین ربیع الاول ۵۹۵ھ مطابق ۱۱۹۹ء مین بروز جمعہ انتقال کیا۔ اس کو جہاد کا اس قدر شوق تہا کہ اس نے تا دم مرگ عیسائیون کو آرام سے بیٹھنے نہین دیا اس کے ہمعصر مسلمان بادشاہ بہی بوقت جہاد اس سے مدد کے خواستگار ہوتے تہے۔ چنانچہ ۵۸۷ھ مین جب عیسائیون نے **فلسطین** پر حملہ کیا تہا سلطان **صلاح الدین ابن ایوب** امداد کا خواہان ہوا مگر **المنصور** نے محض اس وجہ سے کہ اس کے نام کے آگے لفظ امیر المومنین نہین لکہا تہا دینے سے انکار کر دیا تاہم اس نے سلطان کے سفیر **ابن منقذ**[2] کی جو کہ اعلیٰ درجہ کا شاعر تہا بہت خاطر و

---

[1] یہی واقعات ہین جن سے مسلمانون کی رحم دلی اور منیظیر فیاضی ثابت ہوتی ہے چنانچہ اس واقعہ کی تقریباً چہہ سو برس بعد ۱۷۱۱ء مین ترکون نے اپنے ایک دشمن جانی اور ایمانی کی اوس کی بی بی کی الحاح و زاری پر جان بخشی کی تہی وہو ہذا۔ بعہد حکومت سلطان بایزید ثالث اس کے وزیر اعظم محمد پاشا نے پیٹر اعظم شاہنشاہ روس کو جس کا خاندان فی زمانہ حکمران ہے مع فوج دریاے پروتہ کے کنارہ پر گہیر لیا تہا اور قریب تہا کہ پیٹر مع لشکر گرفتار ہو جائے ایسے نازک وقت پر محض پیٹر کی زوجہ ملکہ کیتہرین کی آہ و فریاد پر ترکون نے باوجود قوت و غلبہ کے زار روس کو رہا کر دیا اس واقعہ مین اور المنصور کے واقعہ مین صرف فرق اتنا ہی کہ ترکون نے باخذ زر جس کی بمقابلہ جان اور فتح عظیم کچہہ حقیقت نہین اپنے ایسے دشمن کو معاف و رہا کیا اور المنصور نے لینا یک طرف خود عورتون کو زیور سے مالامال کر دیا تہا۔ دیکہو تاریخ ترک مصنفہ سر اڈورڈ کریزی موسومہ بہ "آٹومن ترکس" باب ۱۸ صفحہ ۲۲۳۔ [2] یہ اندلس سے ۵۸۸ھ مطابق ۱۱۹۲ء مین ملک شام و دمشق آیا تہا

مدارات کی اور المنصور نے اس کو چالیس اشعار کے قصیدے کے صلہ مین چالیس ہزار درہم سرخ دیکر یہہ کہا تہا کہ یہ مین تجہکو اس لیئے نہین دیتا کہ تو صلاح الدین کا سفیر ہے بلکہ یہہ تیری لیاقت وکمال کا ایک ادنیٰ صلہ ہے۔

المنصور کے بعد اس کا بیٹا **ابو عبد اللہ محمد الناصر لدین اللہ** تخت حکومت پر متمکن اور ۶۰۹ھ مطابق ۱۲۱۲ء عر مین چہہ لاکہہ فوج کے ساتہہ بغرض جہاد اندلس مین وارد ہوا لیکن اس کو اپنی لیاقت اور کثیر التعداد فوج پر اس قدر غرور تہا کہ اس نے معمولی سے معمولی احتیاط کو بہی ترک اور تجربہ کاران اہل اندلس کی رائی اور مشورے پر بالکل التفات نہ کیا جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ جنگ **العقاب** مین عربون کو ایسی شکست فاش ملی کہ چہہ لاکہہ مسلمانون مین سے صرف چند ہزار[1] زندہ اور سلامت بچے۔ اس شکست عظیم کا نتیجہ یہہ ہوا کہ **افریقیہ** کے قصبے کے قصبے اوجڑ گئے اور پہر ایک زمانہ دراز تک فوج فراہم نہ ہو سکی **اندلس** کی حفاظت مین بڑی دقتین واقع ہونے لگین اور عیسائیون کو پورا موقع اپنے ارادون کے حاصل کرنے کا ملا الغرض شکست مذکور کے بعد اندلس پہر نہ سنبہلا اور بتدریج عیسائیون کے قبضہ تصرف مین آگیا اور افریقیہ مین دولت **الموحدین**

[1] بعض مورخین لکہتے ہین کہ ان چہہ لاکہہ آدمیون سے صرف ایک ہزار زندہ بچے تہے۔ دیکہو المقری مصنفہ گیانگوز جلد دوم کتاب (۸) باب ۳ صفحہ ۳۲۳

کے اختتام کے آثار نظر آنے لگے۔

الناصر نے بمقام مراکش ماہ شعبان ۶۱۶ھ مطابق ۱۲۱۹ء مین انتقال کیا اور اس کا بیٹا ابو یعقوب المستنصر تخت نشین ہوا۔ یہہ ایسا کم ہمت اور عیش پرست تہا کہ اس نی اپنی بگڑتی ہوئی سلطنت کے سنبہالنے کی بالکل کوشش نہ کی اور جلوس کے چوتہے سال مراکش مین بتاریخ ۱۲ ذی الحجہ ۶۲۰ھ مطابق ۱۲۲۳ء مین لاولد مرگیا اس کے بعد اس کے باپ کا چچا عبد الواحد ابن یوسف ابن عبد المومن تخت نشین ہوا مگر اس سے بہی ریاست سنبہل نہ سکی اس کے ایک عزیز العادل ابن المنصور حاکم مرسیہ نے سلطنت کا دعوی کیا اور جو حصہ اندلس کا کہ اس کے سپرد تہا اوس کو دبا بیٹہا اس بغاوت نے افریقیہ کی رعایا کو عبد الواحد کی طرز حکومت سے ایسا بد دل کیا کہ بتاریخ ۱۲ شعبان ۶۲۱ھ مطابق ۱۲۲۴ء اہل مراکش نے اس کو مار ڈالا۔ یہہ سنتے ہی العادل کے دل مین حکومت اندلس کی ہوس پیدا ہوئی مگر پہلی ہی جنگ مین عیسائیون نے اس کو ایسی شکست دی کہ یہہ اپنے بہائی ابو العلی ادریس کو اشبیلیہ مین چہوڑ کے افریقیہ بہاگ آیا یہان بہی نحوست و ادبار نے اس کا پیچہا نہ چہوڑا یحیی ابن الناصر کے ساتہیون نے

اس کو گرفتار کر کے یحیی کو تخت پر بٹھا دیا۔ ان واقعات کی اطلاع جب ادریس[1] کو پہونچی تو وہ بامداد اہل اندلس اشبیلیہ پر قابض ہو گیا۔ اس اثناء میں ایک عرب امیر محمد ابن یوسف ابن ہود الخدامی نے بغاوت کے جھنڈے کو بلند کیا ادریس۔ ابن ہود کی تاب مقاومت نہ لاسکا اور افریقیہ چلا آیا۔ یہاں ۶۳۳ھ مطابق ۱۲۳۵ء میں بعد قتل یحیی۔ افریقیہ پر مسلط ہو گیا ادریس نے ۶۴۰ھ مطابق ۱۲۴۲ء میں انتقال کیا اور اس کا بھائی السعید ادریس ثانی حکمران ہوا جو ۶۴۲ھ میں تلمسان کے قریب جنگ میں مارا گیا اس کے بعد عمر ابن ابراہیم ابن عبد المومن المرتضی باللہ تخت نشین ہوا اور بعد حکومت چند سالہ کے ۶۶۵ھ مطابق ۱۲۶۶ء میں الواثق کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اس واقعہ کے تین سال بعد ۶۶۸ھ مطابق ۱۲۶۹ء میں بعد قتل الواثق بنی مرین کی حکومت افریقیہ میں قائم ہوئی۔

الغرض جس وقت محمد ابن یوسف ابن ہود الخدامی نے ادریس المامون کو اندلس سے خارج کر دیا اور افریقیہ میں بنی مرین بتدریج ملک پر قابض ہونے لگے تو اب اہل اندلس کو اپنی حفاظت کی فکر پیدا ہوئی اور قصد کیا کہ

[1] اس نے المامون کا لقب اختیار کیا تھا۔

ہم غیرون کی ماتحتی سے نجات حاصل اور اپنے ہم وطنون مین سے ایسے کو
منتخب کرین جو سچا خیرخواہ ملک اور قوم کا ہو اور اس ملک کو بیرونی حملون اور اندرونی
خانہ جنگیون سے محفوظ رکھہ سکے ورنہ اگر یہی لیل ونہار رہا تو چند روز مین عیسائی حاکم
اور ہم محکوم ہو جائین گے۔ اوس وقت سوائے **الجذامی** کے اور کوئی شخص
بلحاظ قوت وثروت نظر نہین آتا تہا **محمد ابن یوسف المستعین ابن ہود** شاہان
سرقسطہ کے چوتہے بادشاہ کی نسل سے اور بنی ہود کا رکن اعظم تہا اس کے
مختصر حالات یہہ ہین کہ جب **الموحدین** کی حکومت مین آثار تنزل اور انحطاط کے
آشکارا ہونے لگے تو منجملہ دیگر خودغرض اشخاص کے اس نے بہی موقع پاکر نجومیون
اور رفقیرون کے اقوال سے یہہ استنباط کیا کہ بشر کی کیا مجال کہ بخلاف مشیت
ایزدی **الموحدین** کی سلطنت کو جو اپنی عمر طبعی کو پہونچ چکی ہے قائم رکھہ سکے
ایسی حالت مین اہل اندلس کو صبر وشکر کے ساتہہ جس کسی کو خدائے تعالی اپنے
رسول پاک کا خلیفہ مقرر کرے اوس کی اطاعت وفرمان برداری بلا عذر منظور
کر لینی چاہیئے۔ بعض کاہنون نے یہان تک حکم لگایا کہ جس شخص کو منجانب اللہ
یہہ رتبہ حاصل ہونے والا ہے اوس کا نام **محمد ابن یوسف** ہوگا **ابن ہود** اسی
قسم کی خبرون کی شہرت دینے مین مصروف تہا کہ ایک روز ایک اجنبی آدمی اس کے

پاس آیا اور کہا کہ بفضلہ تو اس ملک کا بادشاہ ہونے والا ہے فوراً جاکر القشتی سے
ملاقات کر اور اس کی رائے پر کاربند ہو۔" القشتی قزاقون کا سردار تھا اور ممکن ہے
کہ یہی بانی اس تحریک کا ہوا ہو اس لیئے کہ جب ابن ہود اس قزاق سے ملا تو
اس نے فوراً مع اپنے ساتھیون کے اس کو اپنا سردار بنا لیا الجذامی چونکہ
ایک خاندانی امیر تھا اس نے قلیل عرصہ مین معقول تعداد فوج فراہم کر لی اور
بمقام الصخیرہ[1] اپنے کو ریاست مرسیہ کا حقدار ثابت کرنے کی کوشش کی
ابو العباس حاکم مرسیہ کو جب اس بغاوت کی خبر پہونچی یہہ بذات خود ابن ہود
پر حملہ آور ہوا مگر آخر کار ناکام اور ہزیمت خوردہ مرسیہ بھاگ آیا ابن ہود نے
اول ہی رعایا کو ہموار کر لیا تھا اہل شہر نے ابو العباس کو فوج کے درست
کرنے کا موقع ہی نہ دیا اور ایک ہی یورش مین اس کو مع تمام ہواخواہان خاندان
الموحدین شہر بدر کر دیا ابن ہود نہایت تزک و احتشام سے ۶۲۵ھ مین
داخل شہر ہوا۔ بعض شہرون نے بلا عذر اس کی حکومت قبول کر لی اور بعض مثل
غرناطہ اور مالقہ اور المیریہ بزور شمشیر اس کے دائرہ حکومت مین شریک کیئے

[1] ابن الخطیب نے ابن ہود کی سوانح عمری مین اس مقام کا نام الصخیرا بتایا ہے۔ اس شہر کا اب پتہ
نہین ملتا مگر تاریخ سے اتنا ثابت ہے کہ یہ شہر شہر مرسیہ کے قریب واقع تھا۔

گئے نجومیون وغیرہ نے اول ہی عوام الناس کے دلون مین وہم اور خوف کو
پیدا کردیا تہا اس غیر معمولی کامیابی سے امیر و غریب سب ایسے مرعوب ہوئے
کہ ۶۲۶ھ مطابق ۱۲۲۹ء یعنی ایک ہی سال مین قرطبہ اور جیان و دیگر
مشہور شہر بلا کشت و خون اس کے قبضہ مین آ گئے با اینہمہ
بعض عرب امراء بدستور مخالفت پر آمادہ اور عوام الناس کو بغاوت کی ترغیب دیتے
رہے گو ان معدودی چند امرا کا تصفیہ دشوار امر نہ تہا مگر بخیال عام بددلی یہ فوج کشی سے
باز رہا اور عامہ خلائق کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے ایک عریضہ خلیفہ
وقت کی خدمت مین بغداد باین استدعا ارسال کیا کہ یہہ ملک مین نے
بتائید الٰہی امیر المومنین کے نام سے فتح کیا ہے مین چاہتا ہون کہ امیر المومنین
مجھکو اپنی جانب سے اندلس کا والی مقرر کرین۔ ۶۳۱ھ مطابق ۱۲۳۳ء مین
خلیفہ نے بذریعہ فرمان اس کے حسب استدعا اندلس کا انتظام اس کے
سپرد کیا ابن ہود اس وقت غرناطہ مین مقیم تہا فرمان کے آتے ہی اس نے
حکم دیا کہ فرمان جامع مسجد مین پڑہا جائے۔ یہہ خود بہی مسجد مین بنی عباسیہ کا لباس پہنے
اور اس خاندان کا سیاہ علم اپنے سید ہے ہاتہہ مین لیئے موجود تہا ابن ہود نے
فرمان سنانے کے بعد تمام مسلمانون کو مبارکباد دی کہ خلیفہ نے ہماری درخواست کو

منظور فرما کر ہماری سرپرستی قبول کی ہے۔ اتفاقاً وہ زمانہ قحط کا تہا اور اس قدر تکلیف ہتی کہ عامہ خلائق نے نماز استسقا ادا کی ہتی۔ اس اعلان کے بعد ہی ایک دفعہ ابر سیاہ نمودار ہوا اور اس قدر پانی برسا کہ تمام زمین سیراب اور رعایا کی پریشانی دفع ہوگئی مگر باوجود اس ہوشیاری اور دوراندیشی کے آتش خانہ جنگی فرو نہ ہوئی اور مثل ابن الاحمر اور ابو جمیل زیان ابن مردنیش امراء جلیل القدر نے بنیاد بغاوت کو قائم رکہا عیسائیون نے عربون کو ایک دوسرے کے استیصال مین مشغول پاکر جن مقامات کو کمزور پایا اپنا قبضہ کرلیا۔ اس مختصر کامیابی نے ان کو اس قدر دلیر بنایا کہ ۶۲۷ھ مطابق ۱۲۲۹ء مین عیسائی شہر مریدہ پر جو خلافت اندلس کے زمانہ مین بعد قرطبہ کے سمجہا جاتا تہا قابض ہوگئے اہل مریدہ نے عیسائیون کو آمادہ بہ فساد دیکہہ کر ابن ہود کو اطلاع کی ابن ہود فوراً مع فوج مریدہ آیا اور ادفونش نہم بادشاہ لیون بر شہر کے قریب بلا تامل یورش کر بیٹہا۔ اس جنگ مین عیسائی فتحیاب ہوئے اور ابن ہود بعد شکست میدان جنگ سے ہٹ آیا۔

جن ایام مین کہ اہل اندلس الموحدین کی مخالفت مین مصروف تہے ایک رکن اس خاندان کا محمد ابن علی ابن موسی جزیرہ میورقہ[1] مین ۶۰۶ھ مطابق ۱۲۰۹ء

---

[1] یہہ بلیارک کا ایک جزیرہ ہے۔ عرب اس کو ملارقہ ہی کہتے ہین۔

سے حکمران تہا اس نے جزیرہ **ایویزہ** سے چند کشتیون پر جو بنیہ منگوایا تہا۔ عیسائی حاکم **طرطوسہ** نے مطلع ہوکر اپنے جنگی جہازون کے ذریعہ سے ان کشتیون کو گرفتار کرلیا۔ اس امیر کو عیسائیون کی یہ حرکت سخت ناگوار گزری اور جب اوسنے ماہ ذی الحجہ ۶۲۳ سنہ مطابق ۱۲۲۶ء مین سنا کہ ایک جہاز **برشلونہ** اور ایک **طرطوسہ** سے اہنی عیسائیون کا جزیرہ **ایویزہ** کے سامنے نمودار ہوا ہے اس نے فوراً اپنے جنگی جہاز بہیجکر ان دونون پر قبضہ کرلیا اور اس کو اپنے زعم ناقص مین بڑی کامیابی تصور کی اور اپنی تئین خلیفہ وقت کا ہمسر سمجہنے لگا اگر اس غرور کے ساتہہ بہی اپنی رعایا کو اپنی طرز حکومت سے خوش رکہتا اور اوس کی دلجوئی کرتا رہتا تب بہی مضائقہ نہ تہا۔ برعکس اس کے نہایت ظلم و زیادتی سے عامۂ خلائق کے ساتہہ پیش آنے لگا اور بلا قصور اپنے ماموں **ابوحفص ابن شیری** کے دو بچون کو قتل کر ڈالا **ابن شیری** یہان کا ایک معزز اور باوقعت امیر تہا سب باتفاق اس کی مجنونانہ حرکات سے ناخوش ہوکر اس کی معزولی کے درپیے ہوئے اس واقعہ کے چند روز بعد ۶۲۶ سنہ مطابق ۱۲۲۸ء مین عیسائی بادشاہ **برشلونہ** نے ایکسو پچاس جنگی جہاز مع ساتہہ ہزار فوج کے **میورقہ** روانہ کیئے اور باوجودیکہ **ابن موسی** کو اس فوج مخالف کے آنے کی پوری اطلاع تہی تاہم اس نے جابرانہ

برتاو مین کمی نہین کی اور آغاز جنگ کے قبل پچاس سر برآوردہ امراء کو گرفتار کیا
اور ان بے گناہون کے قتل کا حکم دیا ہنوز اس حکم کی تعمیل نہ ہوئی تھی کہ کئی سوارون
نے یکے بعد دیگرے آکر اس کو خبر کی کہ غنیم ایکسو پچاس جنگی جہاز لیئے جزیرہ کے
قریب پہونچ گیا ہے - یہہ خبر وحشت اثر سنتے ہی اس نے ان قیدیون کو چھوڑ دیا
اور حکم دیا کہ عیسائیون کو جزیرہ پر قدم رکھنے نہ دین مگر بتاریخ ۱۰ شوال ۶۲۶ھ مین
ابن موسیٰ کی فوج ہزیمت پا کر لب دریا سے ہٹ آئی اور عیسائی داخل جزیرہ
ہوئے **ابو حفص ابن شیری** مع امرائے جزیرہ کے وسط کی جانب چلا آیا -
عیسائیون نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور **باب الکحل** کی طرف سے متواتر یورشین
شروع کردین عربون نے **ابن موسیٰ** کے بچانے کی نیت سے نہین بلکہ عیسائیون کے
ظلم سے اپنے عیال و اطفال کو محفوظ رکھنے کی غرض سے نہایت ہمت اور جرأت
سے اس فوج کثیر کا مقابلہ کیا اور ایک زمانہ دراز تک جواب ترکی بترکی دیتے رہے
بتاریخ ۱۱ صفر ۶۲۷ھ مطابق ۱۲۳۰ع بروز جمعہ عیسائیون نے شہر کے چارون طرف سے
سخت حملہ کیا جس کی یہہ مٹھی بھر عرب تاب نہ لا سکے اور عیسائی شہر پر قابض ہو گئے [1]
ابن موسیٰ کو بھی فوراً اس دار الجزا مین بداعمالی کی پاداش مل گئی یعنی عیسائیون نے

[1] بیان کیا جاتا ہے کہ چوبیس ہزار عرب اس جنگ مین کام آئے - المقری -

اس کو گرفتار کیا اور سخت عذاب مین مبتلا رکہا۔ یہہ پینتالیس روز کی شدید تکلیف
جسمانی اور روحانی کے بعد مردم آزاری کا بار اپنی گردن پر لیئے راہی ملک عدم ہوا
اس جنگ کے بعد عیسائی **ابو حفص ابن شیری** کی طرف متوجہ ہوئے **ابو حفص**
نے سولہ ہزار فوج کے ساتہہ جزیرہ کے وسط مین پہاڑون کی قدرتی مستحکم دیوار
کے اندر پناہ لی تہی اس نے نہایت جرأت سے عیسائیون کا مقابلہ کیا لیکن
بتاریخ ۱۰ ربیع الثانی ۶۲۸ھ مین یہ مارا گیا اور فوج نے مایوس ہوکر ہتیار رکہدیئے
ابو حفص کے بعد اب کوئی مد مقابل عیسائیون کا باقی نہین رہا تہا لہذا قلیل
عرصہ مین انہون نے تمام جزیرہ کو بآسانی فتح کرلیا۔ بعدہ عیسائیون نے جزیرہ **منورقہ**
کی فتح کا ارادہ کیا۔ اس جزیرہ مین منجانب **ابن موسی** ایک نہایت رحیم و
ہردل عزیز امیر شیخ **ابو عثمان سعید ابن حکم القریشی** حکمران تہا اور باوجودیکہ
ایک شجیع اور نبرد پیشہ سپاہی تہا لیکن عیسائیون کو مقابلہ اپنے کہین زیادہ باقوت
دیکہکر اپنی عزیز رعایا کی بربادی قبول نہ کی اور بغرض دفع الوقتی اس شرط پر خراج
دینے پر راضی ہوگیا کہ یہہ لوگ اس کے جزیرہ مین قدم نہ رکہین۔

اب **اندلس** کا حال سنو کہ جب اس کے مضافات مین حکومت کا ردّ
و بدل ہو رہا تہا تو یہ بدقسمت ملک بہی اپنے خود غرض بادشاہون کی بدولت معدن

انقلابات عظیم کا بن گیا تہا جدہر دیکہو سوائے جنگ وجدال اور کشت وخون کے کچھہ نظر نہ آتا تہا جسوقت ابواحمد قاضی القضاۃ بلنسیہ نے یوسف ابن تاشفین کو اندلس کی حکومت کی ترغیب دی تہی القادر ابن ذی النون[1] نے شہر بلنسیہ کو محصور کر لیا تہا ابواحمد نے ایک روز حالت بیخبری مین ابن ذی النون پر حملہ کیا اس حملہ مین القادر کو شکست ہی نہین ملی بلکہ یہہ گرفتار اور قتل ہوا۔ قاضی صاحب یا تو ابن تاشفین کی جانب سے لڑرہے تہے یا اب اس کامیابی کے بعد ان کو حکومت وخود مختاری کا ایسا چسکہ لگا کہ انہون نے اپنے وعدون اور حلف نامون کو بالائے طاق رکہا اور خود یہان کی بادشاہت کے خواہان ہوئے رفتہ رفتہ المرابطین جو محض یوسف کی وجہ سے ان کا ساتہہ دے رہے تہے ان کے اصل ارادے سے واقف ہو کر کنارہ کش ہو گئے اور قاضی کو یکہ وتنہا اس کے دشمنون کے سامنے چہوڑ دیا ابواحمد اپنی یہہ حالت دیکہکر بہت ڈرا اور نہایت عجز وانکسار سے یوسف کو اپنی مدد پر آمادہ کرنا چاہا یوسف نے فوج بہیجنے کا وعدہ کیا لیکن قاضی انتظار ہی مین رہا اور فوج نہ آئی۔

ان واقعات کی اطلاع جب قاضی کے دشمن جانی یوسف ابن احمد

[1] یہہ وہی بادشاہ ہے جس کو ادفونش نے شکست دیکر طلیطلہ پر قبضہ کر لیا تہا۔

ابن ہود بادشاہ سرقسطہ کو پہونچی تو اس نے ایک عیسائی بادشاہ لذریق نامی
کو جو نہایت ظالم مشہور تہا بلنسیہ کی حکومت کا سبز باغ دکہا کر جنگ پر آمادہ کیا۔
لکہنے کی دیر تہی کہ اس عیسائی نے فوراً اس شہر کا محاصرہ کر لیا اور اس کو باسانی
فتح اور قاضی کو گرفتار کر لیا پہر اوس سے القادر ابن ذی النون کی اندوختہ
دولت کا پتہ پوچہا قاضی نے بہت کچہہ قسمین کہائین لیکن اس عیسائی نے کہا کہ
بغیر مال بتائے تمہارا زندہ بچنا دشوار ہے بالآخر اس نے تمام مال و متاع ابواحمد
سے وصول کیا اور پہر اوس کو زندہ جلا کر شہر بلنسیہ کو بہی قریب قریب نیست و نابود کر دیا
۴۸۸ھ مطابق ۱۰۹۵ء مین قنبیطور[1] نے بیس مہینے کے محاصرے
کے بعد بلنسیہ کو فتح کیا اور جو حصہ غارتگری سے محفوظ رہا تہا اوس کو تاخت و تاراج
کر ڈالا۔ واقعہ مذکور کے کئی سال بعد ۴۹۵ھ مطابق ۱۱۰۱ء مین یوسف ابن
تاشفین نے اس شہر پر پہر قبضہ کیا اور اس زمانے سے چہٹی صدی اسلامی تک
المرابطین اس پر قابض رہے۔ صدی مذکور مین مروان ابن عبد العزیز

[1] اس کو انگریزی مین کیمپڈار کہتے ہین ابن الابار مورخ لکہتا ہے کہ اس عیسائی نے اسی زمانہ طوائف الملوکی
مین شاطبہ وغیرہ مقامات پر قبضہ کر لیا اور اپنے کو بلنسیہ کا حقدار سمجہتا تہا پس جب لذریق کی یورش کی اس نے
خبر سنی اس کو یہہ حرکت لذریق کی بہت ناگوار ہوئی امر یہہ فوراً سرقسطہ کے محاصرے سے دست بردار ہو کر بلنسیہ آیا۔

نے بلنسیہ کو فتح کیا اور ۵۳۹ھ مطابق ۱۱۴۴ء تک حکمران رہا اسی سنہ مین ابن زیاد حاکم ممالک شرقیہ اندلس اس شہر پر قابض ہوا اور مروان ہزیمت پاکر المیریہ بھاگ آیا اس کے بعد ابو عبد اللہ ابن مردنیش جو بعد ابن زیاد مرسیہ کے تخت پر بیٹھا تھا اس شہر کو اپنے دائرہ حکومت مین لایا اور عبد المومن کے عروج تک یہہ شہر اسی کے قبضہ مین رہا۔ جب الموحدین کی حکومت ملک اندلس مین قایم ہوئی تو اسی خاندان کے افسر یکے بعد دیگرے صوبہ بلنسیہ کا انتظام کرتے رہے غرض اس حکومت کے رد و بدل سے یہہ صوبہ بہت کچھہ تباہ ہوچکا تھا اور دن بدن اس کی حالت ابتر ہوتی جاتی تھی یہان تک کہ عیسائی بادشاہ برشلونہ نے اس شہر کو فوج کثیر کے ساتھہ محصور کرلیا زیان ابن مردنیش حاکم شہر نے بادشاہ شرقی افریقہ ابو زکریا ابن ابو حفص سے مدد کی درخواست کی اس نے جہان تک جلد ممکن ہوسکتا تھا فوج مدد کے لیئے روانہ کی مگر جب یہہ امداد بلنسیہ کے قریب پہونچی تو معلوم ہوا کہ بتاریخ ۱۷ صفر ۶۳۶ھ مطابق ۱۲۳۸ء مین عیسائیون نے اسی شہر کو فتح کرلیا ہے بادشاہ برشلونہ نے صرف اس کامیابی پر اکتفا نہین کی بلکہ گرد و نواح کے سرسبز و شاداب مقامات کو برباد اور مسلمانون کو تہ تیغ کرنا شروع کیا۔ ہنوز مسلمانون نے اس ظلم سے نجات حاصل نہین کی تھی کہ فردلند ثالث بادشاہ قسطلہ نے قرطبہ پر حملہ کیا

اور کئی مہینون کے محاصرے کے بعد بتاریخ ۲۳ شوال ۶۳۶ھ مطابق ۱۲۳۹ء
مین اس شہر کو فتح کیا اور دارالسلطنت اندلس جہان نامور بادشاہان اسلام نے
کئی سو برس کس عظمت وشان سے حکومت کا ڈنکہ بجایا اور کرورہا روپیہ خرچ کرکے
اس گہوارہ اسلام کو معدن علم وکمال کا بنایا تہا کہ جہان دنیا کے ہر گوشے سے
طالب علم آکر اپنی عمر بسر کرتے اور دولت علم وفضل سے بہرہ مند ہوتے تہے
صدیون کی کوشش کے بعد پہر ایکبار دشمنان اسلام کے قبضے مین آیا [1]

اعتبار ی نیست عرفی طائرِ اقبال را	این کبوتر ہر زمان مشتاق بام دیگر است

اس عظیم الشان کامیابی کے بعد عیسائیون کی ترقی کو روکنا معمولی شخص کا کام نہتا
اور اس زمانہ طوفان خیز مین جہان تک نظر جاتی تہی کوئی شخص اس قابل نظر نہ آتا تہا
کہ جو کشتی سلطنت کو اس تلاطم سے ساحل سلامتی پر پہونچا دے۔ نوبت بانیجا رسید
کہ ۶۴۵ھ مین فردلند نے اپنی بری وبحری دونون قوتون سے شہر اشبیلیہ
پر یورش کی اور ایک سال پانچ مہینے کی محنت وجانفشانی کے بعد بتاریخ ۵ شعبان
۶۴۶ھ اس شہر کو فتح کر لیا۔

جیسا کہ پہلے نگارش ہوچکا ہے کہ الموحدین کی قوت کو کمزور پا کر اہل اندلس
اس خاندان سے باغی ہونے لگے تو ابن ہود نے مرسیہ مین شر وفساد برپا

[1] المقری

کیا اور ایک امیر ابو عبد اللہ ابن عبد اللہ ابن یحیی ابن الرمیمی نے بہی
اوس ہی زمانہ مین المیریہ مین بغاوت آغاز کی اور بعد قبضہ مرسیہ آکر ابن ہود کو
اس فتح کی خوشخبری سنائی ابن ہود نے اس خیر خواہی اور جانفشانی کے صلہ
مین صرف المیریہ کی حکومت اس کے سپرد نہین کی بلکہ تمام ریاست کا کاروبار
ابن الرمیمی سے تفویض کیا ابن الرمیمی کی یہ مدد جو ظاہرہ بلا وجہ ابن ہود
کو اس نے دی تہی خود غرضی پر مبنی اور جس سے اس کو محض اپنی آیندہ ترقی اور
استحکام منظور رہتا چنانچہ اس واقعہ کے چند روز بعد اس نے ابن ہود کو رای
دی کہ اس وقت خرچ کی پروانہ کی جائے اور المیریہ کا قلعہ جس کو عیسائیون نے
۳۲ھ مین منہدم کر دیا تہا دوبارہ تیار کیا جائے تاکہ ہمیشہ کے لیئے تیری ریاست
بیرونی حملون سے بالکل محفوظ رہے ابن ہود اس امیر کے دہوکے مین ایسا آیا
کہ اس رائی کو دوسرا ثبوت خیر خواہی تصور کر کے قلعہ مذکور کو پہلے سے بہی زیادہ
مضبوط اور مستحکم اور سامان تحصن اور آلات حرب سے آراستہ کر دیا۔ کچہہ زمانہ کے
بعد ابن ہود ایک عیسائی عورت پر عاشق ہوا۔ چونکہ اس نے اپنی بی بی سے وعدہ
واثق کیا تہا کہ مین کسی دوسری عورت سے تیری حیات مین تعلق پیدا نہ کرون گا اپنی
بی بی کو ابن الرمیمی کی حفاظت مین کسی بہانہ سے المیریہ بہیجدیا ابن الرمیمی سے

جس کی نیت پہلے ہی سے بدلی ہوئی تہی ایک خوبصورت عورت کو اپنے پہلو مین دیکھکر رہا نہ گیا اور امانت مین خیانت کر بیٹہا جب اس حرکت کی اطلاع **ابن ہود** کو پہونچی تو وہ اس امیر کی تنبیہ کی غرض سے **المیریہ** روانہ ہوا یہہ ہنوز راستہ ہی مین تہا کہ ایک رات کو **ابن الرمیمی** کے جاسوسون نے موقع پاکر **ابن ہود** کو اس طرح ہلاک کیا کہ صدمہ وغیرہ کے علامات جسم پر معلوم نہ ہوتے تہے۔ اوسی روز بتاریخ ۲۴ جمادی الثانی ۶۳۵ھ مطابق ۱۲۳۷ء **ابن الرمیمی** خود مقام واقعہ پر آیا اور بادشاہ کے یکایک انتقال کر جانے پر بظاہر بہت کچہہ تعجب اور رنج کیا اور خود **المیریہ** کا بادشاہ بن بیٹہا بعد ازان **ابن الاحمر** نے جیسا کہ یہان بیان ہو چکا ہے اس شہر پر قبضہ کیا۔ خاندان ہود کا آخر بادشاہ **واثق ابن المتوکل** تہا اس نے عیسائیون سے نجات حاصل کرنے کی غرض سے **ابن الاحمر** کی ماتحتی قبول کر لی تہی لیکن جب یہ امیر عیسائیون کے ہاتہون تباہ ہوا تو **واثق** پہر **مرسیہ** پر قابض ہو گیا اور ۶۵۸ھ مطابق ۱۲۶۰ء تک اس شہر اور اس کے مضافات کا حاکم رہا

باب پنجم

بنی نصر کا عروج - محمد ابن الاحمر - اس کی فتوحات - عیسائیون کی شکست - محمد ثانی - شانجہ کی
شکست اور اوس کا قتل ہونا - محمد ثانی کا انتقال - محمد ثالث - نصر کی بغاوت - فردلند
بادشاہ قسطلہ - ابو سعید - ابو الولید اسمٰعیل ابن ابو سعید - جنگ البیرۃ - محمد چہارم - جبل الطارق
پر عربون کا قبضہ اور عیسائیون کی شکست - یوسف - جنگ طریفہ - یوسف کا قتل - محمد پنجم - اسمٰعیل
کی بغاوت - محمد ششم - محمد پنجم کا دور ثانی -

قبل اس کے کہ ہم بنی نصر کے عروج کا کچھہ ذکر کرین اس خاندان کے کچھہ ابتدائی حالات بیان کر دینا مناسب ہوگا - یہہ خاندان شہر قرطبہ کے قریب قلعہ ارجونہ مین آباد ہوا تھا اور اس کے ارکان فوجی افسر رہ چکے تھے اب الموحدین کے اخیر زمانہ مین اس خاندان کا مورث اعلی نصر ابن یوسف نے جو الشیخ اور ابن الاحمر کے لقب سے نامزد تھا مثل دیگر امرائی عرب الموحدین کو کم قوت پا کر اپنی حکومت قائم کرنے کی کوشش کی - ایک طرف جیسا کہ بیان ہو چکا ہے

محمد ابن یوسف ابن ہود نے بعد فتح مرسیہ منجانب خلفای عباسیہ اندلس پر حکومت کرنی چاہی۔ دوسری جانب الشیخ بغاوت پر آمادہ ہوا اور ۶۲۹ھ مطابق ۱۲۳۱ع مین اپنی تئین سلطنت اندلس کا حقدار ثابت کرنا چاہا۔ اس واقعہ کے دوسرے ہی سال اس نے اپنے رشتہ دارون کی مدد سے جیان اور سریش کو فتح کیا۔ جب ۶۳۱ھ مطابق ۱۲۳۳ع مین اس نے سنا کہ ابن ہود کی درخواست کو خلیفہ بغداد نے منظور اور اس کو اندلس کا والی مقرر کر دیا ہے تو اس نے اسی خیال سے کہ اب تمام رعایا ابن ہود کو ہر طرح مجہپر ترجیح دیگی فوراً بظاہر ابن ہود کا مطیع و فرمانبردار بن گیا۔ اتفاقاً اسی اثنا مین بحالت عدم موجودگی ابن ہود۔ ابومروان نے دفعتاً اشبیلیہ پر قبضہ کر لیا ابن الاحمر نے ابومروان کے ساتھہ اتحاد و دوستی کی بنیاد ڈالی اور اس امیر کو اپنے قبضہ مین لانے کی غرض سے اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دیا ابومروان کو پہلے ہی سے یہہ خوف تہا کہ کہین ابن ہود اس پر فوج کشی نہ کر بیٹھے اپنے خسر کے دہوکے مین آکر اوس کو اپنا مربی و سرپرست سمجہنے لگا ابن الاحمر کو جب پورا اطمینان ہو گیا کہ ابومروان اس کے خلاف نہ کریگا تو یہ ۶۳۲ھ مطابق ۱۲۳۴ع مین نہایت تزک و احتشام سے شہر اشبیلیہ مین داخل ہوا یہان اس کو اپنی بیٹی پر بہی رحم

نہ آیا اور آنے کے چند ہی روز بعد موقع پاکر اس نے **ابو مروان** کو قتل کر ڈالا
اور ملک پر قابض ہو گیا مگر شدید ظلم و فریب کی اس کو فوراً سزا مل گئی **ابو مروان**
کے قتل کے ایک ہی مہینے کے بعد **اشبیلیہ** کی رعایا اس کی طرز حکومت سے
ایسی متنفر ہوئی کہ اس کو شہر سے خارج کر دیا اور **ابن ہود** کی پھر اطاعت و فرمانبرداری
قبول کر لی **ابن الاحمر** نے اس ناکامی کی مطلق پروانہ کی اور اوسی وقت
غرناطہ کی طرف اپنا دام تزویر پھیلایا اور وہان کے ایک سربرآوردہ شخص **ابن**
ابی خالد نامی کو اپنی تائید پر آمادہ کیا **ابن ہود** کی عدم موجودگی مین اس امیر نے
بغاوت شروع کر دی اور **ابن الاحمر** کو اس واقعہ سے اطلاع کی **ابن الاحمر**[1]
لشکر کثیر کے ساتھہ شہر **غرناطہ** مین داخل ہوا **غرناطہ** پر قبضہ کرنے کے بعد ہی
اس نے **مالقہ** کو فتح کیا۔ ۶۴۳ھ مطابق ۱۲۴۵ء مین **ابن الرمیمی** حاکم
المیریہ نے بغیر لڑے اس کی اطاعت قبول کر لی اور ۶۶۳ھ مطابق ۱۲۶۴ء
مین **لارقہ** کی رعایا نے بہ نسبت دوسرے رئیسون کے **ابن الاحمر** کو مقتدر
دیکھکر اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا **ابن الاحمر** نے اپنے شروع زمانہ عروج مین **فرڈلنڈ**
بادشاہ **قسطلہ** کو اپنا معاون بنا لیا تھا۔ اس عیسائی نے وقتاً فوقتاً فوج سے بھی

[1] یہی شخص ہے کہ جس نے غرناطہ مین اوس مشہور و بے نظیر قصر الحمرا کی بنیاد ڈالی تھی جو اس وقت تک موجود ہے

اس کی مدد کی تہی بعدہ ابن ہود نے فردلند کو ابن الاحمر سے علیحدہ کرنا چاہا اور حسب خواہش اس چالاک عیسائی کے بمعاوضہ امداد تیس قلعہ بجانب غرب فردلند کے حوالہ کردئے فردلند پہلے ایک مسلمان کو دوسرے سے لڑاتا تہا اور جب فریق مقابل تباہ ہوجاتا تہا تو پہر اوسی کے ساتہہ جس کا یہہ پہلے معاون بنا تہا جنگ شروع کردیتا تہا۔ اسی طرح جیسا کہ ہم اوپر ذکر کرآئے ہین اسنے قرطبہ اور اشبیلیہ اور مرسیہ پر قبضہ کرلیا اور عربون کو رفتہ رفتہ آبنائی طارق لے آیا تا اینکہ انکی حکومت کا رقبہ طول مین تقریباً چہہ سو میل و عرض مین صرف سو میل باقی رہگیا ابن الاحمر نے ۶۴۳ھ مین فردلند سے پہر صلح کرلی اور حسب شرائط صلح نامہ جیان اس عیسائی کو دیدیا۔ چونکہ اس صلح کے چند ہی روز قبل اس نے حصن[۱] بلول کے قریب عیسائیونکو کامل شکست دی تہی جیان کے دیدینے سے اس کو کمال رنج ہوا مگر بقول شخصے۔ مصرع

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

اب کیا ہوسکتا تہا تاہم ۶۶۲ھ مین اس نے اپنے بیٹے محمد کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور افریقہ سے فوج بغرض جہاد طلب کی۔ لیکن اب کہان عربون مین اتنی قوت تہی

---

[۱] ابن الخطیب نے حصن بلول لکھا۔ المقری اس ہی مقام کا نام حصن بلیش لکھتا ہے۔

کہ یہ عیسائیون پر حملہ کرتے ان کی بڑی خوش قسمتی اس ہی مین تہی کہ یہ اس بچے ہوئے حصہ کو ان کے چنگل سے محفوظ رکہین۔ بادشاہ افریقہ یعقوب ابن[1] عبدالحق نے اس کی مدد کے لیئے ٦٦٠ھ مطابق ١٢٦١ء مین تین ہزار فوج اندلس بہیجی تہی اور اس کے بعد بہی حسب ضرورت یہ بادشاہ اس امیر کی برابر فوج و سامان سے مدد کرتا رہا جسکی بدولت اگر عرب اپنے گئے ہوئے ملک کو واپس نہ لے سکے تو عیسائیون کو بہی اپنی ریاست کے کسی حصہ پر قبضہ نہین دیا ابن الاحمر کی یہ لیاقت اور دور اندیشی تہی کہ اوس نے مرتے دم تک بنی مرین سے جو بعد الموحدین کے افریقہ پر قابض ہو گئے تہے سلسلہ اتحاد و دوستی قائم رکہا

ابن الاحمر بتاریخ ۵ جمادی الثانی ٦٧١ھ مطابق ١٢٧٢ء عیسائیون کی یورش کو دور کرنے کے بعد غرناطہ واپس ہو رہا تہا کہ محل کے قریب ٹہوکر کہا کر گرا۔ ہمراہیون نے اس کو گہوڑے پر سوار کیا اور اس کے غلام صابر نے اس کو محل مین پہونچایا گو ظاہرا یہ واقعہ کچہہ بہی نہ تہا لیکن اس کو اندرونی شاید کوئی ایسا سخت صدمہ پہونچا تہا کہ بتاریخ ۲۹ جمادی الثانی سنہ الیہ روز جمعہ عصر کے وقت ابن الاحمر نے انتقال کیا اور مقبرہ سبکہ مین دفن ہوا۔

---

[1] خاندان بنی مرین سے تہا۔

ابن الاحمر کے بعد عبد اللہ محمد ثانی نے زمام سلطنت اپنے ہاتھہ مین
لی۔ اس وقت چونکہ اس کی عمر تقریباً اڑتیس سال کی تہی اور اپنے باپ کی حیات
مین امور ریاست کا پورا تجربہ حاصل کر چکا تہا۔ تخت پر بیٹھتے ہی یہ امور ریاست
کی ترقی کی طرف متوجہ ہوا ابن الاحمر نے مرنیکے قبل اس کو یہہ ہدایت کی تہی کہ
بنی مرین سے سلسلہ دوستی کو منقطع نہ کرے اور عیسائیون کے مقابلے مین اس
خاندان سے ہمیشہ مدد لیتا رہے۔ چنانچہ ۶۷۲ھ مطابق ۱۲۷۳ء مین جب اس نے
سنا کہ عیسائی برسر فساد ہین تو اس نے یعقوب ابن عبد الحق سے مدد کی خواہش
کی اس رحم دل بادشاہ نے پہلے اپنے بیٹے کو مع فوج اندلس بہیجا اور اس کے
عقب مین خود بہی روانہ ہوا اور جزیرۃ الخضراء کو ایک باغی امیر سے جبراً چہین کر
اس کو اپنی فوج کا مستقر قرار دیا۔ محمد نے بہی فوجی اغراض کے لیئے طریفہ اور جو
قلعہ کہ اس کے متعلق تہے یعقوب کے سپرد کر دئے بعد ازان دونون بادشاہ
اپنی اپنی فوج کو ترتیب دیکر عیسائیون کی طرف متوجہ ہوئے۔ بتاریخ ۵ ربیع الاول ۶۷۴ھ
مطابق ۱۲۷۵ء مین انہون نے عیسائی جرنل دان نونہ کو کامل شکست دی۔
اور اس ہی جنگ مین جرنل مذکور مع دیگر افسرون کے قتل ہوا۔ اس جنگ کے
کچھہ روز کے بعد شانجہ المطران نے غرناطہ کے مضافات پر حملہ کیا مرطاش

کے قریب عربون نے اس کو بھی شکست دی اور قتل کر ڈالا اس کے بعد ماہ محرم ۶۹۵ھ مطابق ۱۲۹۵ء مین قسطلہ کے عیسائیون نے سرحد کے قریب جنگ کی تیاریان شروع کین لیکن محمد نے ان کی یورش کے قبل ہی قجاطہ[1] کا محاصرہ کیا اور اس کے قریب قریب کے قلعون کو جو عیسائی فوج کے مستقر سمجھے جاتے تھے فتح کر لیا - اور کچھ فوج یہان کے انتظام کے لیئے چھوڑ کر غرناطہ واپس چلا آیا - ۶۹۹ھ مین اس نے اور چند سرحدی قلعون پر اپنا قبضہ کیا - تیس سال کی حکومت کے بعد محمد ثانی نے غرناطہ مین تاریخ ہ شعبان ۷۰۱ھ مطابق ۱۳۰۲ء انتقال کیا

محمد ثانی کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا محمد ثالث تخت نشین ہوا -

چونکہ اس نے اپنے باپ کی خاص نگرانی مین تعلیم و تربیت پائی تھی - تخت پر بیٹھتے ہی اس کی طرز حکومت سے لیاقت اور دوراندیشی کے آثار ظاہر ہونے لگے تھوڑے ہی عرصے مین اس نے شہر المنذر کو جو عیسائیون کے دائرہ حکومت مین جا چکا تھا فتح اور تمام فوج دشمن کو جو اس شہر مین مقیم تھی گرفتار کر لیا[2] - ۷۰۳ھ مطابق ۱۳۰۳ء مین اس کو خبر پہونچی کہ اس کا رشتہ دار ابوالحجاج

[1] اس کو انگریزی مین کوئے سیڈا کہتے ہین -

[2] منجملہ قیدیون کے ایک مشہور حسین عورت بھی گرفتار ہوئی جس کے ساتھ سلطان افریقہ نے نکاح کر لیا تھا - المقری

ابن نصر حاکم وادی آش اپنی رعایا کے ساتھہ ظلم و زیادتی کرتا ہے بادشاہ نے اس امیر کو خدمت سے علیحدہ کردیا ابوالحجاج نے بغاوت کرنی چاہی مگر فوراً گرفتار او قتل ہوا

۷۰۵ھ مطابق ۱۳۰۶ع ماہ شوال مین محمد نے افریقیہ کے قلعہ سوطا کو فتح کیا اور وہان کے حاکم ابوطالب عبداللہ ابن القاسم کو مع دیگر امرای شہر کے گرفتار کیا۔ اس قلعہ کا مدتون کا اندوختہ مال و متاع مع قیدیون کے اپنے ساتھہ اندلس لے آیا۔

عربون کی بدقسمتی کو دیکھو کہ ایسے عادل رعایا پرور اور جفاکش سلطان کے زمانہ مین بھی نچلے نہ بیٹھے اور بلا وجہ محض خود غرضی کے باعث اس کے بھائی نصر کو اس سے باغی کردیا بعد ہنگامہ عظیم وزیر ابو عبداللہ ابن الحکیم کا مکان جو علاوہ مال و متاع کے نہایت بیش بہا اور نادر کتب خانہ سے مزین تھا تباہ و تاراج کرتے ہوئے عین عید الفطر کے روز ۷۰۸ھ مطابق ۱۳۰۹ع مین قصر شاہی مین داخل ہوئے اور بعد گرفتار کرنے سلطان محمد ثالث کے نصر کو تخت پر بٹھا دیا۔

نصر نے محمد ابن[1] علی ابن عبداللہ ابن الحاج کو اپنا وزیر مقرر کیا اس کو

[1] ابن الحاج اشبیلیہ مین ۶۸۱ھ مین پیدا ہوا تھا اور کم سنی سے اس کو مختلف کلین وغیرہ بنانے کا نہایت شوق تھا اس نے بزمانہ ابو یوسف یعقوب المنصور ایک بہت بڑا کارخانہ افریقیہ مین قایم کیا تھا جس مین ہر قسم کے آلات حرب نادر زمانہ تیار ہوتے تھے توپ کا بھی یہی موجد ہوا تھا۔ انہی اوصاف کی بدولت محمد ثانی کا غرناطہ مین ملازم ہوا اور پھر یہی وزیر سلطان نصر کی خرابی و تباہی کا باعث ہوا تھا۔ المقری و ابن الخطیب۔

تخت نشین ہوئے تہوڑا ہی زمانہ گزرا تہا کہ ۷۰۹ھ مطابق ۱۳۰۹ء مین بادشاہ
قسطلہ نے الجزائر کو گہیر لیا اور ۲۱ صفر سے لیکر ماہ شعبان تک محاصرہ رہا۔
گو یہ اس شہر کو فتح نہ کر سکا لیکن جبل الطارق پر قابض ہوا۔ اسی کو غنیمت سمجہکر
اپنے ملک واپس چلا آیا۔ اسی زمانہ مین بادشاہ برشلونہ نے المیریہ پر حملہ کیا
اور جو فوج کہ اس شہر کی رہائی کے لیئے نصر نے بہیجی تہی وہ ناکام رہی با این ہمہ
یہ شہر تسخیر نہ ہو سکا ان عیسائیون سے نصر کا پیچھا چہوٹا نہ تہا کہ خانہ جنگی کے آثار
نمودار ہونے لگے ابو سعید فرج ابن اسمٰعیل ابن الاحمر کا بہتیجا حاکم مالقہ
اور سوطہ۔ بغرض اظہار اطاعت و عقیدتمندی غرناطہ آیا ہوا تہا یہان بعض
خود غرضون نے اس کو نصر سے باغی کر دیا اس نے مالقہ جا کر بتاریخ ۱۷ رمضان
۷۰۹ھ علانیہ بغاوت شروع کی اور ابو سعید کے بیٹے ابو الولید نے انتقرہ
اور المیریہ اور بلیش کو یکے بعد دیگرے فتح کر لیا۔

۷۱۰ھ مطابق ۱۳۱۰ء جمادی الثانی کے آخر مین نصر کو لُو لگی یہہ ایسا بیمار
ہوا کہ سب اس کی زندگی سے ناامید ہو گئے۔ سلطان محمد ثالث کے طرفدارون
نے فوراً اس واقعہ کی محمد کو اطلاع دی محمد ثالث ماہ رجب مین غرناطہ آیا۔
اس وقت تک خلاف امید نصر بالکل تندرست ہو چکا تہا اس نے محمد ثالث کو

گرفتار کرلیا اور خفیہ طور پر قتل کرڈالا۔
غرناطہ مین تو یہ واقعات پیش تھے اور مالقہ مین ابو سعید اور اوس کا
بیٹا ابو الولید دونون نہایت اطمینان سے فوج فراہم کر رہے تھے۔ بتاریخ یکم
محرم الحرام ۷۱۲ھ مطابق ۱۳۱۲ء ابو الولید مع فوج پایٔ تخت غرناطہ کے
قریب قریۃ العطشاء مین خیمہ زن ہوا نصر بھی فوراً اس کے مقابلے کے لیے
شہر سے باہر نکل آیا۔ اس جنگ مین بتاریخ ۱۳ محرم سلطان نصر ہزیمت پاکر
بدقت تمام غرناطہ پہونچا نصر نے صلح کی درخواست کی۔ ہنوز صلح نامہ کا تکملہ ہونے
پایا تھا کہ ماہ رمضان المبارک ۷۱۳ھ مطابق ۱۳۱۳ء مین وزیر ابو عبد اللہ
ابن الحاج کی سختی کی وجہ سے غدر عظیم برپا ہوا اور رعایا نے قصر شاہی کو گھیر کر
اس وزیر کی برطرفی کی درخواست کی لیکن شاہی فوج نے ایک ہی حملہ مین سیکڑون کو
قتل اور اوس وقت اس فساد کو فرو کردیا مگر امرا سے یہہ ظلم دیکھا نہ گیا اور سب نے
مالقہ آکر ابو الولید کو صلح کرنے سے روکا اور اوس کو دوبارہ جنگ پر آمادہ کیا حکومت
کی چاٹ تو بری ہوتی ہے اس لئے بڑے بڑے امرائے عرب کو اپنا طرفدار پاکر انکی
درخواست کو بلا تامل منظور اور ماہ شوال ۷۱۳ھ مین شہر لوشہ[1] کو بعد یورش فتح کرلیا۔
چونکہ وہ دن موسم سرما کے تھے اس نے فی الحال جنگ کو موقوف رکھا اور مالقہ

[1] اس کو انگریزی مین لوک کہتے ہین۔

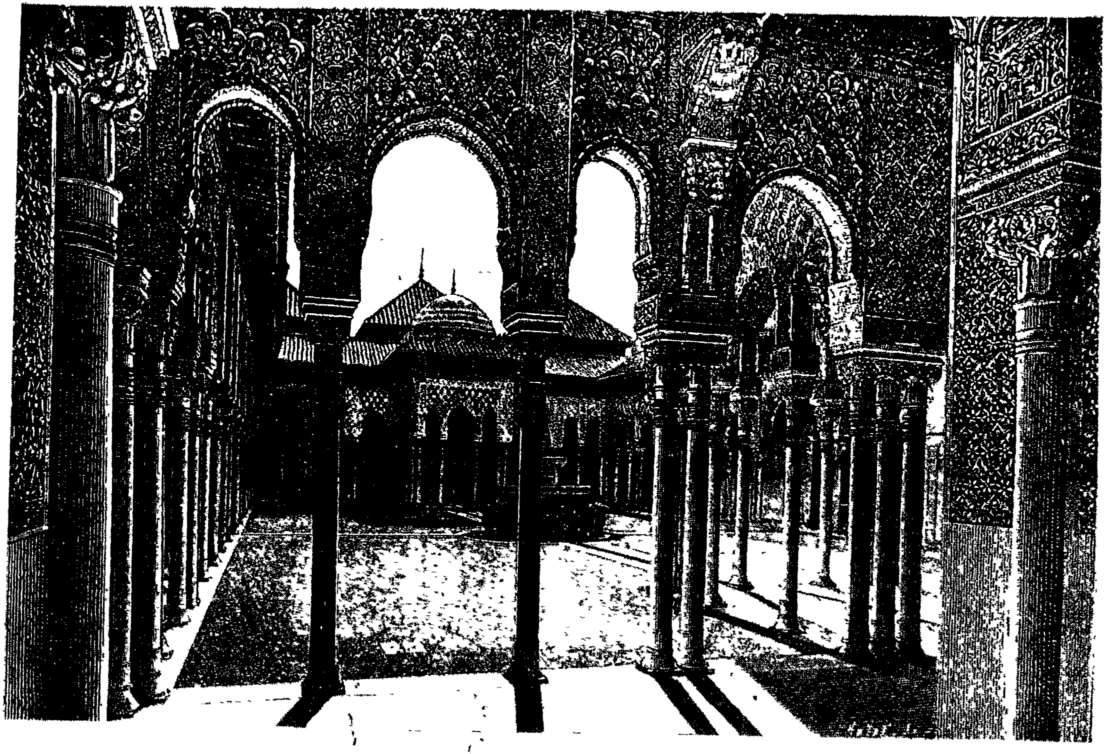

دار الاسود الحمراء مين

آکر یہہ زمانہ اس نے فراہمی فوج اور سامان مین صرف کیا شروع موسم بہار مین
یہہ مع لشکر گران **غرناطہ** کی طرف متوجہ ہوا سلطان **نصر** بہی **ابوالولید** کے ارادہ
سے واقف تہا اس نے پہلے ہی سے **عبدالحق ابن عثمان** کو سرحد پر مقرر
کر رکہا تہا **شدونہ** کے قریب دونون فوجون کا سامنا ہوا اور ایسی سخت جنگ
واقع ہوئی کہ بہت دیر تک غالب و مغلوب کی تمیز نہ ہو سکتی ہتی بالآخر لیاقت و فنون
جنگ نے اپنا اثر کیا **ابوالولید** کو کامل فتح حاصل ہوئی اور یہہ اپنے فریق مقابل
کو پسپا کرتا ہوا ایا شنہ کوب **غرناطہ** مین درآیا **نصر** بہاگ کے **قصر الحمرا** مین مع
اپنی عورتون اور خزانہ کے پناہ گزین ہوا آخر کار بتاریخ ۲۱ شوال ۷۱۳ھ اس شرط
پر کہ یہہ سلطنت سے دست بردار اور آیندہ کسی قسم کا دعوی نہ کرے اس کو زندہ اور
سلامت وادی **آش** چلے جانے کی اجازت دی گئی۔

جنگ مذکور کے بعد **ابوالولید اسمعیل ابن فرج** تخت **غرناطہ** پر متمکن ہوا
اس کے زمانہ حکومت مین **غرناطہ** کی رعایا نے نہایت امن اور اطمینان سے
اپنی زندگی بسر کی اور باوجودیکہ ۷۱۶ھ مطابق ۱۳۱۶ء مین **قسطلہ** کے عیسائیون
نے حصن[۱] **بجیج** اور حصن[۲] **طشکر** وغیرہ کو فتح کر لیا تہا لیکن اس کے تین ہی

۱؎ اس کو انگریزی مین بکسیسر کہتے ہین۔ ۲؎ اس کو انگریزی مین تسکر کہتے ہین۔

سال بعد ۷۱۹ھ مین عرب مقامات مذکورپر قابض ہو گئے۔

۷۱۹ھ مطابق ۱۳۱۹ء مین لطروہ[1] ولیعہد قسطلہ کی مدد کے لیئے بچیس

عیسائی بادشاہ اپنی اپنی فوج لیکر جنگ پر آمادہ ہوئے اور طلیطلہ مین اپنی افواج

کو فراہم کیا ادہر سلطان ابوالولید نے سرحد پر جہان تک جلد ممکن ہوسکتا تہا قلعہ تیار اور

سرحد کو مستحکم کیا اور مقابلہ کو ہر طرح تیار ہو گیا۔ لطروہ طلیطلہ آیا اور بابا نے

مجتہد العصر سے نہایت عجز وانکسار کے ساتہہ اپنی کامیابی کی دعا چاہی۔ بابا نے

ہر طرح کی دعا او ہمت سے اس کو جنگ کی اجازت دی یہان سے لطروہ مع

اس فوج کثیر غرناطہ کی طرف روانہ ہوا۔ عربون کو جب معلوم ہوا کہ عیسائی پوری قوت

کے ساتہہ ان کی طرف آرہے ہین اور بمقابلہ عیسائیون کے ہمارے پاس نصف سے

بہی کم فوج ہے۔ ہر فرد بشر کو پریشانی لاحق ہوئی اور قبل از جنگ ان کے بُشرو نسے

نا امیدی کے آثار ظاہر ہونے لگے ایسی حالت یاس و ناامیدی مین جب یہ

معلوم ہوا کہ ابوسعید[2] سلطان فاس نے ان کی درخواست مدد پر بالکل التفات

نہین کی تو ناظرین خود اندازہ کر سکتے ہین کہ غرناطہ کے مسلمانون کی اس وقت

کیا حالت ہو گی۔ سلطان ابوالولید نے سب طرف سے مایوس ہو کر اپنے

[1] انگریزی مین پدرو کہتے ہین۔ [2] اس سے ظاہر ہے کہ عربون نے قبل از جنگ اس بادشاہ سے امداد چاہی تہی۔

خدا اور سول پر بہروسا اور فوراً اپنے نامی فوجی افسر **شیخ الغزاۃ ابو سعید عثمان ابن ابی الاعلی المرینی** کو اپنی فوج خاص کا ایک دستہ دیکر اس طوفان کو روکنے کی غرض سے بتاریخ ۲۰ ربیع الاول ۷۱۹ھ روانہ کیا روانگی کے دو ہی روز بعد اس بہادر امیر نے اپنی قلت فوج کا بالکل لحاظ نہ کیا اور دشمن کے ہراول پر حملہ آور ہوا اور سیکڑون عیسایون کو قتل کرتا ہوا ہراول کو قلب لشکر کی طرف بہگا دیا اس کے دوسرے ہی روز یکشنبہ کو مع پانچ ہزار عربون کے آگے بڑہا۔ یہ امیر خوب جانتا تہا کہ اگر **غرناطہ** کی تمام فوج نے بہی عیسایون کا مقابلہ کیا تب بہی بوجہ کثرت سپاہ عدو ہمارا غالب آنا دشوار ہے۔ غرض بعد تامل بسیار **ابو الجیوش** کو ایک ہزار سوارون کے ساتہہ کچہہ فاصلے پر جہاڑی مین پوشیدہ کر دیا اور یہہ حکم دیا کہ جب عیسائی ہمارا تعاقب کرتے ہوئے اس مقام سے آگے بڑہ جایئن تو تم پیچہے سے ان پر حملہ کرنا۔ اس حکم کے بعد یہ امیر اپنی قلیل فوج کے ہمراہ روانہ ہوا۔

اس کے بعد ہی سلطان بذات خود **امیر المغربی** اور تین سو سوارون کو لیئے بغرض امداد آیا۔ ادہر جب عیسائیون نے **شیخ الغزاۃ** کو ان معدودے چند کے ساتہہ اپنے سامنے دیکہا تو دل مین بہت خوش ہوئے اور بغیر کسی قسم کی احتیاط کے **شیخ الغزاۃ** پر حملہ کیا اس امیر نے اپنی فوج کو پیچہے ہٹنے کا حکم دیا۔ عیسائیون نے جب

مسلمانون کو اپنے سامنے سے بہاگتے دیکہا یہہ بہی بلا ترتیب و قاعدہ ان کے
پیچہے دوڑ پڑے - عیسائی ہنوز ابو الجیوش کے قریب سے گزرے ہی تہے
کہ یہ امیر عقب سے مع ایک ہزار سوار دفعتاً دشمنون پر ٹوٹ پڑا اوسی وقت شیخ
الغزاۃ نے اپنی فوج کو ٹہرایا اور عیسائیون کا سد راہ ہوا - اس حالت بیخبری مین
عیسائی دونون طرف سے اپنے کو گہرا پاکر ایسے ڈرے کہ یا تو اپنے دشمن کا تعاقب
کر رہے تہے یا ایک دفعہ جدہر منہہ اوٹہا منتشر الحواس بہاگ نکلے اسی حالت
بدحواسی مین عربون نے ان کا تعاقب کیا - تقریباً پچاس ہزار عیسائی قتل اور
اسی قدر دریا اور نالون مین ڈوب گئے بعد اختتام جنگ معلوم ہوا کہ مقتولون مین
خود لطروہ اور اوس کے پچیس معاون بہی شریک ہین - جو مال و اسباب عیسائی
اپنے ساتہہ لائے تہے وہ عربون کے ہاتہہ آیا - قیدیون مین لطروہ کی بیوی
اور بچے بہی شریک تہے - ان کی رہائی کے عوض مین عیسائیون نے طریفہ اور قلعہ
جبل الطارق دینا چاہا لیکن عربون نے ان کو نہ چہوڑا - اس جنگ مین تعجب خیز
بات یہ تہی کہ باوجودیکہ مسلمانون کی فوج چار ہزار پیادون اور پندرہ سو سوارون سے
زیادہ نہ تہی مگر جنگ کے بعد جب حساب کیا گیا تو دریافت ہوا کہ تیرہ مسلمان شہید ہوئے[۱]

[۱] المقری نے صرف مذا اس جنگ کا جو جنگ البیرہ کے نام سے مشہور ہے لکہا ہی - ابن الخطیب لکہتا ہی کہ یہ جنگ ۶ جمادی الاول ۷۱۹ھ مطابق ۱۳۱۹ء مین واقع ہوئی تہی اور لطروہ (پڈرو) کی نعش ایک لکڑی کی صندوق مین رکہکر غرناطہ کے دروازہ پر لٹکا دی گئی تہی -

چند روز تک جنگ ملتوی رہی لیکن پہر ابوالولید نے عیسائیون کو کمزور دیکہکر بیجیہ کے
قریب قلعہ اشکر کو بتاریخ ۲۴ رجب ۷۲۴ھ مطابق ۱۳۲۴ء اور بتاریخ ۱۰ رجب ۷۲۵ھ
مرطاش کو فتح کیا- اس جنگ مین سلطان کا بہتیجا محمد بہی شریک تہا کسی نازیبا
حرکت پر سلطان مجمع عام مین اس پر خفا ہوا محمد کو یہ بہت ناگوار گزرا اور اس نے
انتقام کی غرض سے بتاریخ ۲۷ رجب ۷۲۵ھ مطابق ۱۳۲۵ء اس مہم سے
واپس آنے کے تین روز بعد ابوالولید کو غرناطہ مین مار ڈالا-

ابو عبداللہ محمد چہارم اپنے باپ کے انتقال کے بعد اورنگ
سلطنت پر متمکن ہوا اور عیسائیون پر فوج کشی کرکے شہر قیرہ کو فتح کیا اور قستر کو محصور
کر لیا لیکن عیسائی چونکہ کسی ترکیب سے اس شہر مین فوج اور رسد پہونچا چکے
تہے محمد چند روز کے محاصرہ کے بعد وہان سے ہٹ آیا- یہہ ہم پہلے تحریر کر آئے
ہین کہ شاہان غرناطہ نے بنی مرین اپنے معاونون کو فوجی ضرورتون کے
لحاظ سے جبل الطارق اور طریفہ اور الجزائر دیدئے تہے اور ۷۰۸ھ مین
عیسائیون نے جبل الطارق پر قبضہ کر لیا تہا- یہہ قلعہ بلحاظ قدرتی استحکام
اندلس کی کنجی سمجہا جاتا تہا ابوالحسن المرینی بادشاہ فاس اس مقام کے فواید
سے اچہی طرح واقف تہا اوس نے اندلس آکر سلطان محمد کی مدد سے چند

روز کے محاصرہ کے بعد اس قلعہ کو فتح کر لیا اور بہت کچھہ روپیہ خرچ کرکے اس کو بیرونی حملون سے جہان تک ممکن تہا محفوظ کر دیا **جبل الطارق** پر عیسائیون نے پہر حملہ کیا لیکن ناکام رہے۔ اس واقعہ کے بعد ہی جبکہ سلطان **غرناطہ** واپس جانے والا تہا **افریقیہ** کے چند افسرون نے بتاریخ ۱۳ ذیحجہ ۷۳۳ھ مطابق ۱۳۳۳ع اس کو قتل کر ڈالا۔ سلطان **محمد** چہارم کے ہمراہی اس کی نعش کو **مالقہ** لے آئے یہین یہ دفن ہوا۔

جس روز سلطان **محمد** قتل ہوا اوسی روز اس کا بہائی **یوسف** جو اوسوقت الجزائر کی قریب وادی **سفاشن**[1] مین مقیم تہا فوج کی مدد سے تخت پر بیٹہا اور باوجودیکہ اس کی عمر صرف سولہ سال کی تہی اس نے چند ہی سال مین اپنے حسن انتظام سے وہ ناموری حاصل کی کہ جو اس کے خاندان مین بہت کم بادشاہون کو نصیب ہوئی تہی ۷۴۱ھ مطابق ۱۳۴۰ع مین **ابوالحسن المرینی** جہاد کی غرض سے ساٹہہ ہزار فوج کے ساتہہ **اندلس** آیا سلطان **یوسف ابوالحجاج** نے بہی جہان تک اس سے ممکن ہوسکتا تہا اس بادشاہ کو فوج و سامان سے مدد پہونچائی اور چونکہ جہاد کا اعلان کیا گیا تہا اس لیے سیکڑون مشہور علما بہی اس جنگ مین شریک ہونے کی غرض سے

۱؎ اس مقام کو فی زماننا "رائیو ڈلا نیل" کہتے ہین۔

جمع ہوئے تھے بتاریخ ۷ رجمادی الاول سنہ مذکور مین طریفہ کے قریب نہایت سخت جنگ واقع ہوئی اِس جنگ مین عیسائیون نے عربون کو کامل شکست دیکر ہزارہا مسلمانون کو شربت شہادت پلایا ان شہدا مین عبداللہ السلمانی لسان[1] الدین ابن الخطیب کا باپ بہی شریک تہا ابوالحسن نہایت مشکل سے اپنی جان بچاکر افریقہ بہاگ آیا سلطان یوسف نے غرناطہ آکر انتقام کی غرض سے فوج اور سامان فراہم کرنے کی کوشش کی اور ۷۴۹ھ مطابق ۱۳۴۹ء مین لسان الدین ابن الخطیب عالم یگانہ مشہور زمانہ کو اپنا وزیر مقرر کیا۔ افسوس ہے کہ ایسے بادشاہ جامع الصفات قدردان وقدایر ورکی عمر نے وفا نہ کی خصوصاً جبکہ ریاست کے سنبہالنے کے لئے ایسے بادشاہ کی سخت ضرورت تہی ۷۵۵ھ مطابق ۱۳۵۴ء مین جبکہ یوسف مسجد مین شریک نماز تہا ایک مخبوط الحواس آدمی نے اس کو مار ڈالا اور یہ قصر الحمرا مین دفن ہوا۔

یوسف کا بیٹا الغنی باللہ محمد پنجم اپنے باپ کے انتقال کے بعد تخت نشین ہوا اور کچہہ عرصہ کے بعد لسان الدین ابن الخطیب کو ابوعنان

---

[1] لسان الدین ابن الخطیب جس کا ذکر آیندہ ہوگا ایک نامی عالم گزرا ہے۔ منجملہ دیگر تصانیف کے اللمحۃ البدریہ فی تاریخ دولت النصریہ یعنی تاریخ بنی نصر قابل دید ہے۔

ابن ابوالحسن بادشاہ افریقیہ کے پاس بھیجکر عیسائیون کے مقابلے مین مدد چاہی۔ جس وقت لسان الدین اور قاضی ابوالقاسم الشریف سلطان ابو عنان کے سامنے پیش ہوئے تو ابن الخطیب نے فی البدیہ چند اشعار اس بادشاہ کی تعریف مین پڑہے یہان تک کہ اہل دربار پر وجد کی سی حالت طاری ہوگئی اور سلطان نے خوشی کی حالت مین لسان الدین سے کہا کہ باوجودیکہ مین تمہارے یہان آنے کے اغراض سے واقف نہین ہون لیکن اب مین ان اغراض کو معلوم کرنا بہی نہین چاہتا مین بلا تامل تمہاری درخواستون کو منظور کرتا ہون جس چیز کی تم کو ضرورت ہو وہ ہم سے مانگ لو۔ لسان الدین نے اپنے اغراض سلطان سے بیان کیئے سلطان نے فوج کے بہیجنے کا حکم دیا۔ اور سفیر کو بہت کچھ بیش بہا تحایف دیکر واپس روانہ کیا۔[۱]

سلطان محمد پنجم کو ابہی پورے پانچ سال نہوئے تھے کہ اس کا علاتی بہائی اسمٰعیل رشتہ دارون کے ورغلانے سے باغی ہوگیا اور بتاریخ ۲۸ رمضان ۷۶۰ھ مطابق ۱۳۵۹ء مین درحالیکہ سلطان شہر سے باہر جنت العریف مین مقیم تہا رات کے وقت قلعہ کی دیوار سے مع اپنے ہمراہیون کے غرناطہ مین داخل ہوا

[۱] یہہ واقعہ ابن خلدون نے بیان کیا ہے۔

اور قبل اس سکے کہ لوگون کو خبر ہو قلعے پر قبضہ کر لیا۔ دوسرے روز جب سلطان
محمد کو اس بغاوت کی اطلاع ہوئی اور یہ معلوم ہوا کہ باغی قلعہ پر قابض ہو چکے ہین
اور اس کی گرفتاری کی فکر مین مصروف ہین تو یہ سید ہا وادی آش چلا آیا اور قلیل عرصہ
مین باِمداد رعایا بہت کچہہ فوج بہی فراہم کر لی۔ اس ہی اثنا مین بتاریخ ۱۰ ذیحجہ
ابوالقاسم ابن شریف من جانب سلطان **ابو سلیم** بادشاہ **فاس** نے
محمد پنجم سے کہا کہ بلحاظ ان تعلقات کے جو ایک زمانہ دراز سے تیرے اور
بادشاہ افریقیہ کے خاندان کے ساتہہ چلے آتے ہین **ابو سلیم** نے تجہکو **افریقہ**
بلایا ہے تاکہ جو کچہہ مدد کہ اوس کے امکان مین ہے وہ تجہکو دے **محمد** نے اس کے
قبل **بطروہ** بادشاہ **قسطلہ** کو اپنی مدد پر آمادہ کرنا چاہا تہا اور چونکہ اس نے کوئی قابل
اطمینان جواب ابتک نہین دیا تہا اس نے **ابو سلیم** کی درخواست کو فوراً منظور
کر لیا اور دوسرے ہی روز بتاریخ ۱۱ ذیحجہ مع اپنے مشہور وزیر **لسان الدین
ابن الخطیب** کے **افریقیہ** روانہ ہوا۔ یہان **ابو سلیم** نے اس کی بہت
خاطر و مدارات کی اور اپنے محل خاص مین اس کو مہمان رکہا۔

اسمعیل نے بعد غصب سلطنت بادشاہ **قسطلہ** سے دوستانہ تعلقات
قایم کرنے چاہے چونکہ **بطروہ** اوس وقت اہل برشلونہ کے ساتہہ جنگ مین مصروف

تہا اس نے بلا تامل صلح کی درخواست کو منظور کر لیا لیکن قبل اس کے کہ اس کا کوئی نتیجہ برآمد ہوتا صرف چند مہینے کی حکومت کے بعد ابو عبداللہ نے جس کی اعانت و شرکت سے اس کو بادشاہت نصیب ہوئی تھی بتاریخ ۲ شعبان ۷۶۱ھ مطابق ۱۳۶۰ء اسمٰعیل کو مع اوس کے بہائی قیس کے قتل کر ڈالا اور خود بلقب محمد ششم تخت نشین ہوا اندلس مین بغاوت کا سلسلہ جاری تہا اور ادہر افریقیہ مین سلطان محمد پنجم اپنے زبردست معاون کی مدد سے اپنے ملک کے واپس لینے کا بندوبست کر رہا تہا۔ چنانچہ پورے انتظام کے ساتہہ بتاریخ ۲۷ شوال ۷۶۲ھ مطابق ۱۳۶۱ء اکیس مہینے کی جلاوطنی کے بعد محمد پنجم اندلس مین داخل ہوا محمد ششم نے جب دیکہا کہ فریق مقابل اس کو چارون طرف سے گہیرتا ہوا آرہا ہے تو اس نے بطرو بادشاہ قسطلہ کے پاس بذات خود جا کر نہایت عجز و انکسار کے ساتہہ مدد چاہی اور اپنی آیندہ کامیابی کو اس عیسائی کی فیاضی اور رحم دلی پر محوّل کر دیا گویا اپنے کو بالقصد ایک خون کے پیاسے درندے کے منہہ مین ڈال دیا اسی کا نتیجہ ہے کہ بتاریخ ۲ رجب ۷۶۳ھ مطابق ۱۳۶۲ء اس عیسائی نے محمد ششم کو مع اس کے تمام ہمراہیون کے اشبلیہ کے قریب قتل کیا اور تمام مال و اسباب پر قبضہ کر لیا

واقعہ مذکور کے بعد سلطان محمد پنجم بآسانی تمام اپنے موروثی تخت پر دوبارہ بتاریخ ۲۰ جمادی الآخر ۷۶۳ھ متمکن ہوا اور لسان الدین ابن الخطیب کو جو اوس کے عیال و اطفال کے ساتھہ افریقیہ مین رہ گیا تھا بلا کر اپنا وزیر اعظم مقرر کیا۔ سلطان اپنے لایق عالم و فاضل و مدبر وزیر کو بے انتہا عزیز رکھتا تھا اور بغیر اس کی رائے اور مشورے کے معمولی سے معمولی کام کو بھی شروع نکرتا تھا۔ دربار کے بعض خود غرض اور ناعاقبت اندیش لوگون کو اس وزیر کی ترقی بہت ناگوار گزری اور انھون نے ازراہ حسد تزویر و مکر سے بادشاہ کو اوس سے بدول کرانا چاہا اوسی زمانے مین افریقیہ مین بغاوت شروع ہوئی اور عبد العزیز ابن عبد الحسن اور عبد الرحمن دو چچازاد بھائیون مین سلطنت کی وجہ سے خانہ جنگی ہونے لگی ابن الخطیب نے عبد العزیز کا ساتھہ دیا اور جب عبد الرحمن ہزیمت پاکر غرناطہ بھاگ آیا تو عبد العزیز کی درخواست پر اس نے سلطان کو صلاح دی کہ عبد الرحمن اور اوس کے ساتھیون کو گرفتار کرکے عبد العزیز کے حوالے کر دینا چاہیئے۔ چنانچہ اس کی ہدایت کے موافق سلطان محمد نے عبد العزیز کے سفیر سے اس امر کا وعدہ کر لیا۔ ہنوز اس معاملے کی یکسوئی نہین ہوئی تھی کہ ابن الخطیب کو بقرائن

معلوم ہوا کہ مخالفین کا افسون سازش کارگر ہوچکا ہے اس نے فوراً چند روز کی
رخصت حاصل کی اور مع اپنے بڑے بیٹے علی کے جبل الطارق آیا یہان
پہلے سے عبد العزیز نے خفیہ طور پر ایک جہاز مقرر کر رکہا تہا - یہہ جہاز پر سوار
ہوکر افریقہ بہاگ آیا عبد العزیز نے اس کی بہت خاطر و دلجوئی کی اور اپنے
زمرہ مصاحبین مین شریک کرلیا - سلطان محمد نے اس کے بہاگ جانے کی خبر
سُن کر عبد العزیز کو اس کی واپسی کی نسبت لکھا لیکن یہ درخواست وزیر ابوبکر
کی وجہ سے نامنظور کردی گئی ۱۳۶۷ء مین عبد العزیز کا انتقال ہوا اور السعید
ابن ابی فارس ایک کمسن لڑکا اس کی جگہہ تخت پر بیٹہا - اب سلطان محمد نے
مکرر ابوبکر کو ابن الخطیب کے واپس بہیجدینے کے لیئے لکہا - اس وزیر نے پہر
اس درخواست کو نامنظور اور نامہ بر کو دربار سے نکال دیا محمد نے اس توہین کے
معاوضہ مین فوراً عبد الرحمن کو رہا اور مع فوج و سامان جنگ اس کو افریقہ
بغرض انتزاع ریاست روانہ کیا اور خود جبل الطارق کو گہیر لیا - ان واقعات
کی خبر جب ابوبکر ابن غازی کو پہونچی تو اس نے اپنے چچازاد بہائی محمد ابن
عثمان کو سواحل افریقہ کی حفاظت کی غرض سے سوطا بہیجا اور خود اس کے
عقب مین مع فوج لطویہ کی طرف آیا - یہان عبد الرحمن نے قرب وجوار کی لوگون کو

بغاوت کی ترغیب دی۔ ابن غازی نے اس شہر کا محاصرہ کر لیا مگر جب کامیابی کی امید نہ پائی تو فاس واپس چلا آیا اسی اثنا مین سلطان محمد پنجم نے ابوبکر کے چچازاد بھائی محمد ابن عثمان کو خفیہ طور پر ہموار کرنا چاہا اور یہ کہلا بھیجا کہ السعید ابن ابی فارس ایک ناتجربہ کار طفل کی عوض ابوالعباس احمد ابن ابی سالم کو جو طنجہ مین قید ہے بادشاہ بنانا چاہیئے تاکہ تمکو بھی کچھہ فائدہ پہونچے۔ علاوہ اس کے سلطان محمد نے حسب ذیل شرائط پر مدد دینے کا وعدہ بھی کیا۔

(۱) قلعہ جبل الطارق واپس کر دیا جائے۔

(۲) بنی مرین کے شہزادے بغرض حفاظت اندلس بھیجدئے جائین۔

(۳) لسان الدین ابن الخطیب سلطان کے حوالہ کر دیا جائے۔

ابن عثمان نے ان شرائط کو منظور کر لیا اور طنجہ آکر ابوالعباس احمد کو قید سے رہا کیا اور حکم دیا کہ جبل الطارق سلطان محمد کے سپرد کر دیا جائے۔ سلطان نے اس قلعہ پر قبضہ کرتے ہی فوج اور روپیہ سے ابن عثمان کی مدد کی۔ شروع ۷۷۶ھ مطابق ۱۳۷۴ع مین احمد کو پوری کامیابی حاصل ہوئی اور یہ مظفر و منصور فاس مین وزیر محمد ابن عثمان اور سلیمان ابن داود کے ساتھہ داخل ہوا ابن الخطیب کو جب یہان نہ پایا اور معلوم ہوا کہ یہ شہر سے بھاگ گیا ہے فوراً

اس کی تلاش شروع کی بالآخر اپنے دشمن جانی سلیمان ابن داؤد کی وجہ سے
ابن الخطیب گرفتار ہو گیا محمد پنجم نے اپنے وزیر عبداللہ ابن زمرق کو
اس کے لانے کے لیئے بھیجا اور ایک فرضی مقدمہ ابن الخطیب پر قائم
کیا لیکن جب بعض مشہور عالموں نے اس کی طرفداری کی تو سلیمان نے
اس خوف سے کہ کہین دشمن بری نہ ہو جائے ایک روز رات کو جیلخانہ مین
ایسے یکتائی زمانہ آدمی کو قتل کر ڈالا۔

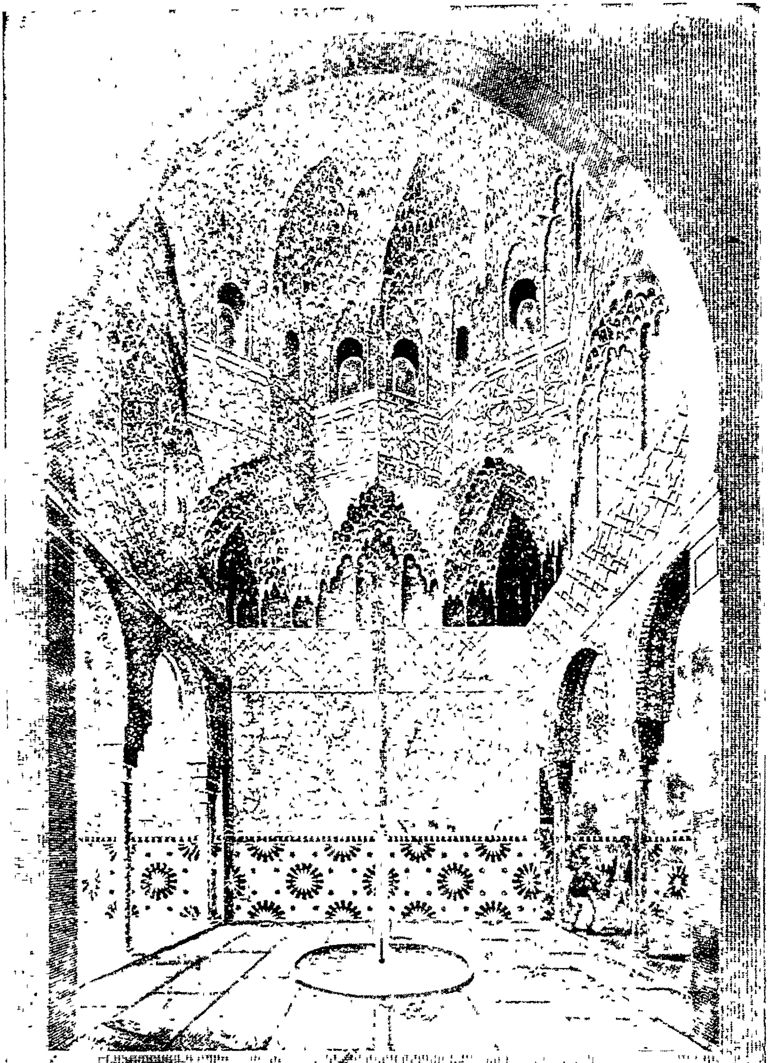

الحمراء کا ایک دالان

باب ششم

محمد پنجم کا انتقال - یوسف ثانی - محمد ہفتم - اس کا اشبیلیہ جانا - محمد کی بادشاہ قسطلہ سے ملاقات - محمد ہفتم کا انتقال - یوسف ثالث - صلح کل - طرز حکومت - محمد ہشتم - محمد الصغر کی بغاوت اور تخت نشینی - الصغیر محمد نہم کا انتقال - یوسف ابن الاحمر کی بغاوت - یوسف کا انتقال - عیسائیون کے ساتھہ جنگ - محمد ابن عثمان کی بغاوت - ابن اسمٰعیل -

محمد پنجم نے ۷۹۳ سنہ ہ مطابق ۱۳۹۱ سنہ ع مین انتقال کیا اور اسکا بیٹا **یوسف ثانی** تخت نشین ہوا یہہ مثل اپنے باپ کے نہایت رحم دل اور صلح پسند آدمی تہا۔ چنانچہ تخت نشینی کے بعد ہی اس نے تمام عیسائی بادشاہون کو اس امر کا پورا اطمینان دلایا کہ جو معاہدے کہ اس کے باپ نے ان لوگون کے ساتھہ کئے تہے اون کو یہہ قائم رکہے گا۔ اوس زمانہ کے عیسائی بادشاہون مین سب سے سربرآوردہ **قسطلہ** کا بادشاہ تہا سلطان نے اس کو چہہ نہایت عمدہ گہوڑے ساز و سامان جواہر نگار سے آراستہ بطور تحفہ بذریعہ والی **مالقہ** بہیجے۔ بادشاہ **قسطلہ** نے سفیر کی جیسی کہ چاہئیے

تعظیم وتکریم کی اور بوقت واپسی اس نے بہی بیش بہا تحفہ سلطان کے لیئے روانہ کیئے
شخصی سلطنتون مین بادشاہ کا کثیر الاولاد ہونا ہمیشہ ریاست کے لیے بہت
مضر ثابت ہوا اور بعض اوقات تو یہ بہی دیکہا گیا ہے کہ بادشاہ کے مرنے کے
قبل ہی بہائیون مین خانہ جنگی شروع ہوگئی اور ان مین سے جو کامیاب ہوا اوس نے
اپنے باپ کو تخت سے اوتار کر اوس کے زمانہ حیات مین سلطنت پر قبضہ کرلیا
سلطان **یوسف** کے چار بیٹے **یوسف** اور **محمد** اور **علی** اور **احمد** نامی تہے۔ ان
سب مین **محمد** لایق اور ہوشیار تہا۔ اس نے جب دیکہا کہ سلطان نے اوس کے
بڑے بہائی **یوسف** کو اپنا ولیعہد مقرر کیا ہے۔ حب جاہ وسلطنت نے اس کو
ایسا بیقرار کیا کہ اپنے باپ اور بہائی دونون سے باغی ہوگیا اور مشہور کیا کہ دو
سلطان نے جو یہ صلح کل کا برتاؤ دشمنان اسلام سے رکہا ہے اوس کی خاص
وجہ یہ ہے کہ یہ عیسائی مذہب کی طرف دل سے راغب ہے اور اوس کے
اختیار کرنے کے لیئے صرف وقت کا منتظر ہے۔ چنانچہ اس وقت بہی چند عیسائی
اس کے پاس موجود ہین جن سے یہ بہت محبت رکہتا ہے"۔ عوام الناس کو گمراہ
کرنے مین دیر کب لگتی ہے۔ سلطان کی ظاہر طرز حکومت سے عامہ خلایق نے
اس افواہ کو باور کرلیا اور **محمد** کی مدد پر آمادہ ہوگئی۔ نوبت بانیجا رسید کہ ایک روز

باغیون نے قصر الحمرا کو گھیر لیا قریب تہا کہ سلطان ہجوم رنج وغم سے سلطنت
سے خود کنارہ کش ہو اور حکومت اپنے باغی بیٹے کے سپرد کر دے کہ بادشاہ
فاس کے سفیر نے سلطان سی بلا کشت وخون اس بغاوت کے فرو کرنے کی
اجازت حاصل کی اور اکیلا باغیون کے مجمع مین گہس آیا اور ایک نہایت شستہ
اور پر اثر تقریر شروع کی جس مین اس سفیر نے بنی امیہ اور المرابطین اور
الموحدین اور بنی ہود کے زمانہ حکومت کو یاد دلا کر کہا کہ اسی خانہ جنگی کی
بدولت یہ خاندان یکے بعد دیگرے تباہ ہوئے اگر یہ لوگ ایک دوسرے کو
مارنے کی عوض متفق ہو کر عیسائیون کے ساتہہ لڑتے تو آج یہہ دن تم کو کیون
نصیب ہوتا۔ تم خود دیکہہ رہے ہو کہ یہ اسی باہمی نزاع کا نتیجہ ہے کہ تمام ملک
اندلس تمہارے قبضے سے نکل گیا اور اب تمہارے طرز سے یہہ صاف
ظاہر ہے کہ اس چہوٹے سے حصے کو جس پر اب تم قابض ہو اپنے دشمنون کے
سپرد کیا چاہتے ہو بہتر یہ ہے کہ تم اس بغاوت سے دست بردار ہو ہمارا بادشاہ
جہاد کا قصد رکہتا ہے۔ تم کو مناسب ہے کہ اپنے لائق اور بہادر بادشاہ کا ساتہہ
دو" اس تقریر نے عوام الناس پر خاطر خواہ اثر کیا اور باغی بلا کشت وخون اپنے
گہرون مین چلے آئے۔ گو سلطان یوسف کا خیال جنگ کا نہ تہا لیکن اب مصلحت

ونیز بصوابدید سفیر مذکور بعد اعلان جہاد شہر مرسیہ پر حملہ آور ہوا تہا۔ نیز متعدد لڑائیان واقع ہوئین۔ ہمیشہ عرب کامیاب رہے۔ چونکہ سلطان **یوسف** جنگ کی طرف بالکل متوجہ نہ تہا اس نے بادشاہ **قسطلہ** کے پیام صلح کو بلا تامّل منظور کرلیا اور جو مال واسباب کہ ان لڑائیون مین اس کے ہاتہہ آیا تہا وہ اپنی فوج مین تقسیم کرتا ہوا **غرناطہ** چلا آیا۔ ۷۹۵ھ مین حاکم **القنطرہ** نے بلاوجہ موجہ **غرناطہ** کے قریب ایک قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ سلطان فوراً مقام واقعہ پر پہونچا اور عیسائیونکو شکست دیکر اپنی حدود سے خارج کردیا۔ گو یہ یورش بادشاہ **قسطلہ** کے اشارے سے ہوئی تہی۔ مگر مسلمانون کی کامیابی پر اس نے اپنے افسر فوج پر اس خلاف معاہدہ جنگ کا الزام عائد کیا۔

۷۹۸ھ مطابق ۱۳۹۶ء مین سلطان **یوسف** نے انتقال کیا اور چونکہ پہلے ہی سے **محمد** نے تمام امرائی ریاست کو اپنی طرف کرلیا تہا باپ کے مرتے ہی تخت نشین ہوا اور فوراً اپنے بڑے بہائی **یوسف** کو قلعہ **شلوبانیہ** مین قید کردیا۔

محمد ہفتم نے بعد تخت نشینی بادشاہ **قسطلہ** کے حالات سے ذاتی واقفیت حاصل کرنے کی غرض سے **اشبیلیہ** جانے کا ارادہ کیا چونکہ یہہ اس عیسائی کی ریاکاری اور دغابازی سے بخوبی واقف تہا اس نے علانیہ اس کے

پاس جانا مناسب نہ سمجھا غرناطہ مین جہاد کی خبر مشہور کی اور سرحد تک فوج کے ساتھہ آیا یہان فوج کو چھوڑکر خود مع پچیس دلیر ہمراہیون کے بلباس سفیر اشبیلیہ روانہ ہوا بادشاہ قسطلہ نے اس کو اپنے محل خاص مین مہمان رکھا محمد ہفتم نے اپنے زمانہ قیام مین تا تکمیل معاہدہ تمام حالات بادشاہ و ملک کے دریافت کر لیے اور بعد حصول مقصد بغیر افشای راز غرناطہ واپس چلا آیا۔

واقعہ مذکور کے بعد ہی عیسائی فوج نے جو سرحد کے قریب مقیم تہی معاہدون کے بالکل خلاف غرناطہ کی حدود مین داخل ہوکر مقامات کو تباہ اور رعایا کو پریشان کرنا شروع کیا۔ ایسی حالت مین سلطان کو یہ چاہیے تہا کہ ان لوگون کو اپنی سرحد کے باہر کر دیتا اور بعض معاہدہ بادشاہ قسطلہ سے کراتا لیکن سلطان نہایت مدبر اور شجیع آدمی تہا اور جنگ کے لیے حیلہ ڈہونڈا کرتا تہا ایسے عمدہ موقع کو بہلا یہ کب ہاتہہ سے جانے دیتا۔ اس نے بادشاہ قسطلہ سے کسی قسم کی شکایت نہین کی اور اوسی وقت یلغار کرتا ہوا دور تک عیسائیون کے ملک مین نکل آیا۔ بعض قلعون اور شہرون پر قبضہ اور جو مقامات سرحد سے دور تہے اون کو تاراج کرتا ہوا بہت کچہہ مال غنیمت کے ساتہہ پایہ تخت واپس آیا جس وقت ان واقعات کی اطلاع بادشاہ قسطلہ کو ہوئی اوسنے

فوراً سفیرون کے ذریعہ سے شکایت و درخواست کی بربنائی صلح نامہ جن مقامات پر عربون نے قبضہ کیا ہے وہ واپس کردیے جایئن سلطان نے جواب دیا کہ سلسلہ لڑائی کا تمہاری سرحدی فوج نے شروع کیا اور ہمارے ملک کو بہت نقصان پہونچایا لہذا شکایت ہمکو کرنی چاہیئے تھی نہ تمکو ہم نے مجبوراً محض اپنی حفاظت اور سرحد کی مضبوطی کے لیئے چند قلعون پر قبضہ کیا ہے۔ عیسائی کو یہہ مذبذب جواب نہایت ناگوار گزرا اور اوس نے اپنے فوجی افسرون کو حکم دیا۔ کہ وہ چارون طرف سے غرناطہ پر حملہ کرین اور جبراً سلطان سے معاہدون کی تعمیل کرایئن محمد ہفتم نے جب عیسایئون کو آمادہ جنگ دیکھا تو یہہ بھی ان کے مقابلہ کی غرض سے آگے بڑھا۔ چونکہ عیسایئون نے ایک ہی دفعہ مختلف مقامات پر یورش کی تھی۔ عربون کو بھی مجبوراً اپنی فوج کو تقسیم کرنا پڑا جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ جنگ مین طوالت ہوئی اور دونون طرف کی بہت کچھہ فوج کام آئی۔ مگر زیادہ نقصان عربون کو پہونچا۔ سلطان نے دیکھا کہ اس طرح قیامت تک بھی لڑائی کا تصفیہ نہ ہوگا لہذا اس نے کوشش کی کہ چارون طرف سے عیسایئون کو گھیرتا ہوا ایک مقام پر لے آئے اور یہان اپنی مجموعی قوت سے ان کا مقابلہ کرے مگر موسم سرما کے باعث جنگ مین کچھہ توقف ہوا۔ اسی اثنا مین بادشاہ قسطلہ مرگیا اور اس کا

شیرخوار بیٹا یحیی[1] تخت پر بیٹھا۔ چونکہ یحیی ابھی پورا ایک سال کا بھی نہ تھا اس کا چچا فردلند مہات سلطنت کا متکفل مقرر ہوا۔ اس شخص نے جنگ کو بدستور قائم رکھا اور بہت کچھ کامیابی بھی حاصل کی۔ عیسائیون کی فوج بمقابلہ عربون کے کہین زیادہ تھی لہذا سلطان محمد نے ایک دوسرا طرز جنگ اختیار کیا یعنی ایک طرف ان عیسائیون کو اپنے حصول مقصد مین مشغول رکھا اور خود فوج لیکر دوسری طرف جیان پر صف آرا ہوا اس سے یہ فائدہ ہوا کہ عیسائی اپنی تھکی ماندی فوج کو جیان کی طرف لانے پر مجبور ہوئے اور چونکہ فوج کی نقل وحرکت آسان تھی فردلند نے فی الحال صلح کرلی۔ سنہ ۸۰۳ھ مطابق ۱۴۰۱ء مین سلطان محمد ہفتم سات ہزار سوار اور بارہ ہزار پیادون کی جمعیت سے بغرض فتح القیدات کوچ کیا۔ راستے مین عیسائی اس کے سدراہ ہوئے اور ایک سخت لڑائی واقع ہوئی۔ جب افسران فوج نے دیکھا کہ فوج لڑتے لڑتے تھک گئی ہے اور فریقین مین سے غالب ومغلوب نظر نہین آتا۔ جانبین سے یہ رائی قرار پائی کہ آٹھ مہینے کے واسطے جنگ ملتوی رہے جس کو فریقین نے منظور کیا اور صلح نامہ پر دستخط ہوگئے۔ اس مدت کے ختم ہونے کے قبل سلطان بہت سخت بیمار ہوا جب اس نے

[1] انگریزی مین جان کہتے ہین۔

دیکھا کہ میرا بچنا دشوار ہے تو اپنے بیٹے کو ولیعہد مقرر کیا اور اس خیال سے کہ مبادا میر ابھائی یوسف[1] فساد برپا کرے اس لئے فوراً خفیہ طور پر یوسف کے قتل کا حکم جاری کیا جب یہ حکم قلعہ مذکور مین پہونچا تو یہان کا قائد شہزادہ یوسف کے ساتھہ شطرنج کھیل رہا تھا یوسف نے اپنے حسن سلوک سے حاکم قلعہ کو اپنا سچا دوست بنا لیا تھا۔ جب یہ حکم قائد نے پڑھا تو نہایت متفکر ہوا اور تا بدیر حالت سکوت مین رہا یوسف اس کی پریشانی سے فوراً سمجھہ گیا کہ اب میرا زندہ رہنا محال ہے اور جب بعد اصرار مضمون فرمان سے مطلع ہوا تو یوسف نے درخواست کی کہ تھوڑی مہلت مجھکو دی جائے تاکہ مین اپنے رشتہ دارون سے رخصت ہولون۔ یہ لوگ انہین باتون مین مشغول تھے اور حکم بردہ تعمیل حکم شاہی مین تشدد کر رہا تھا کہ اتنے مین چند اعیان سلطنت وارد ہوئے اور سلطان محمد ہفتم کے انتقال کی خبر سنائی اور یوسف کو تخت نشینی کی مبارکباد دی یوسف ان اخبار بیم و رجا سے گاہے محزون و گاہے مسرور حالت سکتہ مین بیٹھا رہا مگر جب اس کے ہوش و حواس درست ہوئے اور ان امرا کے کلام سے بوئے صدق آئی تو یہ فوراً غرناطہ کی طرف روانہ ہوا۔

[1] جیسا کہ اوپر تحریر ہو چکا ہے محمد ہفتم نے تخت نشینی کے بعد ہی اپنے بڑے بھائی یوسف کو قلعہ شلوبانیہ مین مقید کر دیا تھا۔

سلطان **یوسف** نے جلوس کے بعد ہی بذریعہ امیر **عبداللہ** بادشاہ **قسطلہ** کو اپنی تخت نشینی کی اطلاع دی اس امیر نے یہان آکر بادشاہ سے کہا کہ ہمارے صلح پسند اور رحم دل سلطان کا دلی مقصد یہ ہے کہ اپنے ہمساؤن سے ارتباط و دوستی قایم رکھے تاکہ عامہ خلائق کو امن و آسودگی حاصل ہو۔ لہذا جو معاہدے کہ **محمد ہفتم** نے تمہارے ساتھہ کیے ہین اگر تم اون کو قایم رکھنا چاہو تو سلطان بلا تأمل اون کو منظور کرلے گا۔ بہت کچھہ خط وکتابت اور معاہدون کے تغیر و تبدل کے بعد یہہ قرار پایا کہ دو سال تک جانبین سے جنگ ملتوی رہے بعد اختتام مدت مذکور سلطان **یوسف** نے اپنی نیک نیتی اور صلح کل طرز حکومت کا یہ دوسرا ثبوت دیا کہ اپنے بہائی **علی** کو بغرض توسیع مدت بادشاہ **قسطلہ** کے پاس بہیجا مگر عیسائیون نے اس صلح آمیز طرز کو کم قوتی اور کم ہمتی پر محمول کیا اور یہ گستاخانہ جواب دیا کہ اگر تمہارا سلطان ہمکو سالانہ خراج دینا قبول کرے تو ہم تمہاری درخواست پر لحاظ کرین گے **علی** نے اس بیہودہ درخواست کو اوسی وقت نامنظور کردیا اور **غرناطہ** واپس چلا آیا۔

ان واقعات کے بعد ہی **فردلند** مع فوج کثیر **غرناطہ** کی سرحد مین داخل ہوا اور **انتقرہ** کا محاصرہ کرلیا۔ عربون نے فوج محصورین کی امداد کے واسطے

بہیجی اور اندر اور باہر دونون طرف کے عیسائیون کو اس قدر نقصان پہونچا یا کہ قریب تہا کہ یہ ناکام اپنے ملک واپس چلے جائین۔ اسی اثنا مین فردلند نے امداد بہیجی اور یہ حکم دیا کہ قلعہ کے گرد ایک دیوار کہنیچ دیجائے تاکہ وہ فوج جو قلعہ کے اندر مقیم ہے باہر نہ نکل سکے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور باوجودیکہ سلطان کے بہائی **علی** اور **احمد** نے باہر سے نہایت ہمت اور جرأت سے عیسائیون کا مقابلہ کیا۔ مگر اہل قلعہ کو رہائی نہ ہیسکے اور بالآخر بوجہ فاقہ کشی اہل قلعہ نے اس وعدے پر کہ عیسائی صحیح وسالم چلے جانے دین گے قلعہ کا دروازہ کہول دیا اور عیسائی اس تمام حصہ ملک پر قابض ہو گئے۔

جبکہ سلطان اس جنگ مین مصروف تہا قلعہ **جبل الطارق** کی رعایا اپنے حاکم کے ظالمانہ طرز حکومت سے اس قدر پریشان ہوئی کہ بالآخر اوس نے خفیہ طور پر **ابو سعید** بادشاہ **فاس** سے درخواست کی کہ خدا کے لیئے اس ظلم وستم سے نجات دو اس بادشاہ کو ملک **اندلس** مین اپنی حکومت قایم کرنیکا خیال تک نہ تہا لیکن اس کے بعض خود غرض مشیرون نے بلا سبب اس کے ہمنام بہائی **ابو سعید** ایک باخدا اور صاف باطن شخص سے اس کو بدظن کر دیا تہا لہذا اس کو یہہ عمدہ موقع اپنے بہائی کے باہر بہیجدینے کا ملا اور اس نے **ابو سعید** کو حکم دیا

کہ جہان تک جلد ممکن ہو سکے دو ہزار فوج لیکر اس قلعہ پر قبضہ کر لو ابو سعید بادشاہ کے خیالات سے بالکل بے خبر حسب الحکم اندلس آیا اور جبل الطارق کا محاصرہ کر لیا باوجودیکہ یہان کی رعایا نے اس کو ہر طرح مدد دی لیکن اس مستحکم قلعے کو یہ شہزادہ فتح نہ کر سکا سلطان یوسف کو جب اس یورش کی خبر پہونچی تو اس نے فوراً جو فوج کہ ایسے نازک وقت مین علٰحدہ کر سکتا تھا اپنے بہائی احمد کو دیکر حاکم قلعہ کی مدد کے لیے بہیجا ابو سعید نے اس مدد کے آنے کی خبر سن کر اپنے بہائی سے فوج و سامان کی درخواست کی مگر اس کے بہائی کی خواہش بہی یہی تہی کہ یہ شہزادہ کسی طرح گرفتار و قتل ہو اس نے چند بیکار جہاز جو جنگ مین کچہہ بہی مدد نہ دے سکتے تہے ظاہراً مدد روی جانے کے لیے بہیجے شہزادہ ابو سعید نے جب اپنے بہائی کو اس قدر بے پروا اور اپنے مین قوت مقاومت نہ پائی تو اس نے احمد سے اس شرط پر صلح کر لی کہ باغی رعایا کی خطا معاف کر دی جائے گی احمد اس شہزادہ کے ساتہہ نہایت اخلاق و مروت سے پیش آیا اور اس کو اپنے ہمراہ بطور مہمان لیکر پایہ تخت واپس آیا اس واقعہ کے کچہہ روز بعد بادشاہ فاس نے بذریعہ سفیر یہہ درخواست کی کہ ابو سعید کسی ترکیب سے مار ڈالا جائے۔ مگر یوسف کو اپنے بہائی کی ظلم و زیادتی اور اپنی سادہ دلی اور

نیک نیتی یاد تہی اس نے صرف اس درخواست ہی کو نا منظور نہین کیا بلکہ
بادشاہ کے خطوط اوس کے بہائی کو دکہا دیئے اور کہا کہ اگر تو اپنے بہائی سے
انتقام لینا چاہے تو مین تجہکو فوج اور روپئے سے ہر طرح مدد دینے پر راضی
اور اگر تو اس کی اس قبیح حرکت سے درگزر کرے تو مین تجہکو یہان عمدہ سے
عمدہ مکانات رہنے کے لیئے دینے کو تیار ہون ابوسعید اپنے بہائی
کے اس ارادے سے بالکل لاعلم اس کے ساتہہ دلی محبت رکہتا تہا۔
جب اس کو معلوم ہوا کہ بادشاہ نے محض اس کی تباہی کے لیئے اس کو اندلس
بہیجا تہا غم و غصے سے اس کی حالت متغیر ہوگئی اور اس نے فوراً انتقام کا
قصد ظاہر کیا یوسف نے تمام سامان جنگ اس کے لیئے مہیا کردیا۔ ۸۲۰ھ
مطابق ۱۴۱۷ء مین یہہ المیریہ سے اپنے ملک کی طرف روانہ ہوا اودہر بادشاہ
فاس مطمئن تہا کہ یوسف نے ضرور اب تک ابوسعید کا کام تمام کردیا ہوگا۔
کہ دفعتاً اس کو خبر پہونچی کہ شہزادہ عربون کی فوج اور نیز افریقہ کے مختلف قبیلون کو
ساتہہ لیئے دار السلطنت کی طرف بعجلت تمام آرہا ہے۔ شہر فاس کے قریب
جنگ واقع ہوئی بادشاہ کو شکست کامل ملی اور یہ شہر مین پناہ گزین ہوا۔ رعایا نے
جب دیکہا کہ بادشاہ کی حفاظت مین قریب قریب تمام فوج کام آچکی ہی اور ابوسعید

کی فوج مین کسی طرح کی کمی نظر نہین آتی بلا اجازت دروازے شہر کے کہول دئے اور شہزادہ ابوسعید کو اپنا بادشاہ تسلیم کرلیا۔ اس کے بہائی سلطان ابوسعید نے چند روز کی قید سخت کے بعد رحلت کی ابوسعید ثانی نے تخت پر بیٹھتے ہی اپنے معاون و سرپرست سلطان یوسف کو قیمتی تحفے بہیجے اور مدت العمر اوسکا سچا خیرخواہ بنا رہا۔

۸۲۰ہ مین فرڈلند نے حسب خواہش یوسف دو سال کے لئے صلح کرلی اور جب یحییٰ[1] عمر بلوغ کو پہونچا اور اپنے چچا کو علیحدہ کرکے عنان حکومت کو اپنے ہاتھ مین لیا تو اپنی مان کے حسب ہدایت صلح کی مدت کو بڑہا دیا۔

یوسف کے عدل و صلح پسند طرز حکومت کا اثر مسلمانون اور عیسائیون دونون پر ایسا پڑا تہا کہ عیسائی محکوم و غیر محکوم اپنے نزاعون کے تصفیہ کا دار و مدار اسی پر منحصر کرتے تہے[2] یوسف نے ۸۲۳ہ مطابق ۱۴۲۰ع مین انتقال کیا اور جنت العریف مین جہان شاہان غرناطہ مدفون تہے دفن ہوا۔

یوسف کے بعد اس کا بیٹا محمد ہشتم سریر آرائی حکومت ہوا معاملات خارجہ مین بہیہ یوسف کی تقلید کرتا رہا۔ چنانچہ تخت نشینی کے بعد ہی اس نے سفیرون کو

---

[1] یعنی جان بادشاہ قسطلہ [2] یہ کوئی چہوٹی سی بات نہتی کہ عیسائی نسبت اپنے ہم قوم و ہم مذہب بادشاہون کے ایک مسلمان کو اپنا قاضی بنائین اس کے متعلق جس سے عربون کی کمال عدل گستری اور روشن خیالی ثابت ہوتی ہے مین نے اپنے دیباچہ مین اقوال مصنفین اہل یورپ پیش کرکے اس واقعہ کو ثابت کیا ہے۔ دیکہو جلد اول دیباچہ صفحہ ۱۸۔ نوٹ (۱)

قسطلہ اور افریقیہ بہیجا اور موجودہ معاہدون کی تجدید کے بعد ان کی تکمیل و
وتعمیل مین اس نے سرمو فرق نہ ہونے دیا اور ان بادشاہون کو اپنا دوست
بنائے رکہا۔ کاش یہ اپنی عزیز رعایا کے ساتہہ بہی اسی قسم کا برتاؤ رکہتا اور
ان کی دلجوئی کرتا تو یہ بہی مثل اپنے باپ کے ہردل عزیز بنا رہتا مگر افسوس
کہ دشمنون کے ساتہہ تو اس نے دوستانہ تعلقات قائم کیئے اور اپنے
دوستون کے ساتہہ نہایت بے اعتنائی و بے وفائی سے پیش آیا۔ رعایا
تو ایک طرف امرا اور اعیان سلطنت کو بہی یہ نہایت حقارت کی نظر سے دیکہا
اور علانیہ ان کی توہین و آبروریزی کرتا اور اپنی اس نازیبا حرکت سے نہایت
محظوظ ہوتا تہا۔ اوس زمانہ مین امیر زادے بلکہ تمام ملک کے شرفا فن سپاہ گری
پر فخر اور اس کے حاصل کرنے مین کوشش بلیغ کرتے اور روزانہ خاص
خاص مقامات پر جمع ہو کر مشق مین مصروف رہتے تہے۔ ان لوگون کو اسطرف
راغب کرنے کی غرض سے بادشاہ وقت بذات خود ان کامون مین ان کا
شریک رہا کرتا تہا لیکن محمد ہشتم نے ان تمام باتون کو یکلخت موقوف کر دیا۔
دن رات اپنے محل مین پڑا رہتا اور صرف اپنے کم رتبہ ملازمون کی صحبت
مین اپنا عزیز وقت خراب کیا کرتا تہا آخر کار ان حرکات نازیبا اور افعال ناشایستہ

سے امیر و غریب کو اس سے متنفر کر دیا اگر لایق اور خاندانی قاضی غرناطہ امیر یوسف
اس کا وزیر موجود نہ ہوتا تو رعایا اس کو ضرور تخت پر سے اوتار دیتی۔ اس امیر کی
محض ذاتی وقعت اور رعب داب نے عامہ خلایق کو بغاوت سے باز رکھا۔
مگر بے اعتدالیون کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ جب ظلم و زیادتی اپنی حد سے
تجاوز کر گئے تو وزیر یوسف بھی جو سلطان کو راہ راست پر لانے سے
بالکل ناامید ہو چکا تھا بغاوت کو نہ روک سکا اور محمد الصغیر نے ایک روز
موقع پاکر شہر پر قبضہ کر لیا محمد ہشتم بدقت تمام شہر سے باہر آیا اور ایک غریب
ملاح کی شکل بنائے ابو فارس بادشاہ تونس کے پاس بھاگ آیا۔
اس بادشاہ نے اس کی بہت کچھ خاطر و مدارات کی اور مدد دینے کا بھی وعدہ کیا
محمد نہم نے ملک پر قبضہ کرتے ہی امراء کو اپنا طرفدار بنانا چاہا ایک حد
تک اس مین کامیابی بھی ہوئی مگر اس سے بڑی غلطی یہ ہوئی کہ اس نے وزیر
یوسف کو بلا وجہ اپنا دشمن بنا لیا۔
یوسف جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہین ایک مشہور خاندان کا رکن اور باوقعت
امیر اور دیگر عمائد سلطنت سے قرابت رکھتا تھا اس کو اپنے دوستون اور رشتہ دارون سے
سلطان کی بدظنی معلوم ہوئی تو یہ مع پندرہ سو امیرون کے مرسیہ بھاگ آیا

اور یہان سے اس نے بعد حصول اجازت بادشاہ قسطلہ کے پاس جاکر محمد
منہم کی ظلم و زیادتی کی شکایت کی اور اس کو اپنے بادشاہ یعنی محمد ہشتم کی مدد پر
آمادہ کرنا چاہا اس عیسائی نے مسلمانون کو آپس مین لڑانے کا عمدہ موقع دیکھا۔
اور بعد غور و تامل کے راضی ہو گیا اور رائے دی کہ چند باغی امیر اس کے سفیر کے
ساتھہ بادشاہ طونس کے پاس جائین اور اس کو اپنا معاون بنانے کی کوشش
کرین۔ بادشاہ مذکور پہلے ہی سے ہموار کر چکا تہا اس سفارت کے پہونچتے ہی
اس نے پانچسو سوار اور ایک معقول رقم فوج و سامان کے لیے
دیکر محمد ہشتم کو اندلس روانہ کیا۔ یہان وزیر یوسف نے اپنے آقا کے اگلے
برتاؤ کا اثر بہت کچھہ مٹا دیا تہا۔ جب سلطان اندلس مین داخل ہوا تو صوبہ المیریہ
کی رعایا نے اس کی مدد دینے کا اقرار کیا محمد منہم کو جب اس کے اندلس مین
آنے اور اس کامیابی کی اطلاع ہوئی تو اس نے بہ تعجیل تمام اپنے بہائی کو
سات سو سوار دیکر اہل افریقیہ کے مقابلے کے لیے بہیجا مگر یوسف کے طرفدارون
نے سازش کا ایسا جال بچہایا تہا کہ جب دونون فوجین ایک دوسرے کے سامنے
ہوئین تو آدہے سے زیادہ عرب اپنے بادشاہ سابق سے آملے اور الصغیر کا بہائی
غرناطہ بہاگ آیا محمد ہشتم آگے بڑہتا ہوا غرناطہ پہونچا الصغیر نے پہلے مقابلہ

قصد کیا اور الحمرا مین قلعبند ہوگیا لیکن جب دیکہا کہ تمام رعایا اس کے بہائی کی مدد پر آمادہ ہے تو اس نے اپنے مشیرون کے حسب ہدایت قصر کے دروازے کہول دئے سلطان نے الصغیر کو فوراً قتل کرڈالا اور دوبارہ ۸۳۳ھ مطابق ۱۴۳۰ء مین تخت پر بیٹہا۔

تجربے نے سلطان محمد ہشتم کو اب ہوشیار کردیا تہا اس نے اپنی طرز حکومت کو بالکل بدل دیا اور اپنی عزیز رعایا کی دل جوئی اور دل سوزی سے بنیاد سلطنت کو مستحکم کرنا چاہا اور اپنے سچے خیرخواہ یوسف کو اپنا وزیر اعظم مقرر کیا بعدازان سلطان نے کوشش کی کہ باہمی بادشاہ قسطلہ سے دوامی صلح کا معاہدہ ہوجائے بادشاہ قسطلہ نے جواب دیا کہ جو رقم کہ مین نے تم کو بطور قرض دی تہی اوس کو اور مجھکو خراج دینا قبول کرو۔ محمد ہشتم نے ان شرائط کو نامنظور کردیا۔ چونکہ اوسی وقت یہ عیسائی بادشاہ اپنے ہم مذہبون کے ساتہہ جنگ مین مشغول تہا کسی قسم کا فساد برپا نہ ہوا کہین اس نے بادشاہ تونس سے سلطان کی وعدہ خلافی اور احسان فراموشی کی شکایت کی اور اوس کو راضی کرلیا کہ اگر ہم دونون مین لڑائی ہوئی تو وہ سلطان کی مددگار ہوگا بادشاہ تونس نے سلطان کو مشورہ دیا کہ اس عیسائی کی جائز درخواستون کو منظور اور جو رقم اس نے دی تہی وہ ادا کردے۔ اسی اثنا مین

یحییٰ[1] نے باغی عیسائیون سے صلح کر لی اور دو مختلف راستون سے غرناطہ پر حملہ کیا۔ جس فوج نے قازرلا پر یورش کی تہی اوس کو عربون نے کامل شکست دی مگر قمرقاش کی طرف عیسائیون نے متعدد قلعون کو فتح کیا اور اوس حصۂ ملک کو تباہ و تاراج کرتے ہوئے بے انتہا مال غنیمت کے ساتہہ قرطبہ واپس چلے گئے۔

باوجودیکہ رعایا نے سلطان کا پورے طور پر ساتہہ دیا اور سلطان نے بہی اپنے کو عملاً خیرخواہ قوم اور ملک ثابت کر دیا تہا۔ تاہم بعض خودغرض کوتہ اندیش امیرون کی طرف سے اس کو اطمینان نہ تہا۔ چنانچہ اس کا یہ شبہہ صحیح نکلا اور ایسے نازک وقت پر جبکہ عیسائی ملک کو برباد کر رہے تہے ایک مشہور و متمول امیر یوسف ابن الاحمر نے بغاوت کے علم کو بلند اور بادشاہ قسطلہ کو دوبارہ جنگ پر بدین وعدہ آمادہ کیا کہ تادم مرگ مین اپنے سرپرست[2] کو خراج ادا کرتا رہونگا اور بوقت ضرورت آٹہہ ہزار فوج سے مدد دونگا۔ عیسائی کے لیئے یہ بغاوت نعمت غیر مترقبہ تہی اس نے بلا تامل اس امیر کی درخواست کو قبول کر لیا۔

باغی مسلمان اور عیسائی دونون البیرہ کے پہاڑون کے دامن مین خیمہ زن

[1] یعنی جان بادشاہ قسطلہ۔ [2] یعنی بادشاہ قسطلہ

ہوئے یہان ایک جنگ عظیم واقع ہوئی اور صبح سے شام تک دونون فوجین برابر لڑتی رہین شام کے قریب جب سلطان نے دیکھا کہ ہزارون مسلمان شہید ہوگئے اور جو باقی رہ گئے ہین وہ دشمنون کی نسبت بہت کم ہین ہجوم رنج والم سے پریشان شہر مین داخل ہوا۔ عیسائی فوج کا بھی ایک بہت بڑا حصہ کام آچکا تھا اور جو فوج کہ باقی رہ گئی تھی وہ اس قابل نہ تھی کہ دوسرے روز اپنی اس کامیابی سے کچھہ فائدہ اوٹھائے۔ پس بادشاہ **قسطلہ** نے **ابن الاحمر** کے اصرار اور خوشامد پر توجہ نہین کی اور **قرطبہ** واپس چلا گیا۔ مگر یہان پر اس باغی امیر کا دل بڑہانے کی غرض سے بادشاہ **قسطلہ** نے دربار عام مین اس کو اپنی طرف سے بادشاہ **غرناطہ** بنایا اور آیندہ مدد دینے کا وعدہ کیا **ابن الاحمر** حدود **غرناطہ** مین داخل ہوا اور رندہ اور **لوشہ** وغیرہ مقامات پر سرحدی عیسائیون کی مدد سے قبضہ کر لیا۔ اور یہان سے اس نے ایک خط شکریہ کا بادشاہ **قسطلہ** کے پاس بھیجا اس مین اپنے اس عیسائی کو اپنا سرپرست تسلیم اور سالانہ خراج دینے کا وعدہ کیا اور نیز یہ تحریر کیا کہ بروقت جنگ فوج و سامان سے اپنے سرپرست کی مدد کرتا رہون گا اور جب کبھی بادشاہ جبل **طلیطلہ** سے گزر کر **غرناطہ** کی طرف آئے تو یا تو بذات خود دربار مین حاضر ہو کر اپنی اطاعت و فرمان برداری کا ثبوت دونگا اور اگر نہ آسکا تو اپنے امرا کو نیابتاً بھیجونگا

عیسایون کا دلی مقصد یہی تہا کہ یہ چہوٹا سا حصہ ملک اندلس کا جو مسلمانونکے قبضہ مین باقی رہ گیا ہے اس پر بہی کسی نہج سے قابض ہوجایئن لہذا بادشاہ قسطلہ نے اس بغاوت کے قایم رکہنے کی کوشش کی اور ابن الاحمر کو فوج وسامان سے مدد دیتا رہا۔ یہ امیر امداد کے پہونچتے ہی غرناطہ کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان نے بہی اپنے جان نثار وزیر یوسف کو اس کے مقابلہ کی غرض سے بہیجا۔ ۸۳۹ھ مطابق ۱۴۳۶ء مین ان دونون امیرون مین بہت سخت لڑائی واقع ہوئی جس مین وزیر یوسف قتل ہوا اور اوس کی فوج ہزیمت خوردہ غرناطہ کی طرف بہاگ گئی۔ اس شکست سے اہل غرناطہ کچہہ ہراسان و مرعوب ہوئے کہ سب نے سلطان محمد کو مشورہ دیا کہ دشمن غرناطہ کے قریب آپہونچا ہے اور ہمارے پاس اتنی فوج نہین کہ ہم اس کا مقابلہ کرین بہتر ہوگا کہ اس کے آنے کے قبل ہی تو یہان سے چلا جا۔ سلطان کو مجبوراً اس رائی کی پابندی کرنی پڑی اور یہ مع اپنے عیال و اطفال اور جو خزانہ کہ الحمرا مین جمع تہا لیکر مالقہ مین جہان ہنوز اس کے طرفدار باقی تہے پناہ گزین ہوا۔

ابن الاحمر نے جب میدان کو بالکل خالی پایا تو اس نیت سے کہ رعایا بددل نہ ہوجائے تمام فوج کو اس نے شہر کے باہر چہوڑا اور صرف چہہ سو سوارون کے

ساتہہ غرناطہ مین داخل ہوا اور قصر الحمرا مین تمام امرا و اعزہ شہر کو حاضری کا حکم دیا اور سب سے اطاعت و فرمان برداری کا حلف لیا۔ اور پہر اس نے ایک خط بمضمون ذیل بادشاہ قسطلہ کو بہیجا۔

یوسف محمد ابن الاحمر بادشاہ غرناطہ تمہارا مطیع و فرمان بردار بعد اظہار عقیدت و نیازمندی معروضہ کرتا ہے کہ مین سیدہا غرناطہ آیا اور یہان کے تمام امرا اور علما نے مجہکو اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ یہہ دن مجہکو خدائی تعالی کے فضل و کرم اور تمہاری عنایت و مدد سے نصیب ہوا۔ سلطان محمد ہشتم مع اپنے رشتہ دارون کے مالقہ کی طرف بہاگ گیا لیکن جانے کے قبل جو مال و اسباب کہ الحمرا مین جمع تہا تمام و کمال اپنے ساتہہ لے گیا اور اب مین نے تمہارے فوجی افسر کو سلطان کے تعاقب مین مالقہ روانہ کیا ہے مجہکو امید ہے کہ اپنے سرپرست کی مدد سے مین اس کو گرفتار کر لون گا"

یہہ عیسائی مسلمانون کی بربادی کی خبر سن کر دل مین بہت خوش ہوا اور ابن الاحمر کو اس کامیابی کی مبارکباد دی۔ اس کے بعد ہی بادشاہ تونس کا ایک خط اس کے پاس بدین مضمون پہونچا کہ "سلطان محمد کو زیادہ پریشان کرنا مجہکو گوارا نہین مین امید کرتا ہون کہ تم اپنی رقم وصول کرنے پر اکتفا کرو گے" اس

عیسائی نے سلطان محمد کی حالت پر بہت کچھہ رنج و افسوس ظاہر کیا اور لکھا کہ "مین خود سلطان کو تخت سے علیحدہ کرنا نہین چاہتا تہا لیکن جب یہ فعل وقوع مین آچکا ہے تو اب اس کا انسداد میرے دست قدرت مین نہین ہا مجہکو البتہ اس کے دشمنون کی مدد دینے کا اعتراف با افسوس ہے"

ابن الاحمر کو یہ خلاف امید کامیابی اس وقت حاصل ہوئی تہی کہ جب اس کا آفتاب عمر قریب غروب پہونچ چکا تہا۔ چنانچہ تخت نشینی کے چہہ مہینے کے بعد اس نے انتقال کیا اور محمد ہشتم تیسری بار تخت پر بیٹہا۔ اس نے امیر عبد الحق کو اپنا وزیر مقرر کیا اور اس کے حسب رائے شاہان قسطلہ و تونس سے صلح کی درخواست کی۔ عیسائیون نے بمصلحت وقت ایک سال جنگ کو ملتوی رکہا اس مدت کے ختم ہوتے ہی باہمی محاربات شروع ہو گئے جن مین کبہی عیسائی اور کبہی مسلمان غالب ہو گئے ۸۴۰ھ مطابق ۱۴۳۶ء اور ۱۴۴۱ء مین امیر عبد البار فوج عرب کے مشہور سپہ سالار نے قمر قاش اور وادی آش کے قریب عیسائیون کو متواتر شکستین دین اور ان کے علم اور سامان پر قبضہ کر لیا۔

جبکہ عرب اس طرف جنگ مین مصروف تہے عیسائیون نے دوسری طرف سے ان کے ملک پر حملہ کیا اور بعض بعض مشہور شہرون اور قلعون کو فتح کر لیا۔ سلطان محمد

نے جب دیکھا کہ اس کی فوج مین اب مقابلے کی قوت باقی نہین رہی تو اس نے
عیسائیون کو صلح پر آمادہ کرنا چاہا مگر بادشاہ قسطلہ نے ایسے شرائط پیش کیے
جن کو یہ اگر منظور کر لیتا تو قلعہ وادی آش اور بنیرہ جو پایہ تخت کے بالکل قریب
تھے عیسائیون کے قبضے مین چلے جاتے مجبوراً اس کو جنگ کا سلسلہ قایم رکھنا
پڑا۔ اس اثنا مین عیسائیون نے جبل الطارق کا محاصرہ کر لیا ان کی متواتر
کامیابیون نے ان کو ایسا بے فکر کر دیا تھا کہ عیسائی میدان جنگ کو اپنا گھر سمجھکر
آرام سے سو رہا کرتے تھے۔ اہل قلعہ نے ایک رات موقع پاکر ان کی فوج
پر شبخون مارا۔ اس مین عیسائیون کے بعض مشہور افسر قتل ہوئے اور فوج حالت
پریشانی مین جدھر منہہ اوٹھا بھاگ نکلی۔ بہت قتل ہوئے ہزارون دریا مین ڈوبکر
مر گئے۔ جس وقت عرب جبل الطارق کی دیوارون کے سامنے عیسائیونکو
قتل و غارت کر رہے تھے قریب قریب اوسی وقت سلطان محمد کے وزیر یوسف
کا بیٹا ابن سراغ ایک مشہور عیسائی افسر دان پیریا کو قمرقاش کے قریب
مین شکست دے رہا تھا مگر افسوس ہے کہ عین وقت پر جب عرب عیسائیون کو
شکست دے چکے تھے ابن سراغ نے جوش فتح مین اور عیسائی افسر
نے بحالت یاس و ناامیدی میدان جنگ مین جان دے دی۔

قسمت کے اس طرح ایک دفعہ پہر جانے اور عربون کے ظفریاب ہونے سے
بادشاہ **قسطلہ** کی ہمت ٹوٹ گئی اور ایک زمانے تک عیسائیون نے **غرناطہ**
کا رخ نہ کیا لیکن عربون کی عظیم الشان کامیابی ان کے لیئے باعث مضرت ہوئی
اس لیئے کہ جب سلطنت کو عیسائیون کی یورشون سے امن ملا تو خانہ جنگی کے آثار
نمودار ہونے لگے۔ اس خانہ جنگی مین **محمد ابن اسمٰعیل** اور **ابن عثمان** سلطان
کے دو بہتیجے بہی شریک تہے **ابن عثمان** اوس زمانہ مین **المیریہ** مین مقیم تہا۔
اس کو جب پایہ تخت مین بغاوت کی خبر پہونچی تو یہ خفیہ طور پر غرناطہ آیا اور باغیون کا معین
و مددگار ہوکر بغاوت کو اس قدر بڑہایا کہ یہ آخر الامر الحمرا پر قابض ہو گیا اور بادشاہ
کو تیسری بار تخت سے اوتار کر قید کر دیا۔ ۸۴۹ھ مطابق ۱۴۴۵ء **امین عبد البار**
نے جو بادشاہ کی گرفتاری کے بعد شہر سے بہاگ گیا تہا اس کا مقابلہ کرنا چاہا۔
یہہ امیر دیرینہ سال دور اندیش آدمی تہا۔ اس نے یہ دیکہا کہ اگر مین سلطان **محمد** کی
رہائی کی غرض سے جنگ کو شروع کرتا ہون تو اس کا پہلا نتیجہ یہہ ہوگا کہ **محمد ابن**
عثمان سلطان کو مروا ڈالیگا بہتر یہ ہے کہ شہزادہ **ابن اسمٰعیل** کے نام سے کوشش
کی جائے۔ چنانچہ اس امیر نے فوراً **ابن اسمٰعیل** کو اپنے ارادے سے آگاہ کیا
اس شہزادہ نے پہلے بادشاہ **قسطلہ** سے مدد کا وعدہ لیا اور پہر امیر **عبد البار** سے آملا

ابن عثمان نے یہ سنا کہ عیسائی اسمٰعیل کی مدد پر آمادہ ہین تو اس نے
ان کو اس ارادے سے باز رکھنے کے واسطے ان کے ایک قلعہ مورل کو
بعد حملہ سخت فتح کرلیا اس فتح کا رعب قرب وجوار کے عیسائیون پر ایسا پڑا کہ یہ لوگ
شہرون اور قلعون کو چہوڑکر ایک نہایت مستحکم قلعہ ظلمہ نامی مین پناہ گزین ہوئے
ابن عثمان بہی ان کے عقب مین بہ تعجیل تمام پہونچا اور قلعہ مذکور کا محاصرہ
کرلیا۔ اگرچہ عیسائی بمقابلہ عربون کے اقل قلیل اور بوجہ شکست سابق نہایت
پریشان حال تہے مگر اونہون نے ہمت وبہادری سے مسلمانون کے حملون کا
جوابدیا۔ اور جب تک کہ ایک ایک عیسائی نے اپنی جان کو اس قلعہ پر تصدق نہ کیا
عربون کو آگے بڑہنے نہ دیا۔

۵۵۲ھ مطابق ۱۱۴۴ء مین سلطان ابن عثمان نے اپنی فوج کو چند
حصّون مین تقسیم اور مختلف راہون سے عیسائیون پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور ایک دستہ
فوج کا ابن اسمٰعیل کے مقابلے کے لیے بہی بہیجا یہ تیاری جنگ مین مصروف
تہا کہ اسی اثنا مین اس کو خبر فرحت اثر پہونچی کہ شاہان ارغون اور ارلبونیہ[1] بادشاہ
قسطلہ کے ساتھ جنگ کا ارادہ رکہتے ہین۔ اس نے اوسی وقت سے عیسائیون کو

[1] یہ دونون بادشاہ قوم عیسائی سے تہے۔

آپس مین لڑانے کی کوشش شروع کی اور فوراً اپنے سفیر ارغون اور اربونیہ بہیجکران بادشاہون کو اس امر پر راضی کیا کہ اگر یہ دونون قسطلہ پر حملہ آور ہون تو یہ بہی اس طرف سے یورش کریگا چنانچہ حسب قرار داد ۷۵۴ھ مطابق ۱۳۵۴ء مین سلطان بذات خود مع لشکر کثیر صوبہ مرسیہ کو تاخت و تاراج کرتا اور فوج قسطلہ کو شکست دیتا ہوا بہت کچھہ مال غنیمت کے ساتھہ غرناطہ واپس آیا۔ اسی طرح سال آیندہ بہی بشراکت شاہ ارغون و اربونیہ عربون نے پہر فوج کشی کی ابن عثمان نے ابکی دفعہ اندلوسیہ پر حملہ کیا اور جس طرح مرسیہ کو اس نے تباہ کیا تہا اس ملک کو بہی جہان تک ممکن ہوسکا خراب کرتا رہا اگر یہ چاہتا تو قرطبہ کا محاصرہ کر لینا کوئی مشکل امر نہ تہا لیکن اس دفعہ بہی اس نے اس قدر کامیابی پر اکتفا کی۔

امیر عبد البار کا جس نے ابن اسمٰعیل کو بغاوت پر آمادہ کیا تہا ایک بیٹا محمد نامی تہا اور یہ غرناطہ مین ایک عورت پر ایسا فریفتہ و عاشق ہوا کہ جب ابن عثمان نے اس شہر پر قبضہ کیا اور عبد البار یہان سے جانے لگا تو محمد نے اپنے باپ کے ساتھہ آنے سے انکار کر دیا تہا اسی وفاداری اور بہادری کے باعث ابن عثمان نے اپنے دشمن کے بیٹے کو اپنے زمرۂ

مصاحبین مین داخل کیا اور ہر طرح اس کو اپنا دوست اور خیرخواہ بنانے کی کوشش کی۔ جب اس کو اطمینان کامل ہو گیا کہ یہ مجھہ سے بے وفائی نہ کریگا تو اب سلطان نے محمد ابن عبد البار کو فوج دیکر مرسیہ کی طرف بہیجا۔ پہلے پہل اس نوجوان امیر نے اپنے مفوضہ کام کو اس خوش اسلوبی سے انجام دیا کہ اس کو اس مہم مین پوری کامیابی حاصل ہوئی۔ لیکن ایک تو عالم شباب اور پہر اوس پر جوش فتح اس نے صرف مرسیہ کے قلعون اور شہرون کے فتح کرنے پر قناعت نہین کی بلکہ بلا تامل لارقہ پر حملہ آور ہوا۔ یہہ ہنوز اس شہر کے سامنے وارد ہی ہوا تہا کہ ایک جمعیت کثیر عیسائیون کی اس شہر مین سے نکلی اور امیر محمد کی تہکی ماندی فوج پر یورش کی۔ اس جنگ نے اس نوجوان امیر کی فتح کو مبدل بہ شکست کر دیا اور یہ ہزیمت خوردہ صرف چند ہمراہیون کے ساتہہ غرناطہ واپس آیا۔ ابن عثمان کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اس نے محمد ابن عبد البار کو طلب کیا اور یہ کہا کہ "جب تو نے اپنی بہادر فوج کے ساتہہ مرنا پسند نہین کیا اور میدان جنگ سے اپنی فوج کو مردہ چہوڑ کر بہاگ آیا تو اب مین تجہکو اس نامردی کی سزا جلدی نہ دونگا۔ چنانچہ اوسی وقت یہ بدقسمت امیر مار ڈالا گیا"۔

ہم اوپر تحریر کر آئے ہین کہ ابن اسمٰعیل محض بادشاہ قسطلہ کے بہروسہ پر

عبد البار وغیرہ باغی امراء کا شریک حال ہوا تھا مگر قبل اس کے کہ بادشاہ
مذکور ایفائی وعدہ کرتا اربونیہ اور ارغون کے عیسائیون نے ابن عثمان
کی شرکت سے قسطلہ پر حملہ کیا تھا اور سلطان کو ایک عمدہ موقع اپنے دشمن سے
انتقام لینے کا ملا تھا ابن اسمٰعیل کو مجبوراً معرکہ آرائی ملتوی کر دینی پڑی اور
یہ اس امر کا منتظر رہا کہ اس کے دوست اور معاون کو خانہ جنگی سے نجات ملے
تو یہ حسب وعدہ مدد طلب کرے۔ آخر الامر بادشاہ قسطلہ نے بمشکل شاہان اربونیہ
اور ارغون کو صلح پر راضی کیا اور ابن عثمان کی طرف متوجہ ہوا۔ ۸۵۹ھ
مطابق ۱۴۵۴ء مین ابن اسمٰعیل نے مدد کے پہونچتے ہی غرناطہ پر یورش کا
قصد کیا یہان متواتر کامیابیون نے ابن عثمان کو اس قدر مغرور اور متکبر بنا
دیا تھا کہ اس نے بخلاف عادت منصفانہ سابق ظلم و زیادتی شروع کر دی تھی اور
بعض نامی امراء کو بلاوجہ قتل کر ڈالا تھا امراء اور عامہ خلائق دونون روز بروز اس سے
بددل ہوتے جاتے تھے۔ اس نے بدقت تمام فوج کو فراہم کیا اور ابن اسمٰعیل
کے مقابلے کی غرض سے آگے بڑھا لیکن اس کے ظلم نے فوج کے شوق جنگ
اور جوش شجاعت کو بجھا دیا تھا۔ اس جنگ مین اس کو کامل شکست ملی اور یہہ غرناطہ
بھاگ آیا یہان پہونچکر اسنے دیکھا کہ تمام رعایا علانیہ اس کی مخالفت پر آمادہ ہے ایسے نازک

وقت پر بہی اس نے اپنے مذموم طرز کو نہ چہوڑا اور بعض امراء کو قصر الحمرا مین
قتل کر ڈالا - بعدہ مع چند خاص مشیرون کے بہاگ کر پہاڑون مین پناہ گزین ہوا
ابن اسمٰعیل بلا تعرض دار السلطنت غرناطہ مین داخل ہوا اور اوسی روز اس کی
تخت نشینی کا تمام ممالک محروسہ مین اعلان کیا گیا - ان واقعات کے چند روز بعد
اس کے دوست اور معاون یحییٰ بادشاہ قسطلہ نے انتقال کیا اور اوس کا
بیٹا وان انزیق تخت نشین ہوا اس زمانہ سے سلطان کے انتقال تک جو ۸۶۷ھ
مطابق ۱۴۶۶ء تک واقع ہوا - عیسائیون کے ساتہہ سلسلہ جنگ کا قائم رہا جسمین
اس کے بیٹے ابو الحسن نے کمال ناموری حاصل کی -

باب ہفتم

ابوالحسن کی تخت نشینی ۔ صحرہ پر عربون کا قبضہ ۔ جنگ الحمّہ ۔ عربونکی شکست ۔ الزغل کی بغاوت ۔ لوشہ کا محاصرہ ۔ عیسائیون کی شکست ۔ انقلاب غرناطہ ۔ ابوعبداللہ فردلند ۔ ملاقہ اور المیریہ اور باجہ پر عیسائیون کا قبضہ ۔ خانہ جنگی ۔ عربون کی شکست جنگ غرناطہ ۔ عیسائیون کی عہدشکنی ۔ عربون کا ملک اندلس سے اخراج ۔

۸۷۰ھ مطابق ۱۴۶۶ء مین سلطان ابن اسمٰعیل نے انتقال کیا اور اس کا بیٹا ابوالحسن مسند فرمانروائی پر متمکن ہوا ۔ زمانہ اب بالکل بدل چکا تھا اور وہ عیسائی بادشاہ جنہون نے سلطان کے باپ اور دادا کے ساتھہ دوستانہ تعلقات قائم کرنے کی ہمیشہ خواہش کی تھی اور بروقت ضرورت ان کی مدد بھی کرتے رہتے تھے مر چکے اور بجائی اون کے فردلند[1] اور اس کی بیوی ازابیلا قسطلہ مین حکمران تھے ۔ یہہ دونون باوجود کم سنی بے حد متعصب اور اس فکر و کوشش

[1] فردلند اور ازابیلا کی شادی کے بعد ارغون بہی قسطلہ مین شریک ہوگیا تھا ۔

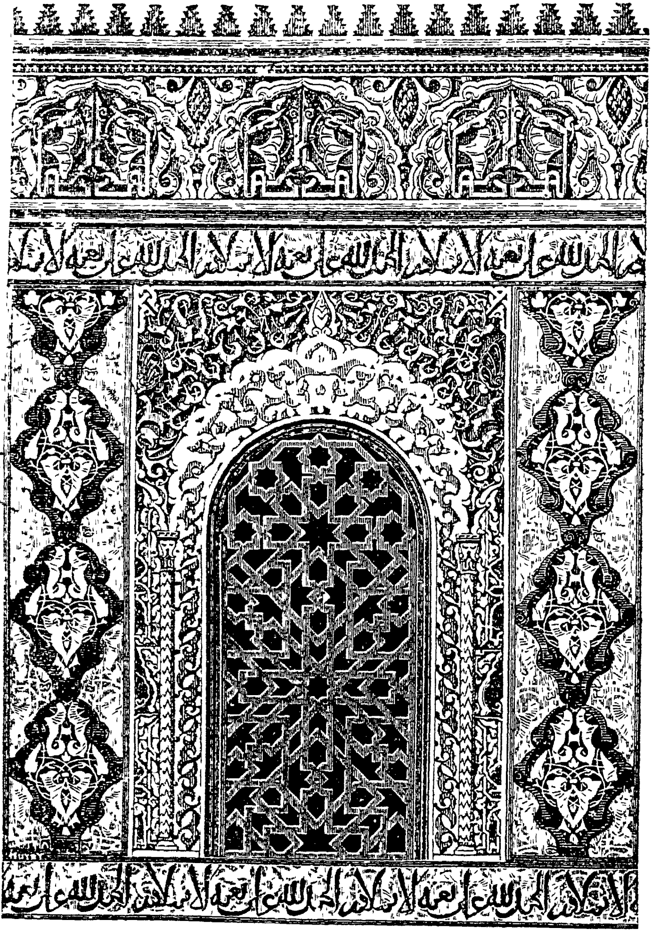

مسجد الحمراء کی ایک کھڑکی

مین تھے کہ جو ملک عربون کے قبضے مین باقی رہ گیا ہے اس کو کسی طرح اپنے دائرہ حکومت مین شریک کرلین اور اگر ممکن ہو تو ایک مسلمان کو بھی اس جزیرہ نما ملک مین زندہ نہ چھوڑین۔ ۸۸۰ھ مطابق ۱۴۷۶ع مین فرڈلنڈ نے سلطان کو لکھا کہ اگر تم صلح چاہتے ہو تو بلا عذر ہم کو خراج دینا منظور کرو ابوالحسن نے جواب دیا کہ غرناطہ کے دارالضرب مین اب سونے کے سکے کے عوض فولادی شمشیرین اور سنانین عیسائیون کے جگر چاک کرنے کی غرض سے تیار ہوتی ہین۔ یہ جواب اس نوعمر سلطان کا غرور ولاف زنی پر مبنی نہ تھا بلکہ جیسا آیندہ بیان کیا جائے گا اس نے مصمم قصد کر لیا تھا کہ یا تو اس ملک مین جہان ہم کو آٹھ سو برس گزر چکے ہین آزادانہ بلا شرکت غیرے حکومت کرین گے یا میدان جنگ مین اپنی جانین دے دین گے تاہم چند سال جنگ ملتوی رہی۔

۸۸۶ھ مطابق ۱۴۸۱ع مین ابوالحسن نے دفعتاً اپنی پوری قوت سے سرحد اندلسیہ کے قلعہ صخرہ[ف] پر حملہ کیا۔ اور باوجودیکہ یہ قلعہ نہایت بلند اور مستحکم اور اس کے ایک جانب سے دریائے وادی لکہ نہایت زور و شور سے بہتا تھا مگر عربون نے اپنے نوجوان سلطان کو جنگ مین شریک دیکھکر اپنی جانون کی

[ف] اس مقام کو بعض مورخین صحرہ کہتے ہین اور بعض صخرہ اسی طرح عیسائی مورخ بھی بعض سگرہ اور بعض زارہ سے لکھتے ہین۔

بالکل پروانہ کی اور نہایت ہمت سے رات کے وقت اس کی دیوارون پر چڑھ گئے اور قلعہ کو بہ محنت و کوشش رات بھر ہی مین فتح کرلیا۔ چونکہ اس قلعہ کو فرڈلنڈ کے دادا نے عربون سے چھینا تھا اس قلعہ کے ہاتھ سے نکل جانیکا اس عیسائی کو بے انتہا رنج ہوا اور اس نے اوسی وقت حکم دیا کہ جہان تک جلد ممکن ہو سکے فوج سرحد پر بھیجی جائے اور اس قلعہ کے بدلے عربون کی حدود مین جو مقامات کہ ان کی فوج سے خالی ہون اون پر قبضہ کرلیا جائے چنانچہ ۸۸۷ھ مطابق ۱۴۸۲ء مین عیسائیون کو خبر پہونچی کہ قلعہ الحمہ[1] بغیر کافی فوج و سامان کے خالی پڑا ہوا ہے۔ یہہ معلوم ہوتے ہی حاکم قادس نے بآسانی اس پر قبضہ کرلیا مگر عیسائی اپنی شرارت جبلی سے باز نہ آئے یعنی ہزارون مسلمان عورتون اور بچون کو بلا وجہ قتل کر ڈالا جس وقت اس حادثہ عظیم کی خبر غرناطہ پہونچی تمام شہر مین کہرام مچگیا سلطان ڈرا کہ رعایا کا غم کہین ان کو باغی نہ کردے اس نے فوراً ایک اپنے وزیر کو تاکیدی حکم دیا کہ جہان تک جلد ممکن ہو سکے عیسائیون کو سرحد کے باہر کردے عیسائی فوج جس نے اس قلعہ کو فتح کیا تھا تعداد مین دس ہزار تھی۔ چونکہ یہہ قلعہ غرناطہ کے قریب واقع تھا عیسائی افسر نے یہان لڑنا مناسب نہ سمجھا اور اثنا مین

[1] اس قلعہ کی حمام تمام جہان مین مشہور تھے اور المقری لکھتا ہے کہ صرف ان حمامون سے پانچ لاکھ دینار سالانہ وصول ہوا کرتے تھے۔

تہا کہ مع مال غنیمت واپس ہو جائے اس غرض سے عربون نے اس کو
مع فوج محصور کرلیا۔ عرب ہنوز اس مستحکم اور ہر طرح کے محفوظ قلعہ کے فتح کرنیکی
فکر و کوشش مین تہے کہ ان کو اطلاع ہوئی کہ **قرطبہ** کا حاکم اہالیان قلعہ کی مدد
کے لیئے آرہا ہے۔ فوج عرب کے افسر نے کچہہ فوج تو قلعہ کے سامنے
چہوڑی اور مع باقی لشکر کے حاکم **قرطبہ** کا مقابلہ کیا۔ بعد زد و خورد بسیار عیسائی
شکست خوردہ بجانب **قرطبہ** بہاگ آئے متصل اس واقعہ کے حاکم **اشبیلیہ** مع
فوج بغرض امداد قلعہ کے سامنے نمودار ہوا۔ چونکہ عربون کے پاس کافی فوج اوس وقت
نہ تہی بعد مشورہ یہ **غرناطہ** واپس چلے آئے۔ بعد چندے عربون نے دوبارہ **قلعہ الحمہ**
کا محاصرہ کیا اور ہر چند کہ تدابیر اس کے استرداد مین کین مگر سوا اس کے کہ ہزارون
عرب کام آئے کوئی نتیجہ حسب دل خواہ بر آمد نہ ہوا۔

ماہ جمادی الاول ۸۸۶ھ مین سلطان کو اطلاع ہوئی کہ **فردلند** بذات خود
اپنی پوری فوج کے ساتہہ **غرناطہ** کی طرف آرہا ہے مگر یہ کوئی نہین کہسکتا تہا کہ اسکا قصد
کیا ہی اور اس بار کس شہر پر کس قلعہ پر حملہ کریگا۔ اس کے بعد ہی خبر پہونچی کہ **فردلند** نے شہر
لوشہ کا محاصرہ کرلیا۔ سلطان بہی فوراً شہر مذکور کی طرف روانہ اور بتاریخ ۲۷ جمادی
الاول عیسائیون کو شکست دیکر اون کے تمام مال و اسباب پر قابض ہوا۔

افسوس ہے کہ باوجود ان متواتر صدمات شدید کے عرب ہوشیار نہ ہوئے اور ایسے نازک وقت پرجبکہ عیسائی چارون طرف سے اس چہوٹی سی اسلامی ریاست کو گہیرے ہوئے رہی سہی قوت کے توڑنے مین ہمہ تن مصروف تہے۔ نفسانیت وخود غرضی کی بدولت خانہ جنگی شروع ہوگئی بغاوت کی وجہ یہہ ہوئی کہ سلطان **ابوالحسن** کی دو بیبیان تہین ایک تو اس کے چچا سلطان **عبداللہ** کی لڑکی جس کے بطن سے دو بیٹے **ابو عبداللہ محمد** اور **ابوالحجاج یوسف** تہے اور دوسری بی بی ایک عیسائی عورت تہی۔

چونکہ سلطان بہ نسبت شہزادی کے اپنی دوسری بی بی کو زیادہ چاہتا تہا **ابو عبداللہ محمد** اور **یوسف** کو خوف ہوا کہ کہین سلطان اس کے بچون مین سے کسی کو اپنا ولیعہد مقرر نہ کردے امرائے عرب نے بہی ان شہزادون کی تائید کی جس وقت سلطان جنگ مین مصروف تہا۔ یہہ دونون بہاگ کر وادی **آش** آئے اور بعد اعلان بغاوت **لبسطہ** اور **المیریہ** اور بعدہ خاص دارالسلطنت **غرناطہ** پر یہہ باغی شہزادے مسلط ہوگئے اور سلطان کو مجبوراً **مالقہ** چلا آنا پڑا عیسائیون کو فوج کشی کے واسطے اس سے زیادہ اور کیا موقع ملسکتا تہا۔ عین زمانہ خانہ جنگی سنہ ۸۸۸ھ م سنہ ۱۴۸۳ء مین **اشبیلیہ** اور **استیجہ** اور **شریش** کے حاکم بہ جمعیت آٹہہ ہزار

فوج حملہ آور ہوئے۔ باوجودیکہ اس جنگ مین عیسائیون کے نامور سپہ سالار اور فوجی افسر موجود تھے ونیز بغاوت نے عربون کو نہایت کمزور کردیا تھا۔ جنگ مالقہ مین ایک قلعہ بھی ان سے فتح نہ ہوسکا۔ تین ہزار عیسائی سپاہی کام آئے اور **شریش** اور **اشبیلیہ** کے حاکم مع دو ہزار آدمیون کے گرفتار ہوئے۔ اور جو فوج کہ باقی رہ گئی نہایت پریشان اور تباہ حال اپنے ملک واپس بھاگ آئی۔ اس فتح نے اہل مالقہ کا ایسا دل بڑہایا کہ ابھی انہون نے دشمن کی یورش کا انتظار بھی نہ کیا اور آخر ماہ صفر سنہ مذکور مین عیسائیون کی سرحد مین گھس آئے مگر اس مہم مین عربون نے شکست کھائی اور بعد نقصان عظیم مالقہ چلے آئے۔

خانہ جنگی کا آخر کار یہ نتیجہ ہوا کہ سلطنت دو حصّون مین تقسیم ہوگئی۔ شہر **غرناطہ** اور اوس کے مضافات پر سلطان کا بڑا لڑکا **ابو عبداللہ محمد** حکمران ہوا اور **مالقہ** اور غرب کا حصہ سلطان کے قبضہ مین رہا **ابو عبداللہ محمد** نے اپنے کو آدہی سلطنت کا خودمختار اور مستقل بادشاہ پاکر تمام ملک کو اپنے دائرہ حکومت مین لانے کی کوشش کی اور سلطان کی عدم موجودگی مین مالقہ کی طرف روانہ ہوا اتفاق سے سلطان سے راستہ مین مقابلہ ہوگیا۔ شہزادہ بعد شکست **غرناطہ** بھاگ آیا مگر اس ناکامی سے بھی یہ متنبہ نہ ہوا اور بغیر کافی انتظام محض اپنے خودغرض

ونا تجربہ کار مشیرون کے حسب رائی ماہ ربیع الاول ۸۸۵ھ مین دفعتاً یلغار کرتا ہوا
لوشینہ مین داخل ہوا اور فوج کو اس ملک کے تاخت و تاراج اور عیسائیون کے
قتل کا حکم دیا فوج مخالف کے افسر نے بہی ان کو لوٹ مار مین مصروف رکہا اور
حالت بے خبری مین بعجلت تمام عربون کے عقب مین تمام راستون اور درہ ہائے
کوہ کو اپنے قبضہ مین کر لیا۔ عربون کا جب کاسہ طمع بہر چکا اور اوس ہی غفلت و غرور
مین یہ بے انتہا مال غنیمت لیئے ان درہ ہائی کوہ سے گزر رہے تہے عیسائیون
نے ان کو چارون طرف سے گہیر کر قریب قریب تمام فوج کو قتل کر ڈالا اور ابو عبداللہ
محمد کو گرفتہ و بستہ قسطلہ بہیجدیا۔ غرناطہ مین جب فوج کی تباہی اور سلطان کی
گرفتاری معلوم ہوئی اہل شہر نے سلطان ابوالحسن سے یہان آنیکی درخواست
کی۔ چونکہ اس واقعہ سے چند ہی روز قبل بوجہ فالج سلطان بالکل اندہا ہو گیا تہا۔
اس نے اپنے بہائی ابو عبداللہ الزغل کو تخت پر بٹہایا اور خود گوشہ نشینی اختیار کی
ماہ ربیع الثانی ۸۹۰ھ مطابق ۱۴۸۵ء مین عیسائیون نے دوبارہ مع
لشکر گران صوبہ مالقہ پر یورش کی اور جو قلعے کہ بغیر انتظام کے پڑے تہے اون پر
قبضہ کرتے ہوئے قلعہ لقوان کو محصور کر لیا۔ بعد سعی بسیار ایک دیوار قلعہ مذکور کی
گری اور اوس ہی راہ سے ایک ہزار عیسائی اندر گہس آئے مگر عربون نے اس

موقع پر اپنے توپخانے سے جس مین ان کو کمال مہارت تہی ایسا کام لیا کہ ان ہزار آدمیون مین سے ایک بہی زندہ نہ بچا۔ باایں ہمہ عیسایٔون کی فوج محض بوجہ کثرت عربون پر غالب آئی اور قلعہ عیسایٔون کے تصرف مین آگیا۔ بعد ازان ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین عیسایٔون نے قلعہ رندہ کو فوج سے خالی پاکر قبضہ کرلیا۔

بتاریخ ۱۹ ماہ شعبان ۸۹۰ھ الزغل غرناطہ سے سرحدی انتظام کے واسطے روانہ ہوا۔ یہ قلعہ مثلین[ا] کے انتظام اور انصرام مین مصروف تہا کہ بتاریخ ۲۲ شعبان اس کو عیسائی فوج کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ چونکہ عیسایٔون کے اسطرف آنے کا فی الحال خیال وگمان تک نہ تہا یہ نہایت پریشان ہوا۔ عیسائی قلعہ کے سامنے پہونچتے ہی عربون کی فوج پر جو باہر پڑی ہوئی تہی حالت بےخبری مین حملہ آور ہوئے اور عربون کو پسپا کرتے ہوئے سلطان کے خیمے کے قریب تک گہس آئے عربون نے سلطان کو خطرناک حالت مین دیکہہ کر باوجود عیسایٔون کے متواتر حملون کے نہایت ہمت و اطمینان قلب سے اپنے پیرون کو جمایا اور نعرہ اللہ اکبر بلند کرتے ہوئے عیسایٔون پر جا پڑے۔ آن واحد مین جنگ کا نقشہ بالکل بدل دیا۔ ابہی تو عیسائی

[ا] اس کو مکلین بہی کہتے ہین۔ عربون نے بوجہ استحکام و مضبوطی اس کا نام درقۂ غرناطہ بہی رکہا تہا۔ یعنی سپر غرناطہ درق لفظ عربی ہے جس کے معنی چرمی سپر کے ہین۔

فوج عرب کو پیچھے ہٹاتے ہوئے لیئے چلے آرہے تھے یا ابھی عرب ان کو سب
طرف سے دباتے ہوئے ان کی قیامگاہ کی طرف لے چلے اور چند لحظون مین
کامل فتح حاصل کر لی۔ عیسائی بدحواس ہو کر بھاگ اوٹھے اگر سواران عرب انکا
تعاقب کرتے تو شاید ایک عیسائی بھی زندہ نہ بچتا۔ مگر **فرولند** بذات خود بغرض
مدد قریب آپہونچا تھا۔ جس کی اطلاع عربون کو عین وقت پر ہوئی اور یہ مجبوراً تعاقب
سے باز رہے۔ تاہم اس جنگ مین عیسائیون کا پورا توپخانہ عربون کے ہاتھہ
آگیا اور ان توپون کو انہون نے قریب کے قلعون پر چڑہا دیا اور **فرولند** کے
مقابلہ کے واسطے ہر طرح تیار ہو گئے۔ ماہ رمضان تک لڑائی دونون طرف سے
ملتوی رہی۔ اس مہینے مین عیسائیون نے قلعہ **قمسل** کا محاصرہ کیا اور بذریعہ آلات
قلعہ شکن حصار کو توڑ کر قلعہ مذکور کو فتح کر لیا اور پہر قلعہ **شاکروالورہ** پر یکے بعد دیگرے مسلط ہو گئے۔
فرولند ایک لائق و ہوشیار شخص تھا۔ اس نے اپنی تجربہ کار نظرون سے
دیکھا کہ جنگ کا زمانہ غیر محدود تک قایم رکھنا صرف دشوار ہی نہین بلکہ غیر ممکن ہے اور نیز
بقول شخصے ”جنگ دوسر دارد“ کون کہہ سکتا ہے کہ آخر کار جانبین مین سے
کس کو فتح اور کس کو شکست حاصل ہوگی۔ پس بعد غور و تامل بسیار اس نے مکر و فریب
سے اپنی فیروزی کی ایسی بنیاد ڈالی کہ اگر یہ تمام عمر میدان جنگ مین گنواتا تو بھی یہ بات

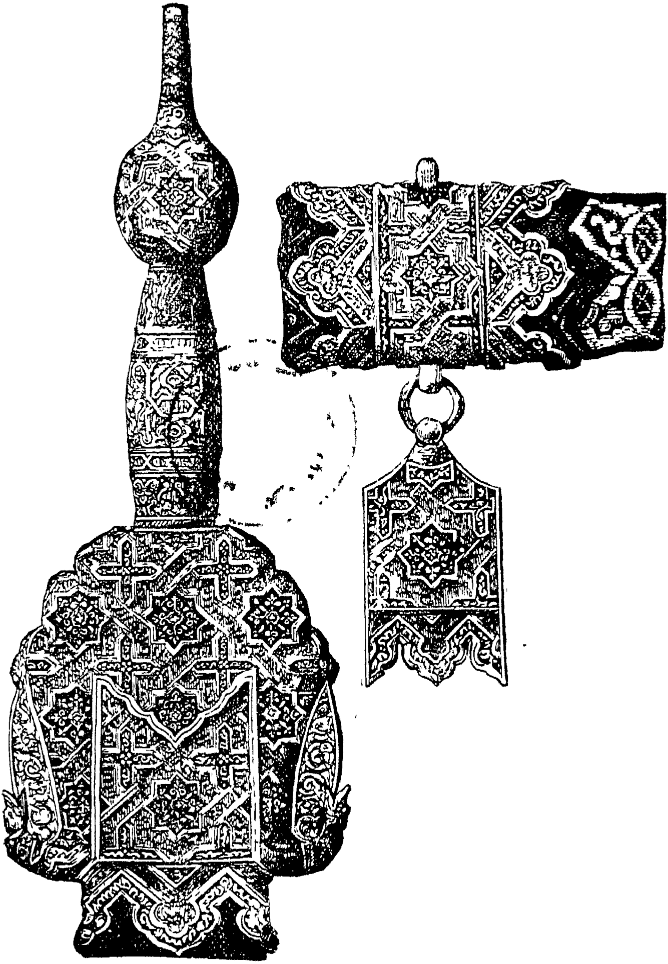

اخیر سلطان غرناطه ابو عبد اللہ کی تلوار کا قبضہ

حاصل نہ ہوتی - یعنی محمد ابن **ابوالحسن** کو جو جنگ **لوشینہ** سے اب تک اس کی
قید مین پڑا ہوا تہا رہا کیا - اور بہت کچھہ خوشامد و حلفی وعدہ امداد کے بعد کہا کہ ”
تخت **غرناطہ** کا وارث حقیقی تو ہے **زغل** نے تیری عدم موجودگی مین موقع
پاکر سلطنت کو غصب کرلیا ہے - اب مین تیری مدد کرنیکے لیئے تیار ہون -
میری دلی خواہش یہ ہے کہ مین تجہکو تخت **غرناطہ** پر بٹہا کر اپنا حق ہمسائگی ادا کرون
مین نے اس امر کا اعلان دیا ہے کہ تیری رعایا مین سے جو تیرا ساتہہ دے گا -
اوس کو اپنا دوست اور تیرے مخالفون کو اپنا دشمن سمجہون گا“ **ابوعبداللہ محمد**
اس عیسائی کے مکر سے بالکل بے خبر اس کی طرفداری و معاونت سے
خوش خوش **مالقہ** آیا یہان کے لوگ اس کا ساتہہ دینے پر بلا تامل راضی ہوگئے
اور جو معاہدہ کہ **فرڈلنڈ** سے ہوا تہا اوس پر اپنی خوشنودی ظاہر کی - عامہ خلایق
کو یہ کیا خبر تہی کہ **فرڈلنڈ** اس فریب کے ذریعے سے مسلمانون کو آپس مین
لڑا کر تباہ کرنا چاہتا ہے - غرض جیسا کہ **فرڈلنڈ** نے خیال کیا تہا وہی ہوا
اور عرب خانہ جنگی مین مصروف ہوگئے - یہ بغاوت ۳ ربیع الاول سنہ ۸۹۱ھ
مطابق سنہ ۱۴۸۶ء مین شروع ہوئی اور آخر جمادی الاول تک قایم رہی - زمانہ
بغاوت مین بعد فتح **لوشہ** - **ابوعبداللہ** نے بغرض صلح حسب ذیل شرائط اپنے

چچا الزغل کے سامنے پیش کین۔

(۱) یہہ کہ ابو عبد اللہ محمد۔ لوشہ یا کسی اور بڑے شہر کا حاکم مقرر کردیا جائے

(۲) اگر شرط اول منظور کی جائے تو پہر ابو عبد اللہ محمد بہی بمقابلہ فردلند سلطان کی مدد کے واسطے آمادہ و تیار رہے۔ ہنوز شرائط صلح نامہ کا تصفیہ نہ ہوا تہا کہ بتاریخ ۲۶ رجمادی الاول ۸۹۱ھ غرناطہ مین یہ خبر شایع ہوئی کہ فردلند باجازت ابو عبد اللہ محمد۔ لوشہ پر قابض ہوگیا ہے اس خبر کے سنتے ہی سب کو یہی خیال گزرا کہ اس صلح سے ابو عبد اللہ محمد کو ہمین کا دینا اور عیسائیون کا فائدہ منظور تہا جو کچہہ شکوک اس سازش کی نسبت باقی رہ گئے تہے وہ اہل لوشہ کی جن کی بدولت اس کو یہ کامیابی حاصل ہوئی تہی غرناطہ مین پناہ گیر ہونے و نیز البیزین کے عیسائیون کے تائید ابو عبد اللہ محمد فساد برپا کرنے سے بالکل رفع دفع ہوگئے۔

فردلند اور ابو عبد اللہ محمد نے چند روز فوج و سامان کے انتظام مین صرف کیئے بعد ازان بماہ جمادی الثانی ۸۹۱ھ قلعہ البیرہ اور مثلین اور انتفرید کو فتح کرتے ہوئے ان دونون نے صحرہ کا محاصرہ کرلیا۔ مقام مذکور پر انہون نے بدقت تمام قبضہ کیا ہی تہا کہ فردلند کو بادشاہ فرانس کی فوج کشی کی اطلاع پہونچی۔ اس نے فوج بقدر ضرورت ان قلعجات مفتوحہ مین متعین کی اور خود فوراً

قسطلہ واپس چلا گیا فرڈلنڈ خوب جانتا تھا کہ اگر عربون کو ذرا سا بھی موقع فوج کی درستی اور انتظام کا ملا تو یہ ضرور اس تمام ملک پر جس کو اس نے اس محنت و جانفشانی سے فتح کیا ہے قابض ہو جائینگے۔ علاوہ برین جنگ فرانس و قسطلہ کے زمانہ مین جنگ غرناطہ کا قایم رکھنا غیر ممکن تھا اس نے مثل سابق ابو عبد اللہ محمد کو بعد ترغیب و تحریص تا تصفیہ جنگ فرانس بغاوت کے جاری رکھنے پر آمادہ کیا اور اگر فوج سے نہین تو آلات حرب و روپیہ سے اس کی برابر مدد کرتا رہا ابو عبد اللہ محمد۔ مالقہ آیا اور یہان کے امرا و رعایا کو دوبارہ ہموار کرنا چاہا۔ اہل لوشہ کی تباہی کے واقعات ہنوز پیش نظر تھے کوئی اس کے مکر و فریب مین نہ آیا۔ ناچار البیزین کے عیسائیون کو اپنی مدد پر آمادہ دیکھکر یہ خفیہ طور پر البیزین چلا آیا۔ الزغل کو جب ابو عبد اللہ کے دار السلطنت کے اس قدر قریب آجانے کی خبر پہونچی تو اس نے رعایا کو آگاہ کیا کہ یہ پھر تم کو دھوکا دیکر عیسائیون کو فائدہ پہونچانا چاہتا ہے اور علمائے وقت نے یہ فتوی دیا کہ چونکہ ابو عبد اللہ محمد نے خلاف احکام خدا و رسول کے عیسائیون کی تائید مین اپنے مالک مجازی کے ساتھ بغاوت کی ہے لہذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس جہاد مین اپنے سلطان کی مدد کرے۔ بعدہ سلطان نے بتاریخ ۲۷ محرم ۸۹۲ھ مطابق ۱۴۸۷ء البیزین پر حملہ کیا مگر اس

جنگ مین اس نے اس قدر تساہل و بے پروائی کی کہ اس کو آخر کار بے نیل مرام غرناطہ واپس آنا پڑا۔

سلطان نے غرناطہ مین تمام ممالک محروسہ کے صوبہ دارون اور جاگیردارون کو طلب کیا اور ان سے حلفی وعدہ لیا کہ یہ سب یکدل ہو کر اس جہاد مین پوری سعی کرین گے ابوعبداللہ اس شورے کی خبر سن کر بہت ڈرا یہ جانتا تھا کہ اگر اس کا کوئی فوری بندوبست نہ ہوا تو یہ سب امرا سلطان کا ساتھہ ضرور دین گے۔ اور پھر کامیابی غیر ممکن ہو گی۔ اس نے فوراً ان واقعات کی اطلاع فرولند کو کی اور اپنے وزیر کو اہل مالقہ اور حصن المنشاۃ کے افہام و تفہیم کی غرض سے بھیجا اور ان کو فرولند کے غضب سے ڈرایا۔ اس تخویف نے اپنا پورا اثر کیا۔ ان مقامات کے باشندون نے اس کی اطاعت منظور کر لی مگر اور شہر حسب دستور ثابت قدم رہے۔ اوس کی درخواستون کو نامنظور کر دیا اور یہ جواب دیا کہ ہم سلطان کو ایک بار جواب دے چکے ہین اوسی کے علم کے سائے مین لڑ کر جان دینا ہم کو منظور ہے ابوعبداللہ نے فرولند کو مکرر مدد کے لیئے لکھا۔ ماہ ربیع الثانی ۸۹۲ھ مین فرولند بذات خود مالقہ آیا اور بحری اور برّی اپنی دونون قوتون سے اس شہر کا محاصرہ کر لیا۔ سلطان الزغل بھی مالقہ کی مدد کے لیئے پہونچا لیکن جنگ کے قبل

اس کو یہ وحشت ناک خبر پہونچی کہ ۵ رجمادی الاول کو انقلاب عظیم غرناطہ مین واقع ہوا اور محمد ابو عبداللہ نے موقع پاکر دار السلطنت پر قبضہ کر لیا الزغل نے مجبوراً مالقہ کو اوس ہی حالت مین چھوڑا اور خود اوس ہی وقت غرناطہ کی جانب روانہ ہوا۔ اثنای راہ مین جب اس نے سنا کہ شہر دشمن کے تحت تصرف مین آچکا ہے یہہ وادی آش مین ٹہیر گیا اہل مالقہ نے چند ماہ عیسائیون کی سخت او رمتواتر یورشون کو روکا آخرکار جب اپنے مین قوت مقاومت نہ پائی تو ماہ شعبان ۸۹۲ھ مین شہر اور قلعہ کو فرڈلنڈ کے حوالہ کر دیا باوجودیکہ مالقہ کے اطراف وجوانب مین جتنے قلعجات اور شہر واقع تہے سب بلاکشت وخون عیسائیون کے قبضہ مین آچکے تہے تاہم ہزارون مسلمان فرڈلنڈ کی فوج کے ہاتہون قتل ہوئے اور ہزارون نے طوق غلامی پہنا

ابو عبداللہ محمد کا اس وقت تک یہی خیال خام تہا کہ فرڈلنڈ حق ہمسائگی ادا کر رہا ہے اور بعد فتح کامل یہہ ضرور ریاست غرناطہ میرے سپرد کر دیگا۔ مگر ۸۹۳ھ مطابق ۱۴۸۸ء مین جب یہ ناعاقبت اندیش امیر ہزارون مسلمانون کے قتل کا بار عظیم اپنی گردن پر لیے اپنے خواب غفلت سے بیدار ہوا تو اس نے دیکھا کہ فرڈلنڈ نے خلاف معاہدہ اون مقامات پر بہی قبضہ کر لیا ہے جہانکی

رعایا ہی نے محض بامید جان بخشی **ابو عبد اللہ محمد** کو اپنا بادشاہ تسلیم کرلیا تھا
ایک سال تک جانبین سے جنگ ملتوی رہی۔ آغاز ۸۹۴ھ ہی مین **فرڈلنڈ** اپنی
پوری قوت سے **لبسطہ**[1] کی طرف متوجہ ہوا مگر قبل از محاصرہ **ابو عبد اللہ محمد** نے
البشرات وغیرہ مقامات کی فوجون کو فراہم کیا۔ خود قلعہ **لبسطہ** مین چلا آیا۔
باوجودیکہ روزانہ کی لڑائیون اور فقر و فاقہ نے عربون کو نہایت کمزور کردیا تھا
مگر یہ محض اس امید موہوم پر لڑتے رہے کہ شاید موسم سرما مین عیسائی محاصرہ سے
دست کش ہوجائین۔ مگر جب موسم سرما نمودار ہوا تو انہون نے دیکھا کہ خلاف امید
عیسائی اس موسم کے انتظام مین مشغول اور جدید مکانات وغیرہ تیار کر رہے ہین
ان کی نو دمیدہ امیدون پر پانی پہر گیا اور **ابو عبد اللہ محمد** نے چار و ناچار صلح
کی کوشش کی۔ **فرڈلنڈ** کو یقین کامل تہا کہ جو کام توپون سے نہین نکلا ہے وہ
فاقہ کشی سے نکل آئے گا۔ مگر اصل واقعہ دریافت کرنے کی غرض سے اس نے
پیام صلح کو اوس وقت نامنظور نہ کیا اور یہ کہکر کہ ہمارے سفیر تمہارے سلطان سے
خود شرائط صلح کا تصفیہ کرلین گے چند افسرون کو ان کے ساتھ باین حکم بہیجا کہ وہ
جس طرح ممکن ہو یہ معلوم کرلین کہ عرب کتنے روز تک اس محاصرے کی برداشت

[1] جنگ لبسطہ مین عربون نے قلعہ شکن توپون سے کام لیا تہا۔ المقری۔

کی قوت رکھتے ہین۔ شہر مین جب ان افسرون کے آنے کی خبر پہونچی تو سلطان نے محض بغرض فریب دہی حکم دیا کہ جو سامان باقی رہ گیا ہے اوس کو جابجا راستے پر اس طرح رکہین کہ جس سے عیسائیون کو یہ معلوم ہو کہ ہمارے پاس ضرورت سے زیادہ سامان موجود ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور عیسائی عربون کے اس حسن انتظام سے ایسے متاثر اور اس شرط پر راضی ہوئے کہ اگر قلعہ ان کے سپرد کر دیا جائے تو سب مسلمانون کو زندہ اور سلامت مع مال و اسباب کے قلعہ خالی کر دینے کی اجازت دی جائے گی۔ عربون نے عیسائیون کو اس قدر نرم و صلح کل پاکر قلعے کی خالی کر دینے سے صاف انکار کیا اور کہا کہ اگر عیسائی ممالک محروسہ سے باہر چلے جائین تو ہم صلح کرین گے ورنہ جنگ کے واسطے ہم ہر وقت تیار ہین۔ اسی قسم کے مباحثے مین ایک زمانہ گزر گیا اور عربون پر اور بھی زیادہ تکلیف گذرنے لگی مجبوراً یہ رائے قرار پائی کہ قبل اس کے کہ عیسائی ہماری حالت سے واقف ہون اون کے پہلے شرائط کو منظور کر لینا چاہیئے تاکہ کم از کم ہماری جان و مال تو بچ جائے۔ چنانچہ شرائط مذکورۂ بالا پر فریقین مین صلح ہوئی اور بتاریخ ۱۰ محرم ۸۹۵ھ مطابق ۱۴۸۹ء بروز جمعہ عیسائی شہر بسطہ مین داخل ہوئے۔ اور اپنے معاہدے کے بالکل خلاف مسلمانون کو جبراً شہر سے خارج کیا اور

ان کے مال واسباب پر قبضہ کرلیا۔

اب عربون کی حالت روز بروز ابتر ہوتی جاتی تھی اور ملک بتدریج ان کے ہاتھہ سے نکلتا جاتا تھا مگر افسوس ہے کہ یہ اپنے سنبھلنے کی کوشش نہ کرتے تھے۔ کشتی سلطنت پر کوئی ایسا ناخدا مثل عبد الرحمن ثالث حکمران نہ تھا جو اپنی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو گرداب تباہی سے بچائے اور مخالف اجزاء ریاست مین قوت اتصالی پیدا کرے۔ آتش بغض و نفاق نے روغن خود غرضی چھڑک چھڑک کر خانہ جنگی کے شعلون کو ایسا بھڑکایا کہ آخر کار سب جل کر خاکستر ہو گئے اور عربون کا نام و نشان تک اندلس مین باقی نہ رہا۔ الزغل وادی آش مین بادشاہت کا دم بھر رہا تھا اور ابو عبداللہ محمد۔ غرناطہ کی چار دیواری کے اندر اپنے زعم باطل مین تمام اندلس کا اپنے کو بادشاہ سمجھتا تھا۔ عیسائی ان کے گھر کے دروازہ سے قریب مسلمانون کی بربادی کا تماشا دیکھہ رہے تھے فردلند حسب اقتضائے وقت کبھی الزغل کا ساتھہ دیتا اور کبھی ابو عبداللہ محمد کو مسلمانون کے قتل اور غارتگری پر آمادہ کرتا تھا۔ جب تمام صوبہ بسطہ نے اس کی حکومت کو تسلیم کرلیا تو اب فردلند۔ المیریہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور ابو عبداللہ محمد کو اپنے سے باغی سمجھکر الزغل سے صلح کا پیام سلام شروع کیا اور کہا کہ اگر تو صوبہ المیریہ پر

میرا قبضہ کرا دے تو مین تجھکو اپنی جانب سے یہان کا حاکم مقرر کردون گا
الزغل کو حکومت کی ہوس نے ایسا اندہا کیا تہا کہ اس نے بمقابلہ اپنے
چچا زاد بہائی کے عیسائیون کی ماتحتی پسند کی اور بلا تامل اس شرط کو منظور کرلیا
ماہ صفر ۸۹۵ھ مین الزغل بذات خود فردلند کو اپنے ساتھہ المیریہ لایا اور
تمام صوبہ اس کے سپرد کردیا۔ عیسائیون کو اس نعمت غیر مترقبہ کی کب امید
تھی اور یہ کب سمجھتے تھے کہ یہ مشہور مقام بلا کشت وخون ان کے ہاتھہ آجائیگا
فردلند نے بظاہر الزغل کی نہایت دلجوئی کی اور اس کو اپنی طرف سے اس
صوبہ کا حاکم مقرر کیا لیکن اس چالاک عیسائی قابو پرست نے یہان کے مشہور
شہرون اور قلعون مین اپنی فوج متعین کردی۔ یہان سے سلطان الزغل
فردلند کو وادی آش لایا جسپر عیسائیون نے فوراً قبضہ کرلیا۔ سلطان ان کے
دہوکے سے بے خبر یہی سمجھتا رہا کہ چونکہ اس وقت ابو عبداللہ محمد سے جنگ
کا سامنا ہے اس لیئے تا تصفیہ جنگ ان مقامات کا عیسائیون کے قبضہ مین
رہنا بہتر ہوگا۔ المیریہ اور وادی آش کا بغیر جنگ عربون کے ہاتھہ سے نکل جانا
کیا تہا کہ گویا چشم زدن مین عیسائی تمام ملک پر مسلط ہوگئے۔ اب صرف شہر غرناطہ
اور اس کے مضافات باقی رہ گئے فردلند نے غرناطہ کو چارون طرف سے

گھیر لیا اور بعد فتح **برج ملیح** اس مقام کو اپنی فوج کا مستقر قرار دیا۔ چونکہ ہنوز پایہ تخت مسلمانون کے قبضہ مین تہا **فردلند** نے **الزغل** سے بگاڑ کرنا پسند نہین کیا اور اس کو یہی امید دلاتا رہا کہ **غرناطہ** کے فتح ہوتے ہی مین تجھکو اس تمام ملک کا بادشاہ بنا دونگا۔

الغرض جب تمام سامان جنگ مہیا ہو گیا تو **فردلند** نے سلطان **محمد** کو کہلا بہیجا کہ "جس طرح **الزغل** نے بلا کشت و خون اپنی رضامندی سے **المیریہ** اور **وادی آش** کو ہمارے سپرد کر دیا ہے اسی طرح تو بھی قلعہ **الحمرا** ہم کو دیدے۔ اس کے صلے مین جس قدر دولت تو چاہے گا اور **اندلس** مین جس صوبہ کی حکومت تجھکو منظور ہوگی وہ مین تیرے سپرد کر دون گا" سلطان **محمد** نے تمام امرای شہر کو جمع کیا اور بعد مشورہ یہ رای قرار پائی کہ **فردلند** کو اوس کے سابق کے وعدے یاد دلائے جائین اور اون کے ایفا کا متقاضی ہونا چاہیے اگر وہ راضی ہو جائے اور حسب وعدہ جو ملک اوس کے قبضے مین آیا ہے وہ تمام و کمال ہمارے حوالے کر دے تو صلح منظور ہے ورنہ ہر شخص کو اپنے وطن پر جان و مال تصدق کرنا فوز عظیم تصور کرنا چاہیے۔ سلطان نے **فردلند** کو جواب دیا کہ "مجھے تو ہر طرح سے تیرے ساتھ مل کر رہنا منظور ہے مگر مجبور ہون کہ میری رعایا تیرے شرائط کو کسی طرح قبول نہین کرتی اگر تو حسب معاہدہ سابق تمام ملک کو میرے قبضے مین دیکر **قسطلہ** واپس

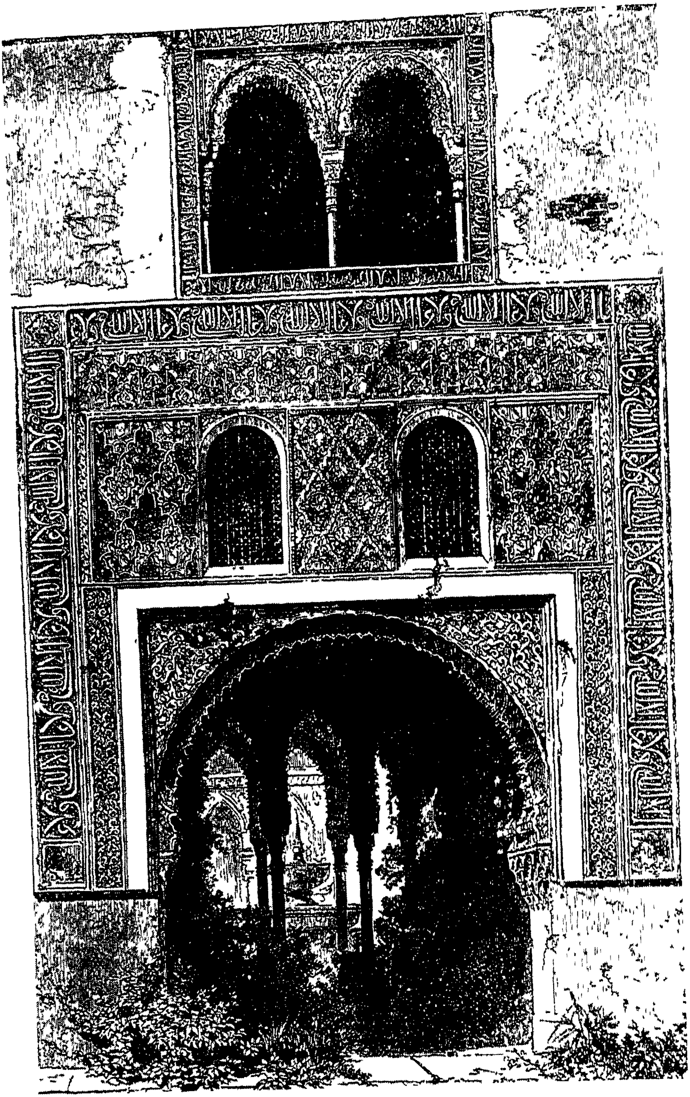

الحمراء کا ایک منظر

چلا جائے تو پہر تو جو شرائط صلح پیش کریگا اون کی منظوری اور تکمیل مین ہماری طرف سے
کسی قسم کی فروگزاشت نہ ہوگی" ادہر جب غرناطہ مین عامہ خلائق کو عیسائیون کی
درخواست کا علم ہوا تو ایک دفعہ تمام مسلمان اپنے خواب غفلت سے چونکے۔
اور اب جبکہ کسی قسم کی امید باقی نہ رہی تہی ان کو معلوم ہوا کہ عیسائی محض اپنا دلی
مقصود حاصل کرنیکے واسطے ہم کو فریب دیتے اور ہم اس خیال سے کہ یا ابو عبداللہ
محمد یا الزغل مین سے کسی ایک کو اس ملک کا بادشاہ بنادینگے برابر دہوکا
کہاتے رہے۔ اب سوائے اس کے اور کوئی تدبیر ذہن مین نہین آتی کہ عیسائیون کے
کسی ایسے شہر یا قلعے پر حملہ کرنا چاہیے جس کے بچانیکے واسطے ان کو غرناطہ کے
سامنے لا بدہہٹ آنا پڑے۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کافی ہوتا ہے ابو عبداللہ
محمد نے بعد یورش عیسائیون کے بعض معمولی قلعون پر قبضہ کرلیا لیکن خلاف امید
عیسائیون نے اس حملے کی پروا نہ کی اور اپنے قلعون کو بچانے کی عوض غرناطہ پر
حملہ آور ہوئے غرناطہ کی عین دیوارون کے سامنے کئی بار سخت لڑائی ہوئی اور
ہر مرتبہ عرب فیروزمند رہے فرڈلنڈ نے جب دیکہا کہ غرناطہ کا تسخیر کرنا آسان نہین اور
بغیر فوج کثیر اور توپہائے قلعہ شکن اس شہر پر حملہ کرنا فوج کو محض برباد کرنا ہے بہہ بغرض انتظام
فوج و سامان اپنے ملک واپس چلا آیا۔ عیسائیون کے واپس جاتے ہی سلطان

ابو عبد اللہ نے جو کچھہ فوج اوس وقت موجود ہتی لیکر البشراۃ[1] پر حملہ کیا اور یہان بغرض انتظام جو کچھہ فوج عیسائی چہوڑ گئے تہے اس کو قتل و غارت کر کے اس فیروز پہاڑی صوبے کو پہر ایکبار اسلام کے دایرہ حکومت مین لایا اور اسلامی علم جسپر قرآن کی آیتین لکہی تہین پہاڑون کی چوٹیون پر ہوا مین لہراتا نظر آیا۔

افسوس ہے کہ اس چہوٹی سی کامیابی نے عربون کو ایسا بے فکر کیا کہ یا تو یہ ابہی چونکے تہے یا ابہی پہر بد اقبالی کے خواب غفلت نے ان کی آنکہین بند کر دین۔ خود غرضی اور حسد کا جس کی بدولت ان کو یہ روز بد نصیب ہوا تہا بازار پہر گرم ہوا۔ ماہ شعبان ۸۹۵ھ مطابق ۱۴۹۰ء مین الزغل سے اپنے بہتیجے کی ثروت و حکومت نہ دیکہی گئی اور یہ مع اپنے ہمراہیون کے البشراۃ مین ہنگامہ برپا کرنے لگا اور قلعہ اندرش پر قبضہ کر لیا۔ سلطان ابو عبد اللہ محمد قلعہ ہمدان پر قابض ہو گیا۔ مسلمان خانہ جنگی مین ہمہ تن مصروف تہے کہ ان کو فردلنڈ کے غرناطہ کے قریب پہونچنے کی خبر ہوئی اس وحشت ناک خبر کے سنتے ہی ابو عبد اللہ محمد بہ تعجیل تمام پایہ تخت واپس آیا فردلنڈ نے اون قلعون اور شہرون کو جو بار دیگر مسلمانون کے قبضے مین آ گئے تہے پہر فتح کیا اور اون قلعونکو

[1] یہہ نام ایک پہاڑ کا بہی ہے جس کو انگریزی مین الپکراس کہتے ہین۔

جن کا انتظام بوجہ بعد مسافت مشکل تہا منہدم کر ڈالا اور مسلمانون کو علاوہ قلعون
اور شہرون کے قصبون اور دیہاتون سے بہی جبراً بعد ضبطی اموال نکال دیا اور نیز
الزغل سے بہی یہ ظاہر کیا کہ اب اس کی خوشامد اور دوستی کی ضرورت باقی نہین
رہی اور نہ اب اس کا اندلس مین رہنا گوارا ہے الزغل مین اتنی قوت کہان
تہی کہ وہ اس عیسائی کو وعدہ خلافی کی سزا دیتا یا اوس کے حکم کی تعمیل نہ کرتا۔
جلاوطنی کے رنج والم سے پریشان غرناطہ جانا پسند نہ کیا اور سیدہا افریقہ چلا
آیا۔ اور بمقام تلمسان عزلت نشینی مین باقی حصّہ اپنی عمر کا صرف کر دیا۔ فردلند نے
اپنے مفتوحہ مقامات کے انتظام و استحکام مین اپنا تمام وقت صرف کیا اور
پہر چونکہ فرانس کے ساتہہ جنگ کا اندیشہ تہا قسطلہ واپس چلا آیا۔

فردلند کے جاتے ہی سلطان ابو عبد اللہ محمد نے برشینہ[1] کو بعد محاصرہ
فتح کرلیا۔ اس کامل فتح نے مسلمانون کی ہمت کو بڑہایا اور قرب وجوار کے قلعون
اور شہرون کے مسلمانون نے اپنے عیسائی حاکمون سے باغی ہوکر شور و فساد
شروع کیا مگر قبل اس کے کہ ان کو کسی قسم کی بہبودی حاصل ہوتی وادی آش
کے عیسائی گورنر نے فوراً مقام واقعہ پر پہونچکر نہایت سختی کے ساتہہ اس بغاوت

[1] انگریزی مین برشینا کہتے ہین۔

کو فرو کیا۔ بتاریخ ۲ جمادی الثانی ۸۹۶ھ مطابق ۱۴۹۱ء **فرڈلنڈ** مع اپنی کامل قوت اور قلعہ شکن توپخانے کے **غرناطہ** کے مضافات مین داخل اور سرسبز و شاداب شہرون اور دیہاتون کو تاراج کرتا ہوا **غرناطہ** کے سامنے نمودار ہوا۔ شہر کے قریب اس نے ایک دوسرے مختصر شہر کی بنیاد ڈالی۔ یہان سے یہ سات مہینے کامل **غرناطہ** پر حملے کرتا رہا لیکن اس کی تمام محنت و مشقت رائیگان ہوئی اور ہزارہا عیسائی کام آئے۔ چونکہ **غرناطہ** کی پشت پر جبل البشراۃ واقع تہا۔ **فرڈلنڈ** شہر کا پورا محاصرہ نہ کرسکا **جبل شلیر** سے تمام ضروری سامان شہر مین برابر آرہا تہا یہی وجہ تہی کہ اہل شہر کو اطمینان حاصل تہا مگر جب موسم سرما کا سخت زمانہ آیا اور بوجہ برف باری پہاڑی راستے بالکل بند ہوگئے اور غلے کی پیداوار مین بہی کمی ہوئی تو اہل غرناطہ کو بہی بہت فکر و تردد ہوا اور چونکہ شہر اور قلعہ کی آبادی کچہہ کم نہ تہی چند ہی روز مین اس قدر سختی گذرنے لگی کہ ماہ صفر ۸۹۷ھ مین باوجود برف باری ہزارون **البشراۃ** کی طرف بہاگ نکلے اور جو باقی رہ گئے تہے انہون نے سلطان سے درخواست کی کہ جب تک ہمارے رگ و پے مین جان باقی ہے ہم دشمن کے مقابلے اور اپنے ملک پر اپنی جانین نثار کرنے کے لیئے تیار ہین۔ بہوکون مرنے کی عوض ہم میدان جنگ مین تیر تفنگ کہانا پسند کرتے ہین گو عیسائیون کی تعداد اسی ہزار سے

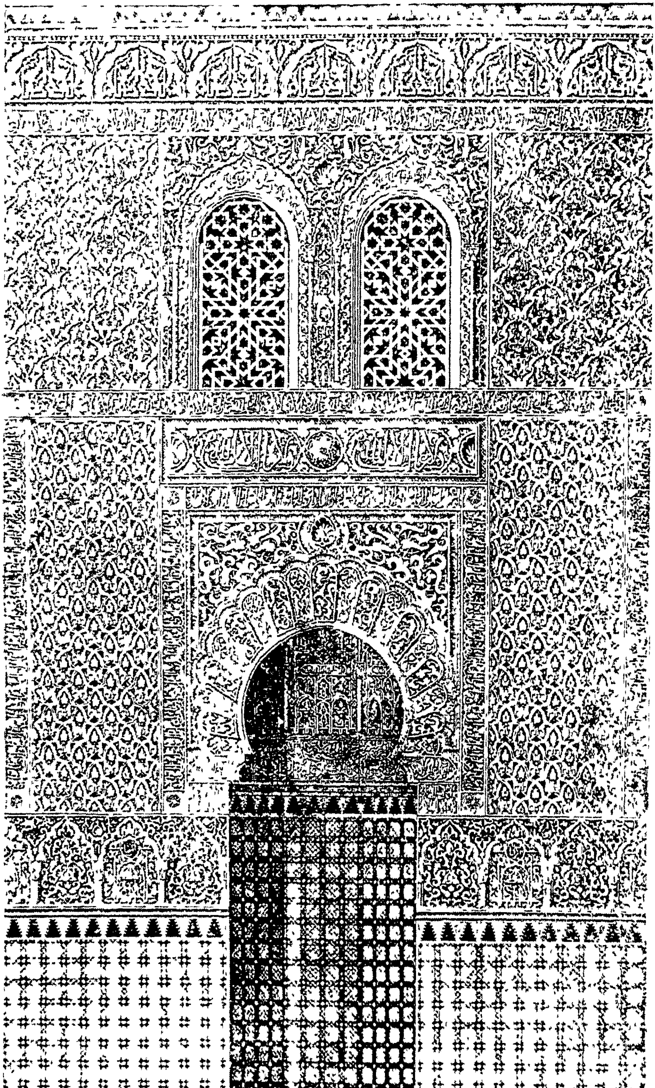

مسجد الحمراء کی محراب

زیادہ ہے اور ہم بیس ہزار سے بھی کم ہین لیکن اس کا بفضلہ ہماری ہمتون پر
کوئی اثر نہین پڑتا کیا ہم جنگ وادی لکہ جہان امیر طارق نے بیس ہزار عربونکے
ساتہہ ایک لاکہہ عیسائیون کو شکست دی تہی کبہی بہول سکتے ہین۔ صرف تائید
الٰہی ہمارے شامل حال رہنا چاہیئے اگر خدای تعالیٰ کو یہی منظور ہے کہ ہمارے
دشمن ہم پر فتح پائین تو مشیت ایزدی مین کسی کو دخل نہین ہم ہر طرح راضی برضا ہین
سلطان ابو عبد اللہ محمد نے دیکہا کہ اہل شہر کا اضطراب دن بدن بڑہتا
جاتا ہے اور اگر فوراً صلح یا جنگ کا تصفیہ نہ ہوا تو ممکن ہے کہ یہ لوگ باغی ہو کر کوئی
ایسی حرکت کر بیٹہین کہ جس سے ہمکو کوئی نقصان عظیم پہونچ جائے۔ اس نے اب وزرا
اور امرائی سلطنت سے مشورہ کیا سبکی یہی رائے ہوئی کہ لڑنے کی قوت ہم مین باقی
نہین اگر جنگ مین خدانخواستہ ہم ناکام ہوئے تو پہر یہ عیسائی ایک مسلمان کو بہی
زندہ نہ چہوڑین گے پہر یہ ہوگا کہ ایسے شرائط پر صلح کی جائے جس سے عامہ خلائق
کے جان و مال کو نقصان نہ پہونچے۔ سلطان نے بہی اس رای سے اتفاق کیا
چونکہ فوج اور رعایا جنگ پر پوری طرح آمادہ تہی اس نے اپنے وزیر ابو القاسم
عبد الملک کے ذریعہ سے خفیہ طور پر فردلند کو صلح کا پیغام بہیجا۔ عیسائی قلعہ
کی اندرونی حالت سے بالکل ناواقف تہے اور اوس وقت تک ان کی یورشونسے

قلعہ کو کسی قسم کا صدمہ نہین پہونچا تھا پس اس نے اس پیام کو غنیمت جانا اور درخواست کو منظور کرلیا اس راز کو رعایا سے پوشیدہ رکھنے کی غرض سے ابوالقاسم راتون کو عیسائیون سے کبھی قلعہ کے باہر اور اگر موقع ہوا تو کبھی قلعہ کی اندر صلحنامہ کے شرائط کی تصفیہ کیواسطے ملا کرتا تھا غرض بعد ردوقدح بسیار آخر ۸۹۷ھ ۱۴۹۱ء مین صلحنامہ پر سلطان ابو عبداللہ محمد اور فرڈیننڈ بادشاہ قسطلہ دونون نے دستخط کیے۔ صلحنامہ کے بعض اہم شرائط ذیل مین درج ہین

(۱) مسلمان غریب اور امیر کے جان اور مال کو کسی قسم کا نقصان نہ پہونچنے پائیگا اور جہان یہ رہنا چاہین شہر کے اندر یا باہر رہنے کی اجازت دی جائیگی۔

(۲) مسلمانون کے مذہبی امور مین عیسائی دخل نہ دین گے اور مذہبی قواعد کی ادائی مین کسی قسم کی مزاحمت نہ کرین گے۔

(۳) کوئی عیسائی مسجد مین نہ گھسنے پائے گا۔

(۴) مساجد اور اوقاف بدستور قایم رہین گے۔ ان امور مین عیسائی دست اندازی نہ کرین گے بلکہ ان کے قائم رکھنے مین مسلمانون کی مدد کرین گے۔

(۵) مسلمانون کے معاملات مین شرع اور ان ہی کے قانون کی پابندی کیجائیگی اور مسلمان قاضی ان کے حقوق اور مقدمات کے تصفیہ کیلیے مقرر کیئے جائینگے

(۶) اس جنگ مین جن مسلمانون کو عیسائیون نے گرفتار کیا ہے وہ فوراً رہا کر دئے

جائین گے۔ اور جو مسلمان عیسائیون کی قید سے شہر مین بھاگ آئے ہین وہ گرفتار نہ کیے جائین گے۔

(۷) اگر کوئی مسلمان **اندلس** سے **افریقیہ** جانا چاہے تو اوس کو اجازت دی جائے گی اور سرکاری جہاز مین وہ **افریقیہ** پہونچا دیا جائے گا۔

(۸) جو عیسائی کہ مسلمان ہو گئے ہین وہ اسلام کے ترک کرنے پر مجبور نہ کیے جائین گے۔ اگر کوئی مسلمان عیسائی ہونا چاہے تو اس اطمینان کے بعد کہ وہ برضا و رغبت خود اپنا مذہب بدلنا چاہتا ہے اوس کو اجازت دی جائے گی جس کے تصفیہ کا حق صرف مسلمانون کو حاصل ہوگا گو عیسائی حاکم بھی بروقت تصفیہ موجود رہ سکتے ہین

(۹) اس جنگ مین جو مال غنیمت مسلمانون کے ہاتھ آیا ہے وہ بدستور انہی کے قبضے مین رہے گا۔

(۱۰) مسلمانون کے گھرون پر عیسائی سپاہ متعین نہ کی جائے گی۔

(۱۱) موجودہ ٹیکس کے علاوہ کوئی جدید بار مسلمانون پر نہ ڈالا جائے گا۔

(۱۲) تین سال تک مسلمانون سے کسی قسم کا ٹیکس نہ لیا جائے گا۔ تمام محصول جو اس وقت وہ ادا کر رہے ہین وہ اس زمانہ تک معاف کر دیا جائے گا۔

(۱۳) سلطان **ابو عبد اللہ محمد** کے سپرد **البشراۃ** کی حکومت کر دی جائیگی۔

(۱۴) آج سے ساٹھہ روز کے اندر اس معاہدہ کے شرائط کی تکمیل پورے
طور پر کر دی جائے گی۔

(۱۵) معاہدہ کا اثر قائم رکھنے اور عیسائیون کو اس کی پابندی پر مجبور کرنے کی
غرض سے روما کے پوپ کی دستخط اس معاہدہ پر لیجا ئینگی اور وہ اسکی تعمیل کا ذمہ دار ہو گا

(۱۶) ساٹھہ روز کے اندر شہر **غرناطہ** اور قلعہ **الحمرا** اور توپخانہ اور دیگر تمام سامان
جنگ جو اس وقت قلعہ مین موجود ہے عیسائیون کا قبضہ کرا دیا جائے گا۔

صلحنامہ کی کارروائی کو پوشیدہ رکھنا کوئی آسان امر نہ تہا۔ آخر کار عامہ خلائق
کو اس کا علم ہو ہی گیا اور چونکہ پہلے ہی سے مسلمان سلطان کو **فرڈنند** کا دوست
سمجھتے تہے اور یہ خیال تہا کہ اس مین قوم کی محبت اور حمیت باقی نہین رہی ہے
اس وحشتناک خبر کو سن کر کہ عنقریب سلطان دارالسلطنت **غرناطہ** کو بلا کشت وخون
عیسائیون کے حوالہ کر دینے والا ہے۔ عام بددلی پہیل گئی اور علانیہ آوازے بلند
ہوئے کہ سلطان نے مفت ملک کو کہو دیا **سلطان** نہایت پریشان ہوا اور اس
خیال سے کہ کہین بغاوت بنے بنائے کام کو بگاڑ نہ دے۔ ساٹھہ روز کے قبل ہی
بتاریخ ۱۲ ربیع الاول ۸۹۷ھ مطابق ۱۴۹۲ء مین اس مشہور شہر کو عیسائیون کے
سپرد کر دیا۔ اس طرف عیسائی بوجہ خوشی پہولے نہ سماتے تہے **فرڈنند** ذی اندلس

کے مذہبی پیشوا مندوزہ کو حکم دیا کہ وہ مع فوج پہلے شہر مین داخل ہو اور قلعہ الحمرا کے سب سے بلند برج پر جہان ابھی اسلام کا نشان دہیمی ہوا مین لہرا رہا تہا صلیب کو نصب کر دے۔ اس نیک شگون کو دیکھتے ہی مین خود مع ملکہ ازبلا کے شہر مین داخل ہونگا۔ جب سلطان ابوعبداللہ محمد نے مندوزہ کو قلعہ مین آتے دیکہا مع پچاس امرا کے گہوڑے پر سوار قلعہ سے باہر نکل آیا۔ اوس وقت کا سماد یکہنے کے قابل تہا۔ شہر پر اوداسی چہائی ہوئی تہی۔ مسلمانون کے دم مین دم نہ تہا۔ ان کے دلون پر جو صدمہ گزر رہا تہا اوس کا احاطہ تحریر مین لانا غیر ممکن ہے انکی حالت مردون سے بدتر تہی ہر شخص یہی کہکر کہ مشیت ایزدی مین کسی کو دخل نہین جو خدای تعالی کو منظور تہا وہی ظہور مین آیا اور ہمکو صبر و شکر اختیار کرنا چاہیئے اپنے دل کو تقویت دیتا تہا۔ اس طرف رنج و الم سے مسلمانون کا یہ حال اور اودہر عیسائیونکی جانب سے نعرہای خوشی اور نقارہای شادمانی کی آواز بلند تہی فرڈلنڈ اور ملکہ اپنے لباس شاہانہ اور زرہ فولادی پہنے ان کے چپ و راست تمام اعیان ریاست اور افسران فوج اپنے لشکر کے ساتہ استادہ تہے۔ اوس وقت نظرین سبکی الحمرا کے برج کی طرف تہین اور صلیب کے ظہور کا انتظار تہا سلطان ابوعبداللہ محمد نے قصر کے دروازہ کو جس مین سے یہہ باہر نکلا تہا اس غرض سے اپنے سامنے

چنوا دیا کہ اس کے بعد کوئی دوسرا اس کے ذریعہ سے قصر مین نہ داخل ہو سکے یہ دروازہ اس وقت تک ایسی ہی حالت مین کھڑا ہے اور اہل دنیا کے لیے ایک عبرتگاہ ہے۔ سلطان سیدہا **فردلند** کی طرف آیا۔ **فردلند** نے فوراً گھوڑے سے اوتر کر اس کو گلے لگایا۔ سلطان نے قلعہ کی کنجیان دیکر کہا کہ "خدائے تعالیٰ نے تجھکو فتح عطا فرمائی ہے تجھکو چاہیے کہ اپنی مفتوحہ قوم کے ساتھہ رحم دلی اور شفقت سے پیش آئے" **فردلند** چاہتا تھا کہ تشفی آمیز الفاظ زبان سے کہے سلطان بغیر توقف آگے بڑہ گیا اور ملکہ ازابلا سے ملتا ہوا **البشرات** جہان اسکا تمام مال و اسباب اور رشتہ دار جاچکے تھے روانہ ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون

جب سلطان **ابوعبداللہ محمد البشرات** کی ایک پہاڑ کی چوٹی پر پہونچا تو بیساختہ اس نے گھوڑے کو **غرناطہ** کی طرف موڑا اور اپنے خاندان کی گزشتہ عظمت و شان پر آخر نظر ڈال کر زار و قطار رونے لگا۔ سلطان کی مان نے جو اس وقت ساتھہ تھی اس کی یہ حالت دیکھکر اپنے دل کو نہایت سخت کیا اور کہا کہ "جب تو باوجود ایک مرد سپاہی پیشہ ہونے کے اپنے ملک کو نہ بچا سکا تو اب مثل عورتون کے ایک گمشدہ شئے پر رونے سے کیا فائدہ" **ابوعبداللہ محمد** نے ایک آہ سرد کھینچی اور جواب دیا کہ جو صدمہ کہ اس وقت میرے قلب پر گزر رہا ہے وہ کسی

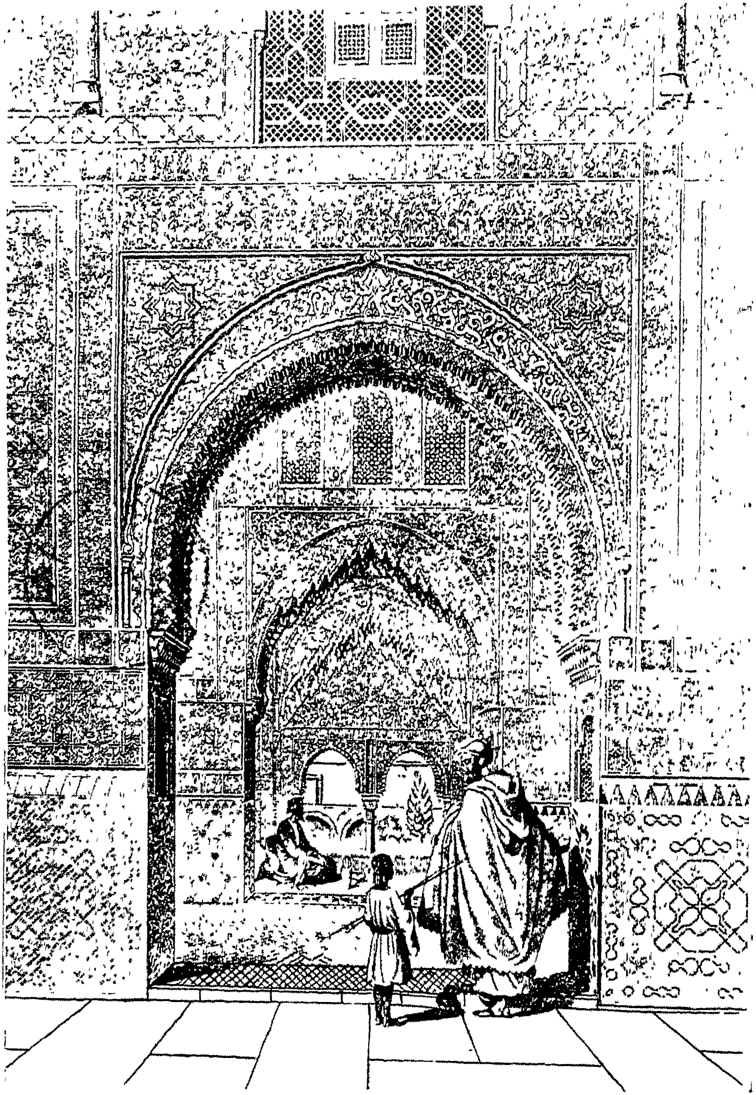

الحمراء کا "دار الاختین"

دوسرے کو ہرگز کبھی نصیب نہ ہوگا یہ مقام اس وقت تک "دم والسپین عرب" کے نام سے مشہور ہے۔

الغرض تہوڑی دیر مین چاندی کی صلیب جو **فرولنڈ** کے ساتھہ ہمیشہ رہا کرتی تھی قلعہ کے برج پر آفتاب کی شعاعون سے چمکنے لگی۔ صلیب کے دیکھتے ہی عیسائیون نے خوشی کے نعرے بلند کیئے اور **فرولنڈ** مع ملکہ ازابلا نہایت تزک واحتشام سے شہر **غرناطہ** مین داخل ہوا اور قلعہ **الحمرا** مین اقامت اختیار کی وہ بنیظیر قصر جسکی تعریف مین تمام جہان کی زبانین سوکہی جاتی تہین آن واحد مین عربون کے قبضے سے نکل گیا۔

قصر الحمرا کو شاہان **غرناطہ** نے بصرف کثیر شہر کے قریب ایک نہایت بلند ٹیلے پر **جبل شلیر** کی برف سے ڈہکی ہوئی چوٹیون کے سایہ مین تیار کیا تہا۔ اس کی چار دیواری کے اندر ایسے خوشنما سبز وشاداب باغ نہرہائی شیرین و درختہائے میوہ دار جن پر انواع واقسام کے پرندون کی خوش الحانی سے تمام قصر گونج جاتا تہا آراستہ

اشعار

کیا جناتؔ[1] نے آراستہ جس قصر شاہی کو	بنایا جس کو گہر ہر رنگ کی نغمہ سرائی کا

[1] تمدن عرب مترجمہ شمس العلماء مولوی سید علی بلگرامی۔ یہ کسی عربی اشعار کا ترجمہ ہے۔

نظر آتا ہے عالم خواب کا سارا طلسماتی
وہ الحمرا ہی الحمرا نہین جس کا کہین ہمتا

ہزار افسوس تیری بیکسی اور زار حالت پر
کہ اب تو منہدم ہوتا چلا ہے حسرتا دردا

ترا وہ قلعہ اور کنگورے دار اوسکی وہ دیوارین
وہ اب گرتی چلی ہین ہر سمان جن مین تنزل کا

جہان کانو مین جادو کی صدائین شب کو آتی ہین
جہان شاہد ہی تیری عظمت و شوکت کا ہر ذرا

جہان چاند اپنی نورانی شعاعون سی بصد خوبی
ترے دیوار و در کو عمدگی سے آپ ہے دہوتا

سمان وہ بہی ہے تیرا دیکھنی کی لائق و قابل
نہین الفاظ مین جس کا بیان لطف آسکتا

اس قصر کی ہر ایک چیز قابل دید اور اس قدر حیرت انگیز ہے کہ جس کو دنیا کے مشہور صناع و دستکار دیکھکر دنگ رہ جاتے ہین اور اس کی بلند دیوارون کی گچ کی صفائی جو اسوقت تک سنگ مرمر سے زیادہ چمکدار اور لوہے سے زیادہ مضبوط اور جالی دار دیوارون کی طرح طرح کی نازک گلکاریان اور اسکی نئی وضع کی محرابون سے ایک ایک لٹکتی ہوئی قلم سے نزاکت ٹپکتی ہے۔ گھنٹون عالم محویت مین خدا کی قدرت کا تماشا دیکھا کرتے ہین۔

آمدم برسر مطلب حسب معاہدہ جب سلطان **ابوعبداللہ محمد البشرات** پہونچا یہان جو عیسائی فوجین متعین تہین وہ سب اوٹہالی گئین اور اس مختصر سے صوبے پر اس کا قبضہ کرادیا گیا مگر **فرڈلنڈ** نے اپنی چال بازیون سے اس کو ایسا پریشان کیا

کہ آخر کار سلطان نے یہ ملک **فرڈلنڈ** کے ہاتھہ فروخت کردیا اور خود **افریقہ** چلا آیا اور بادشاہ **فاس** کی فوج مین ملازمت اختیار کی اور وہین ۹۴۰ھ مطابق ۱۵۳۳ء کی جنگ مین مارا گیا۔ ایک عربی مصنّف اس قسمت بادشاہ کے حالات لکھتے ہوئے ایک مقام پر تحریر کرتا ہے کہ "یہ بھی کیا بدقسمت آدمی تھا جس نے اپنا ملک عیسائیون کے سپرد کردیا اور پھر زندہ رہنا گورا اور ایک دوسرے شخص کا ملازم ہوکر مرنا پسند کیا"۔ لیکن اس غصے کے بعد **ابوعبداللہ محمد** کے حال زار پر اس مورخ کو رحم بھی آگیا۔ اور لکھا کہ "مشیت ایزدی مین انسان کی کیا مجال ہے کہ دخل دے منظور الٰہی یہی تھا کہ وہ ملک جس کو عربون نے جان عزیز دیکر خونبہا کے عوض خریدا تھا اور جس پر انہون نے تقریباً آٹھہ سو برس نہایت رعب داب سے حکومت کی تھی وہ پھر دشمنان اسلام کے قبضہ و تصرف مین چلا جائے"۔

جنگ **غرناطہ** کے اختتام کے بعد ہی عیسائیون نے خلاف معاہدہ مسلمانون پر ظلم و تعدی شروع کردی اور نوبت یہان تک پہونچی کہ ۹۰۴ھ مطابق ۱۴۹۸ء مین ایک عام حکم مسلمانون کو دیا گیا کہ یا تو مذہب نصاریٰ اختیار کرو یا مرو۔ اس حکم کے نفاذ کے بعد ہی مسلمانون نے بغاوت شروع کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزارہا قتل ہوئے اور یہ حکم ہوا کہ اگر ایک مدت مقررہ مین انہون نے اپنے مذہب

کوترک نہ کیا تو اور زیادہ سختی کی جائے گی۔ مسجدون مین جمع ہونے اور نماز پڑھنے
کی قطعی ممانعت تھی اور اون کی عورتون کو یہ حکم تھا کہ سب بلا نقاب مثل عیسائی
عورتون کے باہر نکلا کرین اور اپنے قومی لباس اور طرز معاشرت کو بھی بالکلیت
ترک کر دین۔ اگر ان جابرانہ احکام کے خلاف کوئی حرکت کسی سے سرزد
ہوتی تھی تو وہ فوراً قتل کر دیا جاتا تھا۔ بعض مسلمان اس ظلم و زیادتی سے بچنے
کے لیئے بظاہر تو عیسائی ہو گئے مگر باطناً اپنے مذہب پر قایم رہے۔ اکثر
عیسائیون سے باغی ہو کر لڑنے مرنے پر آمادہ ہو گئے اور اس قدر کشت و خون
واقع ہوا اور ان کی عورتون اور بچون کو اس بے رحمی سے عیسائیون نے قتل کیا
کہ جو بچ گئے تھے اونہون نے محض ان معصومون کے بچانے کی غرض سے
ہتیار رکھدئے اور بمشکل تمام اپنے تئین افریقیہ پہونچایا اور جو باقی رہ گئے تھے
ان کو عیسائیون نے ۱۰۲۰ھ مطابق ۱۶۱۱ء مین جبراً اندلس سے خارج کر دیا
ہزارون کا کام تو راستے مین تمام ہو گیا اور جو بچے وہ فاس اور تلمسان اور تونس
وغیرہ مقامات مین جس طرف ان کا منہہ اوٹھا جا کر بس گئے فاعتبروا یا اولی الابصار

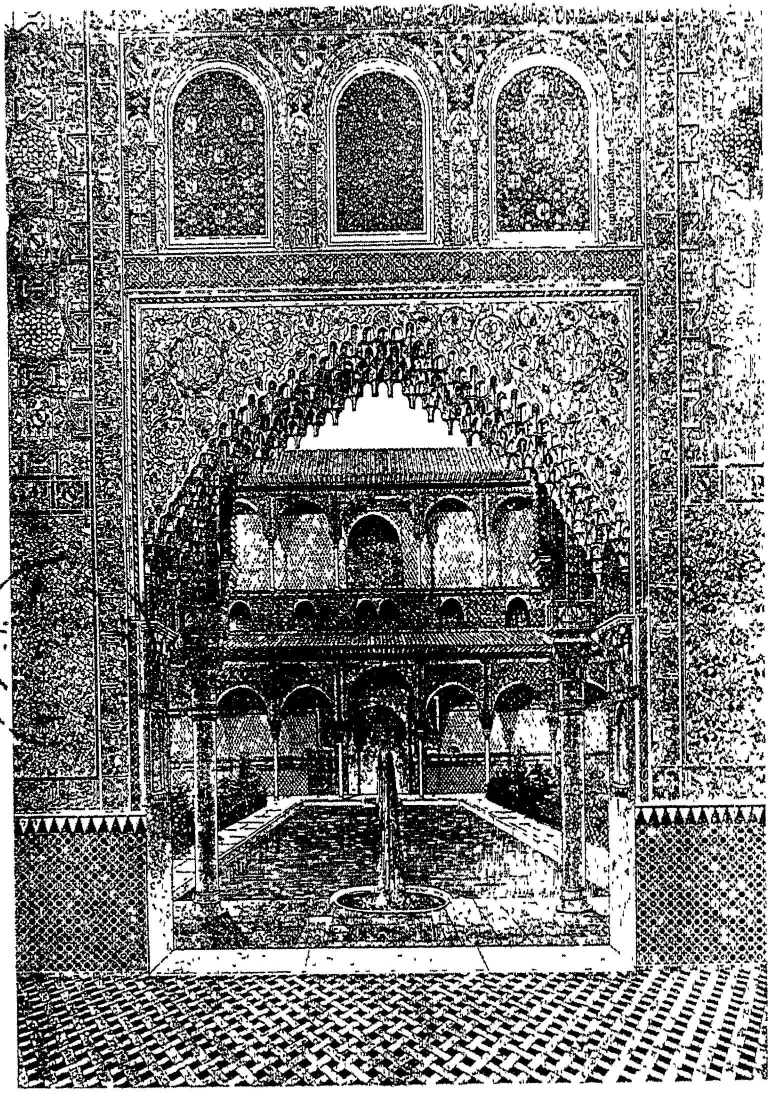

البرکہ کا دالان الحمراء میں

باب ہشتم

اسلامی اندلس کے مجمل حالات ۔ طرز ریاست ۔ صنعت و حرفت ۔ علوم و فنون

تعلیم نسوان ۔ شجاعت ۔ عربون کا اثر یورپ پر۔

گذشتہ ابواب مین ہم نے واقعات مندرجہ بالا کا ذکر جا بجا اور ہر بادشاہ کے عہد حکومت مین مجملاً کر دیا ہے۔ منجملہ ان امور کے ہم اس اخیر باب مین بعض اہم باتون کو بالتفصیل تحریر کرنا چاہتے ہین تاکہ ناظرین عربون کی ترقی علوم و فنون کو و نیز جو اثر کہ خلافت اندلس کا اقوام یورپ پر پڑا ہے بآسانی دریافت کر سکین۔

اصول ریاست

عربون نے بغرض نظم نسق جو اصول قایم کئے تہے وہ بہت ہی صاف اور آسان تہے۔ خلیفہ وقت کل امور مذہبی مالی اور فوجی کا مالک تہا۔ کام ریاست کا چار محکمون یعنی فینانس۔ امور خارجیہ۔ عدالت اور فوجی پر منقسم اور ہر محکمہ ایک وزیر کے سپرد تہا لیکن ان مین سے کوئی مجاز نہ تہا کہ بلا اجازت خلیفہ بطور خود کسی اہم مقدمہ کا تصفیہ کر سکے۔ وزیر اعظم کو حاجب[1] کہا کرتے تہے علاوہ

[1] حاجب مجلس وزرا کا صدر نشین بہی ہوا کرتا تہا۔

ان وزرا کے اور بہی امرائے سلطنت رائے اور مشورے مین بضرورت شریک کر لیئے جاتے تہے جن کو اعزازاً خطاب وزیر[1] کا دیدیا جاتا تہا لیکن یہ صرف وزیر کہلاتے تہے اور وزرائے سلطنت وزیرالوزرا یتن کے لقب سے مشہور تہے وزرا کے ماتحت معتمدین کو عام طور پر خطیب الدولہ کہا کرتے تہے ان مین سے خطیب الرسائل جو دول غیر سے خط وکتابت کیا کرتا تہا اور خطیب الزمام جس کے ذمے نصاری اور یہودی وغیرہ کے مذہب ورجایاد کی حفاظت ونگرانی تہی اور صاحب الاشغال جس کے سپرد ریاست کے اخراجات کا حساب وکتاب تہا سب مین ممتاز تہے۔ سوائے خلیفہ کی حکومت کے یا ان افسران ملک کے جن کے سپرد صوبجات منجانب خلیفہ ہوتے تہے اور کوئی حکومت یا قوت ملک مین نہ تہی عربون مین نہ موروثی جاگیردار تہے اور نہ موروثی امرا۔ اگر کوئی شخص نہ صرف اندلس بلکہ دیگر عربی سلطنتون پر نظر ڈالے تو یہ اچہی طرح ثابت ہوجائیگا کہ ان کی طرز حکومت گو بظاہر شخصی معلوم ہوتی ہے فی الواقع جمہوری تہی۔ خلیفہ ملک کا حاکم تہا اور اس کے ظل عاطفت مین تمام امیر وغریب کی حالت مساوی تہی چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک اعرابی اور بادشاہ غسان کے معاملے مین فیصلہ

[1] یہہ طرز انگلش پریوی کونسل سے ملتا ہوا ہے۔

صادر کرتے وقت یہ ارشاد فرمایا تھا کہ سزائے بدل بادشاہون کے لیے بھی
جاری کی جاوے گی اس واسطے کہ مذہب اسلام مین کسی قسم کے اعزازی حقوق
یا ذات کی تفریق نہین ہونی چاہیے کل مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرون مین
برابر تھے" ہم پہلے کسی مقام پر یہ بتا آئے ہین اور عربون کی طرز حکومت کے
جمہوری ہونیکے لیئے یہہ ثبوت کافی ہے کہ جس قانون کی روسے خلیفہ قاضی
کو معزول کر سکتا ہے اوسی قانون پاک کی روسے قاضی خلیفہ کو سزا دیسکتا ہے
ہر فرد مسلمان کے مقابلے مین خلیفہ مدعی اور مدعا علیہ مثل احد من الناس ہے
یعنی قاضی دونون کو سزا دیسکتا ہے۔خلیفہ قانون کا نگران ہے اور قاضی خلیفہ
کا پاسبان۔پس مسلمان وغیر مسلم کے باہمی تعلقات مین ہم کو جدید قانون کی تلاش
وفکر کی ضرورت نہین یہی ایک قانون مقدس ہے کہ جس مین نہ باہمی مرتبے کا فرق
رکھا گیا اور نہ ملت و قوم و رنگ مین کوئی رعایت کی گئی جو اصول اخلاق و معاشرت
و تمدن کے مقرر کردئے گئے۔وہ مسلمان اور غیر مسلمان سب کے واسطے
منصوص ہوگئے اور ان کی بابت ارشاد ہو چکا کہ الملت لکم دینکم نہ ہم کو ان مین
تغیر و تبدل کی مجال اور نہ ترمیم و تنسیخ کا اختیار

اس زمانہ کے بعض متعصب علمائے بیت النصاری یعنی یورپ و بالخصوص

فرقہ **قیسین** نے عربون کے عبرت انگیز تنزل کے منجملہ دیگر نتائج کے ایک نتیجہ یہہ نکالا ہے کہ مسلمانون مین تدبیر ملک اور تہذیب قوم کے اصول کبہی مرتب ہی نہین ہوئے اور نیز یہ نقص مذہب اسلام اور تعلیم قرآن شریف اور تلقین حضرت ختم المرسلین کا ہے کہ ایسی بلند حوصلہ اور بہادر قوم ایسی ترقی کے بعد اس طرح معدوم ہو گئی کہ نام ونشان تک اوس کا باقی نہ رہا اور اپنے دین ومذہب پر فخر کرتے ہین کہ روز بروز ترقی کرتا رہا۔ لیکن انصاف پسند اور صائب الرائی علماء د مورخین جو علم تاریخ اور فلسفہ تاریخ کے ماہر ہین وہ سمجھتے ہین کہ ترقی وتنزل اقوام کا کن وجوہ سے ہوا ہو رہا اور آیندہ ہونے کا احتمال ہے۔ اہل یورپ کی ترقی کو ابہی چارسو برس بہی نہین گذرے بقول شخصے کے آمدی وکے پیر شدی۔

ایک طرف تو ایسا سخت اعتراض کہ دین اسلام مین ترقی محدود کر دی گئی اور دوسری طرف یورپ کے مہذب اور تعلیم یافتہ مورخین اور استدلال سے بال کی کہال نکالنے والے صاحب تجربہ وصاحب دلیل فلیسوفین۔ برق کو قید کرنیوالے دخان کو غلام کارگزار بنانے والے حکماء ان بادیہ نشینون کی برق رفتار کامیابی پر حیرت ظاہر کرتے ہین اور دور از کار توجیہین گہڑتے ہین۔ توحید کے مزے سے واقف نہ تہے۔ اس معمّے کو حل نہ کر سکے۔

قبلہ عشق یکے باشد و بس

عرب ولولہ اور جوش عشق اسلام مین کفن بسر اور تیغ بکف سر فروشی کے لیئے تیار گہر سے نکل کہڑے ہوئے اور مشرق سے مغرب تک ایک عالم کو نعرہ اللہ اکبر سے زیر و زبر کر دیا۔ لا الہ الا اللہ کی صدا سے دشت و کوہ گونج اوٹہا۔ ناظرین یہہ خیال نہ کرین کہ جوش مذہب نے عربون کو متعصب بنا دیا تہا اور جیسا کہ مخالفین بیان کرتے ہین کہ عربون نے عربستان سے نکلتے ہی دست تطاول دراز اور ہر شخص کے گلے پر خنجر رکہکر اوس کو اسلام کے اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ ہم نے اپنے دیباچہ مین اور پہر اپنی کتاب مین جا بجا مورخین اور علمائی اہل یورپ کے اقوال سے یہہ اچہی طرح ثابت کر دیا ہے کہ اس قوم کی تاریخ مین یہہ بات آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ عرب ہمیشہ احکام آنحضرت صلعم کے پابند رہے اور اقوام مفتوحہ پر کبہی بوجہ تعصب مذہبی ظلم و زیادتی نہین کی بلکہ اون کے مذہب و معابد کو متعصب لوگون کے شر و فساد سے محفوظ رکہا۔ وعظ اور پند و نصائح سی لوگونکو اسلام کیطرف کہینچا

ہم سے ملا کرو تمہین دلبر بنائین گے	غیرون سے مت ملو وہ ستمگر بنائین گے

تہذیب و اخلاق گویا وہ زمین شاداب ہے جس مین عشق صافی نشو و نما پاتا ہے اور سرسبز و بار آور ہوتا ہے اس کے بعد توحید کے نکتے بتائے گئے الشیطٰن

یعدکم الفقرا ویامرکم بالفحشاء واللہ یعدکم مغفرۃ منہ وفضلا واللہ واسعٌ علیمٌ[1] اور یہ سکہایا گیا کہ یاران ہمراز سے الفت رکہین واغیار حیلہ ساز سے گریز کرین یعنی اون کو عصبیت قوم وملک وملت کا درس دیا گیا اور یہ تعلیم ان ننگے بہوکے صحرانشین مجانین کے دل مین ایسی راسخ کردی گئی کہ ایک گدڑی پوش عرب نے یزدجرد اور اوس کے دربار کی شان وشوکت کو ہیچ لچر سمجہا اور بہ تمکین ووقار فرش زمین پر چارزانو بیٹہکر اس بیباکی سے منصب سفارت کو ادا کیا کہ تمام دربار کو اپنا مرعوب کردیا۔ اسی طرح دوسرے صحرائی عرب نے ہرقل قیصر روم کے دبدبہ قیصری کو بے وقعت اور بے معنی خیال کیا۔ ان کی نگاہون مین عرب وعربیت قابل قدر ولائق تعریف اور عجم وعجمیت حقیر وذلیل قرار پاگئی۔ عربی کہجور کا درخت انکو سرو وصنوبر وشمشاد سے خوبتر نظر آیا۔ عربی جلتا ہوا ریگستان اور اوجاڑ کوہستان عجمی مرغزار اور چمنستان سے عزیز تر قرار پایا۔ عربی امی عجمی رومی اور یونانی عالم کو بدتہذیب اور واجب التربیت سمجہنے لگا۔ ایک مرتبہ غل مچگیا کہ

زشیر شتر خوردن وسوسمار	عرب را بجائی رسید است کار
کہ تخت کیان را کنند آرزو	تفو بر تو اے چرخ گردون تفو

[1] شیطان تم سے تنگی کا وعدہ کرتا ہی اور بیحیائی کا حکم کرتا ہی اور اللہ تم سے اپنی بخشش وفضل کا وعدہ کرتا ہی اور اللہ وسعت والا اور علم والا ہے

نصاریٰ کے پادریون اور اہل یورپ کے فلاسفہ سے پوچھا جائے کہ یہہ کیا بات ہے کہ ایک آدمی یتیم کملی پوش نے کہ جس کو نہ پدر و مادر کی تعلیم نہ مکتب و مدرسہ کی تربیت میسر ہوئی الاعراب اشد کفراً و نفاقاً جیسی اجہل اور وحشی قوم کو پچیس برس کے عرصہ مین سرآمد اقوام عالم بنا دیا۔

یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست	کتب خانۂ چند ملت بشست

یہ اوس تعلیم کا نتیجہ ہے جس کی نسبت ارشاد ہوا ہے کہ اگر جن و انس کل مخلوقات جمع ہو جاوین تو ہرگز اس کے مثل نہ لاوینگے ان ہی معنی مین قرآن شریف کی نسبت معجزہ دوامی کا دعویٰ کیا گیا ہے۔

الغرض مسلمانون کو کسی دوسرے قانون کے ڈہونڈہنے کی ضرورت ہی نہ تہی۔ ان کی تدبیر و تہذیب بالکل نئے اصول پر مبنی تہی وہ مضر ہون یا مفید ناقص ہون یا کامل بہر طور اہل یورپ کے اصول سے جدا تہے اور جو بنی آدم کے فرو جماعت دونون پر یکسان اثر رکہتے تہے۔ اہل یورپ یا تو سمجہے نہین یا عمداً محض بوجہ بغض و تعصب مذہبی عربون پر اعتراض کر بیٹہے۔ مسلمانون مین مذہباً جباری سلطنت کا یا کسی فرد بشر کی شخصی حکومت کا قبول کرنا ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ اسلام مین دولت شخصی نہین ہے بلکہ دولت عامۃ ہے۔ خدا کو اپنا بادشاہ حقیقی اور سلطنت کو سلطنت

خدائی سمجھتے ہین۔ قانون قانون الٰہی ہے جو حاکم و محکوم دونون پر یکسان موثر ہے نہ ملکون کی تقسیم نہ قومون کی تفریق۔ ملک ملک اسلام۔ قوم امت محمدی۔ اگر عرب وعجم مین فرق ہے تو نسل کا فرق ہے۔ زبان کا فرق ہے۔ رسم و رواج کا فرق ہے مگر قانون معاد و معاش سب کا ایک ہی ہے۔ چنانچہ خلاق عالم اپنے کلام پاک مین عصبیت و اخوت قوم کے باب مین اس طرح ارشاد فرماتا ہے اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاۤءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا لہذا تدبیر و تہذیب مملکت بھی ایک ہی ہے یہی قانون معاد و معاش جو فرقی کے افراد مین انفرادًا منصوص ہے وہی قانون معاد و معاش قوم کے فرقون پر اور ممالک کے اقوام پر فرض ہے اور وہی قانون امت مرحومہ اور دیگر امم محرومہ کے باہمی تعلقات مین لازم و ملزوم ہے۔

اس مین شک نہین کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کے بعد اور بنی امیہ کے زمانہ حکومت مین موروثی سلطنت قائم ہوگئی تاہم قوم خاندان شاہی مین سے جس کسی کو لائق اور قابل خلافت سمجھتی تھی تخت پر بٹھا دیتی تھی۔ چنانچہ اس قاعدے کو فی زماننا ترکون نے جاری رکھا ہے۔ سلطنت روم مین سلطان کے انتقال کے

لہ جبکہ تم آپس مین دشمن تھے پھر تمہارے دلون مین الفت پیدا کی (اسی) نعمت کی وجہ سے آپس مین تم بھائی ہوگئے۔

بعد اولاد اکبر جانشین نہین ہوتی بلکہ جو رکن خاندان عثمانیہ لائق تر ہوتا ہے وہ بادشاہ بنا دیا جاتا ہے۔

عدالت وکوتوالی

اندلس مین قاضی کو نہایت وسیع اقتدارات حاصل اور عدالت کا تمام کام اوسی کے سپرد تہا۔ خاص دارالسلطنت کے قاضی کو قاضی القضات یا قاضی الجماعت کہتے تہے۔ بنی امیہ کے زمانہ حکومت مین کوتوالی کا انتظام نہایت اعلی درجہ کا تہا۔ کوتوال کو صاحب الشرطہ کہا کرتے تہے باوجودیکہ کوتوالی اور کوتوالی مجسٹریٹون کو جو صاحب المدینہ اور صاحب اللیل کے نامونسے موسوم تہے بہت کچہہ اختیارات حاصل تہے لیکن یہ سب شہر کے قاضی کے پوری طرح ماتحت تہے۔ مثل ممالک عرب وعجم اندلس مین بہی ایک محتسب مقرر اور اوس کے سپرد بازارون اور ہٹون اور تجارت پیشہ کی نگرانی وانتظام تہا۔

ٹپہ چار

بنسبت شام وعراق۔ اندلس مین اس محکمہ کو بہت کچہہ ترقی بہی دیگئی تہی افسر محکمہ کو الصاحب البرید کے نام سے موسوم کیا کرتے تہے۔ تمام ممالک محروسہ کے ٹپہ خانون کا انتظام اسی افسر کے سپرد تہا۔ ہر بڑے شہر مین ایک ٹپہ خانہ تہا اور راستون مین جابجا مناسب مقامات پر چوکیان اور گہوڑون اور اونٹون کی ڈاک تیار رہا کرتی تہی۔ ان گہوڑون اور اونٹون پر جو خاص ٹپہ رسانی کے

واسطے متعین تھے سرکاری نشان یادداخ ہوتا تھا۔ سرکاری ڈاک کے ساتھہ خانگی خطوط بھی ہر شہر اور قصبہ مین نہایت احتیاط کے ساتھہ پہونچائے جاتے تھے خلیفہ **عبدالرحمن الناصر لدین اللہ** کے زمانہ حکومت مین بالخصوص فوجی اغراض کے واسطے کبوترون سے بھی ٹپہ رسانی کا کام لیا جاتا تھا اور اس قسم کے سدھے ہوئے کبوتر ہر فوج کے ہمراہ رہا کرتے تھے۔ ہر شہر مین افسر ٹپہ کے سپرد صرف نگرانی ٹپہ خانہ کا کام ہی نہ تھا بلکہ اوس کے فرایض منصبی مین امور ذیل ملک و رعایا کی حالت اور حکام کا طرز عمل۔ سکہ وغیرہ کی خفیہ نگرانی بھی داخل تھی اور اس کا فرض تھا کہ امور مذکورہ کی نسبت روزانہ خفیہ روزنامچہ خاص خلیفہ کے ملاحظہ کے واسطے بذریعہ ٹپہ پیش کیا کرے[1]

بری و بحری قوت

بحری اور بری فوج کا اعلیٰ افسر خود خلیفہ تھا لیکن صوبجات مین فوج کی سپہ سالاری والیان صوبہ کے سپرد کر دی جاتی تھی۔ سپہ سالار فوج کو امیر کہا کرتے تھے۔ مثل شام اور عرب **اندلس** مین بھی فوج دو حصون مین منقسم تھی۔ باقاعدہ اور بے قاعدہ۔ باقاعدہ مین تمام ماہوار یاب سپاہی[2] شریک تھے۔ بے قاعدہ مین وہ لوگ بروقت ضرورت شریک کر لیے جاتے تھے جو بطور خود مع فوج مین

[1] ہسٹری آف دی سارسنس" مصنفہ جسٹس امیر علی باب ۲۲ صفحہ (۴۷۱) [2] ماہوار کی مقدار ایکہزار درہم سے اسی ہزار درہم فی نفر ہوتی تھی

شرکت جنگ کی درخواست کیا کرتے تھے۔ ہر سال مصنوعی جنگ ہوا کرتی تھی اور سپاہیوں کو فن جنگ سکھانے مین بلیغ کوشش کی جاتی تھی۔

بری فوج کی تقسیم حربیہ[1] ان کا لباس زرہ و خود اور ہتیار نیزہ اور تلوار و سپر تھے۔ رامیہ[2] یہ بھی زرہ بکتر مین ڈوبے ہوئے علاوہ تیر و کمان کے تلوار اور سپر سے آراستہ ہوتے تھے۔ سواروں کا لباس زرہ بکتر اور تلوار و نیزہ اور تیر ان کے ہتیار تھے فوج دس دس ہزار کے دستون مین منقسم اور ہر دستہ کا افسر اعلیٰ ایک امیر یا سپہ سالار ہوتا تھا۔ ہزار آدمیون کے افسر کو قائد اور سو آدمیون کے افسر کو نقیب کہا کرتے تھے۔ خلیفہ کی حفاظت کے لیئے ایک خاص فوج مقرر تھی جس کی ماہوار بہ نسبت اورون کے زیادہ اور اون کا لباس مکلف ہوتا تھا اندلس مین جب خانہ جنگی اور بیرونی لڑائیون نے خلیفہ کو مجبور کیا تو اہل بربر بھی فوج مین بھرتی کیئے گئے جو رفتہ رفتہ خاص فوج سلطنی مین شامل ہو گئے تھے۔

انجینیر فوج کے آرام و آسایش کا عربون کو بڑا خیال تھا۔ ہر فوج کے متعلق ایک گروہ انجنیر اور مزدورون کا تھا جو ہمیشہ فوج کے آگے راستہ بناتا یا صاف کرتا چلتا تھا۔ انجنیر کے افسر کا نام امیر المنجنقین[3] تھا۔ ان کی تعلیم خاص طور پر ہوتی تھی۔ پہلے

---

[1] پیادے۔ [2] تیر انداز [3] ابن خلکان تحریر کرتا ہے کہ بغداد مین ایک مشہور۔ دیکھو صفحہ ۲۰۸

یہ سب فوج مین شریک کیئے جاتے تہے یہان کو سامان حرب اور قلعہ اور قلعہ شکن آلات کا بنانا اور محاصرہ کے لیئے قلعہ کے گرد مقامات کے درست کرنا وغیرہ وغیرہ نہایت احتیاط سے سکہایا جاتا تہا

فوجی شفاخانہ

میدان جنگ مین ہر فوج کے ساتہہ دواخانہ اور اونٹون پر پلنگ اور ضروری سامان زخمیون کے علاج اور آرام کے لیئے مہیا رہتا تہا تمام دستے فوج کے ملک مین جابجا متعین تہے جو بوقت ضرورت فوراً فراہم کر لیئے جاتے تہے آج کل جو دقتین فوج کی فراہمی اور سامان کی باربرداری کے انتظام مین ہوتی ہین وہ اوس زمانہ مین بالکل مفقود تہین - نہ تو شراب کی ضرورت تہی اور نہ برف اور عمدہ کہانون کی - سپاہیون کی زندگی خرما یا اون معمولی کہانون پر تہی جس کو ہر سپاہی بغیر محنت اور مشقت اپنے ساتہہ رکہہ سکتا تہا - ہر صحیح القوی عرب کو فوج مین شریک ہونا لازمی تہا گو کوئی خاص زمانہ فوجی ملازمت کا مقرر نہ تہا لیکن جب سپاہی اچہی طرح کام سیکہہ لیتے تہے اور ملک مین امن وامان ہوتا تہا تو یہ لوگ رخصت کر دیئے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۷) انجنیر یعقوب بن صابر المنجنیقی گزرا ہی جس نے ایک کتاب عمدۃ المسالک فی سیاۃ الممالک اس فن مین تصنیف کی تہی اسمین اس نے جنگ مین فوجون کی ترتیب و تقسیم قلعون پر حملہ کرنا گہوڑون کی سواری مستحکم مقامات کا محاصرہ انجنیرنگ مختلف ہتیار اور آلات قلعہ شکن کا استعمال فوجون کا جمع ہو کر یا کہسل کر لڑنا وغیرہ وغیرہ جو لکہا ہو وہ قابل پڑہنے کے ہے

جاتے مگر بوقت جنگ اون کو محکمہ جنگ مین حاضر ہوجانا پڑتا تہا۔

فوجی جاگیر | بعض وقت افسران فوج کو تنخواہ کے عوض جاگیرین[1] عطا کی جاتی تہین ایسے لوگون کا فرض تہا کہ اس جاگیر کی آمدنی پر اپنی فوج حسب حیثیت تیار اور بوقت ضرورت فوج سلطانی مین شریک ہوجایا کرین۔ اس افسر کو صاحب المعاقل کہتے تہے۔ عربون کے بعد بہی جو اسلامی سلطنتین قائم ہوئین مثل ترک وغیرہ انہون نے بہی اس طریقہ کو قائم رکہا۔ دولت عثمانیہ مین کچہہ روز قبل تک فوجی جاگیرین تقسیم ہوتی تہین مگر آخر کو جو نقصانات بوجہ بغاوت ملک کو پہونچے سلطان محمود ثانی نے انیسوین صدی عیسوی کے اوائل مین اس طرز کو بالکل مسدود کر دیا۔

طرز جنگ | بوقت جنگ روانگی کے قبل فوج پانچ حصّون مین تقسیم کی جاتی ہی طلیعہ یعنی ہراول فوج سے کئی میل آگے رہتا اور یہ کام اکثر سوارون کے جو باسانی نقل وحرکت کر سکتے ہین سپرد کیا جاتا تہا اون کو حکم یہ تہا کہ یہ دشمن کی فوج کے مقام اور اوسکی تعداد کو دریافت کرلین اور جن مقامات سے ان کا گزر ہو وہان کے نقشے تیار اور

---

[1] انگریزی مین اس کو فیوڈل سسٹم کہتے ہین۔ زمانہ قدیم مین فرانس مین بہی یہ طرز جاری تہا اور نارمنز نے جب انگلستان فتح کیا تو وہان بہی اس کو جاری کیا۔ عربون نے اس کو یورپ سے نہین لیا بلکہ شام اور عرب مین بہی یہ طریقہ جاری تہا۔ دیکہو المقری اور ہسٹری آف دی سارسنس" مصنفہ جسٹس امیر علی باب ۲۴ صفحہ ۴۳۵۔

زمین کے نشیب و فراز سے اچھی طرح واقف ہوکر سپہ سالار کو اطلاع کرتی رہین
ہراول کے پیچھے اصل لشکر روانہ ہوتا تہا اس کے بیچ کی فوج کو قلب اور داہنی کو
میمنہ اور بائین کو میسرہ کہتے تہے۔ اس لشکر کے عقب مین کچہہ فاصلے پر بغرض
محافظت ایک دستہ فوج کا جسکو ساقہ کہتے ہین ہوتا تہا راستے مین جہان فوج کا قیام ہوتا وہان تمام جنگل
صاف کردیا جاتا تہا اور راستہ اور سڑکین تیار کی جاتی تہین۔ بازار کہل جاتے تہے اور
لشکر کے اطراف مین جا بجا آگ روشن کردی جاتی تہی۔ راستون اور گزرگاہون پر
داستان گو بیٹھے ہوئے سپاہیون کو اونکے باپ اور دادا کی بہادری اور شجاعت
کی داستان سناکر اونکے دلون مین جوش و حوصلہ جنگ پیدا کرتے تہے کسی طرف فوجی
ورزش جسمانی تلوار و نیزہ بازی مین مصروف نظر آتے تہے طرز جنگ مین بہی بہت کچہہ
تغیر اور تبدل واقع ہوا تہا اوائل زمانہ مین دو صفین یکے بعد دیگرے کہڑی کی جاتی
تہین اور اسی ترتیب سے عرب خود حملہ کرتے اور دشمنون کی یورش کو روکتے تہے
وقتاً فوقتاً حسب ضرورت جب جدید قوانین جنگ تیار کیئے گئے تو ان دو صفونکی
عوض حربیہ یعنی پیادہ کئی صفون مین یکے بعد دیگرے بشکل مثلث یا جیسا موقع ہو اپنے
نیزون کو سامنے زمین مین نصب کرتے اور ایک گہٹنے پر سپرون کے عقب مین مثل
دیوار آہنی جم جاتے تہے ان کی پشت پر تیر انداز اور چپ و راست سوار استادہ رہتے

تھے - یہہ طریقہ دشمن کے حملون کو رد کرنے کا تھا - جہان فوج مخالف زد مین آئی سب سے پہلے تیر اندازون پر تیرون کا مینہہ برساتے اور پیادہ تلوار اور چھوٹے نیزون پر حملہ کو رد کتے تھے - اس کے ساتھہ ہی سوار دونون طرف سے حملہ آور ہوتے تھے - عربون کی صفون کو توڑنا آسان بات نہ تھی لیکن سب سے زیادہ سوارون نے اپنا خوف عیسائیون کے دلون مین جمایا تھا - متعدد لڑائیون مین یہ دیکھا گیا ہے کہ صرف سوارون کو اپنی طرف آتے دیکھکر عیسائی لشکر پراگندہ اور منتشر ہوگیا بوقت جنگ سپہ سالار ایک بلند مقام سے بوساطت اپنے مصاحبین ہر دستہ فوج کے افسر کے نام حکم جاری کرتا تھا -

آلات قلعہ شکن قلعون اور مستحکم شہرون کی دیوارین توڑنے کی غرض سے عربون نے خاص قسم کے آلات ایجاد کیے تھے جن کو منجنیق اور دبابہ کہتے ہین - اول الذکر تو مثل گوپھن کے تھے اور آخر الذکر ایک کل کچھوا نما ان دونون کلون کے ذریعہ سے بڑے بڑے پتھر قلعہ کی دیوارون پر اس قدر زور سے پھینکے جاتے تھے کہ تھوڑی ہی عرصہ مین دیوار منہدم ہو جاتی تھی - تیرہوین صدی عیسوی سے جب باروت ایجاد ہوئی توپون کا استعمال عربون نے شروع کیا - الحاصل جو ترقیان فنون جنگ مین عربون نے کی تھین اون سے اہل یورپ بالکل بے بہرہ تھے - ایک مشہور

جرمن مورخ لکھتا ہے کہ "اہل بیز نطاین کو اپنی سابقہ شان وشوکت اور تمدن پر اس قدر ناز تھا کہ یہ عرب بادیہ نشینون کو اپنے مقابلہ مین جاہل اور غیر مہذب تصور کرتے تھے اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو یہ خود عربون سے زیادہ نالایق اور جاہل تھے۔ ان لوگون نے جب کبھی کسی شہر پر قبضہ کیا تو اوس کو اور غریب رعایا کو تاخت وتاراج ہی کرکے چھوڑا۔ دشمن کے ملک مین داخل ہو کر قصبون اور دیہاتون کو جلادیا کرتے تھے۔ ان کے برخلاف عرب ہمیشہ ان مذموم حرکات سے باز اور بری رہے جبتک کہ وہ مجبور نہین ہوئے انہون نے دشمن کے ملک کو برباد نہین کیا[له]"

بحری قوت

ابن خلدون نے اندلس کی بحری قوت کی ترقی اور تنزل کی نسبت جو کچھ لکھا ہے وہ مسلمانون کے لیئے خاص دلچسپی رکھتا ہے۔ تاریخ سے ظاہر ہے کہ عربون کی بحری قوت اقوام غیر کی مجموعی قوت سے بہت زیادہ تھی۔ عربون نے مثل بری جنگ کے اس کے واسطے بھی نہایت عمدہ اصول قایم کیئے تھے۔ اس کے زمانہ عروج مین افسر اعلیٰ کو امیر الماء اور امیر البحر بھی کہا کرتی تھے عبدالرحمن ثالث کے زمانہ حکومت مین اس افسر کا نام قائد الاساطیل رکھا

له ترقی علوم وفنون ور زمانہ خلفائے اسلام۔ مصنفہ دان کریمر۔

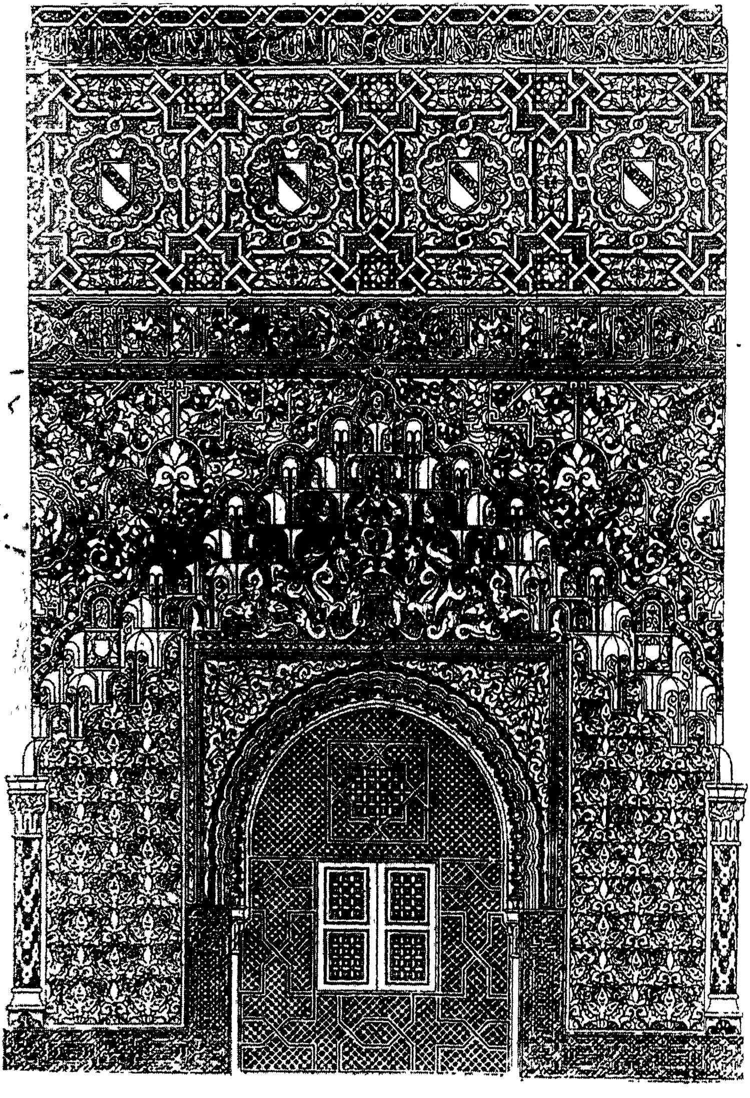

الحمراء کی دارالاختین کی اوپر کی منزل

گیا۔ جنگی جہاز کے افسر کو قائد یا مقدم اور اوس کے ماتحت کو رئیس خطاب کیا کرتے تھے۔ ہر صوبہ دار کو حکم تھا کہ ایک مقررہ تعداد مین جنگی جہاز تمام سامان سے مہیا پیش کیا کرے۔ تمام بندرگاہون مین کسی بلند ٹیلہ یا پتھر پر کتاب[۱] جہان راتون کو روشنی جلا کرتی تھی بنایا جاتا تھا۔ تا کہ جہازون کی آمد و رفت مین دقت اور نقصان واقع نہ ہو۔

صنعت و حرفت

سلطنت **غرناطہ** جس کا ذکر بالتفصیل گزشتہ باب مین تحریر ہو چکا ہے۔ عربون کی سابقہ عظمت و جبروت کی ایک بے مثل یادگار رہتی۔ اس مین **اندلس** کے وہ حصے اور صوبے شریک تھے جو اس کے جنوب و مشرق کی جانب سواحل بحر متوسط اور آبنائے طارق پر واقع ہین۔ اس کی مسافت شرق سے غرب تک تقریباً دو سو دس میل۔ اور جنوب سے شمال تک چھہتر میل سے زیادہ نہ تھی لیکن باوجود اس تنگی وسعت کے اس مختصر سے خطہ زمین کے حدود مین وہ تمام باتین موجود تھین جو اوس زمانہ مین بزرگ ترین سلطنتون کو بھی نصیب نہ تھین جس پر تمام یورپ رشک و حسد کی نظر بد ڈال رہا تھا۔ یہان کے مرغزار اور وسیع میدانون پر عربون نے فن زراعت کو ختم کر دیا تھا اور جو دریا مثل شنیل وغیرہ جبل شلیر کی چوٹیون سے نکل کر دامنہائے کوہ کو سیراب کرتے ہوئے سمندر کی طرف زور و

[۱] یعنی لائیٹ ہاوس۔

شور سے بھر رہے تھے اون کی اس قدر نہرین اور شاخین نکالی تھین کہ ایک خوشنما جال تمام ملک پر بچھہ گیا تھا۔ ان نہرون کے ذریعے سے پانی دور دور پہونچایا جاتا تھا۔ علاوہ اس ملک کی چیزون کے عرب و شام افریقیہ کے وہ میوہ جات اور اجناس جنسے نہ تو اہل یورپ واقف تھے اور نہ اون کی کاشت کے طریقے جانتے تھے۔ ان کو عرب کسان باوجود اختلاف آب وہوا اور زمین سال مین کئی بار کاشت کرتے تھے۔ ریشم اور سن بکثرت بڑے بڑے بنادر مثل المیریہ اور مالقہ سے اطالیہ جایا کرتا تھا اور بندرگاہین یورپ اور شام اور افریقیہ کے تجارتی جہازون سے معمور رہا کرتی تھین غرناطہ نہ صرف اس سلطنت کا بلکہ تمام دنیا کا پایئ تخت بنا ہوا تھا۔ اہل جنیوا اور فلارنس نے غرناطہ مین مختلف مقامات اور کلین اور کرنیان بغرض ترقی تجارت قائم کی تھین۔ اس ملک مین تین بڑے شہر اور اسی قدر قلعہ اور ہزارون چھوٹے شہر اور بنادر آباد تھے۔ ان مین کا ہر ایک شہر ایک چیز کی ایجاد اور تجارت مین مشہور تھا۔ مورخ گبن بیان کرتا ہے کہ صرف وادی الکبیر کے کنارے پر بارہ ہزار شہر اور قصبے بسے ہوئے تھے۔ عرب راستبازی اور امانت و دیانت مین شہرۂ آفاق تھے۔ ان کا ایک لفظ اندلس کے تمام عیسائیون کی دستاویز اور تحریر کے مقابلہ

مین کافی سمجھا جاتا تھا۔[1]

زراعت — عربون نے زراعت کو اس قدر ترقی دی تھی کہ یہ ایک خاص اور مکمل فن بن گیا تھا۔ یہہ ہر میوہ اور درخت اور زمین کی خاصیت اور ماہیت سے اچھی طرح واقف تھے۔ جو اراضی افتادہ نہین۔ جہان سوائے ٹیلہ اور کنکر سبزہ نظر نہ آتا تھا اون کو مختلف پانس اور اپنے علم کے ذریعے سے ایسا درست کیا کہ ایک قلیل عرصے مین یہ اوجاڑ مقامات میوہ دار درختون اور سبز و شاداب کھیتون سے لہلہانے لگے۔ چانول اور نیشکر روئی اور زعفران۔ انار۔ آڑو اور شفتالو وغیرہ وغیرہ جو اب اندلس مین بکثرت ہوتے ہین عربون ہی کی بدولت اندلس بلکہ تمام یورپ کو نصیب ہوئے۔ جو زمین جس چیز کی کاشت کے لیئے مناسب معلوم ہوتی تھی وہین وہ چیز بوئی جاتی تھی۔ چنانچہ اندلوسیہ و اشبیلیہ کے میدانون مین زیتون و خرما کی کاشت ہوتی تھی جہان عربستان اور شام کے عمدہ سے عمدہ زیتون اور خرمے کے درخت منگوا کر نصب کیئے گئے تھے تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ ۱۲۵۵ء مین فرڈلنڈ اول نے جب اس صوبہ پر قبضہ کیا یہان زیتون کے لکھوکھا درخت موجود تھے اور تقریباً ایک

[1] ہسٹری آف دی ساراسنس" مصنفہ جسٹس امیر علی باب ۱۳ صفحہ ۵۶۶۔ ازابلا اینڈ فرڈننڈ مصنفہ پرسکاٹ باب ۸ صفحہ ۱۹۰

لاکھہ گرنیان تیل نکالنے کے لیئے تیار تہین شلیش اور غرناطہ اور مالقہ انگور کے لیئے مشہور تہے۔ چانول کی کاشت الیوفرۃ مین۔ نیشکر اور روئی غندیہ مین پیدا ہوتی تہی۔

معدنیات | زراعت کے ساتہہ عربون نے فن معدنیات کو بہی کمال تک پہونچا دیا تہا۔ علاوہ ریشم اور روئی اور زعفران اور مختلف اقسام کے رنگون کے سونا۔ چاندی۔ لوہا۔ فولاد[1]۔ پارہ۔ کہربا۔ تانبا۔ یاقوت اور نیلم اور موتی وغیرہ بہی بکثرت اندلس مین پیدا ہوتے تہے۔

فن تعمیر | اندلس کی عمارات کا ذکر مفصل طور پر پہلے ہوچکا ہے اس مقام پر اتنا تحریر کرنا مناسب ہوگا کہ یہان کے عربون نے اس فن کو یونانیون اور رومۃ الکبرٰی والون سے حاصل کیا تہا مگر ان مختلف طرزون مین اس قدر تغیر واقع ہوا کہ یہ نظام ایک جدید طرز بن گیا۔ یہہ طرز ایسا مقبول اور خوشنما تہا کہ اہل یورپ نے اس کو عربون سے اخذ کیا۔ نوکدار محرابین اور سبک ستون فرانس کی عمارات قدیمہ مین بہی دکہائی دیتے ہین۔ پہلے صرف اینٹ اور پتہر استعمال کیئے جاتے تہے۔ اس کے بعد جو جو ترقی فن تعمیر کو ہوتی گئی مصالحہ مین بہی فرق ہوتا گیا۔ مٹی اور چونا اور

[1] طلیطلہ اور غرناطہ کی تلوارین دنیا مین مشہور تہین۔

اور ریتی اور چھوٹے پتھروں سے ایک ایسا مصالحہ عربوں نے تیار کیا جو مثل سنگ مرمر کے نہایت صاف مضبوط اور پائدار ہوتا تھا چنانچہ بعض عمارات اور بالخصوص الحمرا اور جنۃ العریف۔ غرناطہ مین اس ہی مصالحہ سے بنائی گئی جو اس وقت تک بدستور قایم ہین اور جن سیاحون نے ان اعجوبہ روزگار عمارات کو بچشم خود دیکھا ہے بیان کرتے ہین کہ اس وقت تک دیوارون کی چمک اور صفائی اوسی طرح موجود ہے۔

تصویر کشی اور سنگ تراشی

یہ اہل یورپ کا اثر تھا کہ عربون نے تصویر کشی[۱] اور سنگ تراشی مین بھی مثل اپنے عیسائی ہمسایون کے پوری ترقی حاصل کی تھی قصر الزہرا قرطبہ مین اور الحمراء غرناطہ مین عمدہ تصویرون اور نہایت خوشنما ترشی ہوئی مورتون سے آراستہ تھے الحمرا کا دار الاسود اس وقت موجود ہے جس کے وسط مین ایک فوارہ ہے اور اس فوارہ کے گرد شیرون کی مورتین پتھر سے ترشی ہوئی قائم ہین۔ اسی طرح قصر الحمرا مین جو نادر چینی[۲] کے برتن اور مرتبان جا بجا رکھے ہین۔ عربون کی صناعی اور دستکاری کی عمدہ دلیل ہے۔

۵۷۷

[۱] تمدن عرب ترجمہ مولوی سید علی بلگرامی صفحہ ۵۴۵۔ باب اور ہسٹری آف دی سارا سنس مصنفہ جسٹس امیر علی باب ۳۱ صفحہ

[۲] چونکہ عربون کی تجارت کی وسعت نے ملک چین سے بھی تعلق پیدا کر لیا تھا۔ غالباً یہ فن انہون نے چینیون سے حاصل کیا ہوگا

علوم وفنون

تمام مورخین بیت الانصاری معترف ہین کہ جو ترقی عربون نے علوم وفنون مین کی اور جس مستعدی سے یونانیون اور رومتہ الکبری والون سے بکمال محنت وتحقیق علم حاصل کیا وہ فی الحقیقت حیرت انگیز ہے جس وقت عرب اندلس مین داخل اور اوس پر اچھی طرح قابض ومتصرف ہوئے تو انہون نے تمام ملک مین دار العلوم اور چھوٹے مدارس۔ رصدخانے عظیم الشان کتبخانے کھول دئے جہان تمام سامان علمی تحقیقات کا موجود تھا۔ تعلیم کے دو طریقے جاری تھے۔ چھوٹے شہرون اور قصبون مین چھوٹے مدارس ابتدائی تعلیم مذہبی دینے کی غرض سے بنائے گئے تھے تکمیل تعلیم اور تحقیقات علمی کے واسطے دار العلوم قرطبہ۔ اشبیلیہ۔ مالقہ۔ سرقسطہ۔ لشبونہ۔ جیان۔ طلیطلہ وغیرہم مشہور شہرون مین قائم کیے گئے جہان طلبہ شوق وذوق علم مین اطالیہ اور فرانس اور جرمن اور انگلستان سے آتے تھے۔

اوائل مین عرب ایک زمانہ دراز تک صرف اہل یونان اور روما کے شاگرد اور مقلد بنے رہے اور کسی علم وفن مین جدید تحقیقات نہ کر سکے جس کی اصل وجہ یہ تھی کہ یہ سوائے اپنی زبان کے اور زبانون سے بالکل ناواقف تھے پس سب سے پہلے انہون نے یونانی اور لاطینی اور اسپانش کو ایسی مشقت

اور عرق ریزی سے حاصل کیا۔ جس کی تعریف ممکن نہین۔ یہی زمانہ عربون کے
علمی شوق اور مذاق کے امتحان کا تہا۔ چونکہ یہ فی الواقع جویای علم وہنر تہے
ان شدید مشکلات نے ان کی ہمت و شوق پر بالکل اثر نہ کیا اور انہون نے
یونانی لاطینی اور اسپانش زبانون مین زبان عربی کے ساتہہ متعدد لغات
لکہہ ڈالے جو اس وقت تک اندلس کے اسکوریل کتب خانے مین موجود
ہین۔ مثل موجودہ زمانہ کے اوس ابتدائی زمانہ تعلیم مین بہی ہر عرب طالبعلم کی
تعلیم یونانی اور لاطینی زبانون کی تحصیل پر موقوف تہی۔ عربون کی جودت طبع اور
حصول علم کے شوق نے ان کو اس محدود دائرہ شاگردی مین بہت روز
رہنے نہین دیا۔ اور انہون نے قلیل عرصہ مین اس اہم مسئلہ کو کہ مشاہدہ اور
تجربہ نادر سے نادر کتاب پر ترجیح رکہتا ہے جس کے سمجہنے مین اہل یورپ نے
صدیان گنوادین دریافت کر لیا باوجود اس کے بعض ناواقف عیسائی مصنف
یہ کہتے ہین کہ عرب محض پیرو ارسطو و افلاطون رہے انہون نے کوئی
جدید تحقیقات اس فن مین نہین کی۔ اگر یورپ کے زمانہ متوسط کی تاریخ پر
کوئی صاحب بینا نظر ڈالے تو معلوم ہو جائیگا کہ یہ الزام اہل یورپ پر عائد ہوتا ہے
نہ کہ عربون پر۔ ایک نہایت واجب التعظیم عیسائی مصنف اس کی نسبت تحریر

کرتا ہے کہ عربون کا طریقہ تحقیق تجربہ اور مشاہدہ تہا برخلاف اس کے زمانہ متوسط کے یورپ کا طریقہ اساتذہ کے کلام کو پڑہنا اون کی رائے کو بار بار بیان کرنا تہا ان دونون مین بہت ہی اصولی فرق ہے اور بلا اس فرق کو مد نظر رکہے ہوئے ہم عربون کی علمی تحقیقات کی پوری قدر نہین کر سکتے[1] "قوم و ملک کی یہ بڑی خوش قسمتی تہی کہ عین عالم شباب خلافت اندلس مین خلفا نے بہی علم کی وہ قدر کی جس کی نظیر دنیا کی تاریخ مین مشکل سے ملے گی۔ چنانچہ خلیفہ الحکم ثانی کے عہد حکومت مین صرف قرطبہ کے کتب خانہ مین چہہ لاکہہ کتابین مختلف علوم و فنون کی موجود تہین اور ہر کتاب پر خاص خلیفہ کے ہاتہہ کا حاشیہ تحریر تہا

فن تاریخ | المقری اور ابن حیان[2] کی تصانیف کے دیکہنے کے قبل مین اقوال اہل یورپ کو صحیح سمجہتا تہا کہ عرب مورخ بلکہ صرف واقعہ نویس تہے اس مین شک نہین کہ فن تاریخ عربون کے زمانہ عروج مین ابتدائی حالت مین تہا اور جس مکمل شکل مین یہ آج مروج اور جو نئے اصول اس علم کی تحقیقات کے لیئے ایجاد کیئے گئے ہین وہ اوس دور مین مفقود تہے۔ تاہم عربون نے اس فن کو بہت

---

[1] تمدن عرب مترجمہ مولوی سید علی بلگرامی فصل دوم صفحہ ۴۰۰۔

[2] اس نے دو تاریخین اندلس کی لکہی تہین۔ ایک دس اور دوسری ساٹہہ جلدون مین۔

عمدہ اصول پر قایم کیا تہا۔ اگر عربی تاریخین یا ان کے ترجمے دیکہے جایئن تو معلوم ہو سکتا ہے کہ ان کے مصنفین نے صرف واقعات ہی پر اکتفا نہین کیا بلکہ وہ باتین بہی لکہی ہین جن سے اس قوم کے ذاتی صفات و حالات اور خیالات بہی بہت اچہی طرح معلوم ہو سکین۔ مورخین عرب نے معمولی سے معمولی بات تک تحریر کی ہے۔ چنانچہ **المقری** نے اپنی تاریخ اندلس مین ایک مقام پر لکہا ہے کہ جب **موسی ابن نصیر** ملک **فرانس** کے جنوبی حصہ کو فتح کرتا ہوا آگے بڑہا تو راستہ مین ایک اوجڑا ہوا مقام اوس کو ملا جس کے وسط مین ایک ستون نہایت بلند موجود تہا اور اس ستون کے گرد یہہ عبارت بخط عربی لکہی تہی کہ اگر تم یہان سے آگے بڑہے تو تم ضرور خانہ جنگیون مین مبتلا ہو جاؤ گے اور ملک ہاتہہ سے جاتا رہیگا اس واقعہ عجیب کا جو اثر سپہ سالار کے دل پر ہوا اوس کو بہی اس مورخ نے تحریر کیا ہے۔ اسی طرح **طارق ابن زیاد فاتح اندلس** کا جہاز مین انحضرت صلعم کو خواب مین دیکہنا اور فتح کی بشارت پانا جس کی وجہ سے افسر فوج کو اس قدر تقویت حاصل ہوئی کہ ان کو یقین کامل ہو گیا کہ ہم ضرور اس ملک کو فتح کرین گے۔ یہ باتین جو بظاہر قصہ اور کہانیان معلوم ہوتی ہین عمدہ ذرایع ہین۔ عربون کے جوش مذہب اور خیالات

کو معلوم کرینگے۔ اس کو ہم تسلیم کرتے ہین کہ اب فن تاریخ نے اس قدر ترقی کی ہے کہ یہ ایک شاخ فلسفہ کی بن گئی ہے۔ مورخ کا کام یہ ہے کہ واقعات پیش شدہ کے اسباب وعلل دریافت کر کے نتائج پند آمیز اور عبرت خیز نکالے اون اسباب وعلل کی غلطی وصحت کا وہ ذمہ دار نہین ہو سکتا بلکہ اکثر اوقات نتائج مستخرجہ سے ان اسباب وعلل کی صحت وغلطی خود بخود ثابت ہو جاتی ہے۔ مورخین یورپ نے تاریخ سے ایک علم علم سیاست پیدا اور اس علم کے قواعد اور اصولون کو تجربہ اور مشاہدہ کی مستحکم بنا پر قائم کیا ہے۔ چنانچہ ایک مشہور انگریزی مورخ کا قول ہے کہ "تاریخ بغیر پولٹیکل سائنس[1] ایک درخت ہے بغیر جڑون کے اور پولٹیکل سائنس علم سیاست بغیر تاریخ جڑین ہین بغیر پیڑ اور شاخون کے" گو عربون نے اس علم کو اس قدر ترقی نہین دی لیکن جب انہون نے اس کو یونانیون سے حاصل کیا تو نسبت اپنے معاصرین کے بہت کچھہ ترقی دی اور آیندہ ترقی کا اہل یورپ کو راستہ بتایا۔

فلسفہ عربون نے جو ترقی فلسفہ مین کی ہے[2] اوس کی نسبت علمای یورپ

[1] پولیٹکل سائنس مصنفہ سیلی سابق پرجیس پروفیسر کیمبرج یونیورسٹی۔

[2] ہم نے اس امر کے دریافت کرنے کی بہت کچھہ کوشش کی تہی کہ ممالک شرقیہ مین یونانی علوم کا رواج کب سے ہوا مگر صحیح زمانہ ان علوم کی اشاعت کا معلوم نہ ہو سکا۔ تاریخ سے اتنا ضرور پایا جاتا ہے کہ جس زمانہ مین (دیکھو صفحہ ۴۲۳)

کی رائے دیکھنے کے قابل ہے - انہون نے تمام فلسفہ یونان کی کتابون کا اپنی زبان مین ترجمہ کرڈالا تہا - فلاسفہ عرب مین یہ نام یورپ مین واجب القدر و تعظیم خیال کیئے جاتے ہین ابوبکر محمد بن یحیی جو عام طور پر ابن[۵۱] باجہ کے لقب سے مشہور ہے - یہہ علاوہ فلسفہ کے بے مثل طبیب اور ریاضی دان اور علم ہیئت مین کامل دستگاہ رکہتا تہا ابن[۵۲] طفیل ابوبکر محمد بن عبدالملک مثل ابن باجہ علاوہ تمام علوم مذکورہ شعر و سخن مین کامل تہا - یہہ وادی آش مین پیدا ہوا تہا ابوبکر ابن[۵۳] زہر ساکن اشبیلیہ جس کو اہل یورپ اوبن زور

بقیہ صفحہ ۲۲۲ نسطوری پادری یونان اور روم سے نکالے گئے تو انہون نے ایک مدرسہ بمقام ایڈیسا قایم کیا - ابتداءً یونانی علوم نے ایشیا مین انہین کے ذریعے سے اشاعت پائی بعد ازان جب رومی بادشاہ زینو نے ایڈیسا کو غارت کیا تو شاہان ساسانیہ نے ان لوگون کو ایران بلا لیا اور جب بزمانہ جسٹنین ایتہنس و اسکندریہ کے مدارس بند کر دئے گئے تو یہان کے علماء بہی دربار ایران مین پناہ گیر ہوتے اور ارسطو وغیرہ فلاسفہ یونانی کا ترجمہ سریانی اور کالدی مین کرتے رہے - ایران سے یہہ علم عرب آیا - جب عربون نے ایران کو فتح کیا تو انہون نے فلاسفہ یونانی کی تصانیف کو سریانی وغیرہ سے عربی مین ترجمہ کیا - پس معلوم ہوا کہ یونانی علوم پہلے شام و مصر اور ان کے بعد ایران مین مروج ہوئے جہان سے ان کو عربون نے اخذ کیا - لیکن عربون نے صرف ان ترجمون پر اکتفا نہین کیا اور بہت جلد یونانی زبان کو حاصل کر لیا - زینو نے ۴۷۴ سنہ ع سے لیکر ۴۹۱ سنہ ع تک حکومت کی تہی اور جسٹنین نے ۵۲۷ سنہ ع سے لیکر ۵۶۵ سنہ ع تک - گبن جلد (۵) باب ۴۷ صفحہ ۹۲ - اور تمدن عرب مترجمہ مولوی سید علی بلگرامی کتاب پنجم باب اول فصل اول صفحہ ۲۹۷ -

[۵۱] یورپ مین اس کو "اون پیس" کہتے ہین - [۵۲] اس نے مراکش مین ۵۸۱ سنہ ہجری ۱۱۸۵ سنہ ع مین انتقال کیا
[۵۳] اس نے ۵۹۵ سنہ مطابق ۱۱۹۹ سنہ ع مین انتقال کیا -

کے نام سے موسوم کرتے ہین اور اس کے لایق ہمعصر ابوالولید[1] محمد بن احمد ابن رشد نے اپنے خیالات کی آزادی مین بڑی ناموری حاصل کی۔ اکثر متعصب علما نے ان فلاسفہ کی بہت مخالفت کی اور بعض اوقات عوام الناس کو ان سے ایسا برافروختہ خاطر کیا کہ خلیفہ کو چند روز کے لیئے ان لوگون کو ملک سے خارج کر دینا پڑا۔ یورپ مین اس وقت تک عام خیال یہ ہے کہ عربون نے فلسفہ مین ترقی نہین کی بلکہ صرف فلاسفہ یونان کی کتابون کے ترجمہ اور اون کی شاگردی پر اکتفا کیا۔ لیکن یہ صحیح نہین اس لیئے کہ باوقعت اور نہایت مشہور فلاسفہ یورپ متفق اللفظ ہین کہ عربون نے اس علم مین بہت ترقی کی تہی اور اپنے جدید خیالات کو بلالحاظ نقصان اور مضرت نہایت آزادی کے ساتہہ ظاہر کیا کرتے تہے مسیو رینان[2] تحریر کرتا ہے کہ ابن رشد اپنے اوستاد ارسطو پر بہی فوق لے گیا تہا اور اس نے بلاخوف مضرت اپنے خیالات کو ظاہر کیا۔ چنانچہ ابن رشد کو بقائے روح اور بعث ونشر سے انکار تہا اور اوسکا یہ قول تہا کہ انسان کو اوس کے اعمال کی سزا یا جزا دنیا مین مل جاتی ہے۔

---

[1] اس کو یورپ مین اویرذ کہتے ہین اس نے ۵۹۵ھ مطابق ۱۱۹۸ء مین انتقال کیا۔ یہہ اشبیلیہ اور قرطبہ کا قاضی بہی رہ چکا تہا۔ [2] یہ نہایت مشہور اور معروف فرانس کا فلاسفر گزرا ہے۔

شکل ۱۳۴

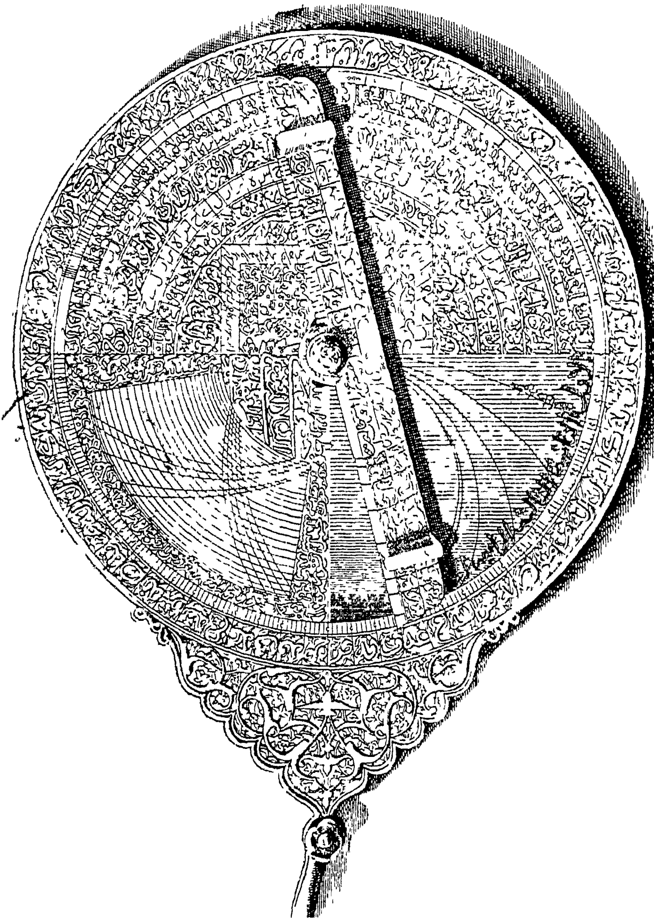

آخرت کا وہ قائل نہ تھا۔

عقبیٰ کی نسبت بھی اس کے خیالات بالکل نئے بلکہ بلحاظ مذہب کفر تک پہونچے تھے۔ وہ ان تمام باتون کو قصہ اور کہانی تصور کرتا اور کہتا ہے کہ انسان حظ نفس کو ان ہی کہانیون کی بدولت دونے معاوضہ کی امید پر ترک کرتا ہے اور یہ کوئی قابل تعریف چیز نہین اس واسطے کہ بہت سے ایسے لوگ موجود ہین جو ان کہانیون کو نہین مانتے تگریکی مین ان لوگون سے کم نہین ہین

علوم ہیئت و ریاضی

علوم ریاضی اور ہیئت[1] مین بھی جو ناموری اندلس کے عربون نے حاصل کی تھی اوس کی شہادت ان علوم کی تمام کتابین جو یورپ مین شائع ہوئی ہین دے رہی ہین۔ افسوس تو اس امر کا ہے کہ عربون کے عیسائی جانشینون نے عربی کتب خانون کو محض بوجہ تعصب مذہبی نیست و نابود کر دیا لیکن جن مصنفین اہل یورپ نے علم ہیئت کے متعلق کچھہ لکھا ہے اونہون نے جابجا اپنی کتابون کو علمائے عرب کی رائے اور استدلال سے مزین کیا ہے جس سے ہم بہت اچھی طرح دریافت کر سکتے ہین کہ انہون نے اس علم مین اس درجہ ترقی کی تھی کہ انہون نے محققین یونان مثل بطلیموس وغیرہ کی تحقیقات کو غلط اور نامکمل ثابت کر دیا۔

---

[1] اس علم کی تحقیقات کے لیئے رصد خانہ بنا دئے گئے تھے۔ چنانچہ اشبیلیہ کا گرالڈا اس وقت تک موجود ہے

ابن عبد الرحمن الزرقال۔ اندلس کے ایک مشہور مہندس نے طلیطلہ مین ایک اسطرلاب اور گھڑیان تیار کی تھین۔ جب یہ اشبیلیہ آیا تو یہان کے شاہان بنی عباد نے اس کی بڑی قدر کی۔ چنانچہ معتمد کے زمانہ حکومت مین اس نے ایک کتاب علم ہیئت اور آلات پر جو اس نے بکمال محنت و تحقیق ایجاد کی تھی لکھی تھی الزرقال نے نہایت صحت کے ساتھہ سالانہ استقبال معدل النہار کا پچاس ثانیہ ہونا معلوم کیا تھا جو اس ہمارے زمانہ کی تحقیقات سے بالکل صحیح ثابت ہوا اندلس کے مہندسین نے بقول مسیو سدیو علمائے بیت النصاری کے قبل یہ دریافت کر لیا تھا کہ سیارون کی حرکت بیضاوی ہے اور زمین آفتاب کے گرد حرکت کر رہی ہے۔

علم جغرافیہ

عربون کو علم جغرافیہ کا شوق اوس زمانہ سے ہوا جبکہ یہہ تجارت مین ترقی کرتے ہوئے اون ممالک مثل چین و ہند وغیرہ تک جا پہونچے جن سے اہل یورپ بالکل واقف نہ تھے اولاً یہ علم سفرنامون کے ذریعے سے بلاد شرقیہ مین پھیلا۔ بڑے بڑے اسفار مثل ابن بطوطہ وغیرہم نے اپنے اپنے سفر کے جو حالات لکھے ہین اون مین وہان کے جغرافیہ کا بھی ذکر کیا ہے اسی طرح رفتہ رفتہ ایک خاص فن بن گیا۔ اندلس کے مشہور جغرافیہ دان کا نام ادریسی ہے اس نے جو مشہور جغرافیہ

۱۱۵۴ء میں لکھا تھا۔ اوس میں صرف وہ واقعات ہی جو اس کو متقدمین کی
تصانیف سے معلوم ہوئے تھے درج نہیں ہیں بلکہ اس نے جو تحقیقات کہ
بذات خود کی تہی اور نیز جو واقعات اس کے ہمعصر سیاحون سے دریافت ہوئے
تھے مع متعدد نقشون کے بالتفصیل درج ہین۔ سیکڑون برس علمائی یورپ کا
دار و مدار اس فن کا اس ہی جغرافیہ پر رہا

فن طب

فن طب نے جو ترقی مشرق مین کی تہی اوس کے اس مقام پر بیان کی
ضرورت نہین پائی جاتی۔ تمام دنیا واقف ہے کہ عربون نے اس فن مین کسقدر
کمال حاصل کیا تھا **بو علی سینا** اور **ابو بکر محمد الرازی** سے مشرق اور
مغرب دونون واقف ہین۔ ایک زمانہ دراز تک اہل یورپ ان ہی لوگون کے
پیرو رہے اور ان کی تصانیف کو لاطینی اور فرانسیسی وغیرہ زبانون مین ترجمہ
کر کے مستفید ہوتے رہے[۱] لیکن بعض ناواقف لوگون کے خیالات کو رد
کرنے کی غرض جو ترقی کہ **اندلس** کے عربون نے عمل جراحی مین کی تہی تحریر کرنا
لازمی سمجھتے ہین۔ عام طور پر یہ خیال پہیلا ہوا ہے کہ عربون نے اس فن مین
ترقی نہین کی۔ اس کی تائید مین بیان کیا جاتا ہے کہ مذہب اسلام مین مردے کی

[۱] تمدن عرب مترجمہ مولوی سید علی بلگرامی۔

چیر پہاڑ قطعاً ممنوع ہے اور جبتک کہ علم تشریح پر کوئی شخص حاوی نہ ہو وہ عمل جراحی مین ترقی نہین کر سکتا۔ اس کی نسبت **مسبولیون** لکھتا ہے کہ "فن جراحی کی بھی ابتدائی ترقی عربون ہی سے ہوئی اور زمانہ حال تک اون ہی کی تصانیف پر یورپ کے مدارس طبیہ کا دارومدار رہا۔ گیارہوین صدی عیسوی مین اون کو موتیا بند کا علاج زجاجیہ کے دبا دینے یا اوس کے نکال لنے سے معلوم تھا پتھری کا نکالنا جس کو **البقاسیس** اس وضاحت کے ساتھہ لکھتا ہے۔ خون کو ٹھنڈے پانی سے بند کرنا۔ محرقہ ادویات اور ریشمی ٹانکونکا استعمال اور زخم کا آگ سے جلانا وغیرہ یہ کل معالجات عربون مین جاری تھے۔ بیہوشی کی دوا دینا بھی جو بالکل جدید ایجاد خیال کی جاتی ہے ان سے مخفی نہ تھا۔ وہ لکھتے ہین کہ سخت عملیات جرّاحی سے پہلے مریض کو کوئی منشی دوا دینی چاہیئے جس سے وہ سو جائے اور اوس مین حس و حرکت باقی نہ رہے"[1]

اندلس کے مشہور طبیب اور جراح **ابوالقاسم بن عباس البقاسیس** نے عمل جرّاحی کے آلات ایجاد کیئے تھے اور ایک مبسوط کتاب اس فن مین موسوم بہ "التصریف لمن عجز عن التالیف" جس مین اس نے نہایت

---

[1] تمدن عرب مترجمہ مولوی سید علی بلگرامی فصل دوم علوم طبیہ صفحہ ۵۵۴۔

تحقیق کے ساتہہ پتہری نکال لینے۔سے بچے جنانی۔ فتق اور دانت اور آنکھون اور ٹوٹی ہڈی کے درست کرنے وغیرہ وغیرہ پر بحث کی ہے لکہے ہتے۔اسی طرح **ابو مروان عبد الملک بن زہر** جو **یوسف تاشفین** کے زمانہ مین گزرا اور **ابن رشد**۔ **اندلس** کے مشہور فلسفی نے بہی عملیات جرّاحی پر ایسی کتابین لکہی ہین جنکی آج قدر کی جاتی ہے۔

علم حیوانات ونباتات | علم طب کے ساتہہ عربون نے علم حیوانات اور نباتات اور فنون واکتشافات مین بدرجہ غایت تحقیق وتدقیق کی تہی۔مغربی عرب جنہون نے اندلس کو اپنا وطن مالوف گردانا تہا اپنے مشرقی بہائیون سے ترقی علوم وفنون مین کسیطرح کم نہ تہے **قرطبہ** اور **غرناطہ** اور دیگر بڑے شہرون مین خاص اہتمام کے ساتہہ باغ تیار کیئے گئے تہے جس مین اقسام کے نادر اور کمیاب درخت علم نباتات کی تحقیق کے لیئے دور دور سے منگا کر لگائے گئے تہے۔علم حیوانات مین جو ترقی انہون نے کی ہے اوس کے دریافت کا اگر کسی کو شوق ہو تو **بو علی سینا** کی تصانیف کی سیر کرے۔

کاغذ | علاوہ ہتیار اور دباغت کیئے ہوئے چمڑے کے عربون نے کاغذ ایجاد کیا۔کاغذ کی ایجاد چینیون کی طرف منسوب کی جاتی ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ

چینیون نے پہلے ریشم سے کاغذ بنایا تہا۔ اگر ہم اس کو تسلیم ہی کرلین تاہم یہ اچھی طرح ثابت ہے کہ یورپ مین کاغذ سن اور روئی کا بنا ہوا عربون ہی کے ذریعہ سے مروج ہوا اور یہ اوس کے موجد تہے۔ اس وقت **اندلس** کے اسکوریل کتب خانہ مین ایسی دستاویزین اور کتابین موجود ہین جو گیارہوین صدی عیسوی مین لکھی گئی تہین۔ اوس زمانہ مین اہل یورپ چمڑے پر لکھا کرتے تہے۔ اور یہہ کتابین کاغذ پر لکھی ہوئی ہین[1]۔

توپ وبارود بارود اور توپ ان دونون چیزون کے موجد عرب ہین اور جس طرز سے کہ بعض ہمعصر عیسائی مصنفین نے ان چیزون کی طرف اشارہ کیا ہے اوس سے خود ثابت ہے کہ یہہ لوگ ان سے بالکل ناواقف تہے **ادفونش** یازدہم کی تاریخ مین لکھا ہے کہ "شہر کے مسلمان بہت سی گرجنے والی چیزین اور لوہے کے گولے بہت بڑے سیب کی برابر پہینکتے تہے۔ یہہ گولے اس قدر دور جاتے تہے کہ بعض فوج کے اوس پار ہوجاتی تہا اور بعض فوج مین گرتے تہے[2]"

عربون نے بارود کا نسخہ اور اوس کا استعمال ہی بتایا ہے۔

"اوس سفوف اور اوس کی مقدار کا بیان جو مدفع مین بہرا جاتا ہے۔

---

[1] تمدن عرب۔ [2] تمدن عرب مترجمہ مولوی سید علی بلگرامی۔ صفحہ ۴۳۴۔

شورہ دس درم۔ کویلہ دو درم۔ اور گندھک ڈیڑھ درم۔ ان کو نہایت باریک
پیسکر مدفع مین تہائی تک بہرنا چاہیئے اور اس سے زیادہ نہین کیونکہ اوس کے
پہٹ جانے کا خوف ہے۔ بہرنے کے لیئے مدفع کے منہہ کی برابر ایک
لکڑی کا گز بنائین اور اوس سے بارود کو زور سے ٹھوکین اور پہر اوس کے اوپر سے
گولہ یا لوہے کا ٹکڑا ڈالین اور اوس کے بعد فتیلے مین آگ دین۔ مدفع کی
لمبائی اوس کے سوراخ کے مطابق ہونی چاہیئے۔ اگر سوراخ بڑا ہو اور
مدفع اوس کے مطابق نہ ہو تو اوس مین عیب ہوگا۔[1]

تعلیم نسوان

علوم و فنون مین صرف مرد ہی مشہور نہ تہے۔ بلکہ اندلس کی عربی
عورتون نے ہر قسم کے علم و فن مین اس درجہ ترقی کی تہی کہ یہ بہی علمائے وقت
سے کم نہ سمجھی جاتی تہین۔ عربون کی روشن خیالی کی اس سے عمدہ دلیل نہین
مل سکتی کہ انہون نے اپنی عورتون مین بہی حصول علم کا شوق پیدا کیا اور اون کو
پوری آزادی یہان تک کہ علمی[2] مباحثون مین اکثر تعلیم یافتہ عورتین بہی شریک رہا
کرتی تہین اور جویائے علم و ادب بلاکسی قسم کے خیال اور شرم کے ان سے

---

[1] تمدن عرب مترجمہ مولوی سید علی بلگرامی صفحہ ۲۴۴۔ مسیو لیبون کے اس بیان کی تائید کہ یورپ مین سب سے پہلے عربون نے بارود اور توپ کو استعمال کیا تہا۔ المقری و ابن خلدون عرب مورخین سے بہی ہوتی ہے۔ [2] ازابلا اینڈ فردنند مصنفہ پرسکاٹ باب ۸ صفحہ ۱۹۲ نوٹ ۳

درس لیا کرتے تھے زینب اور حمدا دونون متوطن دار الحمہ۔ زیاد نامی کتب فروش کی بیٹیان تھین ابن عباد اپنی تصنیف تحفۃ القدیم مین تحریر کرتا ہے کہ باوجود حسن عصمت اور دولت دنیا کے انہون نے ایسی لیاقت حاصل کی تھی کہ اوس وقت کے نامی علما کی مجلسون مین مثل اپنے برابر والون کے شریک ہوتی تہین مگر کبھی کسی کے منہہ سے ان کی شکایت یا خلاف تہذیب برتاؤ کا حرف تک نہ نکلا حفصہ نے خوشنویسی مین وہ نام پیدا کیا تہا کہ اندلس کے مشہور خوش نویس اس سے آکر اصلاح لیا کرتے تھے ۔ ان عورتون نے صرف ادب اور شعر و سخن پر اکتفا نہین کیا بلکہ مثل اپنے باپ اور شوہر اور بہائیون کے فلسفہ اور ہیئت ریاضی اور طب مین بہی کمال حاصل کر لیا تہا۔ العار وضیہ صرف و نحو اور معنی اور بیان مین بے مثل تہی اور مریم بنت ابو یعقوب الانصاری ساکن اشبیلیہ شاعری اور ادب اور ام الہنی قانون مین درس دیا کرتی تہین۔ الغرض کوئی فن ایسا نہ تہا جو عورتون سے چہوٹا ہو۔ تاریخ کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ بہ نسبت ہمارے زمانہ قدیم کے عرب کس قدر آزاد منش اور روشن خیال تھے۔ مجکو ایک واقعہ اچہی طرح یاد ہے جس کا اظہار اس مقام پر خالی از لطف نہ ہوگا۔ ایک روز

ایکدن ایک صاحب جو فی زمانناعالم سمجھے جاتے ہین میرے پاس بغرض ملاقات آئے اثنائی گفتگو مین عورتون کی تعلیم وتربیت اور اون کے ساتھہ جو برتاؤ مرد آجکل کرتے ہین ان باتون کا ذکر آیا۔ ان صاحب نے جو عورتون کے نام بار نہایت حقارت سے لیتے تھے کہا کہ خدای تعالی نے خود ان کو ناقص العقل کا خطاب دیا ہے یہ صرف اس قابل ہین کہ گھر مین قید رہین اور گھر کا انتظام اور بچون کی نگرانی اور پرورش کرین۔ عورتون کا درجہ اسلام مین کنیزون سے کسیطرح زیادہ نہین ہے۔ گو پردہ کا مین بھی طرفدار ہون لیکن یہ مذموم کلمے ایک عالم سے سن کر مجھکو صرف تعجب ہی نہین بلکہ بہت افسوس ہوا۔ جو بین فرق کہ ان قدیم وجدید خیالات مین ہے اوس کی صراحت وتوضیح کی ضرورت نہین ہے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانون کی حکومت وثروت کے ساتھہ اون کی طرز معاشرت اور خیالات مین کس قدر تنزل وپستی واقع ہوئی ہے اس کا اصل باعث یہ ہے کہ آجکل ہمارے علماء مین سے زیادہ تر خود اپنی قومی تاریخ سے بے بہرہ ہی نہین بلکہ اوس سے واقف ہونے کی کوشش تک نہین کرتے عربی مین صرف ونحو اور فارسی مین گلستان اور بوستان اور اردو مین قصص وحکایات پڑھکر اپنے کو وحید عصر تصور کرنے لگتے ہین۔ اگر کوئی بدقسمت اون کی طرز روش پر

اعتراض کر بیٹھے تو وہ فوراً صرف جاہل ہی نہین بلکہ کافر جہنمی قرار پاجاتا ہے۔
اس جگہہ ابو الفضل کے یہہ اشعار مصداق اس قول کے ہین ؎

تو خود می نشنوی بانگ دہل را	رموز سرِ سلطان را چہ دانی
ترا از کاف کفرت ہم خبر نیست	حقائق ہای ایمان را چہ دانی

شجاعت

پانچسو برس قبل اندلس مین عربی عورتین نقاب افگن باہر نکلا کرتی تہین اور علاوہ علمی مباحثون کے کہیل و تماشون کے جلسون کی صدر نشین بنکر اپنے پرتو تہذیب و اخلاق سے ان کو زیب و زینت بخشا کرتی تہین۔
جب نوجوان ہونہار عرب کسی نازنین کے حُسن خداداد پر فریفتہ ہوتے تہے تو بمصداق ؎

عاشقی چیست بگو بندۂ جانان بودن	دل بدست دگرے دادن و حیران بودن

عشاق کسی پُرفضا امن کوہ کے میدان مین جو نہایت اہتمام سے تیار کیا جاتا تہا قسمت آزمائی کے واسطے جمع ہوتے تہے اور یہان اس پری زاد زہرہ تمثال رہزن دین و ایمان کو نظرون کے سامنے جو نقاب افگن لباس فاخرہ در بر تاج مکلل بجواہر بر سر بہزار ناز و انداز رونق افروز بزم ہوتے تہے۔ ایک ایک نشانی اپنے محبوبہ دلنواز کی لیئے مسلح و مکمل فن سپہ گری کے جوہرون کو ختم کردیتے تہے

ان کے چہرون سے جو بے قراری اور پریشانی ظاہر ہو رہی تہی اوس کا اندازہ وہی کر سکتے ہین جو عشق و عاشقی کے لطف سے واقف اور راہ عشق مین اپنی ہستی کو مٹا چکے ہین۔ ان کے کلیجون کی دہک دہک اور دل کے اضطرار سے یہ آشکار تہا کہ کسی ماہ پارہ آفت جان غارت گر دین و ایمان کے شعلہ عشق نے ان کے دل اور جگر کو کباب کر دیا ہے۔

ٹھیر اے دل چھری تلے دم لے	ایسی کیا تجھکو بیقراری ہے
دیر مین جلوہ گر صنم ہوگا	ہان یہی وقت ہوشیاری ہے
بت بیداد گر سے ملنا ہے	شب معراج یہہ ہماری ہے
ہم کو حاذق نے کر دیا بدنام	واہ کیا شرط رازداری ہے

ایک طرف نوجوان خوش وضع عرب زرہ فولادی زیب تن کیئے آلات حرب سے آراستہ۔ عربی مرکب پر سوار عاشقانہ اشعار پڑہتا ہوا نظر آتا تہا اس کی سپر آہنی کی پشت پر اس کا دل مضطر ناوک ناز سے زخمی منقش تہا۔

کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیمکش کو	یہ خلش کہان سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

دوسری طرف اس کا مد مقابل ہمسن اور ہم مذاق و ہم وضع اپنی ڈہال پر نقشہ ایک کشتی کا جو دریا کی تلاطم بلاخیز سے تباہ حال نظر آتی تہی نیزہ بدست نازنین صدر

نشین کے اشارہ کا امید وبیم کے جوش واضطراب کے ساتھہ منتظر تھا۔

پیدا است بے نیازی عشق از فنائی ما	گر زور سے وشکست ز دریاچہ میرود

ان مین سے جو اوس میدان کارزار مین پوری طرح کامیابی حاصل کرتا تھا یہ دولت عظمیٰ اوسی کو نصیب ہوتی تہی۔

الغرض یہ عربون کی شجاعت اور روشن خیالی تہی کہ انہون نے عورتون کو کبہی ذلیل وحقیر نہین سمجہا اور ہمیشہ اون کی توقیر وحفاظت مین اپنی جانون کی پروانہ کی۔ یہ باعصمت ولایق عورتون کی صحبت کا اثر تہا کہ عربون کی تہذیب اور اخلاق اور اون کی حسن معاشرت کی تعریف وتقلید تمام یورپ کرتا تہا[۱]۔

عربون کا اثر یورپ پر — اب ہم اس امر کو ثابت کرنا چاہتے ہین کہ عربون کے تمدن وطرز معاشرت کا اثر اندلس پر خصوصاً اور یورپ پر عموماً کیا ہوا تہا۔ کسی قوم مسلطہ کے نیک یا بد اثر کا اقوام مفتوحہ پر معلوم کرنیکے لئے منجملہ دیگر ذرائع کے ایک عمدہ اور موزون طریقہ یہہ ہے کہ اقوام متاثر کی اون حالتون کا مقابلہ کرین جو حالت ان کی مفتوح

[۱] رینار۔ اس کی نسبت ہسٹری آف دی سارا سنس مصنفہ جسٹس امیر علی باب ۳۱ صفحہ ۵۷۰ اور پرسکاٹ اور کونڈ کی تصانیف بہی پڑہنے کے قابل ہین۔ جہان تک دریافت ہوا ہی اس قسم کی آزادی صرف اندلس کے عربو مین پائی جاتی ہی بعض مصنفین اہل یورپ کا یہہ بہی قول ہی کہ شولری نے یورپ مین انہین عربونکی بدولت رواج پایا تہا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو نگارستان قدرت مصنفہ نواب آغا مرزا بیگ خان وسر الملک بہادر

ہونیکے قبل زمانہ تسلط اور پھر اس اثر کے زایل ہونے کے بعد ہوئی۔ حالت اول کو ہم پہلے مفصل طور پر تحریر کر چکے ہین۔ حالت دوم کا اندازہ بھی اس تاریخ کے ملاحظہ سے ہوسکتا ہے۔ مگر اس اخیر باب مین جو واقعات کہ مندرج ہین بلحاظ اونکی اسلامی تمدن کے زبردست تسلط کا ذکر لازمی سمجھتے ہین۔ اقوال مصنفین و مورخین یورپ جو ہم نے جا بجا واقعات تاریخی کے ثبوت مین استشہاداً پیش کیئے ہین اون سے ناظرین باتمکین پر کافی طور پر منکشف ہوگیا ہوگا کہ عربون کی تہذیب و اخلاق اور اون کے نئے تمدن نے اہل یونان اور روما اور نیز اون وحشی اقوام کو جنہون نے یونان اور روما کی سلطنتون کو تہ و بالا بلکہ نیست و نابود کر دیا تھا جامہ انسانی پہنایا۔ ان کے علمی ذوق و شوق نے تمام یورپ کے لیئے ادب و فلسفہ۔ صنعت و حرفت بلکہ تمام علوم و فنون کے جس سے وہ بالکل بے بہرہ تھا دروازے کھول دیئے تھے اور تقریباً آٹھ سو برس تک عرب ہر چیز مین اہل یورپ کے اوستاد بنے رہے۔ عربون کے تسلط کے سوبرس کے اندر اندلس کے عیسائیون کے خیالات و طرز معاشرت مین ایسا تغیر واقع ہوا تھا کہ جس کی حد و پایان نہین۔ اس سے پہلے تمام یورپ پر جاہلیت کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ علم جو صرف مذہبی کتابون پر منحصر تھا۔ پادریون اور اون کے

مذہبی پیشواؤن تک محدود تہا۔ یہ لوگ انجیل کو پڑھ لیتے تہے اور کسی قدر لکھہ بہی لیتے تہے اور اپنے اثر و وقعت کو قایم رکہنے کی غرض سے عوام الناس کو ان باتون سے صرف منع ہی نہین بلکہ نہایت جبر و زیادتی کے ساتہہ روکتے تہے۔ غرض امیر و غریب سب گویا بے دست و پا تہے اور ذراسی بی اعتدالی یا عدول حکمی پر پوپ ان کو مذہب سے خارج کردیتا اور ہر قسم کی جسمانی تکلیف پہونچاتا تہا۔ عرب جب **اندلس** پر مسلط ہوئے تو ان وحشی اور خودغرض پادریونکا اثر بہی بتدریج زائل ہونے لگا اور رفتہ رفتہ عیسائیون کو مذہب وغیرہ مین وہ آزادی حاصل ہوئی اور ان کے خیالات مین وہ تغیر واقع ہوا کہ **عبدالرحمن ثانی** کے زمانہ حکومت مین جب ان کے پیشواؤن نے ان کو اپنا مذہب یاد دلاکر بغاوت پر آمادہ کرنا چاہا تو باستثنائی چند خودغرضون کے امیر و غریب سب نے ان کا ساتہہ دینے سے انکار کردیا اور یہ جواب دیا کہ جب ہم کو عربون نے ہر طرح کی آزادی دے رکہی ہے اور ہمارے معبدون اور جائیداد کی پوری حفاظت کیجاتی ہے تو محض ہوس حکومت مین ان تمام فوائد و اپنی جانون کو تلف کرنا عقل و دانش کے بالکل خلاف ہے۔ عیسائی امیرزادون نے اپنی زبان اور علم کو بالکل ترک کردیا تہا اور نہایت شوق کے ساتہہ ہر چیز مین عربون کی تقلید کرتے

تھے[1]۔ یہہ نہایت محنت و دلدہی کے ساتھہ عربی زبان کو حاصل اور اوسمین نظم و نثر لکھنے کی کوشش بلیغ کرتے تھے۔ فرقہ **قسیسین** آبائی **قطن** اکی یہ حالت دیکھہ کر اپنے دل ہی دل مین کباب ہوتے تھے۔ مگر عربون کا وہ رعب ان پر چھایا تھا کہ زبان سے ایک حرف بھی نہ نکال سکتے تھے۔ ایک پادری **پولوجیس** نہایت تعصب آمیز الفاظ مین کہتا ہے کہ اب عیسائی عربی زبان و تمدن پر اپنی جانین نثار کرتے ہین اور اپنی مادری زبان اور اپنی مذہبی کتابون کو نظر حقارت سے دیکھتے ہین[2]۔

رفتہ رفتہ عربی زبان نے وہ اثر پیدا کیا کہ خاص **اندلس** کی زبان مین بے انتہا عربی الفاظ شریک ہوگئے **مسیو ڈوزی** نے بکمال محنت اندلس اور **پرتگال** زبانون کے اون الفاظ کی جو عربی سے مشتق ہوئے ہین ایک خاص لغت تیار کی ہے۔ ایک دوسرا فرانسیسی مصنف عربی زبان کے اثر کے متعلق لکھتا ہے کہ "یہ امر نہایت قرین قیاس ہے کہ عربونہی کی زبان سے جو آٹھوین صدی عیسوی سے بحر متوسط پر قابض تھے فرانسیس اور اطالی زبانون مین اکثر وہ الفاظ اخذ کیئے جائین جو جہازرانی اور بحری انتظام سے متعلق ہین۔ اور

---

[1] مورزان اسپین مصنف لینپول باب ۵ صفحہ ۹۰۔ [2] لینپول باب ۵ صفحہ ۹۰۔

قطب نما کا آلہ بہی جو غلطی سے چینیون کی طرف منسوب کیا جاتا ہے انہین کے ذریعے سے یورپ مین آیا۔ یہہ بہی قرین قیاس ہے کہ جس وقت باقاعدہ اور مستقل فوجین یورپ مین قائم ہونے لگین تو افسرون کے نام اور لڑائی مین نعرے کے الفاظ بہی عربون ہی سے لیے گئے اور انتظام مملکت کے متعلق اصطلاحین بہی **بغداد** اور **قرطبہ** سے اخذ کی گئین **فرانس** کے طبقہ ثالث کے سلاطین پوری طرح عربون کے مقلد تہے اور اسی وجہ سے شکار کے متعلق اکثر الفاظ عربی الاصل ہین۔ اسی طرح ٹورنامنٹ کا لفظ جس کو اہل لغت لاطنی سے مشتق کرتے ہین فی الواقع عربی لفظ دوران سے نکلا ہے جو ایک قسم کی فوجی ورزش تہی جس کا ایک جزو دائرہ کے گرد پہرنا تہا لیکن زیادہ تر الفاظ جو ہمین عربون سے ملے ہین وہ علمی اصطلاحات ہین۔ ہمارا علم ہیئت ان اصطلاحون سے معمور ہے۔ اکثر ستارون کے نام ہی عربی ہین اور ریاضی کی اصطلاحات۔ کیمیا کی اصطلاحات اور علم حیوانات اور علم طب کی بہت سی اصطلاحات اور ادویہ کے نام عربی سے اخذ کئے گئے ہین۔

حشیش جو ہماری زبان پر ہے عربی ہے اور اس سے مشتق لفظ اساسن ہے جس کے معنی یورپ کی زبانون مین اوس قاتل کے ہین جو چہپ کر مارے[1]

[1] تمدن عرب مترجمہ مولوی سید علی بلگرامی صفحہ ۴۰۴۔

بہ یک گردشِ چرخ نیلوفری	نہ نادر بجا ماند نے نادری

نہایت عبرت وافسوس کا مقام ہے کہ آن واحد مین خوشنما اور خوبصورت نقشہ بنا ہوا بگڑ گیا اور **غرناطہ** کی دیوارون کے سامنے اوس وسیع وسرسبز وشاداب میدان مین عربون کی حکومت ختم ہوگئی اور **قصر الحمرا** مین عیسائی پہرتے نظر آنے لگے۔ جب عیسائی آٹھہ سو برس بعد **اندلس** پر دوبارہ قابض ہوئے تو انہون نے جو فائدہ عربون کی انصاف پروری۔ روشن خیالی سے صدیون اوٹھایا تھا۔ بالکل بہول گئے اور باوجود متعدد معاہدون کے ان کے ساتھہ ایسی بدسلوکی اور بے رحمی اور سنگدلی سے پیش آئے کہ جس کے صرف خیال سے رونگٹے بدن پر کہڑے ہوتے ہین۔ تمام ملک مین انکویزیشن یعنی مذہبی عدالتین قائم ہوگئین جہان ہزارہا مسلمان صرف اس خطا پر کہ انکا دین اسلام تہا جلا دیے گئے۔

یہہ وہ قتل عام تہا جس کی مثال تاریخ کی بھول بھلیون مین ہرگز نہ ملے گی ادہر تو عرب قتل اور خارج البلد ہونے لگے اور اودہر **اندلس** مین اوسی وقت سے تنزل شروع ہوا۔ پادری دوبارہ ملک وقوم پر پہر مسلط ہوگئے۔ اور علوم وفنون۔ زراعت وحرفت وہ تمام چیزین جن پر قوم وملک کی ترقی وعظمت منحصر ہین بالکل مفقود

ہوگییَن دارالعلوم مدارس و رصدگاہین۔کہنڈر۔ بڑے بڑے صنعت وحرفت کے کارخانے بند۔لہلہاتے کہیت۔سرسبز وشاداب باغ اوجاڑ ہوگئے غرض تہوڑے ہی عرصے مین تمام ملک ویران ہوگیا۔مدرڈ کی مردم شماری چار لاکہہ سے دولاکہہ رہگئی اشبیلیہ کے پندرہ سو کارخانون مین سے جنمین ایک لاکہہ تیس ہزار آدمی روزانہ کام کرتے تہے تین سو کارخانے وہ بہی برائے نام باقی رہ گئے قرطبہ طلیطلہ وغیرہ بڑے بڑے شہر جن کی دنیا مین نظیر نہ تہی ویران ہوگئے۔طلیطلہ مین کپڑے کے پچاس کارخانون مین صرف تیرہ رہ گئے اور ریشمی کپڑے کے کارخانے جن مین چالیس ہزار آدمی کام کرتے تہے بالکل بند ہوگئے۔ملک کی حالت اس قدر تباہ و برباد ہوئی کہ معمولی سے معمولی کام کے لیئے بہی فرانس وجرمن وغیرہ سے کاریگرون کو لانا پڑا۔ وہ مذہبی عدالت جو مسلمانون اور یہودیون کے قتل وغارتگری مین مصروف تہی اب آپنا ئی وطن کی طرف متوجہ ہوئی اور پادریون کے فنون نے عیسائیون کو بہی زندہ جلانا شروع کیا۔قوم کی ہمت تباہ اور اس کے خیالات مین ایسی پستی واقع ہوئی تہی کہ غریب سے لیکر بادشاہ تک کسی مین اتنی لیاقت وجرات نہ تہی کہ وہ ملک و قوم کو ان آفات سے بچاتے چنانچہ اس ہمارے زمانے تک ملک اندلس ظلمت وجہل مین مبتلا ہے

ترقی کے اسباب تو ہم نے بیان کر دئے۔ اب تنزل کے وجوہ کی تلاش باقی رہ گئی۔ یہ تاریخ ملاحظہ ناظرین مین پیش کی جاتی ہے اسی مین سے ان وجوہ کا پتہ مل سکتا ہے کہ یہ عرب اندلس کے اپنے آبا و اجداد سے کس چیز مین سابق اور کس امر مین مسبوق تھے۔ چونکہ دل نہین چاہتا ہے کہ ان غربائے اندلس کا مرثیہ خوان بنیئے اس واسطے اسی مختصر پر ہم ختم کلام کرتے ہین۔

اِنَّ اللّٰہَ عِندَہٗ عِلمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الغَیثَ وَیَعلَمُ مَا فِی الاَرحَامِ وَمَا تَدرِی نَفسٌ مَاذَا تَکسِبُ غَدًا وَمَا تَدرِی نَفسٌ بِاَیِّ اَرضٍ تَمُوتُ[1]

نوشتہ بماند سیہ بر سفید

نویسندہ را نیست فردا امید

---

[1] اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہی مینہہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھہ کہ ماؤن کے پیٹ مین ہے اور (یہ) کوئی نہین جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا (اور یہ بھی) کوئی نہین جانتا کہ وہ کون سی زمین پر مرے گا اللہ ہی جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔

تقریظ بجناب قدوة المحققین وزبدة المدققین
راس الفقہا والمتکلمین استاد الکل فی الکل المسلم عند الکل
سلیل السادة جلیل القادة مولنا ومقتدنا آقائی السید علی شوستری
سلطان العلما ادیب الدولہ سناد الملک بہادر مازالت شموس علومہ طالعة

الحمد للہ الذی لم یورخ ازلیتہ فلم یزل قدیماً ولم ینسخ ابدیتہ فلا یزول
باقیاً حکیماً احکم صنع الفلک الدوار فاولد منہ الزمان والادوار وجعل
لکل دورٍ طوراً وابدع فی بستان الحکمة زھراً ونوراً فالازھار کواکبہ و
الانوار ربتھا سواکبہ والارض یرثھا من عبادہ الصالحون ویبغیھا
الطالحون ولولکنّ الاشیاء تعرف باضدادھا والامثال تشغف
الی اندادھا وخیر الادوار ما صلحت فیہ المعاش والمعاد والاقدار
وھو دور الاول الاخر الباطن الظاھر السامع الناظر خیر من وطی
الارض وخوطب من السماء ببطء فلم یسطح الارض الا لکی یطاھا وبعد

ذلک بطیبة الطیبة یا ولها فافتخرت الارض به علی سماها وعلت منه علی ذکاها ففیها من شرف بنعلیه وداس عرشها وفرشه علاها اذعلاها وله رفع سمکها فسوٰیها واللیل اغطش ضحاها فالدعوة الی الله منتهی مناه از عن الشرک صفاها وعرف الناس قبلتها ومناها ومروتها وصفاها وجعلها فی دنیاها انموذجة لاخراها محمد المبعوث من کان ممکنا وجل عن الامکان فالامبهم صلی الله علیه صلوٰة تلیق بجلاله وجماله

اما بعد پس چون در علم تاریخ خصوصا تواریخ اسلامیه کثرالله امثالهم فی البریه من البحریه موجب عبرت الوالابصار وعبرات اشک اعتبار برخسار است وهم درین تعلیمات عملیه وعلمیه که بصورت غلبه پیشینیان چگونه مقام اعلی را ازطلبه بوده اند پس اگر خلف تقلید سلف کنند هرآئینه گوئی سبقت ازهمگنان ربایند ونرد ازحریفان برند وفوائد بسیار که در تمدن وسیاست مدن دران دستیاب می شود واضح است که در دین ودنیا ودار الابتلاء والعقبی هردو مثمر ثمرات هست وبلکه موجب برآمدن حاجات وتعلم دردا خلاب واخراجات هم باحسن وجه درین علم اگر غور شود البته رغبت بسوء شود والمریاتهم بناء الذین من قبلهم بهمین سبب موجب اتمام حجت است واز همه برتر مورث ایضاح محجه است که فانظر کیف کان عاقبة للذین اساءوا السوی

وہم طبع غریزی باستماع سوالف سلف کہ گاہی در مزاج ایشان عمل سلافہ در رہر سالفہ
کند ولا محالہ باعث تنشیط شود ونحن نقص علیک احسن القصص بما اوحینا
الیک ھذا القرآن وان کنت من قبلہ لمن الغافلین اللہ اکبر جای تفکر و
تذکر است بلکہ موضع تدبر وتحیر است کہ خطاب اقدس باری تعالی بآن ذات متقدس
است کہ در تفکرو تذکرش وعدم غفلت وکثرت تدبرش آیہ وافی ہدایہ وما انزلنا
علیک القرآن لتشقی الا تذکرۃ لمن یخشی البس است ودر استغراقش بوصول
حضوری ودوامی گزشتہ از تذکار کلامی ومرامی ہمین کفایت است کہ سماء الدنیا
قلب آن حضرت است ونزلہ علی قلبک شاہد این مدعی بلوغ در دعوت است
مع ذلک خدا فرماید وان کنت من قبلہ لمن الغافلین ؎

غفلت از اغیار بود شش فی زیار	پوستین بہروی آمد فی بہار

سمو رتبہ تذکر باخبار خیار سلف وعلو درجہ تفکر بوجوب از برای خلف کہ حاصل قصہ
خوانی وتاریخ دانی است ہمانا مثل حضرت رب العزت جلت عظمتہ بمثل آنحضرت
واصل بتقضاء مرتبہ اتصال بعد الوصول ہمین می شود کہ وان کنت من قبلہ الخ
اخبار غیر از دور جائیکہ ہمہ او شدہ کجا تصور غیر کند واز کجا آن را از افراد غیر نماید معلوم است
کہ از غیر خدا پیغامبر از غافلین است ولیکن شرف قصص دانی این است کہ حتی

النبی را خد المن الغافلین از آن شمارد که کمال استغراق را بهویت در بر
دارد فامادر صورتیکه برائی مثل آن مستغرق بحر وحدت وداحی لسبینه است تصور
کثرت قصص مفید باشد وچهره غفلت بجز اشد بالنسبة بغیر معصوم البته معلوم است
که اکثر لزوماً وجزماً وادنی وجوباً وحتماً خواهد بود پس باید دانست که از اخبار سوالف
هرگز هرگز نباید مخالف شد نه بلکه واجب است که به تثبیت قصص باحتیاط ابن عبر
واخبار وسیر موالف گشت فاقتدائ باشرف البریه از سیر سیر وسلوک سابقین مطلع
باشند اقلاً موجب عبرت وتعلیم فتوت ومروت وحمیت وغیرت خواهد بود پس بنام محبتانیکه
وجود خود را در دنیا عبث دانسته اند ویادگارها از اخبار سلف در زمانه بیادگار گزاشته تا توانسته اند لاسیّما
اخبار بدو اسلام واسلامیان که توحید را بطاق بلند گزاشته اند بطور ما مون از مشارکت درین فن هم امم را
به هزارها قرن راه دور هشته اند این توحید بالذات للذات الی الذات که از امم سابقه
نصیب است که این توحید اسلامی از برائی علماء ما بغایت عجیب است قال سید
الموحدین وحامی بیضة الدین وماحی الشرك والمشرکین امیر المومنین
بآنکه فرموده اَنَا عَبْدٌ مِنْ عُبَيْدِ مُحَمَّدٍ در توحید می فرماید مَنْ وَحَّدَهُ فَقَدْ كَيَّفَهُ وَمَنْ كَيَّفَهُ
فَقَدْ جَزَّاهُ وَمَنْ جَزَّاهُ فَقَدْ ثَنَّاهُ وَمَنْ ثَنَّاهُ فَلَمْ يُوَحِّدْهُ چه خوب می گوید آنکه فرموده
ودر سفته ودراری آورده ودرست آزموده است۔

فِیلکَ یا اُعجُوبَۃَ الدّہرِ غدا الفکرُ علیلاً	کُلّما قرّبَ فِکرِی مِنکَ شِبرًا فرّ مِیلاً

واقع امر ما التراب و رب الارباب پس بقاعدہ معقودہ محمدیہ باید تمسک جست و
ازین ورطہ جست کہ علیکم بدین العجائز و بہمین فائز گشت بناء علیہ اول الاسلام
نفی الشرک ازان شد کہ قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا و چون توحید مسلسل بزنجیر
نبوت است کہ این ذات مستجمع جمیع صفات کمالیہ را باید پوزش و پرستش نمود
و از صفات کمالیہ معنی معبودیۃ است بہ ثبوت پیوستہ لبسط الاسلام و دعوت
انام بکیفیاتی کہ از ایام متبرکہ آن زمان بعثت تا روز قیامت باید از حالات آن مقتدائے
دین و خیر المرسلین و سید صفوت رب العالمین المخاطب فادع الی ربک
بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلهم بالتی هی احسن و پس ازان
حضرت علیا منقبت کہ سلوک صحابہ و تابعین و تابع التابعین است ہم باید مستحضر
شد فذالک آنچہ قائع نشر این شرائع و ابلاغ این ودائع در صفحہ روزگار شائع
و ذائع گشتہ معلوم باید نمود فلہذا آفرین بہمت والا نہمت نور حدقہ اصالت و نور
حدیقہ بسالت قوت باصرہ شرافت و غرۂ ناصیہ نصفت و حصافت و نبالت جناب
نواب ذوالقدر جنگ بہادر مرزا ذوالقدر بیگ نام فرزند نواب شمشیر جنگ بہادر
آغا مرزا بیگ از تواریخ عربیہ و فارسیہ و انگریزیہ چند ورقی کہ بر صفحہ روزگار بترجمہ بیادگار

گردانسته و آن را برای ترغیب مسلمانان بخصال سلف خود وسیله اقتدار و ذریعه اهتدا دپند اشته بنازم بآن پدر و مادری که چنین فرزند دلبند نبیه و جگر بند علما پسند فقیه بر کمال انتباه مغز آگاه بلند خرگاه تربیت نموده که باوجود استغراق وقات درکار سرکار فخامته مدار دولت آصفیه ادامها الله بخیریته که صاحب منصب و رعدالت فوجداری بلده حیدرآباد فرخنده بنیاد صینت عن الفتن والفساد هستند و اغلب اوقات خود را که حصه از عمر عزیز است بفیصله مقدمات و مشاجرات و منازعات بعبادات و منادات و مبارات میگزارند لیکن علت غائیه خلقت خود را هم از نظر انور دور نکرده و نفس فطری فطرۃ الله التی فطر الناس علیها را در خاطر فیض نظار نشسته بلکه آیه کریمه وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت به فوادك وجاءك فی هذه الحق وموعظة للمومنین بذهن خود سپرده که از علم تاریخ تثبیت فواد و رسوخ اعتقاد صلاحیت بنیاد خواهد شد و امت را لازم است که بهدایت نبی خود مهتدی شود فبهداهم اقتده و اقتدا بسلف صالح خود نمایند که فبهداهم اقتده وچون دیدم زحمتی بکمال اشتغال کشیده و خود را در زمره متبصرین اسلامیین اشهد بالله گنجانیده است غیرت اسلامی بجوش آمد که بموجب خواهش آن یگانه انفس و آفاق و صاحب علیا بالاستحقاق تقریظی نگارش رود تا آنکه غرض اصلی

از جمتش معلوم شود لذالک این چند سطر سیاہی بر سفیدی کشیدہ کہ تا بیندگان
ہمچون دیدہ او راہ دانستہ و دیدہ اعتبار بدیدہ اعتبار دران نگاہی انداختہ کہ ندید
آن راندیدہ باشند و غرض اصلی مترجم بد و کلمہ منسجم و بسلک دُر غرر منظم گردد وعسی
اللہ ان ینفع بہ الناظرین من الغابرین عن الغابرین ومن الاولین
والاخرین واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین وسلام علی المرسلین
وصلی اللہ علی تاج الرسالۃ طوق الرسل خاتمہم ۔ بل زینۃ
لعبادا سلکہم وعلی الہ الطیبین وصحبہ المنتخبین والتابعین لھم
باحسان الی یوم الدین وانا الداعی لدوام الدولۃ الاصفیۃ
صینت بمن خالق البریہ علی بن ابو الحسن الموسوی الشوشتری
من سلطان عصرہ المجری بہ الفلک سلطان العلما ادیب الدولہ اسناد الملک

قطعہ تاریخ طبع فتح اندلس از نتیجہ فکر جناب مولوی عباس علی شریف صاحب المتخلص بہ تصور

جب کبھی آیا خیال اندلس
بڑھ گیا حد سے ملال اندلس

ذو القدر جنگ بہادر نے بغور
سر بسر لکھا ہے حال اندلس

خون بہایا تھا پسینہ کی جگہ
جب ہوا حاصل وصال اندلس

قرطبہ غرناطہ الحمراء کا قصر ۔۔۔ تھا عیان جن سے کمال اندلس
کیسی کیسی مسجدین اور خانقاہ ۔۔۔ جن سے تھا جاہ و جلال اندلس
کیسے کیسے باغ اور قصر بلند ۔۔۔ کرتے تھے ظاہر کمال اندلس
کس طرح تشبیہ اوس کی ہو رقم ۔۔۔ جب نہو ممکن مثال اندلس
جَنّٰتٌ مِن تَحتِہَا الاَنہَار کا ۔۔۔ قول صادق تھا بحال اندلس
فوقیت رکھتے تھے وہ تھین جنتین ۔۔۔ لاکھہ شیرون پر غزال اندلس
فوج دشمن لاکھہ ہو ہٹتے نہ تھے ۔۔۔ وہ قوی دل تھے رجال اندلس
ہر مکان علم و ہنر کی کان تھی ۔۔۔ جا بجا تھا قیل و قال اندلس
حکمت و طب ہیئت و ہندسہ نجوم ۔۔۔ انتہا پر تھا کمال اندلس
دن وہ تھے کچھہ اور تھے کچھہ وقت اور ۔۔۔ اور تھے کچھہ ماہ و سال اندلس
اب کہان ہے وہ زمین و آسمان ۔۔۔ کیا ہوا آخر مآل اندلس
خانہ جنگی نے ملایا خاک مین ۔۔۔ دولت و علم و جمال اندلس
خانہ جنگی کی ہے یہہ بَیّن دلیل ۔۔۔ مہر سے روشن زوال اندلس
عبرت آخر ہے درس ما سبق ۔۔۔ غور سے دیکھو جو حال اندلس
ہے تصور سے عیان تاریخ طبع ۔۔۔ کارگر عبرت ہے حال اندلس

١٣٢٢ ھ

قطعہ تاریخ طبع خلافت اندلس

از نتیجہ فکر جناب مولوی سید خوندمیر صاحب غفرلہ

کیا کرین اب روایت اندلس
ہے کہانی حکایت اندلس

کیا بتائین کہ قرطبہ کیا تہا
اور کیا ہتی ولایت اندلس

ایک عالم مین دہاک ہتی اوس کی
ہتی کچہہ ایسی مہابت اندلس

شان وشوکت مین ہتی کہین بڑہکر
سلطنت سے سفارت اندلس

اس کا مانے ہوئے تہے سب لوہا
ہتی شجاعت شجاعت اندلس

ایسے کیسے ہوئے ہین گردن کش
حلقہ در گوش طاعت اندلس

دوستی کے تہے اس کی سب خواہان
ہتی غنیمت حمایت اندلس

میہمان کے لیئے کشادہ تہے
خوانہائے ضیافت اندلس

ایک عالم کو کرتا تہا شاداب
ابر جود و سخاوت اندلس

یان امیر و غریب یکسان ہین
تہا یہ حکم عدالت اندلس

ایک عالم یہ تہا ضیا افگن
آفتاب تجارت اندلس

ہتی مربی علم دنیا مین
سب سے پہلے خلافت اندلس

آج تک جس پہ رشک ہے سب کو
تہا وہ فن عمارت اندلس

کیسی کیسی ہوئی ہین ایجادین
آفرین بر فطانت اندلس

ملک و ملت کو دن بدن ہو فروغ
تہی یہی کر ہتی غایت اندلس

چمن روزگار مین گویا
گل تہا دار الخلافت اندلس

حیف آخر فلک نہ دیکہہ سکا
تازگی و نضارت اندلس

آگیا بس زوال مین افسوس!
مہر برج سعادت اندلس

خاک مین مل گیا ہے اب سارا
وہ شکوہ ایالت اندلس

جس کو منظور ہو کہ گہر بیٹہے
ق
کیجے سیر و سیاحت اندلس

دیکہے **ذو القدر جنگ** کی تصنیف
نام جس کا خلافت اندلس

خوب تصویر اس کی کہینچی ہے
خوب لکہی ہے حالت اندلس

خوب تفصیل سے بتایا ہے
انقلاب ریاست اندلس

وہ امارت وہ شان وہ شوکت
وہ عروج خلافت اندلس

وہ ترفع وہ دولت و حشمت
وہ وقار و متانت اندلس

وہ فتوت وہ عظمت و جبروت
وہ ظہور جلالت اندلس

وہ نبرد آزمائیان اوس کی
وہ کمال شجاعت اندلس

وہ فتوحات ملکی و مالی
وہ قوانین اوس کے وہ آئین
وہ تمدن اور اوس کا وہ اخلاق
وہ ترقی علوم مین اوس کی
وہ مقامات دلکش و دلچسپ
وہ پہاڑ آبشار وہ صحرا
وہ پل و خانقاہ و حمام
خاصکر قرطبہ کی وہ مسجد
پھر تباہی اور اوس کی بربادی
الغرض اس کتاب مین مذکور
منطبع ہوگئی بحسن تمام
سال ہجری یہہ مین نے لکھا ہے

وہ شکوہ و صلابت اندلس
وہ اصول سیاست اندلس
وہ رسوم ولایت اندلس
وہ فروغ تجارت اندلس
وہ بہار طراوت اندلس
وہ فضا اور وہ ساحت اندلس
وہ شکوہ عمارت اندلس
وہ کمال صناعت اندلس
وہ زوال خلافت اندلس
جز سے تا کل ہے حالت اندلس
بے بدل جب خلافت اندلس
کیا چھپی ہے خلافت اندلس
۱۳۲۲ھ

ایضا

کتاب خلافت بصد اہتمام
چھپی جبکہ کامل سنہ انطباع

جو تصنیف ہے ایک ذی قدر کی
لکھا مین نے (تاریخ کامل چھپی)
۱۳۲۲ھ

ایضاً فارسی

بشد طبع چون نسخۂ بے بہا　　بعون خداوند جن و بشر
سنہ ہجریش گفت ہاتف بمن　　بگو (چاپ شد نسخۂ نامور) ۱۳۲۲ھ

ایضاً

خلافت کا پہلا چھپا جب کہ حصہ　　بصد آب و تاب و بصد زیب و زینت
لکھا سال ہجری یہ مین نے بھی اس کا　　چھپا حصۂ اوّلین خلافت ۱۳۲۲ھ

ریویو چکیدہ کلک گہر سلک محبی مخلصی مولوی سید ہمایون میرزا اسکوئر بیرسٹر ایٹ لا

میرے دوست اور پیارے دوست نواب ذو القدر جنگ بہادر
نے اپنی تالیف خلافت اندلس کی نسبت میری رای طلب کی بظاہر تو یہ ایک
چھوٹی سی فرمایش ہے اور اوسکی تعمیل بہی آسان معلوم ہوتی ہے۔ مگر
وقتِ طلب امر یہ ہے کہ اگر مین اپنی رای کا اظہار بشکل تقریظ کرون جس کا رواج
ہندمین چالیس پچاس برس سے پڑ گیا ہے۔ جس سے عموماً یہ مقصود ہوتا ہے
کہ آنکہین بند کرکے بغیر تصنیف یا تالیف دیکہے ہوئے تصنیف یا تالیف
کی مدحت نگاری کی جائے اور لکہنے والا اپنی لیاقت نظم و نثر کا اظہار کرے
تو میری دانست مین یہہ ایک فعل عبث ہے۔ مجرد ایک طویل مقفیٰ و مسجع
تقریظ سے کوئی تصنیف یا تالیف قابل وقعت و مفید ثابت نہین ہو سکتی۔
خصوصاً جبکہ یہ معلوم ہے کہ تقریظون مین عموماً جہوٹی تعریفون کی بہرمار ہوتی ہے
البتہ کسی تصنیف یا تالیف کی تنقید کرنا جس کا رواج زمانہ دراز سے عرب مین
چلا آتا ہے ایک بکار آمد و مفید فعل ہے بشرطیکہ تنقید کرنیوالا پوری صلاحیت و
کافی فرصت رکہتا ہو۔ خلافت اندلس ایک ضخیم کتاب ہے جس کی تنقید کرنے

کے لئے ایک تو مدید فرصت درکار ہے دوسرے اندلس کے حالات عہد خلافت کے وسیع و تازہ معلومات کی ضرورت ہے تیسرے صحیح مادہ تنقید کرنے کا ہونا چاہیئے ۔ مجھے ان مین سے ایک بات بھی نصیب نہین ہے بقول مولانا حالی ۔

جیسا نظر آتا ہون نہ ویسا ہون مین — اور جیسا سمجھتا ہون نہ ویسا ہون مین
لینے سے بھی ہون عیب چھپاتا اپنے — بس مجھکو ہی معلوم ہے جیسا ہون مین

ایسی حالت مین تنقید کرنا میرے لئے محالات سے ہے اسلامی دنیا مین بالعموم یہی دو طریقے استعمال مین ہین اور مین ان دونون سے قاصر ہون مگر ان خیالات سے کہ ایک عزیز دوست نے فرمایش کی ہے وہ بھی از راہ قدر دانی و محبت گستری اگر اس کی تعمیل نہ کرون تو صرف کفران نعمت ہی نہین ہے بلکہ ایک عزیز کی خاطر شکنی متصور ہے جو کسی طرح جائز نہین ہے ۔ بقول خدائے سخن میر انیس مرحوم ؎

خیال خاطر احباب چاہیئے ہر دم — انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینون کو

مجھکو اپنی رائے ظاہر کرنے پر مجبور کر رکھا ہے اس لئے مین نے ان دونون طریقون کو نظر انداز کر کے انگریزی طریقہ ریویو کرنے کا اختیار کیا قبل طبع ہونیکے

مین نے ایک سرسری نظر ساری کتاب پر ڈالی۔ اس کتاب کے تین حصے
ہین اور ہر حصہ چند بابون پر منقسم ہے حصہ اول مین مندرجہ ذیل تذکرے ہین۔
اسلام سے پہلے کی حالت۔ عربون کی آمد اور اون کی فتوحات کا آغاز و انجام
اندلس کے تعلقات شام و افریقیہ سے والیون کا افریقیہ سے مقرر ہوکر آنا۔
عبدالرحمن بن معاویہ کا ملک شام سے بہاگ کر اندلس مین داخل ہونا۔
جنگ مصارة۔ حصہ دویم مین خلافت اندلس کی بنا کے اور خاندان بنی امیہ کے
عروج و تنزل کے حالات مرقوم ہین۔ حصہ سیوم مین بیانات طوائف الملوکی
کے مختلف خاندانون کا یکے بعد دیگرے اندلس پر مسلط ہونے کے۔ جنگ غرناطہ
کے اور عربون کے اخراج کے مسطور ہین جس جس بادشاہ کے عہد حکومت
مین جو کچھہ ترقیان علوم و فنون و تمدن مین ہوئین اون کے کارنامے مناسب
موقعون مین مذکور ہین کسی خاص علم یا فن مین تالیف یا تصنیف کرنیکے لیے
مؤلف یا مصنف کو مخصوصہ قابلیتون کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً کسی مورخ
کے لیے جس زبان مین اوس کی تالیف ہو اوس کے لٹریچر (ادب) پر
اوس کو عبور ہونا چاہیے یعنی اعلیٰ درجہ کا زبان دان ہو۔ عام معلومات کثیر اور
نظر وسیع رکھتا ہو اوس قوم و ملک کے تاریخی حالات سے جہان کی تاریخ

لکہنے بیٹہا ہے کافی ومحققانہ واقفیت رکہتا ہو۔ دل ودماغ اوس کا قومی اور مذہبی تعصب سے مبرا ہو۔ اصول جمع وتدوین سے ماہر ہو۔ طبعی مناسبت وصحیح مذاق تاریخ دانی کا ہو۔ روشن خیال وصائب الرائے ہو۔ جہانتک مجہے معلوم ہے خلافت اندلس کے فاضل مؤلف ان تمام صفتون سے متصف ہین۔ کتاب خلافت اندلس اردو مین لکہی گئی ہے اور مؤلف کی مادری زبان وہ اُردو ہے جس کو تعلق دلّی کے لال قلعہ سے ہے جہانکی ٹکسالی اور بامحاورہ اردو کی دنیا قائل ہے۔ واضح ہو کہ مؤلف کی والدہ معظمہ خاندان تیموریہ کی ایک رکن رکین ہین پہر اون کی اُردو دانی کا کیا کہنا خصوصاً جبکہ انہون نے زباندانی کی تحقیقات مین اپنے وقت عزیز کا کوئی حصہ صرف بہی کیا ہو اور اُردو لٹریچر سے طبعی دلچسپی بہی رکہتے ہون ایک کیمبرج کے ایم۔ اے کی تالیف کا اُردو مین ہونا کافی دلیل طبعی دلچسپی کی ہے تاریخ دانی کی طرف مؤلف کا طبعی رجحان اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دارالعلوم کیمبرج کے بی۔ اے کے ٹرائیپوس مین انہون نے ہسٹریز آف دی ورلڈ (تواریخ عالم) لی تہی بعد کامیابی بہی انہون نے تواریخ کا مطالعہ چہوڑا نہین باقی صفتین ایک مورخ کی ان مین بوجہ اعلیٰ درجہ کی مشرقی ومغربی تعلیم پانے کے اور مذاق و

مشاغل علمیہ رکھنے کے موجود ہین اور یہ صفتین صرف انکی ذات ہی تک
محدود نہین ہین بلکہ ان کی تالیف زیر ریویو بہی ان صفتون سے متاثر ہوئی ہے
جہان تک مجہے علم ہے اردو زبان مین ہسپانیہ کی کوئی کامل و مستقل تاریخ
ابتک نہین لکہی گئی۔ ایک آدہ انگریزی زبان کی تاریخ اندلس کا ترجمہ کیا گیا ہے
جو زمانہ کی موجودہ احتیاج کے لئے کافی نہین ہے مین خلافت اندلس کے
قابل مؤلف کو دل سے مبارکباد دیتا ہون کہ انہون نے اس احتیاج کو
محسوس کرکے بڑی جان فشانیون اور سردردیون سے کثیر و مفید مواد کتب
عربیہ و انگلشیہ سے لیکر ایک خوش نما پہبتا ہوا زبان اُردو کا لباس پہناکر تاریخ
اندلس کی ترتیب نہایت قابلانہ طریقہ سے دی ہے۔ یہ کوشش مؤلف کی
نہایت بکارآمد و قابل قدر ہے۔ ایک یورپین مدبر کا قول ہے کہ ہم لوگ اپنے
اسلاف کی عظمت و شاندار سرگزشتون سے اپنی آنیوالی حالت درست کرسکتے
ہین۔ اگر مسلمان اپنے اسلاف کے کارنامون کو پڑہکر ذرا غیرت و ہمت سے
کام لین تو کیا کچہہ نہین کرسکتے ہین۔ تاریخ خلافت اندلس مین ان باعظمت اسلاف
کے کارنامے ہین جو صفحہ ہستی پر ہمیشہ قابل قدر سمجہے گئے اور سمجہے جائینگے۔
ان کے قابل قدر ہونیکی ایک چہوٹی سی دلیل یہ ہے کہ اون کے دشمن بہی بغیر

سرا ہے نہ رہ سکے پروفیسر بوسورتہ اسمتہ اپنی تصنیف محمدؐ اور اسلام مین اندلس کے عربون کے متعلق یون رطب اللسان ہے "ہسپانیہ کی مشعل تعلیم و تعلم نے جاہل و تاریک یورپ کو صدیون منور کر رکھا تہا وغیرہ وغیرہ" مورس سٹیفنس تاریخ پرتگال مین اندلس کے عربون کا اس طرح ثنا خوان ہے "اگرچہ عرب عموماً حرارت و تعصب مذہبی کی وجہ سے مجنون بنے ہوئے تہے لیکن اندلس کے بنی اُمیّہ عرب نہایت روشن خیال حکمران تہے جن کی صابر و متحمل حکومت مین ممالک پرتگال و ہسپانیہ ویسے ہی شاد و آباد تہے جیسے زیر حکومت شاہنشاہان روما" علاوہ ان کے متعدد یورپین مصنفون اور مؤلفون نے مثل گبن و واشنگٹن۔ ارونگ و اسٹنلی لین پول و گلمن و پرسکوٹ وغیرہ نے صفحے کے صفحے اندلس کے عربون کی مدح سرائیون مین سیاہ کر ڈالے ہین ایسے باعظمت و لائق فخر لوگون کے تذکرے سے خلافت اندلس کے مؤلف نے پبلک کے سامنے پیش کئے ہین مجہے امید ہے کہ پبلک اس تالیف سے مستفید ہوگی تا کہ مؤلف کی محنت ٹہکانے لگی اور دوسرونکا ایسے کام کیلئے دل بڑہے فقط

سٹرک کنہ گوشہ محل۔ حیدر آباد دکن

محررہ ۲۷ تیر ۱۳۱۴ف

الراقم

سید ہمایون میرزا